Presented by: Rana Jabir Abbas

نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَنْ نَشَآءُ وَفَوقَ كُلِّ ذِی عِلْمٍ عَلِيْمٌ (اليوسف: ۷۶)

جواهر الاسرار
فی مناقب
الآئمة الاطهارؑ

تالیف

عالم ربانی فقیہ اہلبیتؑ علامہ محمد حسنین السابقی النجفی

ناشر

مرکز تبلیغات اسلامی شیعہ

جامعۃ الثقلین ملتان' پاکستان

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	:	جواهر الأسرار في مناقب الأئمة الأطهارؑ
مؤلف	:	علامہ محمد حسنین السابقی النجفی
نشر کردہ	:	ون ٹین بکس
ناشر	:	مرکز تبلیغات اسلامی شیعہ جامعة الثقلين، ملتان
کمپوزنگ	:	سید وسیم حیدر نقوی
مطبع	:	سہیل مانجی
تعداد	:	۱۰۰۰ ایک ہزار
سالِ اشاعت	:	اول 1969، دوئم 2010، سوئم 2012
قیمت	:	Rs.350/-

www.onetenbooks.com

One Ten Books
Add: Flat # B-8, 4th Floor, Ali Centre,
Block 13-C, Gulshan e Iqbal,
Karachi - Pakistan.
Ph: 0092 21 - 34819283, 84
Fax: 0092 21 - 34821053
e-mail: info@onetenbooks.com

www.sabqi.com

Jameya Al Saqlain
Add: Ahmed Park, Khanewal Road,
Multan - Pakistan.
Ph: 0092 333 619 1028
e-mail: jamiasaqlain110@gmail.com

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب۔

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

Knowledge for All
SABIL-E-SAKINA

یا عباس

۷۸۶
۹۲_۱۱۰
یا صاحب الزماں ادرکنی

DvD Version

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

NOT FOR COMMERCIAL
jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

الاھــــــــــــــداء

إلیٰ الإمام المبینؑ

وسـرّاللّٰـه فـی العالمین علی بن أبی طالبؑ یامولا ی کیف أصف حسن ثنائك أم کیف أُحـصـی جمیل بلا ئك والأوھام عن معرفة کیفیتك عاجزة والأذھان عن بلوغ حـقیـقتك قـاصـرة والنفوس تقصرعمّا تستحقه فلا تبلغه وتعجزعمّا تستوجب فلا تـدرکـه بـأبـی أنت وأُمی یا أمیرالمومنینؑ(۱) یاأیّھا العزیز مسّناٰ وأھلنا الضرّ وجئنا ببضاعة مزجاة فأوف لنا الکیل وتصدّق علینا إنّ اللّٰه یجزی المتصدّقین۔(۲)

شہنشاہ ولایتؑ کے نام

اے مولا! میں کس طرح آپ کے حسن ثناء کو بیان کروں اور کس طرح آپ کی قابل ستائش مشقتوں کو شمار کروں جبکہ ہمارے وہم وگمان آپ کی کیفیت پہچاننے سے عاجز ہیں اور ہمارے ذہن آپ کی حقیقت معلوم کرنے سے قاصر ہیں، ہمارے نفس آپ کے اس مقام کو سمجھنے کی تاب نہیں رکھتے جس کے آپ مستحق ہیں اور وہ مدح بیان کرنے سے قاصر ہیں جو آپ کے شایان شان ہے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اے امیر المؤمنینؑ! اے شہنشاہ دو عالم! ہم کو اور ہمارے خاندان کو بڑی تکلیف پہنچی ہے اور ہم آپ کی خدمت میں کچھ ناقص پونجی لائے ہیں پس ہم کو پورا ناپ دلوایئے اور ہم پر احسان کیجئے بے شک اللہ احسان کرنے والوں کو نیک بدلہ دلواتا ہے

---

(۱) منقو ل ازبحار الانوار جد۲۲ ص۷۳۔

(۲)یوسف ع ۳ پارہ۱۳۔

خــــــــــــــطبة

بسم الله الرحمن الرحیم

الـحـمـد لـلّٰــه الـذی کشف لـنـا حقـائق أسرار الأیمـان و نوّر بـصـائرنا بأنوار الیقین لمعرفة أولیائه بالبیّنة والبرھان وأوضح لنا محجة الحق حافظاً لقلوبنا عن تسویلات الشیطان فنشھد أن لا إلٰـه إلّا الـلّٰـه الـخـالق الرازق المحی الممیت الملك الحقّ الحنان المنان ونشکر علیٰ ماأنقذنا من لظی النیران وصلواته الـدائمة القائمة علی نبّیه المصطفیٰ وولیّه المرتضیٰ وعترتھما أعلام الھدیٰ الـذیـن لأ جـلھم خلق اللّٰه الوریٰ وبنورھم ولّت دیاجیر ا لکفر والطغیان وشرّفھم حتی أنزل مقادیر أُموره علیٰ أیـدیھـم ومـن بیوتھـم وجـعـلھـم مـفـزع العبـاد عند الدواھی والـحـدثـان ولـعـنة اللّٰه عـلـی أعـدائھم مـاوسعـه إلامکـان

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فہرست

مقدمہ (از سلطان العلماء علامہ غضنفر عباس الہاشمی) 1
علامہ محمد حسنین السابقی النجفی کا تعارف 3
قوم شیعہ کے بحرانی حالات قائم آل محمدؑ کے ظہور کی علامت ہیں 27
ملت جعفریہ کے حالات کی موجودہ رفتار پر ایک نظر 28
علمائے اعلام کے موجودہ طریق اصلاح پر تنقید 30
کتاب ہذا کی تالیف کے وجوہات 31
علم اصول حدیث میں مستند اخبار احاد کی اہمیت 31
جلیل القدر علمائے شیعہ اور کتب شیعہ کی وثاقت و دیانت 33
آئمہ اطہارؑ کے فضائل کی معرفت کس حد تک ضروری ہے 34
علماء اعلام کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش 38

باب اول

معرفت آئمہ اطہارؑ کے مختلف مدارج کے بیان میں 40
آل محمدؑ کے فضائل و کمالات ادراک بشری کی حد سے بالا ہیں 41
فرمان معصومؑ کو تسلیم کرنا واجب ہے 45
فرامین آل محمد علیہم السلام کی تردید کی ممانعت 46
احادیث مذکور کے متعلق چند علماء اعلام کا توضیحی بیان حقیقت ترجمان 50
معرفت محمدؐ و آل محمدؐ میں اختلاف آراء کے اسباب 52
آئمہ معصومینؑ کے بعض اسرار کو انبیاء بھی برداشت نہیں کر سکتے 58
ایمان و یقین کے مختلف درجات 61
معرفت کا پست ترین درجہ 66
فاسق و فاجر شیعہ سے بھی بیزاری ناجائز ہے 68
حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت ابوذرؓ کی معرفت موازنہ 69
اس حدیث کے متعلق علماء کے وضاحتی بیان 70

باب دوم

غلو و تفویض کی حقیقت اور اس کے حدود و انحاء کا بیان 77
قرآن مجید میں غلو کی تردید 78
اقوال آئمہ معصومینؑ میں غلو کی تردید 78
غالیوں سے میل جول رکھنے کی ممانعت 80
غلو و تفویض کا مفہوم 80
مسئلہ تفویض افراط و تفریط کے مابین صحیح نظریہ اور نائب امام زمانہؑ 82
جناب حسین بن روح کا قطعی فیصلہ
یہ نظریہ افراط و تفریط کی درمیانی راہ ہے 85
حدیث مذکور کا سلسلہ سند اور علم رجال کی تحقیق 87
آل محمدؐ کے توسط سے رحمت تقسیم ہوتی ہے 89
بندوں کے رزق آئمہ معصومینؑ کے دستہائے مبارکہ سے جاری کئے جاتے ہیں 90
شب قدر میں امور تکوینیہ کی تفصیل آئمہ معصومینؑ کی خدمت میں پہنچائی جاتی ہے 94
آئمہ معصومینؑ کائنات عالم میں ہر چیز کے خازن ہیں 97
امام صادقؑ کا کھانا تناول فرمانے کے بعد اللھم ھذا منك و من رسولك فرمانا 102
جناب رسولؐ کے دست مبارک سے رزق جاری ہونے کے متعلق علماء اہلسنت کا نظریہ 106
آئمہ معصومینؑ روحیں بھی قبض فرما سکتے ہیں 108
خطبۃ البیان کی حقیقت 109
کوکب دری عالم شیعہ کی تالیف ہے 111
خطبۃ البیان کا بیشتر حصہ شیعہ کی کتب معتبرہ میں موجود ہے 112
آئمہ اطہارؑ کی صحیح منزلت کے متعلق علمائے حق کا نظریہ 117

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب سوم

نبی و آئمہ معصومینؑ کی خلقت نورانی کا اثبات	120
مؤلف اصول الشریعہ کا اپنے سابقہ مؤقف سے انحراف	121
آنحضرتؐ اور آئمہ معصومینؑ کی حقیقت ادراک بشری سے بالاتر ہے	126
محمد و آل محمدؐ کی خلقت نوری قرآن مجید کی روشنی میں	130
معصومینؑ کی خلقت نوری احادیث کی روشنی میں	132
روح کو نور سے تعبیر کرنا مسلمات شیعہ کے خلاف ہے	141
نور سے روح مراد ہونے کا بطلان بعض علماء اعلام کی نظر میں	145
معصومینؑ کی روح اور نور علیحدہ علیحدہ خلق کئے گئے ہیں	146
آنحضرتؐ اور آئمہؑ لاہوتی روحانی مخلوق ہیں جو بشری لباس میں ظاہر ہوئے	147
آنحضرتؐ کی خلقت نورانیہ کے متعلق ایک اہم شبہ کا ازالہ	150
نبی و غیر نبی میں فرق اور امتیاز	152
وحی نبی کی کلی ذاتی ہے	154
علامہ حائری مؤلف احسن الفوائد کی نظر میں	156
خلقت جبرائیل سے قبل بھی آنحضرتؐ کو تمام حقائق کا علم تھا	159
نبیؐ اور آئمہ علیہم السلام کی خلقت نوری اقوال علماء شیعہ کی روشنی میں	165

باب چہارم

آنحضرتؐ و آئمہ معصومینؑ کے عالم غیب ہونے کا اثبات	179
لغوی اعتبار سے علم غیب کی حقیقت	182
مسئلہ علم غیب میں علامہ عبدالحسین امینی کا جامع ومانع تحقیقی بیان	182
آئمہ معصومینؑ کا عالم غیب ہونا احادیث معتبرہ کی روشنی میں	186
علم غیب کے متعلق منفی احادیث کی حقیقت اور ان کا حل	194
آنحضرتؐ اور آئمہؑ کے علم غیب کے متعلق بعض دیگر اقوال واحادیث	200
چند اہم شبہات کا دفعیہ	203
خطبہ طارق بن شہاب کی وثاقت	209
ہمارے دلائل قاطعہ کی تائید مزید میں علامہ حسین بخش صاحب کا بیان	213
حضرت سلمان محمدی کا علم غیب	214
حضرت حذیفہ بن یمان کا علم غیب	217
حضرت رشید ہجری کا علم غیب	218
حضرت قنبر کا علم غیب	219
حضرت میثم تمار کا علم غیب	219
آئمہ اطہار علیہم السلام کیلئے لفظ ربّ کا استعمال	221
مسئلہ علم غیب اور علماء شیعہ	223

باب پنجم

مسئلہ استمداد از نبی اکرمؐ و آئمہ امجاد علیہم السلام	226
امام زمانہؑ ہر قسم کی مصیبت کو ٹالنے پر قادر ہیں اور فریادرسی فرماتے ہیں	230
مصائب و آلام میں بندوں کی فریادرسی کرنا امامؑ کا منصب الٰہی ہے	231
معصومینؑ سے طلب استعانت کا جواز احادیث کی روشنی میں	233
مسئلہ استمداد میں اصحاب آئمہ کا طریق کار	235
جنگ تبوک میں آنحضرتؐ کا امیر المومنینؑ کو مدد کیلئے پکارنا	237
جناب امیر المومنینؑ کا انبیاء کی نصرت فرمانا	241
دربار سلمانؑ میں تخت بلقیس کو امیر المومنینؑ نے حاضر کیا	245
قوم عاد و ثمود اور فرعون کو بحکم خدا ہلاک کرنے والے جناب امیر المومنینؑ تھے	245
امیر المومنینؑ کا زمانہ حضرت سلیمانؑ میں ایک سرکش جن کو سزا دینا	247
آنحضرتؐ کا آئمہ اطہارؑ سے استغاثہ کرنے کا حکم فرمانا	248
زائرین کربلا سے امیر المومنینؑ مصائب و آلام رفع کرنے کے ضامن ہیں	249
امام زمانہ (عج) کی دعا میں آنحضرتؐ اور امیر المومنینؑ سے مدد طلب کرنے کا حکم	250

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حضرت امیرالمومنینؑ اور آئمہ اطہارؑ باذن اللہ کائنات کے محافظ ہیں 256
آئمہ اطہارؑ کی فریادرسی کے چند معتبر شواہد 260
جناب امیرالمومنینؑ کا ایک مومنہ کی مدد کرنا 266
جناب امیرالمومنینؑ کا سعودیوں کو قتل کرنا 268

باب ششم

آنحضرتؐ اور آئمہؑ کے حاضروناظر ہونے کے بیان میں 271
امامؑ کی قوت تصرف شیطان اور ملک الموت کی قوت سے بالاتر ہے 275
دنیا پر امامؑ کی قوت تصرف 276
آئمہ طاہرینؑ مشرق ومغرب میں ہر مومن کے حالات سے باخبر ہیں 281
آئمہ اطہارؑ مشرق ومغرب میں ہر شے پر ناظر ونگران ہیں 283
آئمہ معصومینؑ کی چشم بینا اور گوش شنوا ہر مومن کے ساتھ موجود ہے 286
آئمہ طاہرینؑ موت کے وقت حاضر ہوتے ہیں 290
بوقت احتضار آئمہ معصومینؑ کے حضور کے متعلق وارد شدہ احادیث کی تاویل نہیں ہوسکتی 292
امیرالمومنینؑ ہر میت کے پاس بنفس نفیس تشریف لاتے ہیں 293
امیرالمومنینؑ کا آن واحد میں متعدد مقامات پر جانا تاریخ شیعہ سے ثابت ہے 297
شب معراج امیرالمومنینؑ کا تیسرے آسمان پر نورانی ناقہ پر سوار ہوکر تشریف لانا 301
مقام قاب قوسین پر آئمہ معصومینؑ کا ظہور محبور 302
آئمہ معصومینؑ عمود نوری میں مخلوقات اور ان کے اعمال دیکھتے رہتے ہیں 303
احادیث عمود کا صحیح مفہوم علماء اعلام کے افادات کی روشنی میں 307
عمود سے فرشتہ مراد نہیں ہوسکتا 311
عرض اعمال سے قبل بھی امامؑ اعمال سے باخبر ہوتا ہے 312

باب ہفتم

دررد اتہام نافرجام شیخی بودن مومنین کرام 321
آئمہ اطہارؑ کی علیحدہ نوع والا عقیدہ 323
علم غیب کی بحث 324
حاضروناظر والا عقیدہ 325
شیخ خالصی کا تعارف 325

باب ہشتم

شان امامت میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا خطبہ 328
خطبہ طارق بن شہاب 328
وہ کتب جن کے حوالہ جات دیئے گئے ہیں 340

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تقریظ

قدوۃ العرفاء سلطان العلماء علامہ غضنفر عباس تونسوی الہاشمی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میدان علم وفن کا ہو یا معرکہ خطابت وتحریر کسی بھی صاحب کمال کے لئے سب سے مشکل کام اپنے اقران واماثل سے تحسین حاصل کرنا ہے اور ہمعصروں سے اپنا آپ منوانا تو یقیناً جوئے شیر لانے سے بھی کہیں زیادہ کٹھن ہوتا ہے مگر خدا گواہ کہ راقم جب اپنے آپ کو ضمیر کی عدالت میں پیش کرتا ہے تو میرے آئینہ ضمیر پر اپنے والد علاّم کے بعد جو عکس ابھرتا ہے وہ نادرۃ الزمن واعجوبۃ الدھر اخ الصافی فی الولأ علامہ محمد حسنین السابقی اعلیٰ اللہ مقامہ کا ہے۔ یقیناً موصوف حسنات دھر میں سے حسنۂ کافیہ اور مریضان جبلت کیلئے اوراد شافیہ کا درجہ رکھتے تھے۔ قلم کی ہر بوند معجزہ دم تحریر ہاتھ کی ہر جنبش میں سالکان عرفان کے لئے اعجاز مسیحائی کا کرشمہ رکھنے والی یہ نابغۂ روزگار شخصیت عطیہ الٰہی تھی۔ خطابت کے میدان میں چنداں تشخص قائم نہ کر سکنے کے باوجود قلم کو تلوار بنانے کے ہنر میں لاثانی اور اپنی مثال آپ تھے۔ مرقوم لہ نے راقم سے متعدد بار کہا کہ دنیا جہان کے مشکل سے مشکل موضوع پر آپ بے تکان اس طرح بولتے ہیں کہ لگتا ہے کہ برسوں سے تیاری اسی عنوان پہ کی ہے تو راقم پورے صمیم قلب سے یہ تسلیم کرتا تھا کہ جس طرح غضنفر کا منبر پر ہونا شاہ نجف کا اعجاز ہے یقیناً سابقی تحریر کی دنیا کا غضنفر ہے اور اس کشور کا بے تاج بادشاہ۔ موصوف اعلیٰ اللہ درجاتہ کے متعلق دفاتر بھی اپنی کوتاہ دامنی

کا اعتراف کرتے ہیں۔ میرا یہ چند حرفی اپنے ساتھی مجاہد کیلئے خراج عقیدت تھا جس سے خشک کاغذ نے اپنے لب تر کر لئے۔ لاتعداد مضامین وعناوین پہ علامہ مرحوم نے خامہ فرسائی کی ان کی باقیات الصالحات میں سے جواہر الاسرار کا نام یقیناً کتب کی عروس کے ماتھے پر جوہر کی طرح جگمگاتا رہے گا۔ مجھے یہ لکھنے میں قطعاً باک نہیں کہ اس وقت میں رأس المقصرین کے لاتعداد جوابات تحریر کئے گئے مگر جواہر الاسرار کو پڑھ کے انگلی علامہ سابقی کی طرف اٹھ جاتی تھی اور زبان پہ مچل جاتا تھا کہ لیکن تو چیزے دیگری۔

علامہ اعلیٰ اللہ معالیہ کے فرزند ارجمند عزیز القدر مولانا علی رضا السابقی نے اپنے والد جلیل کی اس گرانمایہ کتاب کو از سر نو زیور طبع سے آراستہ کرنے کا بیڑا اٹھایا اور یقیناً کتاب کو اس کی ذاتی طلب کی صورت عروس نو کا نکھار دیا۔ بے ساختہ کہنا پڑتا ہے کہ

کتاب لو یباع بوزنہ ذھباًلکان البائع مخبوناً

یعنی یہ وہ کتاب ہے کہ اگر سونے کے برابر تول کے بھی بیچی جائے تو فروخت کرنے والا پھر بھی خسارے میں رہے گا۔ دعا ہے کہ خداوند ذوالجلال بطفیل معصومین علیہم السلام عزیزم مولانا علی رضا سابقی سلمہ الرحمٰن کو اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق اور ان کے علمی فیوضات کی برکات کو نشر دوام دینے کی صلاحیت عطا فرمائے۔ آمین رب العالمین۔

احقر البریۃ
غضنفر عباس ہاشمی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عالم ربانی فقیہ اہلبیتؑ

علامہ محمد حسنین السابقی النجفی اعلی اللہ مقامہ

کا تعارف

آپ کا تعلق اس بلوچ خاندان سے ہے جس کے مورث اعلیٰ سابق بن ذریات حاکم ہرات تھے اور ہرات میں ان کا مقبرہ موجود ہے۔اسی نسبت سے یہ خاندان ''سابقی'' کہلاتا ہے۔ اگر چہ معنوی طور پر علامہ السابقی میدان علم ومعرفت وتحقیق وعمل میں ''باقوا مابقی الدھر'' سے ایک انفرادی نسبت رکھتے ہیں جو ''والسابقون السابقون'' کا مصداق ہے۔

آپ کے والد عظیم عارف بصیر علامہ عبدالعلی السابقی بھی بڑے جلیل القدر عالم تھے جن کی ولادت ۱۹۰۹ء میں ہوئی اور استاد العلماء علامہ محمد باقر اعلی اللہ مقامہ کے سب سے اولین شاگرد تھے اور استاد العلماء کے تلامذہ میں آپ کی شخصیت علم وعمل وتقویٰ وروحانی سربلندی کے اعتبار سے ایک منفرد مقام کی حامل ہے۔حتیٰ کہ وہ آخر وقت تک یہ تمنا کرتے رہے کہ کاش میں نے کوئی نماز مولانا عبدالعلی کی اقتداء میں پڑھ لی ہوتی (ماھنامہ الثقلین ج ۱، شمارہ ۷، ص ۲۳)

بعدازاں آپ لکھنؤ تشریف لے گئے اور وہاں علامہ مفتی جعفر حسین اور علامہ مفتی عنایت علی شاہ آپ کے ہمدرس تھے۔فارغ التحصیل ہونے کے بعد فروغ تبلیغات کے لئے آپ کا پہلا قیام مدرسہ بدھ رجبانہ ضلع شورکوٹ میں رہا جہاں سے آپ استاد العلماء کی خصوصی خواہش پر ۱۹۳۶ء میں تلہ گنگ ضلع چکوال تشریف لے گئے جہاں آپ کے ہاتھ سینکڑوں خاندانوں نے مذہب حقہ اثناء عشریہ قبول کیا اور وہاں ۲۰ سال تک آپ نے روحانی فیض سے علاقہ کو سیراب کیا۔

آپ کا آخری دور خیر پور میرس سندھ میں گزرا جہاں آپ ریاست کی سب سے بڑی جامع مسجد کے خطیب اور مدرسہ عالیہ سلطان المدارس کے مدرس اعلیٰ رہے۔آپ نے ۱۸ فروری ۱۹۶۴ء کو انتقال فرمایا اور بھکر میں مدفون ہیں۔

آپ کی تبلیغ واخلاق واتحاد وامن پروردگی کی ایک چھوٹی سی مثال یہ ہے کہ ایک مرتبہ

۱۹۵۳ء میں تلہ گنگ کے قریب ایک قصبہ میں کسی شریر مولوی نے عوام الناس کو بھڑکا کر فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کی اور عاشور کا جلوس راستہ میں روک لیا۔مشتعل دشمنان اہلبیتؑ کے فتنہ وفساد کے مقابل انتظامیہ کے لئے جب امن کا مسئلہ سنگین ہو گیا تو افسران بالا علامہ مرحوم کو ساتھ لے گئے اور موقع پر سنگینی احوال پر قابو پانے کے لئے آپ سے التجا کی۔آپ منبر پر تشریف لائے اور اہلسنت برادری سے مخاطب ہو کر فرمایا آپ لوگ مجھے بتلا سکتے ہیں کہ آپ کس کی اولاد ہیں؟ کہا ہم حضرت عباسؑ کی اولاد ہیں۔آپ نے فرمایا کہ کیا آپ نے کبھی سنا ہے کہ کوئی کسی ماتم والے گھر پرسہ دینے جائے تو گھر کے افراد نے پرسہ دینے والوں پر حملہ کر کے ان کو پریشان کیا ہو؟ ان کی توہین کی ہو؟ انہوں نے کہا ایسا کوئی شریف نہیں کر سکتا آپ نے علم حضرت عباسؑ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ تمہارے جدامجد کا علم ہے یہ ان کے مشکیزہ کی شبیہ ہے' یہ ان کے روضہ کی شبیہ ہے' ان کو نواسہ رسولؐ امام حسینؑ اور ان کی ہمشیرہ زینب عالیہ سلام اللہ علیہا کی حفاظت اور ان کے معصوم بچوں کے لئے پانی لانے کی کوشش کے جرم میں یزیدی فوج نے شہید کر دیا اور پھر یزیدیوں نے کربلا کے واقعہ کو مٹانے کے لئے عزاداری پر پابندی لگوا دی تا کہ کوئی ان کی مظلومی کا ذکر نہ کرے۔ہم تمہارے جد کو پرسہ دینے آئے ہیں تم اپنے ہی غمخواروں سے لڑ رہے ہو''۔پھر آپ نے مصائب کربلاء بیان کئے اور تمام لوگوں نے گریہ کرنا شروع کر دیا اور اہلسنت نے خود تعزیئے علم اور تبرکات کو اٹھواتے ہوئے جلوس کو بہ امن وامان امام بارگاہ تک پہنچایا۔(ماھنامہ الثقلین، اپریل مئی ۱۹۹۱ء، ص ۲۲)۔

اسی شہر تلہ گنگ میں آپ کے سب سے چھوٹے فرزند علامہ محمد حسنین السابقی اعلی اللہ مقامہ کی یکم اگست ۱۹۴۶ء بمطابق ۱۸ ذوالحج ۱۳۶۵ھ کو ولادت ہوئی۔ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔۱۹۵۷ء میں آپ نے سلطان المدارس خیر پور میرس سندھ میں داخلہ لیا۔ ۱۹۶۳ء میں فاضل عربی کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا اور پھر اسی مدرسہ میں بطور مدرس فرائض سرانجام دیئے۔بعدازاں آپ کچھ عرصہ احمد پور سیال میں مدرس رہے اور ۱۹۶۶ء میں

5

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آپ دارالعلوم محمدیہ سرگودھا میں فرائض تدریس سرانجام دینے کے بعد ۱۹۷۲ء میں وادیٔ باب علم تشریف لے گئے۔

نجف اشرف میں آیت اللہ روح اللہ موسوی الخمینی نے آپ کے تعلیمی اخراجات برداشت کئے اور آپ ان کے درس خارج میں حاضر ہوتے رہے۔(مصباح الهداية مترجم، ص ۲)

نجف اشرف میں آپ نے بزرگ مراجع عظام سے کسب فیض کیا۔

آیت اللہ الشیخ محمد علی مدرس سے آپ نے علوم اللغۃ العربیۃ میں تلمذ اختیار کیا۔

آیت اللہ العظمیٰ السید ابراہیم شاھرودی سے علوم فقہ حاصل کیے۔

آیت اللہ السید ابراہیم الموسوی الزنجانی سے رسائل الشیخ منظومہ ھادی سبزواری اور تجرید الاعتقاد کے دروس منضبط کئے اور

آیت اللہ العظمیٰ السید محمد باقر الصدر سے علم الاصول۔

علاوہ ازاں آیت اللہ السید محمد کلانتر، آیت اللہ الشیخ عیسیٰ قاسمی، آیت اللہ سید حبیب مشہدی اور حجۃ الاسلام شیخ راضی آل یٰسین سے مستفیض ہوئے اور آیت اللہ محمد باقر الصدر اور آیت اللہ خمینی کے درس خارج میں شرکت کرتے رہے۔(ماهنامه الثقلين ج ۱، شماره ۷، ص ۲۶) ۔

اکابر مجتہدین کی طرف سے سند اختیارات

حاکم شرع اور "فقیہ جامع الشرائط"

نجف کے اکابر مجتہدین نے علامہ الساقی کو اجازہ عطا فرمایا جس میں ان کو ان امور حسبیہ کی انجام دہی کا اختیار دیا گیا جن کا تعلق حاکم شرع اور فقیہ جامع الشرائط کے علاوہ کسی سے نہیں ہوتا۔ فقہاء کی اصطلاح میں امور حسبیہ سے مراد وہ موجب اجر و ثواب رفاہی کام ہیں جن پر نظام و مصالح عباد کا دارومدار ہے۔ مثلاً اقامت حدود شرعیہ، تعزیرات، دفاع، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، اجراء فتاویٰ، شرعی فیصلے کرنا، لاوارثوں اور یتیموں کی کفالت کا انتظام کرنا، کمسن بچوں، اہل جنون، مفلسین کے اموال کی حفاظت کرنا، گویا جن امور پر احسان و بر و معروف کا اطلاق ہوتا ہے وہ امور

حسبیہ کے مصداق ہیں۔ جن کا تعلق براہ راست خود مجتہد جامع الشرائط سے ہوتا ہے اور اسی کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ کسی ثقہ صاحب علم شخص کو ان کے اختیارات عطا کرے لہٰذا اس لحاظ سے علامہ الساقی کا علمی مقام ناقابل انکار حقیقت ہے۔ جن اکابر مجتہدین کی طرف سے ان کو یہ وکالت نامہ اور اختیارات حاکم شرع و فقیہ جامع الشرائط تفویض کئے گئے ہیں ان کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں۔

۱ آیت اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم الموسوی الخوئی (نجف اشرف)

۲ آیت اللہ سید حسین آل بحر العلوم (نجف اشرف)

۳ آیت اللہ سید عبداللہ بن محمد طاہر شیرازی (مشہد مقدس)

۴ آیت اللہ سید محمد رضا گلپائگانی (قم المقدسہ)

۵ آیت اللہ سید عبدالاعلیٰ سبزواری (نجف اشرف)

۶ آیت اللہ العظمیٰ سید شہاب الدین المرعشی النجفی (قم المقدسہ)

۷ آیت اللہ الشیخ علی کاشف الغطاء (نجف اشرف)

۸ آیت اللہ العظمیٰ الشہید السید محمد باقر الصدر (نجف اشرف)

۹ آیت اللہ العظمیٰ السید ابراہیم الموسوی الزنجانی (دمشق)

۱۰ آیت اللہ العظمیٰ الشیخ میرزا حسن الحائری الاحقاقی (کویت)

۱۱ آیت اللہ العظمیٰ سید محمد کاظم شریعتمدار (قم المقدسہ)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

7

توثیق و تجدید اجازہ منجانب آیت العظمیٰ

سید محمد رضا گلپائگانی (قم مقدسہ)

متن اجازہ مذکورہ میں جو کچھ مرقوم ہے موصوف صاحب اجازہ میری طرف سے بھی ان امور کو بجالانے کے مجاز ہیں۔

(دستخط و مہر سید محمد رضا موسوی گلپائگانی)

اجازہ مبارکہ آیت اللہ العظمیٰ

سید عبداللہ شیرازی از نجف اشرف عراق

بعد از حمد وصلوات اہل ملتان کے مومنین پر مخفی نہ رہے کہ عماد الاسلام الکاملین ثقۃ الاسلام والمسلمین الشیخ محمد حسنین السابقی النجفی امور حسبیہ شرعیہ کی بجا آوری کے لئے میری جانب سے وکیل و مجاز ہیں یعنی وہ امور جو شرائط کے مطابق حاکم شریعت کی اجازت سے وابستہ ہوتے ہیں اسی طرح ان کو اجازت ہے کہ وہ حقوق مالیہ شرعیہ سہم سادات سہم امام زکوٰۃ مال مجہول المالک ردمظالم نذورات و کفارات وصول کریں اور ان کی شرعی مقامات اور طلاب مدرسہ وعلوم دینیہ پر صرف کریں اور سہم امامؑ میں سے نصف اپنی یا مستحقین کی ضروریات پر صرف کر کے باقی نصف حوزہ علمیہ نجف اشرف کے امور کو جاری رکھنے کے لئے ہماری طرف ارسال کریں اور ہم سے رسیدات وصول کر کے مالکان تک پہنچائیں۔ مومنین کرام ان کے وجود شرف کو غنیمت سمجھیں اور ان سے رشد و ہدایت حاصل کریں اور میں ان کو وصیت کرتا ہوں کہ بہ تقویٰ اور راہ احتیاط سے دامن گیر رہیں ان پر اور جملہ برادران ایمانی پر میرا سلام ہو۔

(نجف اشرف ۲۸ ا ج ۱۳۸۴ھ)

(دستخط و مہر عبداللہ بن سید محمد طاہر شیرازی)

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين محمد وعلى آله الطيبين الطاهرين

اجازہ مبارکہ استاد المجتہدین سرکار آقا سید عبدالاعلیٰ موسوی سبزواری نجف اشرف عراق

بعد از درود وسلام عرض ہے کہ عماد الاسلام حجۃ الاسلام والمسلمین آقائے الحاج محمد حسنین السابقی النجفی جو کہ بندگان خداوندی کی ہدایت اور احکام شریعت کی نشر واشاعت میں جدیت رکھتے ہیں میں مومنین کرام سے ملتمس ہوں کہ وہ ان کا احترام واکرام کریں اور شرعی مسائل میں ان سے استفادہ کریں۔ان کو میں امور حسبیہ شرعیہ کی نگرانی وانجام دہی کے علاوہ احادیث معتبرہ کی روایت اور حقوق شرعیہ کی وصولی کی اجازت دیتا ہوں اور اس بات کی بھی اجازت دیتا ہوں کہ یہ سہم امام وصول کر کے بقدر ضرورت خود خرچ کریں اور باقی ماندہ یہاں مرکز نجف اشرف کو بھجوائیں اور ان کو زہد وتقویٰ کی وصیت کے ساتھ امیدوار ہوں کہ یہ مجھے دعائے خیر سے فراموش نہ کریں۔میں بھی ان کو نہ بھولوں گا۔

نجف اشرف

۲۳ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف المرسلين

النجف الأشرف ٢٨/ج٢/١٣٩٦هـ

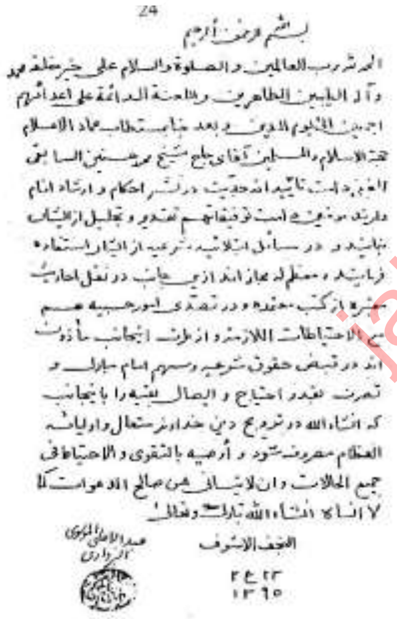
بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خير خلقه محمد وآله الطيبين الطاهرين

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اجازہ مبارکہ آیت اللہ السید

حسین بن محمد تقی آل بحرالعلوم

جامع الشیخ طوسی رضی اللہ عنہ نجف اشرف عراق

بعد از حمد و درود بر محمد و آل محمد میرے لئے فخر ہے کہ مجھ سے علم العلام ناصر السلام مروج الاحکام سماحۃ المجتہ المفضال الشیخ محمد حسنین السابقی النجفی نے اجازہ کی فرمائش کی ہے اور میں بھی ان کے علمی اور باوثوق مقام کے پیش نظر ان کو تمام امور حسبیہ کو انجام دینے کا اجازہ دیتا ہوں کہ وہ حقوق شرعیہ مالیہ زکوٰۃ خمس ردمظالم مجہول المالک نذر ور کفارات اثلاث وصیت قعطات عام خیرات ومبرات کے اموال جن کی بازگشت حاکم شرع سے وابستہ ہوتی ہے وصول کریں اور مقدار ضرورت دینی منصوبوں موسسات خیریہ اعانت فقراء ومساکین پر صرف کریں اور باقی ماندہ رقوم حوزہ علمیہ نجف اشرف کی مادی مضبوطی کے لئے ہمیں ارسال کریں جو کہ معنوی لحاظ سے برکات امیر المومنین علیہ السلام سے پہلے ہی مستحکم ہے میں ان سے ملتمس دعا ہوں اور امیدوار ہوں کہ وہ مسئولیت مرجعیت کے قیام میں ہماری مدد کریں گے۔

نجف اشرف عراق

یکم شوال ۱۴۱۵ھ

(دستخط ومہر سید حسین تقی آل بحرالعلوم)

علامہ السابقی النجفی اعلی اللہ مقامہ پر سرکار

امام زمانہ صلوٰۃ اللہ علیہ و عجل فرجہ الشریف کی

خصوصی عنایت اور علم و معرفت کی تائید

۱۳۹۳ھ میں جبکہ علامہ السابقی صاحب نجف اشرف عراق میں تھے تو زائرین پاکستان کا پانچ بسوں پر مشتمل بڑا قافلہ زیارات کے لئے عراق پہنچا۔ یہ ۵ شوال ۱۳۹۳ھ کا واقعہ ہے کہ علامہ السابقی صاحب اور علامہ سید آغا علی حسین قمی اس قافلہ والوں کو زیارات کی رہنمائی کے لئے ان کے ہمراہ سامراء تشریف لے گئے۔ اس تاریخ کو شب جمعہ تھی زائرین کی طرف سے حرم مطہر امام حسن عسکری علیہ السلام میں ضریح مقدس کے پاس مجلس عزاء کا اہتمام کیا گیا جس میں آغا قمی صاحب نے بھی خطاب فرمایا۔ آخری خطاب علامہ السابقی صاحب کا تھا اور مصائب کی وجہ سے گریہ وزاری سے حرم میں کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ مومنین کرام ضریحات مقدسہ کو گھیرے میں لے کر پرسہ دے رہے تھے کہ علی پور ضلع مظفر گڑھ کی ایک زائرہ خاتون سردی کے موسم کے باوجود پسینہ سے شرابور ہو کر ہیبت سے بے خود ہو کر کانپ رہی تھی۔ اس نے رو رو کر یہ واقعہ زائرین کو بتلایا کہ جب علامہ صاحب مصائب پڑھ رہے تھے تو اچانک میری نگاہ ضریح کی طرف پڑی میں نے دیکھا کہ کوئی بزرگ شخصیت قبر مبارک سے متصل تلاوت کلام پاک میں مصروف ہے اور مجھے فرمایا اے زائرہ ادھر مت دیکھ عالم کی تقریر کی طرف متوجہ ہو اور سن وہ کیا فرما رہے ہیں پھر وہ اچانک نظروں سے غائب ہو گئے۔ یہ واقعہ سن کر کئی گھنٹے زائرین بلند آواز سے زار وقطار روتے رہے۔ آج بھی اس قافلہ میں شریک لوگ جو ضلع مظفر گڑھ ضلع بہاولپور، ضلع خانیوال، ضلع ملتان اور ضلع وہاڑی سے تعلق رکھتے ہیں اور سید کرامت حسین شاہ آف شہانی بھکر کے زیر قیادت اس قافلہ میں عراق گئے تھے جب علامہ السابقی صاحب سے ملتے ہیں تو اس واقعہ کا خصوصی طور پر تذکرہ کرتے ہیں۔ یہ واقعہ جس کے عینی شاہد دو معروف علماء علامہ سید آغا علی حسین قمی اور مولانا سید شبیر حسین شیرازی موجود ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ علامہ محمد حسنین السابقی کے عقائد عالیہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اوران کی علمی تحقیقات پر سرکار امام ولی العصر صلوٰۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کی تائید اور خصوصی عنایت ہے۔(رسوم الشیعۃ ، ط ۱ ۱۹۹۶ء، ص ۹)

نجف اشرف میں سکونت کے دوران آپ نے تین کتب تصنیف فرمائیں جو کہ اپنے موضوع میں جامعیت کے سبب ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مرقد العقیلہ' العقد المنظوم' تاریخ حوزہ علمیہ نجف اشرف۔

اولاد و اصحاب آئمہ علیہم السلام کے مزارات مقدسہ کی تحقیق و جستجو بھی علامہ السابقی کو ورثے میں ملی۔ سید مداح حسین شاہ آفس سپرنٹنڈنٹ وزارت دفاع ٹیکسلا علامہ السابقی کے تعزیتی تفصیلی مکتوب میں لکھتے ہیں کہ میرے والد صاحب جن کی عمر سو سال سے زیادہ ہے۔ بتاتے ہیں کہ جب راقم نامہ کی پیدائش ہوئی تو کچھ ایام کے بعد علامہ عبدالعلی السابقی تشریف لائے گرمیوں کا موسم تھا ہمارے والد صاحب بتاتے ہیں کہ علامہ مرحوم طلوع آفتاب کے بعد آرام فرما رہے تھے۔ کچھ ہی دیر بعد ان کی آنکھ کھل گئی اور والد صاحب کو مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ شاہ صاحب یہ جگہ تو بہت مبارک ہے اور عنقریب یہ جگہ روشن ہوگی۔ والد صاحب کے استفسار پر مولانا مرحوم نے فرمایا کہ ابھی ابھی میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مغرب کی طرف سے گھڑ سوار قطار در قطار آ رہے ہیں اور یہاں آ کر سلامی پیش کرتے ہیں چنانچہ علامہ صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور اس جگہ ہی جا کر کھڑے ہو گئے جہاں ان کی کوئی بزرگ ہستی نظر آئی تھی۔" سید مداح حسین شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کو نصف صدی گزر چکی ہے۔ آج سے دو سال قبل اسی جگہ پر ایک قبر ظاہر ہوئی ہے جس کی ایک سل ہٹا کر دیکھا گیا تو کوئی بزرگ ہستی کفن سمیت بالکل محفوظ اور صحیح سلامت موجود ہے قبر کو بند کر دیا گیا ہے"۔(مکتوب مرسلہ ۱۹۹۹-۰۲-۲۹)

علامہ محمد حسنین السابقی نے ایک انٹرویو میں مزارات کے حوالے سے کئے گئے ایک سوال میں فرمایا' میں مزارات کی تحقیقات میں خصوصی دلچسپی رکھتا ہوں۔ میں نے کوفہ سے صحرا کی طرف پیدل چل کر تین میل کے فاصلہ پر سید ابراہیم الغمر جیسے سادات کی قبروں پر حاضری دی ہے' میں نے شام میں حلب' رقہ' صفین پہنچ کر فدایان امیرالمومنینؑ کے مزارات کو تلاش کر کے زیارات

10

کی ہے۔ خصوصاً جو معرکہ صفین میں شہید ہوئے......"(ماھنامہ الثقلین ج ۱، شمارہ ۷، ص ۲۹)

تحقیق مزارات ہی کے حوالے سے آپ کی عربی زبان میں مشہور کتاب مرقد العقیلہ زینبؑ بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے (ملاحظہ ہو "المرأۃ العظیمۃ للصفار ، برنامج المعالم و المساجد و غیرھم)۔ عربی زبان میں تحقیقی اعتبار سے اس قدر بلند پایہ کتاب کہ علماء و محققین و مراجع و مؤرخین جس پر داد و تحسین پیش کئے بنا نہ رہ سکے آپ کی نوجوانی کی تحقیقی تصانیف میں سے ہے جب آپ کی عمر صرف ستائیس برس تھی۔ انٹرویو میں جب آپ سے یہ سوال کیا گیا کہ آپ کی زندگی کا کوئی ایسا کارنامہ جس پر آپ فخر کر سکیں تو آپ نے فرمایا کہ "فخر تو صرف توفیق الٰہی کے شامل حال ہونے پر ہی کیا جا سکتا ہے ورنہ بندہ فی نفسہ کیا کر سکتا ہے۔ میں اس بات پر ضرور فخر محسوس کرتا ہوں کہ میں واحد پاکستانی ہوں جس نے جناب عقیلہ بنی ہاشم حضرت زینب علیہا السلام کے مزار مبارک کی تحقیق پر عربی زبان میں کتاب لکھی جس کو مصر' شام' اردن' عراق' لبنان' ایران میں بنظر استحسان دیکھا گیا اور باوجود یہ کہ پہلے شہزادیؑ کونین کا مزار جو دمشق میں ہے۔ مورد اختلاف تھا۔ علماء و شیعہ اس کی طرف زیادہ متوجہ نہ تھے مگر الحمدللہ اس کتاب کا ردعمل ہے کہ وہاں سینکڑوں علماء و افاضل مزار مقدس کا طواف کرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔(الثقلین ص ۲۹)

آپ کی اس تحقیق کے بارے میں آیۃ اللہ الزنجانی اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں "مخفی نہ رہے کہ یہ راویہ نامی بستی شام میں جناب زینب علیہا السلام کا مزار مقدس مشہورات قویہ میں سے ہے اور اس کی شہرت دوسری صدی سے مشہور چلی آ رہی ہے جیسا کہ فاضل جلیل علامہ شیخ محمد صاحب نے اپنی کتاب مرقد العقیلہ میں ثابت کیا ہے جو کہ بیروت سے طبع ہو چکی ہے۔ یہ اس موضوع پر سب سے بہترین کتاب ہے اس کی طرف رجوع کریں اور اس کا مطالعہ کریں۔

۱۹۷۵ء میں عراق کے حالات کی ابتری کے باعث چار سال نجف اشرف سکونت پذیری کے بعد آپ پاکستان واپس تشریف لائے اور باب العلوم ملتان کے مدرس اعلیٰ کے طور پر تدریس و تبلیغ کی ابتداء فرمائی۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مبلغ اعظم علامہ محمد اسماعیل کے انتقال کے بعد درس آل محمد فیصل آباد کے لئے جب پرنسپل کی تلاش شروع کی گئی تو آپ سے درخواست کی گئی (مقالہ "ایک چراغ اور بجھا" آغا مبین سرحدی' المبلغ فروری مارچ ۱۹۹۹ء، ص ۴۲)۔ چنانچہ آپ نے درس آل محمدؐ میں پرنسپل کی حیثیت سے تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ قلمی جہاد بھی جاری رکھا اور دیگر تحریروں کے علاوہ اہلحدیث مناظر صدیق تاندلوی کی کتاب عقدام کلثوم کے جواب میں شمشیر مسموم نامی کتاب لکھی جس کے تحقیقی انضباط و دندان شکنی کے مقابل کوئی جواب نہ لکھ سکا

فیصل آباد ہی میں قیام کے دوران آپ نے کتاب ''شہادت ثالثہ در اذان و اقامت و تشہد نماز'' تالیف فرمائی جو کہ اس موضوع پر اردو زبان میں لکھی جانے والی پہلی کتاب ہے جس میں آپ نے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی ولایت کلیہ مطلقہ کی شہادت کی اہمیت اور عبادات میں اس کے ذکر کی عظمت وجلالت پر علماء محدثین و محققین من المتقد مین والمتاخرین وفرامین معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین سے نصوص وروایات کی لازوال تحقیق پیش کی اور آج بحمد اللہ بیسیوں عارف وبصیر مراجع عظام اس کی تائید میں فتاویٰ واحکام صادر فرما چکے ہیں۔

۱۹۸۱ء میں آپ نے ملتان میں جامعۃ الثقلین، اور اس کے ساتھ ساتھ ''مرکز تبلیغات اسلامی شیعہ'' کی بنیاد رکھی جس میں تعمیرات کے ساتھ ہی علمی چہل پہل شروع ہوگئی اور بہت کم عرصہ میں جامعہ الثقلین مستبصرین کا ایک بہترین مرکز بن گیا اس دوران آپ نے کئی بصیرت افروز کتب تالیف فرمائیں اور علمی وعرفانی مجلّہ الثقلین کا اجراء کیا جو کہ مختلف علماء و محققین کے تحقیقی و علمی مقالہ جات کے ساتھ ساتھ مختلف علمی عقائدی تحقیقی موضوعات پر آپ کے کثیر تعداد میں بلند پایہ مقالات کا امانتدار ہے ("ایک چراغ اور بجھا"، المبلغ، ص ۴۲)

اعلاء کلمۃ الحق کے لئے آپ کی تحقیقی وتدقیقی وخدمات ونظریات پاسداری کے ساتھ ساتھ مختلف قومی مسائل کے سلسلے میں بھی تحریری وعملی طور پر ایک راہنما کے فرائض سرانجام دیئے۔ علامہ سید علی غضنفر کراروی سیکرٹری جنرل مجلس عمل علماء شیعہ پاکستان کے ایماء پر آپ کی سربراہی میں شیعہ آل پارٹیز پاکستان کے سولہ رکنی وفد نے سابق صدر پاکستان جناب محمد اسحاق خان سے

ایوان صدر میں ملاقات کی اور انہیں پاکستان میں اہم شیعہ توجہ طلب مسائل سے آگاہ کیا اور ایک تحریری یادداشت پیش کی۔ صدر موصوف نے تمام معروضات پر تعاون کا یقین دلایا اور شناختی کارڈ کے مسئلہ پر ممکنہ عملدرآمد کو فوری طور پر روک دیا۔ (The Pakistan Times , Islamabad , Monday , 20 July 1992)

آپ نے وزارت مذہبی امور کے مطالبے پر مجلس عمل علماء شیعہ کے صدر کی حیثیت سے ''فرقہ واریت اور اس کا سد باب'' کے زیر عنوان ایک علمی دستاویز مرتب کی جس میں یہ ثابت کیا کہ توہین رسالت کرنے والا ہی مستوجب سزائے موت ہے جب کہ صحابہ کی توہین کی شرعی سزا تعزیر ہے جو پہلے سے ہی تعزیرات پاکستان میں موجود ہے نیز اس میں آپ نے فرقہ واریت کے اسباب کی نشاندہی بھی فرمائی کتاب مجلس عمل کی طرف سے شائع ہوئی اور تمام ممبران قومی اسمبلی اور اراکین سینٹ کو بھیجی گئی فرقہ واریت کے سد باب کے بارے میں آپ کی یہ معرکۃ الآراء کتاب ارکان حکومت اور صوبائی وقومی اسمبلیوں کے اراکین کے پاس اہم دستاویز کی حیثیت سے موجود ہے۔ (پندرہ روزہ "ذوالفقار" شمارہ ۱۵، جلد ۲۸، ۲۸ فروری ۱۹۹۹ء)

دینی و شرعی مراکز کی تعمیر

آپ نے پاکستان کے مختلف شہروں اور دور دراز علاقوں میں ستر سے زیادہ امام بارگاہ و مساجد و مدارس تعمیر کروائے اور کئی سال تک ان کی مالی و علمی ادارت ورہنمائی سرانجام دیتے رہے آپ کی ان خدمات کا تفصیلی جائزہ علامہ الشیخ عبد الجلیل الامیر نے اپنی کتاب ''فکر الامام المصلح'' میں لیا ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو کتاب مذکور ص ۵۱ تا ۵۹)۔

علمی تصنیفات

آپ نے تحقیق، تالیف، تعلیق، تصنیف، تخلیق، تقدیم اور ترجمہ پر مشتمل ستر سے زائد کتب شیعہ قوم کو دی ہیں جن کی اجمالی تفصیل یہ ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عقائد و فضائل و معارف معصومینؑ

۱ جواہرالاسرار فی مناقب الآئمۃ الاطہار (اردو)

۲ شہادت ثالثہ دراذان واقامت وتشہد نماز (اردو)

۳ العقد المنظوم فی عقد ام کلثوم (عربی)

۴ شمشیر مسموم فی ردعقد ام کلثوم (اردو)

۵ میزان العقائد (اردو)

۶ قواعد الشریعہ فی عقائد الشیعہ ۴ جلد (اردو)

۷ فرقہ واریت اور اس کا سدباب (اردو)

۸ برہان الایمان فی معرفۃ صاحب الزمانؑ (اردو)

۱۰ مصباح الہدایۃ الی الخلافۃ والولایۃ (اردو)

۱۱ رسوم الشیعہ فی میزان الشریعہ (اردو)

۱۲ نظام مصطفیٰ اور عزاداری (اردو)

۱۳ متضاد عقائد (اردو)

۵ واقعہ کربلاء کے اصلی مجرم (اردو، غیرمطبوعہ)

۱۶ خزینۃ الفوائد (اردو)

۱۷ تشہد نماز اور شہادت ولایت علیؑ (اردو، غیرمطبوعہ)

۱۸ اسرار الایمان فی فضائل اولیاء الرحمٰن (اردو)

سیرت

۱ سیرت زینب الکبریٰؑ (اردو)

۲ تاریخ بلالؓ (اردو)

۳ سیرت فضہؓ (اردو)

۴ مسافرہ شامؑ (اردو)

۵ سیرت ہمشکل پیمبرؑ (اردو)

۶ سیرت حضرت ام البنینؑ (اردو)

۷ عبداللہ ابن جعفرؑ (اردو)

۸ سیرت قمر بنی ہاشمؑ (اردو)

ترجمہ

۱ زیارت ناحیہ (عربی سے اردو)

۲ ترجمہ احکام الشیعہ ۲ جلد (عربی سے اردو)

۳ ترجمہ نامہ شیعیاں (فارسی سے عربی)

۴ ترجمہ ولایت از دیدہ گا قرآن (فارسی سے عربی)

۵ ترجمہ ھدیۃ المستبصرین (فارسی سے عربی)

۶ حیوۃ النفس فی حظیرۃ القدس (عربی سے اردو)

۷ فوائد الرضویہ (عربی سے اردو)

۹ مصباح الہدایۃ الی الخلافۃ والولایۃ (فارسی سے اردو)

۱۰ ہمارے حقوق (عربی سے اردو)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فقہ

۱ احکام الشیعہ ۲ جلد (اردو)
۲ احکام خمس (اردو)
۳ احکام زکوٰۃ (اردو)
۴ احکام نماز (اردو)
۵ احکام وراثت (اردو)
۶ زیارۃ الحرمین (اردو)
۷ نماز آل محمدؐ (اردو)

تاریخ و ادب

۱ تاریخ حوزہ علمیہ نجف اشرف (اردو)
۲ مصباح الادیب ومقباس الاریب (عربی)
۳ دیوان السابقی (عربی وفارسی)

تحقیق و تعلیق و تقدیم

۱ مرقد العقیلۃ (عربی)
۲ عبقریۃ الشیخ الاوحد (عربی)
۳ اجازات الشیخ الاوحد ومصنفاتہ العلمیہ (عربی)
۴ ابوذر غفاریؓ کا نظریہ اقتصاد (اردو، زیر طبع)

علاوہ ازیں آپ کے عقائد وتحقیق مزارات اور مختلف علمی مسائل پر سو سے زیادہ مقالہ جات وکتابچے شائع ہوئے اور انشاءاللہ بامر مولاؑ آپ کی تمام مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتب اور مقالہ جات کی بقدر ووقت ضرورت از سرِ نو اشاعت کی جائے گی۔

آپ کے متعلق علماء و مراجع عظام و ادباء و عباقرہ کے اعتراف و آراء

کامل سلمان الجبوری

اپنے ضخیم موسوعہ معجم الأدباء میں لکھتے ہیں فاضل جلیل وادیب عرب ومحقق عظیم علامہ الشیخ محمد حسنین السابقی، پنجاب پاکستان میں آپ کی ولادت ہوئی اور آپ نے اپنے والد فاضل عظیم متوفی ۱۳۸۴ھ کے زیرِ سایہ پرورش پائی...... نجف اشرف سے تکمیل تعلیم کے بعد آپ اپنے وطن کی جانب احکام دین میں رشد وہدایت دینے والے اور راہنما کی حیثیت سے وطن واپس لوٹے اور آپ کی خدمات جاری وساری ہیں (معجم الادباء ج ٥ ص ٢٤٨، ط اول ٢٠٠٢ ء، دار الکتب العلمية بيروت لبنان)۔

قدوۃ العرفاء سلطان العلماء

علامہ غضنفر عباس الهاشمی مد ظلہ العالی

عالم صفی فاضل وفی وبحر اللوذعی علامہ محمد حسنین السابقی کے نام کے ساتھ لفظ "متوفی" لکھتے ہوئے مرے ہاتھ لرزاں ہیں۔ اللہ آپ کو محمد وآل محمد علیہم السلام کے ساتھ محشور فرمائے۔ ہم کیسے تصور کریں کی آپ کو زیر خاک سلا دیا گیا بخدا آپ کی موت نے دنیا کو رلا دیا آپ۔ خدا آپ پر رحمتیں نازل فرمائے۔ علم کا ایسا سمندر تھے جس کا کوئی کنارہ نہیں ہوتا آپ جیسے بہت کم ہوئے جن کی کوئی مثال نہیں ہوتی، ہم نے کئی مرتبہ شیخ الفضیلہ کے ساتھ صحبت کی اور آپ کو آئمہ ابرارؑ کے معجزات میں سے ایک معجزہ پایا اور علماء اخیار کا راہ نما پایا، ہم آپ کو کیسے بھولیں بے شک آپ زندہ ہیں اور فواد میں موجود ہیں، بے شک زمانہ اپنے متغیرات سے آپ کو محو نہیں کرسکتا، اللہ آپ کو مجالس آئمہ امجادؑ میں پہنچائے۔" ترجمہ از عربی" (سجل الآراء للمراجع العظام والعلماء و الزعماء ص ۲)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

العلامة المحقق الجليل

الشیخ محمد حسین حرزالدین العقیلی النجفی

آپ علامۃ السابقی کے متعلق لکھتے ہیں جس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے''جناب الفاضل الکاتب'المتتبع الالمعی' سریع الخاطر'ادیب وشاعرذکی...... [کہ] جن کی تحقیق میں میں نے آراء علماء ومحققین اور جماھیرفطاحل مؤرخین و باحثین کے اقوال کو جمع کرنے میں شعلہ مستنیرہ پایا ہے۔(تقریظ مرقد العقیلة)۔

آیت اللہ العظمیٰ السید ابراھیم الموسوی الزنجانی

آپ علامہ السابقی کے بارے میں رقم فرماتے ہیں''فاضل نوجوان الشیخ محمد حسنین السابقی۔ اللہ آپ کے مجد کو دوام عطا کرے۔ میں نے آپ کی کتاب''کتاب فرید مرقد العقیلہ'' دیکھی ہے جو کہ دلائل کے تہہ درتہہ لباس میں عروس سے زیادہ مزین تشنگان تحقیق حقائق کے لئے پانی سے زیادہ میٹھی اور صاحبان معرفت کے لئے نسیم سے زیادہ لطیف ہے اللہ شیعہ قوم کو آپ جیسے کثیر علماء عطا کرے(تقریظ مرقد العقیلة) آپ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں''حیف

است کہ جای فاضل مثل شما در لبنان یا بعضی بلاد عربیه بود تا کتابها

می نویسید استعداد کہ شما دارید مردم پاکستان متوجه نیستند کما

اینکه شاعر عربی در حق پیمبر صلی اللہ علیه و آله وسلم گفته

لو کان المرء من عز و مکرمة فی داره لم یهاجر سید الرسل

اگر انسان کے لیے وطن میں رہنا ہی باعث عزت واکرام ہوتا تو سید الأنبیاء و المرسلین صلی اللہ علیه و آله وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت نہ فرماتے۔(مرسلہ ۳ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ بحوالہ رسوم الشیعہ ص ۹)۔

آیة اللہ آل یٰسین موسوی

ثقۃ الاسلام والمسلمین الشیخ محمد حسنین السابقی...... نے تحقیق وصواب حق میں یوں نقاب کشائی کی ہے کہ اگر پردے ہٹا بھی دیئے جائیں تو جناب زینب سلام اللہ علیھا کی شام میں قبر مبارک کی صحت نسبت کی تلاش وتحقیق کرنے والوں کے یقین میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔ آپ اپنی اس بحث موضوعی میں واحد محقق ہیں جس نے اس قدر کثیر شواہد پیش کئے جو حقیقت قبرالشریف کے لئے تاریخی نص ومؤید کی حیثیت رکھتے ہیں حتیٰ کہ اس موضوع سے متعلق مزید کچھ بیان کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ آپ نے اپنی کتاب میں انتہائی بلند پایہ اسلوب علمی سے تہلیل پیش کی ہے......اوائل نوجوانی میں آپ کا یہ عمل اعمال جلیلہ میں شمار کیا جاتا ہے جو نوجوانی میں ہی آپ کی ہمت عالیہ اور عظیم قدرت فکری کو ظاہر کرتا ہے۔ (تقریظ مرقد العقیلة)

آیة اللہ صادق بحرالعلوم

اپنی کتاب الرحیق المختوم میں آپ کے متعلق لکھتے ہیں جس کا ملخص یہ ہے کہ''عالم فاضل وادیب جلیل الشیخ العلامہ محمد حسنین بن عبدالعلی السابقی ۱۳۶۶ھ میں پنجاب پاکستان کے ایک منطقہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے والد عظیم سے حصول علم کے بعد علوم دینیہ میں بحیثیت مدرس اپنے ملک کے مختلف شیعی مدارس مثلاً سلطان المدارس سندھ' دارالعلوم محمدیہ سرگودھا و جامع الغدیر احمد پور سیال میں فرائض تدریس سرانجام دیئے اور پچھلے دو برس سے آپ نجف اشرف میں تحصیل علوم دینیہ میں مشغول ہیں۔ میں نے آپ میں علم کثیر وادب ووقار دیکھا ہے۔(الرحیق المختوم ج ۲ ص ۹۲ مخطوط بحوالہ مرقدالعقیلہ ط ۲ ص ۹)

ثقة السلام علامہ بشیر فاتح ٹیکسلا

۱۲ نومبر ۱۹۷۶ء کو آپ نے مدرسہ باب العلوم میں خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ''میں اپنی زندگی کے آخری دور میں ہوں کسی بھی وقت داعیٔ اجل کو لبیک کہہ جاؤں گا میں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اعلان کرتا ہوں کہ میرے بعد صحیح عقائد اور علوم محمد وآل محمد علیہم السلام کے ترجمان علامہ محمد حسنین السابقی ہیں قوم دینی مسائل میں ان کی طرف رجوع کرے اور ان کے وجود کو اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھے"

(رسوم الشیعہ، ط ۱ ، ص ۷)

وارثہء شہزادیء کونین حضرت زینب عالیہ سلام اللہ علیہا سے بے پناہ عقیدت رکھنے والے، مولائے "فزت برب الکعبۃ" کی زیارت کے لئے رخت سفر باندھنے والے "عالم بصیر" نے "روح الیقین" کے ساتھ ۱۸ جنوری ۱۹۹۹ء مطابق ۲۹ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ بوقت اذان فجر باون برس کی قلیل حیات کے بعد علیؑ علیؑ کی اقامت کہی کہ اب "فقدان عین" کے ساتھ آپ کی مثل کا "وجدان قلوب" میں آفتاب حیات ابدی کے طلوع کا وقت آن پہنچا تھا "ھجم بھم العلم علی حقیقۃ البصیرۃ و باشروا روح الیقین" عزادار امام مظلومؑ اور حق معصومؑ کا ساری زندگی دفاع میں گزارنے والا اور شہزادیء کونین کے مرقد وفضائل ومناقب سیرت پر تحقیقات پیش کرنے کے انداز میں اظہار عقیدت کرتے ہوئے شہزادیء عالیہ ہی کے حرم مبارک کی شبیہ عزاء خانہ زینبیہؑ کے صحن کے ایک پہلو میں زیرِ علمِ سقائے تشنگان کربلاء روپوش ہو گیا۔

کچھ اس کتاب کے بارے میں

جواہر الاسرار تہذیب و متانت اور سنجیدگی و شرافت کا شاندار نمونہ ہونے کے علاوہ اصول الشریعہ کا سب سے پہلا اور مضبوط و مستحکم جواب بن کر قوم کے سامنے آئی، آپ نے اپنی کتاب قواعد الشریعہ میں فرمایا ہے کہ "ہماری کتاب جواہر الاسرار کا مطالعہ کرنے والے اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ہم نے ایک ایک حدیث کو بارہ بارہ معتبر کتب کے حوالے سے نقل کیا ہے اہم احادیث کے ہر ہر راوی کی جانچ پڑتال پر کئی کئی صفحات پر کیے ہیں اور مفاد روایت کے متعلق اکابر و مشاہیر کے ارشادات وتحقیقات کو من وعن درج کیا ہے جبکہ اصول الشریعہ میں یہ سب دعوے تو ہیں مگر عمل کہیں نظر نہیں آتا اور اکثر ایسی ضعیف احادیث کو اہمیت دی گئی ہے جو مذہب عامہ کے موافق ہیں اور اکابر علماء کی تحقیقات کو یکسر نظر انداز کر کے اپنی تراش خراش کے مطابق نکالے گئے نتائج کو

عقیدہ کا نام دے کر الگ راستہ اختیار کرنے کی مذموم کوشش کی گئی ہے اور ہر فرد یہ محسوس کرتا ہے کہ روایات اصول الشریعہ درایت عقل کے سراسر خلاف اور نا قابل تسلیم ہیں" (قواعد الشریعہ ج ۱ ص ۳۵) آپ کی اس کتاب پر، جو آپ نے اس وقت تالیف فرمائی جبکہ آپ کا سن صرف بائیس برس تھا، پاکستان کے بزرگ علماء نے تحقیقی بلند قامتی اور فضائل و معارف معصومین علیہم السلام کی تقدیم ودفاع پر داد وتحسین پیش کی ہے اور قوم کو خصوصی طور پر اس کے مطالعہ کی سفارش کی ہے۔

مبلغ اعظم علامہ محمد اسماعیل

چنانچہ مبلغ الاعظم علامہ محمد اسماعیل صاحب نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ فخر شیعیان پنجاب قابل قدر فاضل نوجوان مولانا محمد حسنین السابقی صاحب نے آداب مناظرہ کی رعایت کرتے ہوئے صوری ومعنوی محامد ومحاسن پر مشتمل تائید حق اور تردید باطل پر نہایت جامع ومانع وبے مثال کتاب لکھی ہے جس کے جواب سے مدعی علم وفضل عاجز ہے اور اس کے ایک حرف کا بھی جواب نہ لکھ سکا۔ شکر اللّٰہ سعیھم و طول اللّٰہ حیاتھم۔ (المبلغ ص ۲۳)

ثقۃ الاسلام علامہ بشیر فاتح ٹیکسلا

اگر ناظرین کرام سیر حاصل اطلاع کے متمنی ہیں تو میں خصوصیت کے ساتھ التماس کروں گا کہ جناب مولانا محمد حسنین صاحب السابقی سلمہ اللہ کی کتاب "جواہر الاسرار" کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ یہ کتاب قائلین وحدت نوع کی کتاب "اصول الشریعہ" کا بہترین اور مسکت جواب ہے جس میں تمام موجودہ اختلافی مسائل پر اطمینان بخش تبصرہ ہے اور "اصول الشریعہ" کے ہر باب کا مکمل ومبرہن جواب دیا گیا ہے۔ یہ کتاب جوابی نوعیت میں مثالی ومعیاری کتاب ہے۔

(حقائق الوسائط ط اول ج ۲ ص ۲۱، ط دوئم، ج ۲ ص ۳۴۷)

قبل اس کے کہ اس کتاب کی پہلی دو اشاعتوں سے متعلق ہم کچھ لب کشائی کریں، ہم ثقۃ الاسلام علامہ بشیر فاتح ٹیکسلا کے جملے نقل کرتے ہیں آپ اصل کتاب پر کئے جانے والے تصرف پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "مجھے افسوس ہے کہ اس کی نشر و اشاعت میں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مقصرین کے ہتھکنڈے مانع ہوئے ہیں۔ میں واعظین کرام اور خطباءعظام بلکہ مدرسین مدارس عربیہ سے عرض کرتا ہوں کہ اس کی اشاعت میں سعی بلیغ فرمائیں اور حضرات مالکان کتب خانہ اس کی نشرواشاعت میں اپنی پوری قوت صرف کریں" (حقائق الوسائط ط اول ج ۲ ص ۲۱، ط دوئم، ج ۲ ص ۳۴۷)۔

خود مؤلف جواہرالاسرار فرماتے ہیں "جواہرالاسرار کے مؤلف حقیر اور ناشر کے حواشی کے اختلاف کی حقیقت یہ ہے کہ ناشر چونکہ عقیدہ کے لحاظ سے مقصر تھے لہٰذا انہوں نے اپنے پیرو مرشد کو راضی کرنے کے لیے حواشی پر اختلافی نوٹ لگا دیئے جن کا علم مؤلف کو کتاب طبع ہونے کے بعد ہوا" (قواعد الشریعه ص ۳٤) اور یہی صورت طبع ثانی میں رہی کہ طبع اول میں ناشر کے نوٹ پر قوسین میں (ناشر) کا لفظ کم از کم اس بات کی غمازی کرتا تھا کہ یہ نوٹ ناشر کا ہے جبکہ دوسری طباعت میں نوٹ کی عبارت کو باقی رکھتے ہوئے "ناشر" کا لفظ حذف کر کے نوٹ کو مؤلف کے نکتۂ نظر کے طور پر دکھانے کی مذموم کوشش کی گئی ہے نیز تحریف کی صورت میں تصرف کیا گیا

اس کتاب کو بعینہ اشاعت اول کے مطابق شائع کیا جا رہا ہے اور کتاب کے انداز تخاطب وتقدیم مراجع ومصادر میں بھی کچھ تصرف نہیں کیا گیا تا کہ اولاً یہ کہ کتاب اپنی اصل صورت میں باقی رہے، اور ثانیاً یہ کہ علامہ السابقی اعلی اللہ مقامہ کے انتہائی ادب کے ساتھ عقائدی مسائل میں تمام بزرگ علماء ومراجع عظام کے عقائد ونظریات واقوال پیش کرتے ہوئے کما حقہ اپنی عالمانہ ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے تک کو امانت دار وصاحب بصیرت قارئین ملاحظہ فرما سکیں کہ اس اتمام حجت کے بعد، چاہیے تو یہ تھا کہ مقصرین اپنی خطاؤں کا اعتراف کرتے اپنی غلطی تسلیم کر لیتے اور حق کو قبول کرتے مگر اس حد تک اتمام حجت کے باوجود شیخ ڈھکو کی ہٹ دھرمی اپنی جگہ باقی رہی اور اس رائندہ علماء ومجتہدین نے اس کتاب کے بعد لکھی جانے والی کتابوں میں بازار پروردگی کی اصلیت کا مظاھرہ کرتے ہوئے جلیل القدر مؤید بزرگ علماء وعارفین محسن تشیع بے باک حق گو عالم دین کے لیے خنثیٰ مشکل اور کیا کیا تہذیب سے گرے ہوئے کلمات استعمال کیے، خالصیت کے

پروانے مؤلف اصول الشریعہ کو معصومینؑ کے حق میں گستاخی کی بیماری کی وجہ سے دشنام طرازی، طعن وتشنیع اور بہتان تراشی پر اس کی خاندانی روایت کے مطابق جو عبور حاصل ہے اس کی کتابوں سے عیاں ہے فسیكفيكهم الله و هو السميع العليم

اگرچہ حتیٰ الامکان کوشش کی گئی ہے کہ عربی وفارسی واردو کی اغلاط کی تصحیح کے ساتھ ساتھ رموز واوقاف کی تطبیق کے دوران اصول تحقیق کو بھی پیش نظر رکھا جائے اور اصل کتاب کی بعینہ مطابقت کے پیش نظر حوالہ جات کو بھی عبارت میں شامل رکھا جائے، مگر بایں ھمہ اگر کہیں کوئی غلطی باقی رہ گئی ہو تو ادارہ مطلع کرنے پر آپ کا مشکور ہوگا اور اگلی اشاعت میں اس کی تصحیح کر دی جائے گی

ہم جناب فرقان حیدر حیدری صاحب کے انتہائی ممنون ہیں کہ جن کی خصوصی توجہ سے اشاعت کے تمام متعلقہ امور سرانجام پائے دعاء ہے کہ مضاعف الحسنات رب کریم ان کے اعمال صالحہ کو ابواب خیر وبرکت قرار دے اور ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے

الاحقر علی رضا السابقی

۱۴ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

جامعۃ الثقلین، ملتان

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

قوم شیعہ کے بحرانی حالات

قائم آلِ محمد سلام اللہ علیہ

کے ظہور کی علامت ہیں

میرا خطاب قوم کے ان زندہ دل اور سینے میں دردِ ایمان رکھنے والے برادرانِ ایمانی سے ہے جو تیرہ سو سال سے باطل کی طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ کرتے آرہے ہیں جن کے بے پناہ عزم و استقلال کو باطل کی تند و تیز آندھیاں جنبش نہ دے سکیں اور جن کی حق پرست گردنیں ظالم و جائز جبّاروں کے آگے ظلم و استبداد کی آبدار تلواروں اور خنجروں کی دھاروں سے کٹ تو گئیں مگر جھک نہ سکیں۔

جن کو ناصبیت کے جارحانہ و قاتلانہ حملے نیست و نابود نہ کر سکے، جن کے اخلاص و وفا دین و دیانت پر حق کو فخر ہے اور دین اسلام کو ناز ہے اور تاریخ کے اوراق انکی مدح سرائی میں پھولے نہیں سماتے۔

اے حقانیت کے پرستارو! اے حسینیت کے علمبردارو! کیا تم نے اپنے گیارھویں امام حضرت امام عسکریؑ کا وہ پیغام سنا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی کے آخری دنوں میں اپنی نورانی بصیرت کے ذریعے آپ کے مستقبل کے مدوجزر کا جائزہ لیتے ہوئے اور آپ کو آنے والے حوادث سے خبردار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

لا یکون ھذا الأمر الذی تنتظرونہ حتی یبرء بعضکم عن بعض ویفتل بعضکم فی وجہ بعض ویلعن بعضکم بعضاً وحتی یشھد بعضکم بعضاً بالکفر علیٰ بعض قیل ما فی ذلك خیر قال الخیرفی ذلك عند ذلك یقوم القائم فیر فع ذلك۔

جس امر کا تم انتظار کررہے ہو وہ اس وقت تک ظاہر نہ ہوگا حتی کہ تم شیعہ ایک دوسرے سے بیزار ہو جاؤ گے اور ایک دوسرے پر لعنت کرو گے اور ایک دوسرے کے منہ پر تھوکو گے اور ایک دوسرے پر

17

کفر کا الزام لگاؤ گے کسی صحابی نے عرض کیا اے مولا! کیا اسوقت ہمارے حق میں بہتری نہ ہوگی امامؑ نے فرمایا ہاں وہی وقت تمہارے لیے بہتر ہوگا چونکہ امام زمانہ صاحب العصر علیہ السلام ظہور فرمائیں گے اور تمہارے تمام اختلافات کو دور کردیں گے(ا) آپ نے غور فرمایا کہ مولائے کائناتؑ کس اسلوب بیان سے آپ کو سمجھا رہے ہیں کہ آپ پر ایک وقت ضرور آنا ہے کہ آپ کی ملت کا شیرازہ بکھر جائیگا۔ اور اتحاد و تنظیم کا سربلند جھنڈا سرنگوں ہوجائے گا۔ کیا اب بھی آپ خواب غفلت سے بیدار نہ ہوں گے۔ کیا اب بھی آپ کے نزدیک آئمہ اطہارؑ کی عظمت وجلالت کا راز منکشف نہیں ہوا گریبان میں جھانکیے اور توجہ سے کام لے کر یہ سمجھنے کی کوشش کیجیے کہ امام معصومؑ قوم شیعہ کے کس دور کی طرف اشارہ فرماگئے ہیں۔

ملت جعفریہ کے حالات کی

موجودہ رفتار پر ایک نظر

موجودہ وقت میں اپنی قوم پر تجسسانہ نگاہ ڈالیے ذرا دیکھیے کہ آپ آج اپنے سابقہ رویہ سے کس قدر ہٹتے چلے جارہے ہیں۔ قوم کے سربراہ حضرات آپس میں کیوں متنفر ہوچکے ہیں اور کس لیے ایک دوسرے سے دست بگریباں ہیں۔ ہر طرف سے کافر مشرک غالی وہابی وغیرہ کا ایک شور بلند ہورہا ہے۔ محبت و اخلاق دین و دیانت کے اصول سے روگرداں ہو کر ایک دوسرے کے متعلق عوام کو غلط تاثر دے کر فتنہ پروری کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ قوم اپنے مقام پر یہ سب تماشہ دیکھ کر سر بگریباں اور انگشت بدنداں ہو کر حیران و پریشان ہے۔

(ا) حدیث مذکور کے ناقلین

۱۔ شیخ الطائفۃ محمد بن حسن طوسیؒ م ۴۶۰ھ کتاب الغیبۃ ص ۲۸۳ طبع تبریز۔

۲۔ قطب الدین سعید بن ہبۃ اللہ راوندیؒ م ۵۷۳ھ کتاب الخرائج والجرائح ص ۲۸۵۔

۳۔ علامہ محمد باقر مجلسی م ۱۱۱۱ھ بحار الانوار ج ۱۳ ص ۱۳۴۔

۴۔ علامہ السید حسین بن احمد الحسنی البراقی م ۱۳۳۲ھ، عقد اللؤلؤ والمرجان فی تحدید أرض کوفان ص ۷۳ طبع نجف۔

۵۔ السید محسن الامین العاملی ۱۳۷۱ھ فی المجالس السنیۃ ج ۵ ص ۵۳۱ طبع نجف اشرف۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سمجھ نہیں آتی کہ جن علماء نے دین کے مبارک پودے کو سینے سے لگا کر خون سے سینچا اور پروان چڑھایا آج ان کے اندر وہ عالمانہ اخلاق اور فاضلانہ ذمہ داریاں کہاں ہیں۔ ہماری موجودہ زبوں حالی کے پیش نظر آخر اغیار کے لیے کیوں اور کہاں سے اسباب تضحیک و تمسخر جمع ہو رہے ہیں۔

اے کشتی قوم کے ناخداؤ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر حسنین وزینب علیہا السلام کی گرانقدر محنت کے نام پر علماء حق کی عظیم الشان قربانیوں کے نام پر ذرا خواب غفلت سے بیدار ہو کر قوم کے نازک حالات کا جائزہ لیجیے اور معلوم کیجیے کہ ہماری قومی سالمیت اور ہمارے اتحاد کو کون سے اسباب ٹھیس پہنچا رہے ہیں۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے مولا علیؑ والو
نہ ہوگی داستاں تک بھی تمہاری داستانوں میں

اس وقت میرا مقصد قوم کے جملہ حالات کا جائزہ لینا نہیں ہے جو کہ میرے موضوع سے خارج ہے بلکہ مذہبی اور دینی اختلاف ہی کو لے لیجیے آخر ہمارے اختلافات کس دور میں نہیں ہوئے؟ ہمیشہ اور ہر دور میں علماء اعلام کے مابین مختلف مذہبی مسائل و افکار میں اختلاف رہا ہے اور رہے گا۔ اور ایسے علماء شیعہ بھی گزرے ہیں جن کے نظریات یہ تھے:

آئمہ طاہرینؑ نے کبھی کوئی معجزہ نہیں دکھایا، آئمہ طاہرین فرشتوں کی گفتگو نہیں سن سکتے، آئمہ طاہرینؑ انبیاء و ملائکہ سے افضل نہیں ہیں، آئمہ طاہرین سے جبرائیل ومیکائیل افضل ہیں، آئمہ طاہرینؑ کو علم ماکان و ما یکون حاصل نہیں ہے۔ (ملاحظة هو مرآة الانوار ص ٤٢)

یقینی طور پر اس قسم کے عقائد کتاب و سنت کی نصوص کے مخالف تھے انہوں نے اپنے نظریات میں کتب بھی تالیف فرمائیں اور ان کا پرچار بھی کیا مگر علماء حق خوب جانتے تھے کہ ان عقائد کا واقعیت سے کوئی تعلق نہیں اس لئے ان کو بعد میں کوئی اہمیت نہیں دی گئی حتی کہ صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیے گئے۔

علماء اعلام کے موجودہ طریق اصلاح پر تنقید

چند سالوں سے ملت جعفریہ کو جن جانکاہ حوادث سے دوچار ہونا پڑا ہے ان میں سے ایک حادثۂ کبریٰ اختلاف عقائد و نظریات بھی ہے جس کے حیرت انگیز اثرات نے قوم کے شیرازہ کو بکھیر دیا اور آج اس کی صورت حال اس قدر نازک ہو چکی ہے کہ اگر اس کی اصلاح کے لئے کوئی اقدام نہ کیا گیا تو یقینی طور پر ہمارا موجودہ رویہ مستقبل میں لاحق ہونے والے عظیم و جسیم خطرے کا پیش خیمہ ثابت ہوگا مگر اصلاح کے نام پر جو طریقہ آج اختیار کیا جا چکا ہے یہ انتہائی طور پر مفسدانہ اور قومی نظم و نسق کے لئے ضرر رساں ہے جس کو معمولی قرار دیتے دیتے یوں ہی نظر انداز کر دینا ایک بہت بڑی غلطی کا ارتکاب ہے۔ مختلف حلقوں کی طرف سے جن نظریات کا پرچار کیا جا رہا ہے ان میں سے صحیح نہج پر کون ہے اور غلط پر کون! اس مسئلہ پر غور و خوض کرنے کے بعد جہاں تک ہمارے فہم کا تعلق ہے ہر طرف افراط و تفریط ہے یا بالفاظ دیگر جن الفاظ میں نظریات پیش کیے جا رہے ہیں یہ ان کے صحیح نقطۂ نظر کی عکاسی کرنے سے قاصر ہیں۔

اور ہم افسوس کے ساتھ اس نا قابل انکار حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ فریقین میں سے جن حضرات نے کتب و رسائل پیش کیے ہیں ان میں سے بعض کسی حد تک ذاتی الجھنوں کا پلندہ ہیں جو حقائق کی صحیح تصویر پیش کرنے کے بجائے مطالعہ کرنے والوں کو ذاتیات کی تاریک فضا میں بھٹکا دیتے ہیں اور صورت حال کا صحیح اندازہ نہیں لگ سکتا۔

اختلافی مسائل پر ہر نقطۂ نظر کے مؤلفین کی تالیفی معروضات کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد ہم اس حقیقت پر پہنچے ہیں کہ ہر ایک کا انداز بیان نہایت ہی تلخ و دل آزار اور صورت حال کو اور زیادہ پریشان کرنے والا ہے ورنہ اہل دانش اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ اندرون مذہب غیر اصولی یا اصولی اختلافی مسائل کو حل کرنے کا طریقہ نہایت ہی منصفانہ اتحاد پرور اور شیریں ہونا چاہیے تاکہ مسائل مختلف فیہ میں مؤلف کے نقطۂ نظر کی صحیح تصویر پورے پورے خدوخال کے ساتھ واضح ہو جائے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کتاب ھذا کی تالیف کے وجوھات

جس چیز نے ہم کو اختلافی مسائل پر قلم اٹھانے کیلئے آمادہ کیا ہے وہ خود علماء اعلام کا وہ رویہ ہے جو کسی صاحب فراست کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں اور جس چیز نے ہماری ہمت باندھی ہے وہ خود شیخ محمد حسین ڈھکو مؤلف اصول الشریعہ فی عقائد الشیعہ کا زریں بلکہ مفید ترین مشورہ ہے جو آپ نے رسالہ سواء السبیل ص ٥ میں پیش کیا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہر مذہب میں کچھ اختلافی مسائل بھی ہوتے ہیں اور اہل رائے کو یہ حق بھی حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنے نظریہ کو پیش کریں اور اس کا پرچار بھی کریں لیکن ان مسائل کو حل کرنے کا عقلی اور اخلاقی طریقہ یہی ہونا چاہیے کہ مختلف نظریات کے حامل سر جوڑ کر ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں اور پورے اخلاق اور دیانت کے ساتھ قرآن وحدیث کی روشنی میں ان مسائل کا کوئی متفقہ حل تلاش کریں یا پھر علمی سطح پر کتب ورسائل میں اپنے موقف کو مدلل ومکمل طور پر احسن طریقہ سے پیش کریں۔

کتاب وسنت اور فرمائشات علماء اعلام کی روشنی میں ہم اپنی تحقیق و بساط کے مطابق ثابت شدہ نظریات پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اور کسی نظریہ کو اختیار کرنے یا نہ کرنے کا معاملہ قارئین کے سپرد کرتے ہیں چونکہ وہ ہر نظریہ کے دلائل اور مختلف پہلوؤں کو غور سے دیکھ کر صحیح وسقیم رائے کا بذات خود امتیاز کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔

علم اصول حدیث میں

مستند اخبار احاد کی اھمیت

ہمیں بخوبی معلوم ہے کہ ہماری پیش کردہ احادیث کو دیکھنے کے بعد بعض حضرات یہ کہہ دیں گے کہ یہ اخبار احاد ہیں یا ان کی اسناد ضعیف اور نا قابل اعتماد ہیں۔ اسی لئے ہم نے حفظ ما تقدم کے لئے اپنی پیش کردہ جملہ روایات کو نقل کرنیوالے علماء ومؤلفین اور راویوں کی حقیقت علم درایت اور جرح وتعدیل کی روشنی میں پیش کردی ہے تاکہ روایت کے وزن کو مطالعہ کرنے والا خود ہی معلوم کر سکے۔

باقی رہا یہ قول کہ اصول عقائد میں خبر واحد پر اعتماد درست نہیں ہے یہ بھی کسی حد تک ہمارے نزدیک محل نظر ہے چونکہ فخر المتکلمین علامہ حسن بن یوسف بن مطہر حلی متوفی ٧٢٦ھ نے کتاب النہایہ میں یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ۔

أما الامامية والأخباريون منهم لم يعوّلوا فى أصول الدين وفروعه إلّا على أخبار الآحاد المرويّة عن آئمتهمؑ والاصوليون منهم كأبى جعفرالطوسى وافقوا على قبو ل خبرالواحد۔

علماء امامیہ اور اخباریہ نے خصوصی طور پر اصول دین اور فروع دین میں ان اخبار احاد پر اعتماد کیا ہے جو ان کے آئمہ اطہار سے منقول ہیں اور اصولیین مثلاً شیخ ابو جعفر طوسیؒ نے بھی اخبار احاد کو قبول کرنے میں اتفاق فرمایا ہے۔ علامہ حلی جیسے عظیم الشان مجتہد اعظم سے زیادہ محقق ہی کون ہو سکتا ہے جس کے قول پر اعتماد کیا جائے علامہ کا یہ نظریہ معالم اصول ص ١٨١ طبع ایران و ص ١١٠ طبع لکھنؤ میں نقل کیا گیا ہے۔ اسی طرح علم الہدیٰ سید مرتضیٰ الموسوی البغدادیؒ المسائل التباینات میں فرماتے ہیں۔

أكثرأخبارنا المروية فى كتبنا مقطوع علىٰ صحتها إمّابالتواتر وإمّابأمارة وعلامة دلّت علىٰ صحّتها أو صدق رواتها فهى موجبة للعلم و مقتضية القطع وإن وجدناها مودعة فى الكتب بسند مخصوص (معالم الاصول ص١٨٧ طبع ایران' ص ١١٣ لکھنؤ، الجواهر السنية ص ٣٩٠۔)

ہماری کتب میں مندرج اکثر احادیث قطعی طور پر صحیح ہیں یا تواتر کے ساتھ یا ایسی علامت کے ساتھ جو ان کے صحیح ہونے پر دلالت کرتی ہے یا اس کے راوی کے سچے ہونے کی وجہ سے۔ پس ہر ایسی روایت موجب علم اور مقتضی قطع ہے اگرچہ وہ ہم کو اپنی کتب میں ایک مخصوص سند کے ساتھ ہی کیوں نہ ملے۔

علامہ محمد بن حسن حر عاملی متوفی ١١٠٤ھ اپنی کتاب امل الآمل ص ٤ میں فرماتے ہیں تواترت الأحاديث عنهم بوجوب العمل بأخبارالثقات وبوجوب

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

العمل بأحاديث كتب الامامية المعتمدة . آئمہ اطہارؑ سے متواترات احادیث میں مروی ہے کہ ثقات کی احادیث اور امامیہ کی معتبر کتب میں وارد ہونے والی حدیثوں پر عمل کرنا واجب ہے اس سلسلہ میں ان تین جلیل القدر علماء اعلام کے اقوال ہماری پیش کردہ روایات کی صحت کے لئے بطور ضمانت کافی ووافی ہیں۔

جلیل القدر علماء شیعہ
اور کتب شیعہ کی وثاقت ودیانت

ہمارے دیانت دار محدثین عظام سے یہ توقع نہیں ہوسکتی کہ انہوں نے غلاۃ ومفوضہ کی روایات کو جمع کرکے اسباب تضلیل فراہم کیے ہوں نیز ہمارے محدثین اس سلسلہ میں بڑے محتاط واقع ہوئے ہیں۔

علامہ ابوعلی حائریؒ نے منتهى المقال فی علم الرجال ص ۱۲٦ میں فرمایاہے كانوا يقتلون الغالی ومع عدم تمكنهم فلعنوه و طردوه وكانوا يحذرون من مصلحته ومعاشرته

علماء محدثین اول تو غالیوں کو قتل کردیتے تھے اگر قتل نہ بھی کرسکتے تو اس پر لعنت کرتے تھے اور اس کو اپنے سے دور بھگادیتے تھے اور اس کی مصاحبت ومعاشرت سے بہت پرہیز کرتے تھے۔

خاتم المحدثین علامہ نوری نفس الرحمن ص ۲۹ میں فرماتے ہیں المعروف من ديدن المشائخ بل جلّ المحدثين من الفرقة النا جية من هجرهم الغلاة الذين هم قسم من الكفار ليس النقل عن الغالی حقيقة والتمسك به فيما يتعلق بأمورالدين إلّا كالرواية عن أحد الكفار والزنادقة

فرقہ ناجیہ کے اکثر محدثین کا یہ وتیرہ رہا ہے کہ وہ غالیوں سے کنارہ کشی کرتے تھے جو کہ کفار کی ایک قسم ہیں اور درحقیقت دینی امور میں غالی سے روایت لینا اور اس سے تمسک کرنا ایسا ہے جیسے کسی کافر یا زندیق کی روایت سے تمسک کرنا۔

اسی طرح مولانا محمد حسین ڈھکو صاحب رقمطراز ہیں کہ علماء اعلام شکر اللہ سعیهم تدوین حدیث کے سلسلہ میں جس تتبع اور تفحص اور حزم واحتیاط کو عمل میں لائے اس کی نظیر نہیں ملتی جیسا کہ کتب درایۃ الحدیث اور سیر وتواریخ میں تدوین حدیث کے مفصل کوائف درج ہیں (المبلغ اگست ٦٤ء ص ١٣) ارباب بصیرت کے لئے علماء اعلام کی مستند تالیفات کی وثاقت کے سلسلہ میں اس قدر لکھنا ہی کافی ووافی ہے۔

آئمہ اطہارؑ کے فضائل کی معرفت
کس حد تک ضروری ہے

یہ ایک قاہر وباہر حقیقت ہے کہ ان ذوات مقدسہ کی کنہ معرفت پر حاوی ہونا ہر کس وناکس کے اختیار میں نہیں ہے خود حضرات آئمہ معصومینؑ کا فرمان ہے۔

إنّ أمرنا صعب مستصعب لا يحتمله إلّاملك مقرّب أو نبی مرسل أو مؤمن إمتحن اللّٰه قلبه بالايمان (بصائر الدرجات جلد اول باب ۱۲) ہمارا امر انتہائی طور پر شدید ہے جس کو برداشت کرنے کی قوت صرف فرشتہ مقرب اور نبی مرسل اور اس مومن ہی کے ساتھ مختص ہے جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے ساتھ آزمالیا ہو۔

جناب امیر المومنین علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اور حضرت امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے روایات متضافرہ میں وارد ہے۔

لا تجاوزوا بنا العبودية ثمّ قولوا فی فضلنا ما شئتم فلن تبلغوا۔(۱)

ہمارے رتبہ کو حدود معبودیت تک نہ لے جاؤ اور پھر ہمارے فضائل میں جو چاہو کہہ دو تم ہرگز نہ پہنچ سکو گے۔

(۱) بصائر الدرجات ص ۲۳٦ ص ۵۰۷، بحار الانوار جلد ۷ ص ۲٤۸، مرآۃ الانوار ص ٤٦، احتجاج طبرسی ص ۲٤۲، عن میثم التمّار واسماعیل ومالك الجهنی وكامل التمّار وغيرهم من الاصحاب الاجّلاء رحمهم اللّٰه، عن الصادق والرضا وأميرالمؤمنين والحسن العسكری وعلى آبائهم آلاالف التحية والسلام۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

امام محمد باقر علیہ السلام جابر جعفیؓ سے ارشاد فرماتے ہیں۔

إذا ورد علیك یا جابر شی من أمرنا فلان له قلبك فاحمد اللّٰه وإن أنكرته فردّه إلینا أهل البیت ولا تقل كیف جاء هذا وكیف كان فإن هذ واللّٰه هوالشرك باللّٰه العظیم (۱)

اے جابر جب تمہارے پاس ہمارے فضائل وکمالات کے متعلق کوئی حدیث پہنچے اور تمہارا دل اس کو نرمی سے مان لے تو خدا کا شکر ادا کرو اور اگر نہ مانے تو اس کے علم کو ہمارے سپرد کرو اور ایسا نہ کہو کہ یہ حدیث کیونکر اور کیسے ہوسکتی ہے ایسا کہنا بخدا اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔

نیز آپ فرمایا کرتے تھے۔حدثنی أبو جعفر بسبعین ألف حدیث لم أحدّث بها قطّ ولم أُحدّث بها أحداً۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھے ستر ہزار احادیث بتلائیں جن کو میں نے آج تک کسی کے سامنے بیان نہیں کیا اور نہ کروں گا نیز ایک مرتبہ امامؑ نے ان کو اپنی احادیث کا مجموعہ دیتے ہوئے فرمایا۔

إن حدثت بشی منه فعلیك لعنتی ولعنة آبائی (رجال کشی ص ۱۲۷)

اگر تم نے اس میں سے کوئی حدیث بھی ظاہر کردی تو تم پر میری اور میرے آباؤاجداد کی لعنت ہوگی

ان حقائق کی بنا پر علامہ خاتون آبادیؒ م ۱۱۴۰ھ مرآۃ الانوار ص ۴۲ میں فرماتے ہیں

كان الآئمة لا یظهرون سرائر حالاتهم وخفایا كمالاتهم علی كل أحد بل كانوا ینتخبون لذكرنبذ من خصائصهم بعض كمل الخواص مشترطین علیهم سترذلك عن السفلة الجهال

(۲) الرجال لابی عمرو محمد بن عبد العزیز کشی ص۱۲۸ ص ۳، رجال کشی ۱۲۷۔ جابر بن یزید جعفی متوفی ۱۲۸ھ آئمہ معصومینؑ کے جلیل القدر اصحاب میں سے تھے۔ علامہ قمی فرماتے ہیں کہ ھو من جملة أسرارهم وحفظة كنوز أخبارهم۔ آپ آئمہ طاہرینؑ کے رازدان اوران کی احادیث کے حافظ تھے امامؑ نے ان کو اپنے زمانے کا سلمان فارسی فرمایا ہے۔ سفینۃ البحار ج ۱ ص ۱۴۶، منتهی المقال ص ۱۹۰، بحار ج ۱۱ ص ۲۲۴۔

آئمہ معصومینؑ اپنے پوشیدہ حالات اور مخفی کمالات ہر شخص پر ظاہر نہیں فرماتے تھے بلکہ اپنے بعض کامل خواص اصحاب کو منتخب کرتے تھے اور وہ بھی اسی شرط پر کہ ان احادیث کو پست ذہنیت کے لوگوں سے مخفی رکھیں نیز انہیں وجوہ کو دیکھ کر علامہ کتاب مذکور کے ص ۴۶ پر فرماتے ہیں۔

إنّ جمیع الفضائل التیّ وردت فیهم كتاباً وسنةّ قلیلة بالنسبة إلیهم بعد القول بكونهم عبیداللّٰه

ان ذوات مقدسہؑ کے جو فضائل قرآن اور احادیث میں آچکے ہیں وہ ان کی شان کو دیکھتے ہوئے بہت ہی کم ہیں جب کہ ہم ان کو اللہ کے بندے مان لیں۔

علامہ مجلسیؒ بحار ج ۷ ص ۲۴۹ **میں فرماتے ہیں** ولا ینبغی للمرء أن یكذب بما لم یحط به علماً بل لا بد أن یكون فی مقام التسلیم فمع قصورالملائكة مع علوّ شأنهم عن معرفة آدم لا یبعد عجزك عن معرفة الآئمة

انسان کو ان امور کا انکار نہیں کرنا چاہیے جن کا وہ احاطۂ علمی نہ رکھتا ہو بلکہ ضروری ہے کہ سر تسلیم خم رکھے پس جب کہ وہ بلند پایہ فرشتے جو اپنی عظمت وشان کے باوجود حضرت آدمؑ کی معرفت سے قاصر رہے تمہارا آئمہ طاہرینؑ کی معرفت سے قاصر رہنا کیا بعید ہے۔

علامہ ابو محمد حسن بن محمد دیلمیؒ ارشاد القلوب ج ۲ ص ۱ **میں جناب امیرالمومنینؑ کی شان میں فرماتے ہیں۔**

لا شك أن فضائله وحاله فی الشرف والكمال لا یعرفه إلاّاللّٰه ورسوله كماقال صلی اللّٰه علیه وآله وسلم ما عرفك یاعلی حقّ معرفتك إلاّاللّٰه وأناولهذا السبب سمیّ النبی وعلی وفاطمة والحسن والحسین بالخمسة الأشباح لأنّ الناس ما یعرفون ماهیتهم وصفاتهم لجلا لة شأنهم وإرتفاع منازلهم كا لشبح الذی لا تعرف حقیقته۔

اس میں شک نہیں ہے کہ امیرالمومنینؑ کے فضائل اوران کا شرف وکمال سوائے خدا اور اس کے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رسول کے کوئی نہیں جانتا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یا علیؑ آپ کو (صحیح معنی میں) سوائے میرے اور خدا کے کسی نے نہ پہچانا اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین اور فاطمہ اور حسن وحسین علیہم السلام کو اشباح کہا جاتا ہے اور شبح اس چیز کو کہتے ہیں جس کی حقیقت معلوم نہ ہو۔

فاضل اجل عمدۃ الاصولیین علامہ اسماعیل نوری کفایۃ الموحدین ج ۱ ص ۲۵۰ **میں تحریر فرماتے ہیں** "مرتبہ محمد وآل محمد راکسی نہ شناختہ وآنچہ ذکرشدہ یا ذکر خواہد شد یا ذکر نمایند ہمہ خلائق از بزرگی وجلا لت ایشاں قطرۂ از دریا فضائل ومناقب جلال ایشاں" محمدؐ وآل محمدؐ کے رتبہ کو کسی نے نہیں پہچانا ان کی بزرگی اور جلالت کا جو ذکر ہو چکا یا ذکر ہوگا یا جس کو تمام مخلوقات ذکر کر رہی ہیں ان کے فضائل ومناقب کے سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ ہے۔

آئمہ اطہار علیہم السلام کے ان مناقب کا تعلق اُن عقائد سے ہے کہ جن کی ضرورت مشروط بحصول علم ہے اور ان کی ذوات مقدسہ کے فضائل وکمالات کی معرفت بھی بقدر استطاعت ضروری ہے جیسا کہ علامہ موصوف اسی کتاب کفایۃ الموحدین ج ۱ ص ۱۴ میں فرماتے ہیں۔ "آیات واخبار کے ادلہ عمومیات سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ سُفراء اللہ اور خواص اولیاء اللہ کے مراتب سے لاعلمی برتنا جو کہ آسمانوں اور زمینوں پر حجت خدا ہیں اور ہدایت کے علم ہیں ان کے حق میں تقصیر ہے بلکہ ان کی محبت میں تفریط ہے بلکہ یہ ایک عظیم نقص ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ان ذوات اجلاء کی معرفت کا حق حاصل کرنا تو خواص اولیاء اور تمام انبیاء ومرسلین اولی العزم اور تمام ملائکہ مقربین کی استطاعت سے بھی باہر ہے اور جو کچھ ان کے مراتب میں سے سمجھا جا چکا ہے وہ معرفت اجمالی ہے مگر جب مکلّف قادر ہو تو ان کے معرفت اجمالی سے کوتاہ نظری برتنا بھی ان کی شان میں تنقیص ہے اور جو شخص اپنے فہم کے لحاظ سے اس قدر بلند معرفت حاصل کرنے سے قاصر ہو اس کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ ان حضرات معصومینؑ کو مفترض الطاعۃ اور معصوم جانے بلکہ اس کے حق میں اسی قدر کافی ہے۔ چونکہ اس کی وسعت واستطاعت سے زیادہ تکلیف دینا تحقیق ایمان

کے متعلق ایک امر قبیح اور محال ہے اور ایسا شخص قاصر کہلائے گا نہ کہ مقصر اور ایسا شخص بھی نجات حاصل کرلے گا۔ (مأخوذ من مقامات شتی) انہی حقائق کو دیکھتے ہوئے ہم یہ کہتے ہیں کہ موجودہ اختلافی مسائل کو "اصول دین" کے متعلق ظاہر کرنا کھلا ہوا تسامح ہے۔ باختلاف تکلیف عباد ان کے مناط درجات ایمان سے ہے جن کی تفصیل ہم آگے بیان کررہے ہیں

علماء اعلام کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش

ہم نے اپنی کتاب میں کوشش یہی کی ہے کہ تمام شیعہ علماء اعلام کا ذکر عظمت واحترام سے کریں اگرچہ وہ کسی بھی نظریہ کے حامل ہوں۔ ہم ہرگز پسند نہیں کرتے کہ اصول کتاب وسنت سے ہٹ کر کسی کو غلط طور پر وہابی یا غالی کے ذلیل ترین لقب سے یاد کریں۔ چونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ جو شخص محمد وآل محمد علیہم السلام کی محبت وولایت کا دعوے دار ہے اور اپنے آپ کو شیعہ اثناعشریہ میں شمار کرتا ہے وہ اس لائق نہیں کہ ہم اس کو ناصبیین اور مشرکین کے گروہ میں دھکیل دیں۔ ہمارے سامنے محمدؐ وآل محمدؐ کا اسوۂ حسنہ موجود ہے۔ جیسا کہ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں

کرھت لکم أن تکونوا شتّامین لعّانین تشتمون وتبرؤن ولکن لو وصفتم مساوی أعمالھم فقلتم من سیرتھم کذاوکذا ومن أعمالھم کذاوکذا کان أصوب فی القول وأبلغ فی العذر۔ (کتاب صفین ص ۱۱۵، نصربن مزاحم المنقری طبع مصر۔)

مجھ کو یہ بات ناپسند ہے کہ تم لوگ (کسی پر) لعنت کرو اور سب وشتم کرو اور بیزاری ظاہر کرو۔ اگر تم کو کسی کے برے اعمال بتلانے ہوں تو یوں کہہ دیا کرو کہ ان کی سیرت ایسی ہے۔ ان کے اعمال ایسے ہیں یہ قول زیادہ قرین صواب اور عذر میں قول بلیغ ثابت ہوگا۔

اور میں اپنی قوم کے علماء اعلام کی خدمت میں بھی ادب سے گزارش کروں گا کہ برائے خدا نہایت ہی سلجھے ہوئے انداز میں ان اختلافات کو مٹانے کی کوشش کریں۔ مابین القوم اور مذہب لکھی جانے والی کتب کا انداز تحریر نہایت ہی اتحاد پرور ہوتا کہ ہر نظر وفکر کا حامل اس کو شوق

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سے پڑھے اور اپنے نظریات پر تنقیدی نگاہ سے غور کر کے حقیقت پر مطلع ہو چونکہ وقت کے تقاضوں کے مطابق ابھی تک ان کو بہت سے دیگر اہم ترین علمی مسائل کی گتھیاں سلجھانی ہیں اور دور حاضر میں ناصبیانہ افکار کی عظیم یلغار کا سد باب کرنا ہے جو ہماری قوم کے سادہ لوح افراد کے لئے دردسر بنی ہوئی ہے اور برائے خدا بکمال صدق و دیانت ان مباحث کو کسی حد تک ٹھکانیں لگائیں تاکہ جلد از جلد دوسرے مراحل کو طے کرنے کی طرف توجہ مبذول ہو سکے۔ مجھے امید واثق ہے کہ بارگاہ آئمہؑ میں میرا یہ ہدیہ ناقصہ شرف قبولیت حاصل کریگا۔

ان ارید ان الاصلاح وماتوفیقی الا باللّٰہ علیه توکلت و الیه انیب

باب اول

معرفت آئمہ اطھار علیھم السلام کے مختلف مدارج کے بیان میں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آل محمد علیهم السلام
کے فضائل وکمالات کی حد وحصر
ادراک بشری سے بالا تر ھے

﴿قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربیّ لنفد البحر قبل أن تنفد کلمات ربیّ﴾(سوره کهف)

اے رسول کہہ دیجیے کہ اگر میرے رب کے کلمات کے لئے سمندر سیاہی بن جائیں تو سمندر ختم ہوجائیں گے قبل اس کے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں۔

نیز سورۂ لقمان میں ارشاد رب العزت ہوتا ہے۔

ولوأنّ ما فی الأرض من شجرة أقلام والبحر یمدّ من بعده سبعة أبحر ما نفدت کلمات اللّٰه ۔

اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں قلم بن جائیں اور سمندر کی مدد کے لئے سات سمندر مل جائیں تو میرے رب کے کلمات ختم نہ ہوں گے۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر حضرت امام رضاؑ سے مروی ہے۔نحن الکلمات التی لا تدرک فضائلنا ولا تستقصی ہم اللہ کے وہ کلمات ہیں جن کے فضائل کا نہ ادارک ہوسکتا ہے اور نہ شمار(۱)۔اور ابن شعبہ حرانی ”تحف العقول میں امام علی نقیؑ سے روایت کرتے ہیں نحن کلمات اللّٰه التی لا تنفد ولاتدرك فضائلنا ہم ہی اللہ کے وہ کلمات ہیں کہ ہمارے فضائل نہ ختم ہوسکتے ہیں اور نہ سمجھے جاسکتے ہیں۔(اسی طرح تفسیر برهان ج ٤ ص ٨٢٣ اور احتجاج طبرسی ص ٢٥٢ میں بھی مروی ہے)

(۱)ملاحظہ ہو مرآۃ الانوار ص ١٩٥،تفسیر برهان ص ٩٧٧ و ص ٨٢٣،بحار الانوار ج ٧ ص ١٢٦، نیز حیاۃ القلوب ج٣ ص٢٠٨۔

مؤفق خوارزمی کتاب المناقب میں ابن عباس اور حضرت عمر وغیرہ سے روایت ہے لوأن الأشجار أقلام والبحر مداد والجن حساب والأنس کتاب ما أحصوا فضائل علی ابن أبی طالب (کذا فی ینابیع المودة ص ١٠٠، ٢٤٨، وحیات القلوب جلد٣ ص٢٠٨۔) اگر درخت قلم بن جائیں سمندر سیاہی بن جائیں جن حساب کرنے والے اور انسان لکھنے والے ہوجائیں تو علیؑ کے فضائل ختم نہیں ہوسکتے۔

اہل سنت کے ایک مشہور عالم ابن ابی حدید نے کیا خوب فرمایا ہے۔

فلو أن ماء الأبحر السبعة التی	خلقن مدادوالسموات کاغذ
وأشجارخلق اللّٰه أقلام کاتب	إذاالخطّ أفناهنّ عادت عوائد
وکان جیمع الانس والجن کتبا	إذا کلّ منهم واحد قام واحد
وخطّوا جمیعا منقباً بعد منقب	لما خطّ من تلك المناقب واحد

مؤلف انوار ارشاد الامۃ نے ان اشعار کو امام شافعی کی طرف منسوب کیا ہے(کما فی حاشیة احقاق الحق ج ٤ ص ٣٩١ طبع قم)

اگر سات سمندر سیاہی اور آسمان کاغذ بن جائیں اور تمام درخت کاتب کے قلم بن جائیں اور جب یہ تمام آسمان کے برابر کاغذ ختم ہوجائیں اور نئے کاغذ آجائیں تمام انسان اور جن مل کر لکھتے جائیں اور ایک تھک جائے اور دوسرا کھڑا ہوجائے اسی طرح اگر تمام کے تمام بنی نوع انس وجن ایک ایک فضیلت لکھتے جائیں تب بھی علیؑ کے مناقب میں سے ایک منقبت بھی تحریر نہیں ہوسکتی۔

جناب امیر المومنینؑ فرماتے ہیں۔

والذی فلق الحبة وبرء النسمة لو أحببت أن أری الناس ما علمنی رسول اللّٰه من الآیات والعجائب لکانوایرجعون کفارا۔(بحار الانوار ج٩ ص٥٦٥، کذا فی ینابیع المودة ص ٤٠٣)۔

قسم ہے اس پروردگار کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور روح کو پیدا کیا اگر میں چاہوں کہ لوگوں کو وہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آیات وعجائب دکھاؤں جو مجھ کو رسول اللہ نے بتلائے ہیں تو یہ لوگ کفر کی طرف پلٹ جائیں گے۔

عن أبي جعفر قال قال أصحاب عليّ لو أريتنا ماتطمئن إليه مما أنهى إليك رسول الله قال لو رأيتم عجيبة من عجائبي لكفرتم وقلتم ساحر كذاب وكاهن قال علم العالم شديد و لا يحتمله إلّا مومن إمتحن الله قلبه بالإيمان۔(الخرائج ص ٢٥٤ ،مدينة المعاجز ص ٨٤، بحار الانوار ج ٩ ص ٥٧١)

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ جناب امیر المومنینؑ کے اصحاب نے عرض کی مولا کاش آپ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتلائے ہوئے کمالات میں سے کچھ دکھاتے آپ نے فرمایا کہ میں اپنے کمالات میں سے تم کو ایک کمال بھی دکھادوں تو تم کہہ دو گے کہ تو جادوگر کذاب اور کاہن ہے۔(معاذ اللہ) علم آل محمد علیہم السلام کا علم اتنا شدید ہے کہ کوئی شخص اس کی تاب نہیں لاسکتا ماسوا اس کے کہ ایسا مومن ہو کہ اللہ نے اس کے دل کی آزمائش کی ہو۔ ایک مقام پر امام الانس والجان فرماتے ہیں۔ إن كلامي صعب مستصعب لا يعقله إلّا العالمون۔

(بحار الانوار ج ٩ ص ٦٢٤)

میرا کلام بہت شدید ہے جس کو سوائے اہل علم (من اللہ) کے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

امام رضاؑ اپنے ایک خطبہ میں فرماتے ہیں۔ هيهات هيهات ضلّت العقول وتاهت الحلوم وحارت الالباب وحسرت العيون و تصاغرت العظماء و تحيّرت الحكماء وجهلت الالباء وكلت الشعراء وعجزت الادباء وعيت العلماء عن شأن من شأنه أو فضيلة من فضائله ۔ (اصول كافي ج ١ ص ٢٠١ ط جديد، عيون اخبار الرضا ص ١٢٢، تفسير البرهان ص ٧٩٧ ج ٤، احتجاج طبرسی ص ٢٣٨، بحار الانوار جلد ٧ ص ٢١١ ،ينابيع المودة ص ٤٧٨)۔

ہرگز ہرگز ناممکن ہے امامؑ کے فضائل میں سے ایک ایک فضیلت اور اسکے مراتب میں سے ایک ایک مرتبہ سمجھنے اور بیان کرنے سے عقلیں حیران افہام سرگردان دانایان پریشان ہیں نظریں تھک

کر چکنا چور صاحبان عظمت فلسفۂ امامت سمجھنے سے معذور حکماء اسی عظیم الشان رتبہ کا ادارک کرنے سے مجبور ہوگئے بڑے بڑے صاحبان علم کوتاہی کا اقرار کرگئے بڑے بڑے آتش بیان خطیب اس بلند پایہ موضوع پر بولنے سے انکار کرگئے بڑے بڑے خداوندان سخن شعراء کی زبانیں بند ہوگئیں اور اہل ادب عاجز آگئے مگر رتبۂ امامت کی شان اور ایک صفت بھی سمجھ میں نہ آسکی۔ جب مرتبۂ امامت اتنا عظیم الشان ہے اور اتنا دقیق ہے کہ سوائے خدا اور اس کے رسول کے اس حقیقت کی کسی کو سمجھ نہیں آسکتی تو رتبۂ عظمٰی کے مناقب وفضائل کی حدود متعین کرنا کس کے بس کا روگ ہے؟

ایک شخص امام حسینؑ کی خدمت میں آیا اور عرض کی یا ابن رسول اللہ مجھ کو اپنے ان فضائل سے آگاہ کریں جو اللہ نے آپ کو عطا فرمائے ہیں آپ نے فرمایا تم ان کو برداشت نہیں کرسکو گے اس نے کہا کہ برداشت کرلوں گا آپؑ نے جب اس کو اپنے فضائل کی ایک حدیث سنائی تو اس کا سر سفید ہوگیا اور اس کو حدیث بھول گئی آپ نے فرمایا اسے رحمت ایزدی نے ڈھانپ لیا ہے۔ (مقدمة مرآة الانوار و مشكوة الاسرار ص ٤٢ ،مدينة المعاجز ص ٢٤٦ بحار ج ٧ ص ٢٧٢)

اسی وجہ سے آئمہ اطہار علیہم السلام نے فرمایا۔

إنّ علمنا صعب مستصعب لا يحتمله إلّا ملك مقرب أو نبي مرسل أو مومن إمتحن الله قلبه بالايمان (بصائر الدرجات جلد ١ باب ١١،بحار الانوار ج ١ ص ١٧١)

یقیناً ہمارا علم نہایت دشوار اور شدید ہے جس کو برداشت کرنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے اس کی قوت برداشت صرف نبی مرسل یا فرشتۂ مقرب یا مومن آزمودۂ ایمان ہی کو عطا کی گئی ہے۔

معاني الاخبار ص ٥٨ و ص ١١٥، مناقب ابن شهر آشوب جلد ٥ ص ١٦ میں صادق آل محمدؑ سے منقول ہے إن حديثنا صعب مستصعب لا يحتمله إلّا ملك مقرب أو نبي مرسل أو عبد إمتحن الله قلبه بالإيمان۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہماری حدیث نہایت ہی مشکل ہے جس کو فقط نبی مرسل اور ملک مقرب اور وہ صاحب ایمان برداشت کرتا ہے جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے ساتھ آزما لیا ہو۔

فرمان معصوم کو تسلیم کرنا واجب ہے

تفسیر برھان ص ۱۲۴٦ بحواله بصائر الدرجات میں سعد بن عبداللہ قمی متوفی ۳۰۱ھ مروی ہے۔

عن سدیر قال قلت لأبی جعفرؑ انی ترکت موالیك مختلفین یبرء بعضهم من بعض فقال ما أنت وذاك إنّما کلّف الناس معرفة الآئمة والتسلیم لهم فیما ورد علیهم والردّ إلیهم فیما إختلفوا۔

سدیر کہتے ہیں کہ میں نے امام باقرؑ کی خدمت میں عرض کی کہ اے مولا میں دیکھ کر آیا ہوں کہ آپ کے ماننے والے ایک دوسرے سے بیزار ہو رہے تھے اور آپس میں اختلاف کر رہے تھے معصومؑ نے جواب دیا کہ تمہارا اس سے کیا واسطہ لوگوں کو صرف اسی کا مکلّف قرار دیا گیا ہے کہ آئمہؑ کی معرفت رکھیں اور جو اقوال آئمہ ان تک پہنچیں ان کو تسلیم کریں اور جہاں اختلاف ہو اس کو آئمہ کے سپرد کریں۔

اسماعیل بن مہران امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں۔

ماعلی أحدکم إذا بلغه عنّا حدیث لم یعط معرفته أن یقول القول قولهم فیکون قد آمن بسرّنا وعلانیتنا۔ تم میں سے کسی ایک کے پاس ہمارا ایسا فرمان پہنچے جس کو وہ سمجھ نہ سکتا ہو تو اس کو کیا چیز مانع ہے کہ کہہ دے کہ آل محمد علیہم السلام کا قول ہی درحقیقت (سچا) قول ہے (اور انکار نہ کرے) پس ایسا شخص ہی وہ مومن ہے جو ہمارے ظاہر و باطن پر ایمان لایا۔

مختصر بصائر درجات ص ۹۳ تالیف علامة شیخ حسن بن سلیمان حلی متوفی ۸۰۲ تفسیر برھان ص ۱۲۴٦، بحار ج ۷ ص ۲٦۹، مرآة الانوار ص ۴۳ میں امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے

من سرّه أن یستکمل الایمان فلیقل القول منی فی جمیع الأشیاء قول آل محمد فیما أسرّوا و ما أعلنوا۔

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا ایمان کامل ہو پس اس کو چاہیے کہ یہ کہے کہ میرا قول تمام اشیاء کے متعلق وہی قول ہے جو آل محمدؐ کا ہے۔ چاہے انہوں نے اظہار فرمایا ہو یا نہ فرمایا ہو۔

فرامین آل محمد علیهم السلام کی تردید کرنے کی ممانعت

مندرجہ بالا احادیث واقوال معصومینؑ سے واضح ہو گیا ہے کہ انسان کو اپنی ناسمجھی کی بنا پر ان کے اقوال کی تردید اس وقت تک نہیں کرنی چاہیے جب تک ان کے موضوع ہونے پر قطع حاصل نہ ہو جائے چنانچہ بعض احادیث معتبرہ میں تردید کرنے والوں کو کفر و شرک سے تعبیر کیا گیا ہے۔

تفسیر برھان ص ۱۲۴٦، رجال کشی ص ۲۸۴، بحارالانوار ج ۱ ص ۱۷۱، بصائر الدرجات باب ۱۰ ص ۲٦ و روضة الکافی ص ٦۵ میں علی بن سوید سائی سے مروی ہے کہ امام رضاؑ نے ان کی طرف لکھا

لا تقل لما یبلغك عنّا أو ینسب إلینا هذا باطل فإنّك لا تدری لما قلنا وعلی أیّ وجه صفناه۔ اگر تمہارے پاس ہماری یا ہمارے نام سے منسوب حدیث پہنچے تو یوں نہ کہا کرو کہ یہ باطل ہے تم کو نہیں معلوم کہ ہم نے ایسا کیوں کہا اور کس طرح بیان کیا ہے۔

نیز رجال کشی ص ۱۲۸ میں جابر سے منقول ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ إذا ورد علیك یاجابر شئی من أمرنا فلان له قلبك فاحمد اللّٰه وإن أنکرته فردّه إلینا أهل البیت ولا تقل کیف جاء هذا وکیف کان هذا فإن هذا واللّٰه الشرك باللّٰه ۔ اے جابر ہمارے کمالات کے متعلق کچھ احادیث تم تک پہنچیں اور تمہارا دل نرمی سے ان کو مان لے تو خدا کا شکر ادا کرو اور اگر طبیعت پر گراں گزرے تو اس کو ہم آئمہ اہل بیت کی طرف پلٹا دو اور یوں نہ کہو یہ کیسے آ گیا اور یہ کیوں کر ہو سکتا ہے بخدا ایسا کہنا اللہ کے ساتھ شرک

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کرنا ہے۔

ایک روایت میں ہے ھوالکفر باللّٰہ العظیم ایسا کہنا کہ خداوند کریم کے ساتھ کفر کرنا ہے
(بحار الانوار اول ص ۱۳۰)

بصائرالدرجات ج ۱ باب ۲۲ **میں حضرت امام صادقؑ سے مروی ہے کہ** لا تکذبوا بحدیث أتاکم من أحد لا تدرون لعلّه من الحق فتکذبو اللّٰه فوق عرشه **اگر تمہارے پاس کسی سے ہماری کوئی حدیث پہنچے تو اس کو تکذیب نہ کرو تم نہیں جانتے ممکن ہے کہ وہ حق ہو پس تم ایسا کر کے خداوند متعال کی تکذیب کر بیٹھو۔**

منتخب البصائر حسن بن سلیمان حلی ۱۰۶ ص ۱۲۳، بحارالانوار جلد ۷ ص ۲۶۹، مرآۃ الانوار ص ۴۳، بصائرالدرجات جلداول باب ۱۱ و ۱۲، صافی شرح اصول کافی ج ۴، مرآۃ العقول ص ۳۷۰ **میں جابر جعفی سے مروی ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔** إنّ حدیث آل محمد صعب مستصعب لایؤمن به إلّاملك مقرّب أو نبی مرسل أو عبد إمتحن اللّٰه قلبه بالإیمان فما ورد علیکم من حدیث آل محمد فلانت له قلوبکم وعرفتموه فاقبلوه وما إشمأزت له قلوبکم فردّوه إلیٰ اللّٰه وإلیٰ الرسول وإلیٰ العالم من آل محمد وإنّما الهالك من یحدث أحدکم بالحدیث أو بشی لا یحتمله فیقول واللّٰه ماکان هذا والانکار لفضائلهم هو الکفر

امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آل محمدؐ کی حدیث نہایت ہی دشوار ترین مرحلہ ہے جس پر ایمان لانا فرشتۂ مقرب اور نبی مرسل اور مومن توفیق یافتہ ہی کا کام ہے جب تم کو آل محمدؐ کی کوئی حدیث ملے اور تمہارے دل اس کے لئے نرم ہو جائیں اور تم اس کو سمجھ جاؤ تو قبول کر لو اور جس حدیث سے تمہارے دل نفرت محسوس کریں تو اس کو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عالم آل محمدؐ کی طرف پھیر دو یا درکھو کہ وہ شخص ہلاک ہونے والا ہے کہ جس کو ہماری کوئی حدیث پہنچے اور وہ اس کو برداشت نہ کر سکے اور یہ کہے کہ خدا کی قسم یہ غلط ہے

اور آل محمدؐ کے فضائل کا انکار کرنا کفر ہے۔ (بصائر الدرجات ج ۱ باب ۱۱، ۱۲ میں اس حدیث کے ۲۸ شواھدمنقول ھیں ، بحار الانوار ج۱ ص ۱۸۱)

بصائرالدرجات ج۱ باب ۲۳ میں بسند صحیح امام محمد باقرؑ سے مروی ہے۔

إنّ أسوا أصحابی عندی حالاً إذا سمع الحدیث ینسب إلینا ویروی عنّا فلم یحتمله قلبه وإشمأز منه و جحده وکفر من دان به وهو لا یدری لعلّ الحدیث خرج من عندنا وإلینا اُسند فیکون بذلك خارجاً عن ولایتنا۔مقدمة تفسیر مرآۃ الانوار ص ۴۳، بحار الانوار ج ۷ ص ۲۶۹ وجلد اول ص ۱۷۱ باب حدیث صعب مستصعب)

میرے اصحاب میں بدترین حال والا وہ شخص ہے کہ جب ہماری طرف منسوب ہونے والی اور ہم سے مروی ہونیوالی حدیث کو سنے اور اس کا دل اس کو برداشت نہ کر سکے اور نفرت کرے اور وہ اس کا انکار کر دے اور اس حدیث کو ماننے پر کفر کا الزام لگا دے حالانکہ اس کو علم نہیں کہ شاید ہم سے صادر ہوئی ہو اور ہماری ہی طرف سند ہو پس وہ اس فعل بد کی وجہ سے ہماری ولایت سے دور پھینک دیا جائے گا۔

امام محمد باقرؑ ایک طویل حدیث میں فرماتے ہیں۔

لا تردّوا کل ماورد علیکم منّا فإنّا أکبر وأعظم وأجل و أرفع من جمیع مایرد علیکم منّا ما فهمتموه فاحمدوا اللّٰه علیه وما جهلتموه فوکّلوا أمره إلینا وقولوا أئمتنا أعلم بما قالوا۔(عیون المعجزات(سید مرتضیؒ)مدینة المعاجزص ۳۲۱،بحار الانوار ص ۲۷۷ ج۷)

ہمارے متعلق جو احادیث تم تک پہنچیں تم ان کی تکذیب نہ کرو کیوں کہ تمہارے پاس پہنچنے والی احادیث فضائل سے ہمارے فضائل و کمالات کہیں بالاتر عظیم الشان اور اعلیٰ وارفع ہیں جو تم کو سمجھ میں آ جائے تو اس پر حمد خدا بجا لاؤ اور جو سمجھ میں نہ آئے اس کو ہماری طرف لوٹا دو اور یہ کہو کہ آئمہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اطہار اپنے فرامین سے زیادہ واقف ہیں۔

نیز علامہ دیلمیؒ ارشاد القلوب جلد ۲ ص ۲۱۴ میں **حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کرتے ہیں**

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے بعض اصحاب کی طرف ایک خط میں لکھا۔

من سرّه أن يلقى اللّٰه وهو مومن حقاً حقاً فليتوال اللّٰه ورسوله والذين آمنوا وليتبرّء إلىٰ اللّٰه من أعدائهم و يسلم لما إنتهىٰ إليه من فضلهم لأنّ فضلهم لا يبلغه ملك مقرّب ولا نبي مرسل ولا مومن دون ذلك واعلموا أن أحداً من خلق اللّٰه لم يصب رضا اللّٰه إلّا بطاعته وطاعة رسوله وطاعة ولاة الأمر من آل محمد صلوٰة اللّٰه و سلامه عليه وعليهم أجمعين ومعصيتهم معصية اللّٰه ولم ينكر لهم فضلاً عظم أو صغر

جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ اللہ سے ایسی حالت میں ملاقات کرے جب کہ وہ مومن حقیقی ہو تو اس کو چاہیے کہ اللہ، رسول اور مومنین (یعنی آئمہ اطہار) سے دوستی رکھے اور ان کے دشمنوں سے بیزاری اختیار کرے اور ان کے جو فضائل وکمالات اس تک پہنچیں ان کو تسلیم کرے چونکہ ان کے فضائل تک کسی نبی مرسل یا کسی مقرب فرشتے یا کسی مومن کی رسائی نہیں ہو سکتی اور یاد رکھو کہ کوئی شخص بھی اللہ کی رضا حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ اللہ اور اس کے رسول اور آئمہ طاہرینؑ کی اطاعت نہ کرے اور یہ جان لے کہ ان حضرات مقربین کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے اور ان کی کسی چھوٹی یا بڑی فضیلت کا انکار نہ کرے۔

ان احادیث معتبرہ اور متضافرہ کی روشنی میں یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ جاتی ہے کہ آئمہ طاہرینؑ کے فضائل وکمالات تک رسائی حاصل کرنا کسی عامۃ البشر تو درکنار انبیاء ومرسلین اور ملائکہ مقربین کی استطاعت سے باہر ہے۔ پس ہم ناقص العقل لوگ جو کہ نہ مومن ممتحن القلب ہیں نہ نبی مرسل اور نہ ملک مقرّب ہیں ان ذوات مقدسہ کے فضائل کا ادراک کیونکر کر سکتے ہیں۔

احادیث مذکورہ کے متعلق چند علماء اعلام کا توضیحی بیان حقیقت ترجمان

علامہ محمد صالح طبرسی مازندرانی (متوفی ۱۰۸۶ھ)

حدیث ''صعب مستصعب'' کی توضیح میں تحریر فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ آئمہ اطہارؑ کی احادیث ان کی شرافت ذات اور نورانیت وکمالات اخلاق کاملہ اور ان کے عقول طیبہ کی روشنیوں کی بدولت اور امور غریبہ واسرار الٰہیہ واخبار ملکوتیہ وآثار لاہوتیہ واطوار ناسوتیہ اور احکام غریبہ اور احوال عجیبہ کی وجہ سے فی نفسہ مخلوق پر دشوار ترین ہیں جن پر ایمان لانا فرشتۂ مقرب ونبی مرسل اور اس مومن کے بس کی بات ہے کہ اللہ نے جس کے دل کو آزمالیا ہو اور اس کو آزمائش کے لئے عقلی ونقلی تکالیف میں مبتلا کر کے علمی، خلقی نفسی کمالات وفضائل کے ساتھ آراستہ کیا ہو اور وہ مومن ان کے مبادی کمالات کا ادراک کرتا ہو۔ نیز ان کے فضائل اور کارہائے عجیبہ قول وفعل وامر ونہی واخبار کا انکار کرتے ہوئے تکذیب نہ کرتا ہو چونکہ آئمہ اطہارؑ کی احادیث بھی قرآن کی مانند ظاہر وباطن محکم ومتشابہ اور مجمل اور مفسر ہونے کی وجہ سے عقول عامہ سے بلندتر ہیں جو ان کو کذب کی طرف نسبت دے گا گویا کہ اس نے یقینی طور پر خدائے بزرگ وبرتر کے کفر کیا۔

(ملخصاً من شرح اصول الکافی)

علامہ مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ۔

آپ رسالۂ سیر وسلوک میں فرماتے ہیں۔

ولك أن تكون في مقام التسليم فى كل ما وصل إليك من أخبارهم فإن أدركه فهمك ووصل إليه عقلك تؤمن به تفصيلاً وإلّا تؤمن به إجمالاً وتردّ علمه إليهم وإيّاك أن تردّ شيئاً من أخبارهم لضعف عقلك ولعلّه يكون منهم ورددته بسوء فهمك فكذبت اللّٰه فوق عرشه۔

اے برادر ایمانی آئمہ اطہارؑ کے کلام میں سے جو تجھ کو ملے اگر تیری عقل اس کو سمجھ لے تو اس پر تفصیلی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

طور پر ایمان لے آ۔ اگر سمجھ میں نہ آئے تو اجمالی طور پر مان لے اور اس کا علم آئمہؑ کے سپرد کر دے۔ خبردار کہیں اپنی کم عقلی کی وجہ سے ان کے کلام کی تکذیب نہ کر دینا شاید کہ حدیث صحیح ہو اور تم اس کی تکذیب کر کے خداوند عالم کو جھٹلا دو۔ نیز بحار الانوار ج۷ ص ۲۶۴ میں فرماتے ہیں

فلا بدّ للمؤمن المتدّين أن لا يبادر بردّ ماورد عنهم من فضائلهم ومعجزاتهم ومعالى أُمورهم إلّا إذا ثبت خلافه بضرورة الدين أو بقواطع البراهين أو بالآيات المحكمات أو بالأخبار المتواترة۔الخ۔

دین دار مومن کے لئے ضروری ہے کہ آئمہؑ کے فضائل و معجزات اور ان کے بلند مراتب کی تردید میں جلد بازی سے کام نہ لے جب تک آیات محکمات اور دلائل قاطعہ اور اخبار صحیحہ سے ان کی عدم صحت پر یقین کامل حاصل نہ ہو جائے اسی طرح ۲۴۹ میں فرماتے ہیں

لاینبغی أن یکذب المرء بما لم یحط به علمه لابدأن یکون فی مقا م التسلیم فمع قصور الملائکة عن معرفة آدم لا یبعد عجزك عن معرفة الائمةؑ۔

انسان کے لئے ہرگز یہ روا نہیں ہے کہ ایسے امور کی تکذیب کرے جن کا احاطۂ علمی نہ رکھتا ہو بلکہ ان امور میں سر تسلیم خم کرنا ضروری ہے جب کہ فرشتے بھی آدمؑ کی معرفت سے قاصر رہے تو تمہارا معرفت آئمہ معصومینؑ سے قاصر ہونا کیا بعید ہے۔

معرفت محمد وآل محمد علیہم السلام میں اختلاف آراء کے اسباب

بمقتضائے حدیث مشہور الناس معادن کمعادن الذهب والفضّة لوگوں کے عقول وافہام یکساں نہیں ہوتے ہر شخص اپنی فہم وفکر کے اعتبار سے ہر معاملہ میں اپنی مخصوص رائے کا مالک ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء کو قدرت کی طرف سے یہی حکم ہوا کہ وہ لوگوں کی عقلوں کے مطابق ان سے کلام کریں۔ اس سلسلہ میں بحار الانوار جلد اول ص ۳۴ میں مکمل باب اس عنوان سے قائم ہے۔ إنّ الأنبياء يكلّمون الناس على قدر عقولهم ۔ اور اسی وجہ سے ثواب کو بھی مقدار پر مقرر کیا گیا ہے جیسا کہ اصول کافی کتاب العقل اور بحار جلد اول میں متعدد احادیث معتبرہ سے ثابت ہے۔

یہ ایک بدیہی حقیقت ہے جس میں مزید دلائل پیش کرنے کی ضرورت نہیں مقتضائے بحث یہ ہے کہ محمدؐ وآل محمدؐ کی معرفت میں شروع سے علماء شیعہ کے نظریات میں اختلاف چلا آ رہا ہے۔ قم جو کہ قرون وسطی میں ملت جعفریہ کا مشہور مرکزی گہوارۂ علم تھا وہاں پر علماء ومجتہدین کے باہمی اختلافات قائم رہے چنانچہ شیخ مفیدؒ متوفی ۴۱۲ھ اپنی تالیف منیف شرح عقائد صدوق (مطبوعہ مع اوائل المقالات ص ۲۱۸) طبع قم میں فرماتے ہیں۔

قد وجدنا جماعة وردوا إلينا من قم يقصّرون تقصيراً ظاهراً فی الدين و ينزّلون الآئمة عن مراتبهم و يزعمون أنّهم كا نوا لا يعرفون كثيرا من الأحكام الدينية حتى ينكت فی قلوبهم ورأينا من يقول أنّهم ملتجئون فی حكم الشريعة إلى الرأی والظنّ و يدعون مع ذلك أنّهم من العلماء۔

ہمارے ہاں علمائے قم کی ایک جماعت وارد ہوئی تھی جو کہ دین میں کھلم کھلا کوتاہی کرتے تھے اور آئمہ طاہرینؑ کو ان کے منازل ومراتب سے پست کرتے تھے اور ان کا یہ خیال تھا کہ ان ذوات مطہرہ کو بہت سے احکام شرعی کا علم نہیں ہوتا جب تک اللہ ان کے دلوں میں نہ ڈالے اور بعض

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مدعیان علم کو ہم نے یہ کہتے ہوئے بھی سنا ہے کہ آئمہ طاہرینؑ احکام شرعی میں ظن ورائے سے کام لیتے تھے۔

علامہ مرزا ابوالحسن الشریف الخاتون آبادی متوفی ۱۱٤۰ ھ۔

آپ اپنی بیش بہا تالیف مرآۃ الانوار و مشکوۃ الاسرار ص ٤۲ میں ان ہی فرسودہ آراء کا ذکر کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں

ومنهم من أنكر صدور المعجزة عنهم عليهم السلام ونفى سماعهم كلام الملائكة ومنهم من أنكر تفضيلهم على غير النبى من سائرالانبياء و كذا الملا ئكة و قال بعضهم بتفضيل جبريل وميكائيل وأُولى العزم من النبيينً بل قال بعضهم بتفضيل سائرالانبياء وقال بعضهم من الغلو نفى السهو عنهم أوالقول بأنّهم يعلمون ما كان ومايكون إلىٰ غير ذلك من الآراء الفاسدة والخيالات الكاسدة النا شئة من قصور علمهم عن معرفة الآئمة وعجز هم عن إدراك وغرائب أحوالهم وعجائب شؤونهم۔

بعض علمائے شیعہ نے آئمہ معصومینؑ سے معجزہ کے صادر ہونے کا انکار کر دیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ یہ ذوات مقدسہ ملائکہ کی بات بھی نہیں سن سکتے اور بعض نے ان کے آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا باقی تمام انبیاء اور تمام ملائکہ سے افضل ہونے سے بھی انکار کیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ جبرائیل و میکائیل اور اولوالعزم انبیاء بھی آئمہ طاہرین سے افضل ہیں اور بعض نے تمام انبیاء کو ان سے برتر قرار دیا اور بعض نے کہا کہ ان حضرات عظام سے سہو و نسیان کی نفی غلو ہے اور یہ کہنا بھی غلو ہے کہ وہ علم ما کان و ما یکون رکھتے تھے اور اس قسم کی دیگر فاسد آراء اور غلط نظریات محض اس لئے پیدا ہوئے کہ یہ علماء آئمہ طاہرین علیہم السلام کی معرفت سے قاصر تھے اور ان کے عجائب شؤون اور غرائب احوال کو سمجھنے سے عاجز تھے۔

بنونو بخت کے علماء ان نظریات میں پیش پیش رہے ہیں اور انہوں نے اکثر ایسی روایات کو موضوع قرار دیا جو آئمہ طاہرینؑ کے خصائص پر مشتمل تھیں اور ایسے ثقات راویوں کو

صرف اس لئے غالی کاذب اور زندیق کہہ دیا کہ انہوں نے ذوات مقدسہ کے بعض غرائب صفات اور عجائب معجزات کی روایات نقل کیں حتی کہ اکثر جلیل القدر رواۃ پر غلو کا الزام محض اسی لئے تھونپا گیا کہ انہوں نے آئمہ طاہرینؑ کے جلیل القدر مناقب و مراتب کی روایات نقل کی ہیں جن کو ثقات علماء نے اعتقاد رکھتے ہوئے اپنی کتب معتبرہ میں درج فرمایا ہے اور غور کیا جائے تو ان سے ذرا بھر غلو مترّشح نہیں ہوتا (مرآۃ الانوار ص ٤۲، الانوار النعمانیة ص ۳٦۷)

علامہ خاتون آبادی ان عقائد فاسدہ کے علل و اسباب پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ آئمہ اطہارؑ کے قریب العصر قدماء علماء میں عموماً تقصیر اسی لئے پائی جاتی ہے کہ ان کا معاشرہ اکثر علماء مخالفین کے ساتھ رہا جن کا نظریہ مسئلہ امامت میں صرف یہی ہے کہ جس شخص کی بیعت ہو جائے امارت اور ریاست عامہ اس کے لئے روا ہے اگرچہ وہ علم و عمل اور شرافت نسب سے عاری و عاطل ہو۔ یہ علماء شیعہ اوصیاء معصومین کی معرفت اسی قدر ہی رکھتے تھے کہ ذوات مقدسہ خطا اور گناہوں سے منزہ ہیں اور کافی علم رکھتے ہیں اور کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار ہیں وہ اسی عقیدہ پر اکتفاء کرتے ہوئے دیگر لوازم امامت کی تفتیش کو ضروری نہیں سمجھتے تھے کہ رتبۂ امامت تالی نبوت ہے اور آئمہ اطہارؑ کو اللہ نے غرائب احوال اور عجائب فضائل سے نوازا ہے اور فضائل میں وہ اپنے جد امجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح تمام مخلوقات بلکہ تمام انبیاء و مرسلین اور ملائکہ مقرّبین سے افضل ہیں اگر ان کی نظر سے اپنے نظریہ کے خلاف کوئی روایات گزر جاتیں تو یا تاویل بعید کر دیتے یا راوی کو جھوٹا کہہ دیتے تھے اور بعض ان روایات کے مفاد کو حد غلو اور الحاد فی الدین تک متجاوز کر دیتے تھے چونکہ ان کو علم ہی نہ تھا کہ یہ استبعاد وہ خود اس معبود حقیقی کی نسبت سے کر رہے ہیں جس کے لطف و کرم کا تقاضا ہے کہ اپنے مقربین کو کمالات نبیلہ اور فضائل جلیلہ سے متفضل قرار دے جن سے ساری مخلوق عاجز ہے۔ (مرآۃ الأنوار)

یہ حقیقت ہے کہ آئمہ طاہرینؑ نے بھی اپنے اصحاب امجاد کی ذہنی صلاحیتوں کو دیکھ کر ان کو اپنے اسرار جلیلہ سے مطلع فرمایا اور امام نے فرمایا۔ جابر بن یزید الجعفی متوفی ۱۲۸ ھ (۱) جن

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے متعلق منتھی المقال ص ۱۹۰ وغیرہ میں مروی ہے کہ آئمہ طاہرینؑ نے ان کو سلمان فارسی کا ہم پلہ قرار دیا فرماتے ہیں۔

حد ثنی أبو جعفرؑ خمسین ألف حدیث ماحدثت بها أحداً وقالؑ إن حدثت بها أحداً فعلیك لعنتی ولعنة آبائی إلیٰ یوم القیامة (الرجال کشی ص ۱۲۷ مرآة الانوار ص ۴۲، اعیان الشیعة ج ۱)

امام باقر علیہ السلام نے مجھ کو پچاس ہزار احادیث سے مطلع فرمایا ہے جن کو میں نے آج تک کسی پر ظاہر نہیں کیا اور امامؑ نے فرمایا اگر تم نے ان کو ظاہر کر دیا تو تم پر میری اور میرے آباؤ اجداد کی قیامت تک لعنت ہوگی۔ تاریخ گواہ ہے کہ جابر اہل بیت عصمتؑ کے ان عظیم الشان اسرار کو سینے میں لئے ہوئے خاک میں پیوند ہو گئے اور کسی کو نہ بتلا سکے بلکہ بعض اوقات وہ ان عظیم وجلیل اسرار کی شدت کی تاب نہ لاتے ہوئے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہہ دیا کرتے تھے۔

جعلت فداك قد حملتنی وقراً عظیماً بما حدثتنی به من سرّكم الذی لا أحدث به أحداً فربّما جاش فی صدری حتی یاخذنی شبه الجنون (رجال کشی ص ۱۲۸)

میں آپ پر قربان جاؤں آپ نے اپنے مخفی راز دے کر مجھ کو بہت سا بوجھ اٹھوا دیا ہے جن کو میں نے آج تک ظاہر نہیں کیا بسا اوقات میرے سینہ میں جوش اُٹھتا ہے حتی کہ مجھ پر جنون سا طاری ہو جاتا ہے۔

مگر جناب زرارہ بن اعین شیبانی جن کو معصومین علیہم السلام نے الامین علیٰ حلال اللّٰہ و حرامه کا لقب عطا فرمایا ہے (رجال کشی ص ۹۱) آئمہ طاہرینؑ کے اسرار کو برداشت نہ کر سکے۔

(۱) اہلسنت کے مشہور رجالی ذہبی نے تہذیب جلد ۸ ص ۴۰۱ میں اس جلیل القدر صحابی کے حالات میں لکھتے ہیں کان جابر من أوثق الناس و قیل إنّه کان یؤمن بالرجعة جابر معتبر ترین محدث میں سے تھے مگر بعض کا قول ہے کہ وہ مسئلہ رجعت کے قائل تھے۔ ابن ترجمہ دیوری م ۲۷۶ھ نے المعارف ص ۲۱۱ پر لکھا ہے کہ جابر رجعت کے قائل تھے۔

بصائر الدرجات ص ۶۴ میں مروی ہے کہ زرارہ کہتے ہیں۔

دخلت علیٰ أبی جعفر فسألنی ماعندك من احادیث الشیعة قلت أن عندی منها شیئاً کثیراً قد هممت أن أوقد لها ناراً ثم أحرقها قال ولم هات ما انکرت منها فخطر علیٰ بالی الأمور فقال لی ما کان علم الملائكة حیث قالت أتجعل فیها من یفسد فیها و یسفك الدماء۔ (مرآة الانوار ص ۴۲ بحار سابع ص ۲۴۹)

ایک مرتبہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو امامؑ نے دریافت فرمایا اے زرارہ تمہارے پاس شیعہ کی کتنی احادیث ہیں میں نے کہا کہ میرے پاس بہت سی احادیث ہیں بسا اوقات دل چاہتا ہے کہ آگ جلا کر سب کو اندر جھونک دوں امامؑ نے فرمایا ذرا بتلاؤ تو سہی تمہیں کون سی احادیث سمجھ میں نہیں آتیں میرے دل میں بہت سی احادیث گزریں تو امامؑ نے فرمایا ملائکہ کا علم کیا تھا جو کہ اللہ کے حکم کو سن کر یہ کہتے تھے کہ تم ایسا خلیفہ بنا رہے ہو جو زمین میں خون ریزی اور فساد کرے گا مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ۔

الظاهر أن زرارة کان ینکر أحادیث من فضائلهم لا یحتملها عقله فنبّهه بقصة الملائكة وإنكارهم فضل آدم وعدم بلوغهم إلیٰ معرفة فضله علیٰ أن نفی هذه الأمور من قلة المعرفة۔

اس حدیث سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ زرارہ ان ذوات مقدسہ کی اُن احادیث فضائل کا انکار کر دیتے تھے جن کو ان کی عقل برداشت نہ کر سکتی تھی پس امامؑ نے انکی تنبیہ کرتے ہوئے ملائکہ کے واقع کو پیش کیا کہ کس طرح انہوں نے حضرت آدمؑ کی فضیلت کا انکار کیا اور ان کی عقلیں حضرت آدمؑ کے فضائل کی معرفت سے قاصر رہیں اور تمہارا ان امور کی نفی کرنا قلت معرفت پر مبنی ہے۔ معرفت کا یہی فرق حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت ابوذرؓ میں بھی پایا گیا ہے۔

رجال کشی ص ۷ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فرمایا۔

یا سلمان لوعرض علمك علی مقداد لکفر ویا مقداد لو عرض علمك علیٰ سلمان لکفر۔

اے سلمان اگر تمہارا علم مقداد پر پیش کیا جائے تو وہ تم کو کافر کہہ دیں گے اور اے مقداد اگر تمہارا علم سلمان پر پیش کیا جائے تو وہ تم کو کافر کہہ دیں گے۔ معرفت آل محمدؐ میں سلمانؓ کے مختلف اقوال ملتے ہیں جن میں بعض آگے نقل کیے جائیں گے جیسا کہ انہوں نے امیرالمومنینؑ سے فرمایا۔

لو لا أن یقول الناس واشوقاه رحم اللّٰه قاتل سلمان لقلت فیك مقالاً تشمأزمنه النفوس (بحارج۷ص۳٤٤ والدمعةالساکبة ص ۲٦۰)

اے امیرالمومنینؑ اگر لوگ یہ نہ کہہ دیتے آہ اللہ سلمان کے قاتل پر رحم کرے تو میں آپ کے متعلق ایسی گفتگو پیش کرتا کہ لوگوں کے نفس اس سے بے حد نفرت کرتے۔

ولوأنّنی أُحدّثکم بکل ما أعلم من فضائل أمیرالمومنینؑ لقلتم آه۔

اگر تم کو امیرالمومنینؑ کے تمام فضائل بتلا دوں جو میرے علم میں ہیں تو تم آہ کہہ دو۔ (ہماری دوسری تالیف اسرارالایمان فی فضائل اولیاء الرحمن ص ۱۲۰ بحوالہ نفس الرحمن علامہ نوریؒ)۔

لو حدّثتکم بکل ما أعلم من فضائل أمیرالمومنین لقالت طائفة منکم هو مجنون وقالت طائفة أُخری أَللّهم إغفر لقاتل سلمان۔ (احتجاج طبرسی ص٦٧ طبع نجف)

اگر تم کو امیرالمومنینؑ کے فضائل میں سے وہ تمام فضائل بتلا دوں جو میرے علم میں ہیں تو تم میں سے بعض کہہ دیں گے یہ احمق ہے اور بعض کہہ دیں گے کہ اللہ اس کے قاتل کو بخش دے۔

معالم الزلفیٰ ص ۳۰۲ اور بحار ج ۹ ص ۳٦۲ و ج ۳ ص ٤٤۷ میں مروی ہے کہ

الشاك فی فضل علیؑ یحشر یوم القیامة وفی عنقه طوق من نار فیه ثلاث مائة شعبة کل شعبة فیها شیطان یکلح فی وجهه و یتفل فیه۔

علی علیہ السلام کے فضائل میں شک کرنے والا قیامت کے روز اس حالت میں محشور ہوگا کہ اس کی گردن میں آگ کا طوق ہوگا جس کے تین سو گوشے ہوں گے ہر گوشہ میں ایک شیطان ہوگا جو اس کا منہ چڑا چڑا کر اس پر تھوکے گا۔

ان حقائق سے یہ حقیقت بخوبی آشکار ہوگئی کہ معرفت کا تعلق درجات ایمان اور عقل و فہم سے ہے اس کو اصول عقائد سے متعلق ہرگز نہیں کہا جاسکتا لہٰذا کسی کی معرفت کی کوتاہ نظری کی وجہ سے اس پر وہابیت یا غلو نوازی کا الزام غلط ہوگا ورنہ بہت سے متقدمین ومتاخرین جلیل القدر علماء اس الزام نا فرجام سے بری نہیں ہوسکتے البتہ ان ذوات مقدسہ کو حدود ربوبیت ومعبودیت تک بلند نہیں کیا جاسکتا بلکہ ہر حالت میں عبد اور مربوب ہی رہیں گے۔ اس کے بعد اُن کے مراتب ومقامات کا تعین نہیں کیا جاسکتا۔

واللّٰه أعلم بحقائق الأمور

آئمہ معصومینؑ کے بعض اسرار کو انبیاءؑ بھی برداشت نہیں کرسکتے

اصول کافی مع شرح صافی ج٤ ص٦٦، تفسیرالبرهان ص ۱۲٤٦، بحارالانوار ج ۷ ص ۲۷٤ کتاب المحتضر حسن بن سلیما ن حلی متوفی ۸۰۲ص ۱۵٤ طبع نجف اشرف میں ابوبصیر سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا یا أبا محمد إنّ عندنا واللّٰه سراً من سرّ اللّٰه وعلماً من علم اللّٰه واللّٰه لایحتمله ملك مقرّب ولا نبی مرسل ولا مؤمن إمتحن اللّٰه قلبه بالإیمان واللّٰه ما کلّف اللّٰه به أحداً غیرنا ولا إستعبد بذلك أحد اً غیرنا۔ اے ابو محمد بخدا ہمارے پاس اللہ کے رازوں میں سے ایک راز اور اللہ کے علم میں سے ایسا علم موجود ہے کہ بخدا جس کو نہ فرشتۂ مقرب برداشت کرسکتا ہے اور نہ نبی مرسل برداشت کرسکتا ہے اور نہ وہ مومن برداشت کرسکتا ہے جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے ساتھ آزمایا ہو بخدا اللہ نے اس علم کا صرف ہم ہی کو

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مکلّف قرار دیا ہے اور ہمارے لئے ہی اس علم کے ذریعے بندگی قرار دی ہے۔

بحار جلد ١٠ ص ٩٦ و جلد ١٤ ص ١٥٧ **امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے**

مایعلم العلم المکنون المخزون المکتوم الذی لم یطلع علیه ملك مقرّب ولا نبی مرسل إلّا محمد وعترته۔

وہ علم مکنون ومخزون جس پر نہ کوئی نبی مرسل مطلع ہے اور نہ کوئی فرشتۂ مقرّب اس علم کو سوائے محمدؐ وآل محمد علیہم السلام کے کوئی نہیں جانتا۔

ثقۂ جلیل محمد بن حسن صفارؒ نے بصائر الدرجات میں ابوصامت سے روایت کی ہے کہ۔

سمعت عن أبی عبدالله أن من حدیثنا مالا یحتمله ملك مقرّب ولا نبی مرسل ولا عبد مؤمن قلت فمن یحتمل قال نحن نحتمله۔

(بحار الانوار ج ١ ص ١٣٠)

میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ ہماری بعض احادیث کو نبی مرسل اور ملک مقرب اور مومن ممتحن بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ میں نے عرض کی پھر کون برداشت کر سکتا ہے فرمایا صرف ہم ہی برداشت کر سکتے ہیں۔ علامہ مجلسی مرحوم اس حدیث جلیل القدر کو نقل کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں۔

المراد بهذا الحدیث الامور الغریبة التی لا یحتملها غیرهم۔ اس حدیث سے مراد آل محمدؐ کے وہ عجائب وغرائب امور ہیں جن کو ان کے سوا کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔

پھر ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں۔

لا إستبعاد فی قصور الملائکة وسائر الأنبیاء الذین هم دونهم فی الکمال عن الإحاطة بکنه کمالاتهم وغرائب أمورهم وأحوالهم۔

ملائکہ اور انبیاء اور ان سے پست درجہ رکھنے والوں کو ان ذوات مقدسہ کا احاطہ معلوم نہ کر سکنا اور ان کے غرائب احوال کو نہ سمجھ سکنا کوئی بعید نہیں ہے چونکہ تمام مخلوق ان سے درجہ کے لحاظ سے پست تر ہے۔

ایک مقام پر امام زین العابدین علیہ السلام ابن ابی عیاش کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

إن وضح لك أمرنا فأقبله وإلّا فاسکت تسلم وردّ علمه إلیٰ الله۔

(بحار الانوار ج ١ ص ١٣٥)

اگر ہمارا امر تمہیں واضح طور پر سمجھ میں آ جائے تو تسلیم کرلو ورنہ خاموش رہو اور انکار کرنے کی جرأت نہ کرو اسی حالت میں تم بچ سکتے ہو اور اس کے علم کو خدا کے سپرد کر دو۔ ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بات پایۂ اثبات تک پہنچ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرات آئمہ معصومینؑ کے فضائل وکمالات کا ادراک کرنا عقول انسانی سے بلند تر ہے جن ذوات مقدسہ کے بعض علوم واسرار کو انبیاء ومرسلین کی عقول طیبہ بھی سمجھنے سے قاصر ہوں ان کو ہم اپنی ناقص عقلوں سے کیوں کر پا سکتے ہیں۔

چنانچہ علامہ جلیل حضرت سید اسماعیل نوری طبرسیؒ نے کفایة الموحدین جلد ١ ص ١٥ میں فرمایا ہے شکی نیست که حق معرفت ایشان ممکن نیست ازبرائے خواص اولیاء خدا وخاطبه انبیاء مرسلین وأولوالعزم ایشان وبهمه صنوف ملائکة روحانیین و نیست آنچه فهمیده شده ازفضائل و مراتب ایشان بالنسبة إلی کافة ممکنات مگر معرفت إجمالي

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرات چہاردہ معصومینؑ کی معرفت کا حق خواص اولیاء اور تمام انبیاء مرسلین اور انبیاء اولی العزم اور تمام ملائکہ بلکہ روحانیین کے لئے بھی ناممکن ہے اور جو کچھ ان کے فضائل و مراتب کو سمجھا جا چکا ہے وہ تمام کائنات کی نسبت ان حضرات کی معرفت اجمالی ہے۔

اس عالم جلیل کے فرمان حقیقت ترجمان پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ان ذوات مقدسہ کا مرتبہ عقول انسانی سے کس قدر بلند و بالا تر ہے۔ چہ جائیکہ ہم اپنی ناقص عقول سے ان کے مراتب کی حدود کو محدود و متعین کریں۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ایمان ویقین کے مختلف درجات

بدیہی طور پر ہر انسان جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوآدم کو یکساں خلق نہیں فرمایا انفرادی طور پر ایک انسان دوسرے انسان سے ہر خصلت اور ہر صفت میں مختلف ہے حتیٰ کہ معبود حقیقی نے درجۂ نبوت کو بھی یکساں نہیں بنایا بلکہ فضائل وکمالات کے اعتبار سے انبیاء میں بھی مختلف درجات قائم کیے ہیں چنانچہ فرمایا ہے۔

﴿تلك الرسل فضّلنا بعضهم علىٰ بعض منهم من كلّم اللّٰه ورفع بعضهم درجات﴾

ان انبیاء میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے ان میں سے بعض سے اللہ نے کلام کیا اور بعض کے درجات کو بعض پر بلند قرار دیا ہے۔ چنانچہ جس طرح اللہ نے رتبۂ نبوت میں تفاوت قائم کیا ہے اس طرح ایمان ویقین کے بھی مختلف درجے مقرر فرمائے ہیں۔

ابن فتال نیشاپوری روضۃ الواعظین میں روایت کرتے ہیں۔

الايمان عشر درجات المقداد فى الثامنة وأبوذر فى التاسعة وسلمان فى العاشرة ۔

ایمان کے دس درجے ہیں حضرت مقداد آٹھویں پر فائز تھے اور حضرت ابوذر نویں پر اور حضرت سلمان فارسی دسویں پر (ملاحظہ ہو اصول کافی ص ۳۳۱ باب الدرجات الایمان وحیات القلوب جلد دوم ص ۷۷۳)

بحارالانوار جلد ۱۵ ص ۲۶۱ میں بحوالہ اصول کافی **امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے**

ماأنتم والبراءة يبرء بعضكم من بعض إنّ المؤمنين أفضل من بعض و بعضهم أكثر صلوة من بعض وبعضهم إنفذ بصيرة من بعض وهى الدرجات۔

تم شیعہ آپس میں ایک دوسرے سے بیزاری کیوں اختیار کرتے ہو حالانکہ بعض مومنین بعض سے زیادہ صاحب فضیلت ہوتے ہیں بعض مومنین صوم وصلوٰۃ کے لحاظ سے دوسروں سے برتر ہوتے

ہیں اور بعض بصیرت کے اعتبار سے بعض سے زیادہ بہتر ہوتے ہیں یہ تو درجات اور مراتب ہی ہیں۔ (اصول كافى مع شرح صافى ج٤ ص١٠٤)

ثقۃ المفسرین والمحدثین ابونذر محمد بن مسعود عیاشی متوفی ۳۳۸ھ اپنی تفسیر بے نظیر المعروف بتفسير عياشى جلد اول ص۱۳۹ طبع نجف اور علامہ سید ہاشم بحرانیؒ تفسير برهان ج١ ص ١٤٧ میں روایت فرماتے ہیں

عن أبي عمرو الزبيدي عن أبي عبداللّٰه (ع) قال بالزيادة بالايمان يتفاضل المؤمنون بالدرجات عند اللّٰه قلت وإنّ للإيمان درجات ومنازل يتفاضل بها المومنون عنداللّٰه قال نعم قلت صف لى ذلك رحمك اللّٰه حتى أفهم قال مافضل اللّٰه به أولياء ه بعضهم على بعض فقال تلك الرسل فضلنا بعضهم علىٰ بعض منهم من كلّم اللّٰه ورفع بعضهم درجات وقال ولقد فضّلنا بعض النبيين علىٰ بعض وقال أنظر كيف فضّلنا بعضهم علىٰ بعض وللآخرة أكبر درجات وهو درجات عند اللّٰه فهذا ذكراللّٰه درجات الايمان ومنازله عنداللّٰه۔

ابوعمر زبیدیؒ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا ایمان کی زیادتی کے ساتھ ہی درجات کے لحاظ سے مومنین اللہ کے نزدیک فضیلت پاتے ہیں میں نے عرض کی آیا ایمان کے لئے بھی درجات ومنازل ہوتے ہیں جن کے نزدیک مومنین اللہ کے نزدیک باہمی فضیلت حاصل کرتے ہیں؟ امامؑ نے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا کہ اللہ آپ پر رحم کرے ذرا مجھ کو واضح طور پر سمجھا دیجئے امامؑ نے فرمایا جس طرح کہ اللہ نے اپنے اولیاء کو آپس میں فضیلت عطا فرمائی ہے اور کہا ہے کہ ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت عطاء کی اور انبیاء میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا اور بعض کو درجہ کے لحاظ سے بعض پر فضیلت دی اور ایک مقام پر فرمایا ہے اور ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی اور فرمایا دیکھو کس طرح ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دی اور آخرت کے لئے بڑے درجات ہیں اور مومنین اللہ کے نزدیک مختلف درجات پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں پر اپنے نزدیک ایمان کے مدارج ومنازل کا ذکر فرمایا ہے۔

بحار الانوار ج ۱۵ ص ۲۶۲ ، انوار النعمانية ص ۲۲۱ ، صافی شرح اصول کافی ج ٤ ص ۱۰۳ ، نفس الرحمٰن ص ٥٤ **میں عبدالعزیز قراطلسی سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا**

يا عبدالعزيز إنّ للايمان درجات بمنزلة السلّم يصعد منه مرقاة بعد مرقاة فلا يقولنّ صاحب الواحد لصاحب الاثنين لست علیٰ شئی حتیٰ ينتهی إلیٰ العاشر ولا تسقط من هو دونك فيسقطك من هو فوقك فإذا رأيت من هو أسقط منك بدرجة فارفعه إليك برفق ولا تحملنّ عليه ما لا يطيق فتكسره فإن من كسر مؤمنا فعليه جبره۔

اے عبدالعزیز ایمان کے دس درجات ہیں یوں سمجھو جس طرح ایک سیڑھی ہوتی ہے جس سے درجہ بدرجہ اوپر چڑھا جاتا ہے جو شخص پہلے درجہ پر فائز ہو وہ دوسرے درجے والے کو نہیں کہہ سکتا کہ تم کسی چیز پر نہیں ہو۔ یہاں تک یہ سلسلہ دس تک پہنچتا ہے جو شخص ایمان میں تم سے پست ہو اس کو نہ گراؤ ورنہ تم سے اونچے درجے والا تمہیں گرا دے گا جب تم کسی کو اپنے سے پست دیکھو تو بڑی نرمی سے اس کو اپنے سے بلند کرو اور اس پر اتنا بوجھ نہ ڈالو کہ وہ ٹوٹ جائے اور جو کسی مومن کو توڑ دے گا تو اس پر اسکی تلافی کرنا ضروری ہے۔ وكان سلمان فی العاشرة وأبوذر فی التاسعة والمقداد فی الثامنة۔ اور حضرت سلمان ایمان کے دسویں درجے پر فائز تھے اور ابوذر نویں درجے پر فائز تھے اور حضرت مقداد آٹھویں درجے پر (معالم الزلفی سید هاشم بحرانی ص ۲۳)

حیوة القلوب ج۲ ص ۷۳ اور نفس الرحمٰن ص ٥٠ **میں بحوالہ امالی شیخ مفیدؒ سے مروی ہے جابر بن حزم کہا کرتے ہیں**

لونشر سلمان وأبوذر لهؤلاء الذين ينتحلون مودّتكم أهل البيت لقالوا

هؤلاء كذابون ولو رأىٰ هولاء أولئك لقالوا مجانين۔

اے اہل بیت رسولؐ اگر سلمان اور ابوذر ان لوگوں پر اپنے دل کے راز کھول دیں جو آپ کی محبت کا دم بھرتے ہیں تو وہ ان کو کذاب کہیں گے اور اگر یہ انکو دیکھیں تو ان کو دیوانے کہہ دیں گے۔ معرفت کے یہ مدارج ومنازل آئمہ معصومینؑ کے اصحاب کرام میں بھی پائے جاتے تھے اور آپ اپنے اصحاب کی استعداد کے مطابق اپنے کمالات ومراتب کا اظہار کیا کرتے تھے۔

چنانچہ علامہ جزائریؒ انوار نعمانیہ ص ۱۱۹ **میں رقمطراز ہیں۔**

إنّ الائمة عليهم السلام كانوا يخصّون بعض الشيعة بأسرار الأحاديث ولم يحدّثوا بها غيرهم لعدم احتمال الغير لها فإذا حدّث الخواص بتلك الأحاديث ردّت عليهم وإتهموا فی رواياتها و نسبوا إلى إرتفاع القول والغلو إلى أنها أحاديث إختلفوها حيث لم يشاركهم فی نقلها من الآئمة غيرهم كمحمد بن سنان ومفضّل۔

آئمہ طاہرینؑ اسرار احادیث سے آگاہ کرنے کے لئے بعض شیعہ کو منتخب کیا کرتے تھے اور ہر کس وناکس کو نہیں بتلاتے تھے چونکہ ان میں قوت برداشت نہ تھی اور جب خواص ان احادیث کو دوسروں پر ظاہر کرتے تھے تو ان کی احادیث کو رد کر دیا جاتا تھا اور ان پر وضع احادیث کی تہمت لگا دی جاتی تھی اور محض اس لئے غلو وتفویض کا الزام لگایا جاتا تھا کہ ان کے علاوہ کسی دوسرے نے آئمہ طاہرینؑ سے نقل نہیں کیں جس طرح محمد بن سنان اور مفضل وغیرہ۔

علامہ مرزا ابوالحسن الشریف مرآۃ الانوار ص ٤١ **میں فرماتے ہیں**

قليل منهم الذين اطلعوا علی دقائق الامامة وعرفوا حقائق أحوال الائمة علی ما هو الحقّ الصحيح واستقاموا على النمرقة الوسطیٰ والطريقة التی لاعوج لها ولم يزالوا فيمازلّت فيه أقدام غيرهم ولهذاكان الائمة لا يظهرون سرائر حالاتهم علیٰ كلّ أحد بل كانوا ينتخبون بعض كمّل

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

الخواص لذکر نبذ من خصائصھم مشترطین علیھم ستر ذلك عن السفلة الجھال۔

بہت ہی کم حضرات اصحاب آئمہ معصومینؑ میں سے ایسے تھے جو کہ رتبہٗ امامت کے دقائق پر مطلع ہوئے اور انہوں نے آئمہ طاہرینؑ کے حالات کے حقائق کو صحیح طریقہ پر پہچانا اور راہ راست پر قائم رہے اور ایسی راہ اختیار کیے رہے جہاں دوسروں کے قدم ڈگمگا گئے اسی وجہ سے معصومینؑ اپنے راز اور مخفی کمالات بتلانے کے لئے بعض کامل اور خواص اصحاب کو منتخب کرلیا کرتے مگر وہ بھی اس شرط پر کہ وہ ان اسرار مبارکہ کو پست اور جاہل قسم کے لوگوں سے محفوظ رکھیں چنانچہ علامہ مرحوم کے اس فرمان حقیقت ترجمان کی تائید مختلف روایات سے ہوتی ہے حضرت جابر جعفیؒ جو کہ امام زین العابدین، امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام کے جلیل القدر صحابہ میں سے تھے۔

منتھی المقال ص ۱۹۰ میں بحوالہ کتاب الأختصاص مفضل سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا

مامنزلة جابر بن یزید عندکم قال منزلة سلمان من رسول اللّٰه۔

آپ کے نزدیک جابر کی کیا منزلت ہے؟ امامؑ نے جواب دیا وہی منزلت ہے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک حضرت سلمان فارسی کی تھی آپ فرمایا کرتے تھے

حدثنی أبو جعفرخمسین ألف حدیثاً ماحدثت بھا أحداً وقال علیه السلام إن حدّثت بھا أحداً فعلیك لعنتی ولعنة آبائی إلیٰ یوم القیامة (رجال کشی ص ۱۲۷، مرآۃ الانوار ص ۴۲)

امام محمد باقرؑ نے مجھ سے پچاس ہزار احادیث بیان فرمائیں جن کو میں نے آج تک کسی پر ظاہر نہیں کیا اور معصومؑ نے فرمایا تھا کہ اگر تم نے ان کا اظہار کردیا تم پر میری اور میرے آباء واجداد کی قیامت تک لعنت ہوگی۔

معرفت کا پست ترین درجہ

مندرجہ بالا حقائق سے ثابت ہوگیا کہ کوئی شیعہ اس بات کا مکلف نہیں کہ آئمہ طاہرینؑ کے تمام فضائل ومراتب سے آگاہی حاصل کرے اور کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ دوسرے کو مقصر اور ناسمجھ قرار دے، بلکہ اصول وعقائد کے لحاظ سے صرف امیر المومنینؑ کو خلیفہ بلافصل مان لینا کافی ہے، اور باقی آئمہ معصومینؑ کی ولایت کا اقرار ضروری ہے باقی رہے کمالات وفضائل پس ان کا تعلق درجات معرفت سے ہے نیز یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ کسی شیعہ سے اس کے عقائد کے اختلاف کیوجہ سے بیزاری جائز نہیں ہے ۔

اصول کافی مع شرح صافی ج ٤ ص ٩٩، بحار الانوار ج١٥ ص ٢٦١ میں سراج خادم امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے۔

کہ ایک مرتبہ ایک شیعہ امامیہ کے اختلافات کے ذکر چل نکلا تو میں نے عرض کی۔

جعلت فداك إنّا نبرء منھم أنّھم لا یقولون ما نقول فقال یتولّون ولا یقولون ما تقولون تبرء ون منھم قلت نعم قال فھو ذا عندنا ما لیس عندکم فینبغی لنا أن نبرء منکم قلت لا واللّٰه جعلت فداك قال و ھو ذا عنداللّٰه ما لیس عندنا إفتراه أطرحنا قال قلت لا واللّٰه جعلت فداك ما نفعل قال فتولّوھم ولا تتبرؤا منھم ان من المسلمین من له سھم ومن له سھمان و من له ثلثة أسھم الخ۔

میں آپؑ پر قربان جاؤں کیا ہم ان سے بیزاری اختیار کرلیں چونکہ وہ ہمارے نظریات کے قائل نہیں ہیں امامؑ نے فرمایا کہ وہ ہماری ولایت کا اقرار کرتے ہیں اور تمہارے نظریات کے قائل نہیں لہذا تم ان سے بیزاری اختیار کرتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں پھر آپؑ نے فرمایا ذرا یہ بتلاؤ کہ ہمارے پاس ایسی چیزیں ہیں جو تمہارے پاس نہیں ہیں۔ کیا ہمارے لئے سزاوار ہے کہ ہم تم سے بیزار ہوجائیں؟ میں نے کہا کہ بخدا نہیں میں آپؑ پر قربان جاؤں پھر آپ نے فرمایا اچھا اللہ تعالیٰ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے پاس بھی ایسی چیزیں ہیں جو ہمارے پاس نہیں کیا اس نے ہم کو چھوڑ دیا ہے؟ میں نے کہا کہ بخدا نہیں میں آپ پر قربان جاؤں پھر ہم کیا کریں امامؑ نے فرمایا کہ ان سے دوستی برقرار رکھو اور ان سے بیزاری اختیار نہ کرو۔ مسلمانوں میں سے ہر ایک کے پاس ایمان کا ایک مخصوص حصہ ہے کسی کے پاس ایک حصہ ہے اور کسی کے پاس دو حصے ہیں کسی کے پاس تین حصے ہیں اور یہ سلسلہ دس تک چلتا ہے۔ کسی کو نہیں چاہیے کہ وہ کم درجہ معرفت والے کو اپنے درجہ کی طرف لانے پر مجبور کرے۔

علامہ مجلسیؒ بحارالانوار ج ۱۵ ص ۲۶۱ میں اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ سراج کا یہ کہنا إنّھم لایقولون مانقول وہ لوگ ہمارے اقوال کے حامی نہیں ہیں۔

أی من مراتب فضائل الآئمہ و کمالاتھم ومراتب معرفة اللّٰہ و دقائق مسائل القضاء وأمثال ذلك مما یختلف تکالیف العباد بحسب أفھامھم وإستعداد ھم لا فی المسائل الأصولیة۔

ان نظریات سے مراد آئمہ اطہارؑ کے فضائل وکمالات اور اللہ کی معرفت کے مراتب اور قضاء وقدر کے باریک مسائل وغیرہ ہیں جن میں استعداد وفہم کے لحاظ سے بندوں کی تکالیف مختلف ہوتی ہیں نہ کہ اصولی مسائل۔

علامہ کی تشریح کے مطابق ہمارے موجودہ عقائد کا اختلاف بھی اصولی اختلاف نہیں ہے بلکہ یہ اختلاف بھی استعداد وفہم کے اختلاف کے مطابق فضائل وکمالات آل محمد علیہم السلام کے متعلق ہے جن کی معرفت کا ہر شخص مکلّف ہی نہیں ہے، ہر شیعہ توحید‘ عدل‘ نبوت‘ امامت اور قیامت کا قائل ہے باقی مسائل کا تعلق اصول عقائد سے کسی طرح نہیں ہوسکتا۔

شیخ صدوقؒ الخصال میں عمار بن ابی الاحوص سے روایت کرتے ہیں۔

قلت لأبی عبداللّٰہ ان عندنا أقواماً یقولون بأمیرالمومنینؑ ویفضّلونه علی الناس کلّھم ولیس یصفون ما نصفھم أنتولّاھم قال نعم۔

(بحارالانوار ج ۱۵ ص ۲۶۲)

میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اے مولا ہمارے پاس کچھ لوگ ایسے بھی

ہیں جو کہ امیرالمومنینؑ کی ولایت کے قائل ہیں اور ان کو تمام لوگوں پر فضیلت بھی دیتے ہیں مگر ان کے متعلق وہ عقیدہ نہیں رکھتے جو کہ ہم رکھتے ہیں کیا ہم ان سے دوستی قائم رکھیں امامؑ نے جواب دیا ہاں ضرور رکھو۔

فاسق و فاجر شیعہ سے بھی بیزاری ناجائز ھے

بحارالانوار ج ۱۵ ص ۱۴۱ اور ج ۷ ص ۳۸۳ میں زید الشحام سے روایت ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہا

الرجل من موالیکم عاص یشرب الخمر ویرتکب الموبق من الذنب نتبرء منه قال تبرّوا من فعله ولا تبرّوا من خیره وأبغضوا عمله فقلت یصح لنا أن نقول فاسق فاجر؟ فقال لا الفاسق الفاجر الفاسق الکافر الجاحد لنا ولأولیائنا أبی اللّٰہ أن یکون ولیّنا فاسقاً فاجراً وإن عمل ما عمل ولکنّکم قولوا فاسق العمل، فاجر العمل، مؤمن النفس، خبیث الفعل، طیب الروح والبدن، لا واللّٰہ یخرج ولیّنا من لاخوف علیه ولا الدنیا إلّا واللّٰہ ورسوله و نحن عنه راضون یحشره اللّٰہ علی ما فیه من الذنوب مبیّضا وجھه مستورة عورته ولا خوف علیه ولا حزن وذلك لأنّه لا یخرج من الدنیا حتی یصفی من الذنوب إمّا بمصیبة فی المال أو نفس أوولد أومرض۔

اگر آپ کا کوئی شیعہ نافرمان‘ شراب نوش اور مہلک گناہوں کا ارتکاب کرے کیا ہم اس سے بیزار ہوجائیں؟ آپؑ نے فرمایا نہیں اس کی نیکیوں سے بیزار نہ ہو اس کے عمل سے بغض رکھو۔ میں نے کہا کہ ہم اس کو فاسق وفاجر کہہ سکتے ہیں؟ فرمایا فاسق وفاجر وہ ہوتا ہے جو ہماری ولایت کا منکر ہو۔ اللہ نہیں چاہتا کہ ہمارا موالی فاسق وفاجر ہو اگرچہ وہ کوئی عمل بھی کرے تم اس کو فاسق العمل اور فاجر العمل کہہ سکتے ہو مگر مومن النفس کہو‘ خبیث الفعل کہو مگر طیب الروح والبدن کہو بخدا ہمارا دوست دنیا سے ایسی حالت میں نکل جائے گا جب کہ اللہ‘ رسول اور ہم اس سے راضی ہوں گے اللہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس کو گناہوں کے باوجود سفید رو پوشیدہ شرمگاہ اور بے خوف محشور فرمائے گا اس پر کوئی حزن وخوف نہ ہوگا اور دنیا سے نہ جائے گا حتی کہ گناہوں سے پاک کر دیا جائے گا یا اسکو مال میں مصیبت دی جائے گی یا اولاد میں یا نفس میں۔

حضرت سلمان فارسیؓ اور
حضرت ابوذرؓ کی معرفت کا موازنہ

گزشتہ مباحث میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ ایمان کے مختلف مدارج ہیں ہر شخص ایک مخصوص درجہ پر فائز ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ ایمان کے دسویں درجے پر فائز تھے اور حضرت ابوذرؓ نویں درجے پر معرفت و یقین کے اعتبار سے فرق صرف ایک درجے کا تھا مگر دونوں کے خیالات میں آسمان و زمین کا فرق نظر آتا ہے امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے لو علم ابوذر مافی قلب سلمان لقتله ۔ اگر ابوذر کو معلوم ہو جائے کہ حضرت سلمان کے دل میں کیا ہے تو اس کو قتل کر دیں۔

اس حدیث کو مندرجہ ذیل علماء اعلام نے نقل کیا ہے۔

۱۔ محمد بن یعقوب کلینیؒ اصول کافی مع مرآۃ العقول جلد اول ص ۳۰۰ وصافی جلد ۴ ص ۶۴۔

۲۔ ابوعمرو محمد ابن عبدالعزیز (رجال کشی ص ۱۲ طبع بمبئی)

۳۔ رجب بن علی بن رجب برسی ۔ (مشارق انوار الیقین)

۴۔ علامہ محمد باقر مجلسیؒ (بحارالانوار جلد ۶ ص ۷۵۴' جلد ۱ ص ۱۷۴، حیوۃ القلوب ج ۲ ص ۷۹۳)

۵۔ سید نعمۃ اللہ جزائری (الانوارالنعمانية ص ۳۶۷)

۶۔ محمد بن حسن صفار متوفی ۲۹۰ھ (بصائر الدرجات جلد ۱ باب ۱۲ و ۳۳ طبع جدید)

۷۔ سید ہاشم بحرانی (تفسیر برھان ص ۱۲۴۵، نزھۃ الابرار ص ۳۶۷)

38

۸۔ علامہ سید عبداللہ شبر (مصابيح الانوار جلد ۱ ص ۳۵۱)

۹۔ علامہ مرزا حسین نوریؒ (نفس الرحمان ص ۵۰)

۱۰۔ علامہ شیخ عباس قمیؒ (سفينة البحار جلد ۱ ص ۶۴۶)

۱۱۔ علامہ عبدالحسین احمد امینی (الغدیر جلد ۷ ص ۳۵ طبع نجف)

اس حدیث کے متعلق علماء کے وضاحتی بیان

۱۔ علامہ محمد باقر مجلسیؒ متوفی ۱۱۱۰ھ مرآۃ العقول ج ۱ ص ۳۳۰، بحارالانوار ج ۶ ص ۷۵۴ میں فرماتے ہیں

أی من مراتب معرفة الله والنبي والائمة فلو كان أظهر سلمان له شيئاً من ذلك لكان لا يحمله على الكذب و ينسبه إلى الارتداد والعلوم الغريبة والآثار العجيبة فلو أظهر لحملها على السحر فقتله ۔ سلمان کے دل میں ہونے والی شئے سے مراد اللہ رسول اور آئمہ اطہار صلی اللہ علیہم أجمعین کی معرفت ہے پس اگر سلمان اس میں سے کچھ حصہ ظاہر فرما دیتے تو ابوذر اس کو برداشت نہ کر سکتے اور جھوٹ پر محمول کر دیتے اور ان کو مرتد کہہ دیتے یا وہ علوم غریبہ اور آثار عجیبہ مراد ہیں کہ اگر سلمان ان کو حضرت ابوذرؓ پر ظاہر کرتے تو وہ ان کو جادو سمجھ لیتے اور حضرت سلمان کو قتل کر دیتے۔

۲۔ علامہ سید نعمۃ اللہ جزائری متوفی ۱۱۱۲ھ انوار النعمانية ص ۳۶۷ میں فرماتے ہیں

معناه أنّ أباذر لو علم كلّما علمه سلمان لم يمكنه كتمانه لعدم فهمه معانيه كما إتفق ذلك فى كثير من خواص الآئمة كمحمد بن سنان و جابر الجعفى ممن إتّهمهم أهل الرجال بالغلو والارتفاع لان الآئمة القوا إليهم من أسرارعلومهم ما لم يحدّثوا به غيرهم من الشيعة فاستغرب الشيعة تلك الأخبار لعدم موافقة غيرهم على رواياتهم فطعنوا عليهم بهذا السبب وهذاالسبب هو سبب رفعتهم وعلوّ شأنهم عند مواليهم۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(خلاصہ ترجمہ) اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر حضرت سلمان کے دلی اسرار وعلوم حضرت ابوذر کو معلوم ہوجائیں تو وہ لوگوں میں ان کا اظہار کردیں جو کہ حضرت سلمان فارسی کے قتل کا باعث بن جائے۔ چونکہ عوام الناس کے عقول ان اسرار کے معانی کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ایسا ہی اتفاق خود آئمہ کے اطہارؑ کے خواص اصحاب جابر جعفی محمد بن سنان وغیرہ کے لئے بھی واقع ہوا ہے جن کو علماء علم رجال نے غلو وتفویض سے متہم کردیا ہے چونکہ آئمہ طاہرینؑ نے ان کو اپنے مخصوص اسرار سے آگاہ کیا تو شیعوں نے اس اسرار کو بڑے تعجب سے دیکھا اور ان پر اسی وجہ سے طعن وتشنیع کے حربے چلادیے حالانکہ اسی سبب سے آج شیعہ کے نزدیک ان کی منزلت بہت ہی بلند ہے۔

۳۔علامہ محمد صالح طبری متوفی ۱۰۸۶ھ شرح اصول کافی میں اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں۔

المراد بما فی قلب سلمان العلوم والأسرار ومنشاء القتل هو الحسد والعناد فیه مبالغة علی التقیّة من الأخوان فضلاً عن أهل الظلم والعدوان۔

سلمان کے دل میں ہونے والی شئے سے مراد علوم واسرار ہیں اور قتل کا سبب حسد وعناد ہیں۔ اس حدیث میں کافی مبالغہ ہے کہ انسان کو اپنی معرفت کے محفوظ رکھنے کے لئے مخالفین تو درکنار برادران ایمانی سے بھی تقیہ کرنا چاہیے۔

٤۔علامہ سید عبداللہ شبر متوفی ۱۲٤٦ھ مصابیح الانوار فی حل مشکلات الأخبار ج ۱ ص ۳٦۲ میں جو کچھ فرمایا ہے اس کا ملخص یہ ہے

بعض علوم ربانی اور اسرار ملکوتی بہت ہی گہرے اور دقیق ہوتے ہیں جن کو سوائے علماء کبار کے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ یہی وجہ ہے اکثر لوگوں کو پوشیدہ رازوں سے آگاہ کرنے کے بجائے ظواہر جلیہ سے مخاطب کیا گیا ہے اور بعض لوگوں کو اسرار خفیہ پر بھی مطلع کردیا گیا۔ حتی کہ اگر ان لوگوں کو پوشیدہ اسرار کا علم ہوجاتا تو ان کے جاننے والوں پر کفر وارتداد کا فتوی لگادیتے۔ چنانچہ یہی سبب ہے کہ اللہ نے لوگوں کی عقلوں کے مطابق ان سے خطاب کیا ہے اس سلسلہ میں قرآن مجید میں آنے والا واقعہ حضرت موسیٰؑ وخضرؑ بین دلیل موجود ہے۔

٥۔حافظ رجب علی بن رجب متوفی بعد ۸۰۲ھ مشارق الانوار **میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں**

لا أن صدر أبی ذر لیس بوعاء لما فی قلب سلمان من أسرار الایمان وحقائق ولی الرحمان و لذلك قال النبی أعرفكم بربّه سلمان ثم قال مراتب الایمان عشرة فصاحب الاُولی لا یطلع علی الثانیة وكذا كل منها لاینال ما فوقها لا یدری ما فوقه لأن من فو ق درجة أعلی منه وغایة الغایات منه معرفة علی علیه السلام بالاجماع وإنّما قال لقتله لأن أباذر كان نا قلاً للأثر الظاهر و سلمان عارفاً بالسرّ الباطن ووعاء الظاهر لا یطیق حمل الباطن۔

چونکہ حضرت ابوذرؓ کا سینہ حضرت سلمانؓ کے دل میں موجود ہونے والے ایمانی رازوں اور ولی خدا کے حقائق کا متحمل نہیں ہوسکتا تھا اور اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم سب میں سے خدا کی زیادہ معرفت رکھنے والا شخص سلمان ہی ہے پھر فرمایا کہ ایمان کے دس درجے ہیں پہلے رتبہ والا دوسرے رتبے والے کی معرفت پر مطلع نہیں ہوسکتا اور ہر مخصوص درجے والا اپنے سے مافوق درجے کو نہیں پاتا (اپنے اوپر والے کو پست نہ سمجھے) چونکہ اوپر کے درجے والا اس سے درجہ میں بالاتر ہے اور ان معرفتوں کا انتہائی درجہ بالاجماع معرفت علی علیہ السلام ہے نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لقتلہ اس لیے فرمایا چونکہ ابوذر ظاہری فضیلت کے ناقل تھے اور حضرت سلمان باطنی راز کے عارف تھے اور ظاہر کا ظرف باطنی حقائق کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ (انتہی کلامہ رفع اللہ مقامہ)

٦۔علامہ مرزا حسین نوریؒ متوفی ۱۳۲۰ھ نفس الرحمٰن ص ۵۰ میں رقمطراز ہیں

المقصود من تلك الأخبار واضح بعد ماعرفت أن للایمان درجات ونعنی به هنا التصدیق التامّ الخالص باللّٰه و برسوله وللآئمة ولمعرفتهم مراتب ودرجات ولكل مرتبة درجة و حدودمختصة بها مادام

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

صاحبها فيها ولم يترق إلىٰ مافوقها فإذا أخذ بالحظّ الوافر والنصيب المتكاثر إنقلبت أحكامه و تكاليفه كما إنشرح صدره الذى كا ن ضيقاً بنورمعرفة اللّٰه وأوليائه والعلم بحقائق الأشياء كما هى فيرى ان ما كان عليه قبل ذلك كفروضلّال لاحاطته بقصور المقام و نقصانه بالنسبة إلىٰ ما هو عليه من المرتبة والكمال كما هو انّه فى تلك الحالة لوكشف له مالم يصل إليه يراه كفرعجز عن إدراكه و مخا لفته لما بنىٰ عليه أمره ولذا نهى فى الاخبار السابقة عن أن يقو ل صاحب الواحد لصاحب الاثنين لست على شئى ومن هنا كا نوا يمسكون عن أشياء كان علمها مختصاً ذوى الهمم العالية والقلوب الصافية لو سأل عنها لإ نهمك فى الجهل والغروروذلك واضح بعد التتبع التام فى تراجم الرواة وأصحاب الآئمة الهداة روىٰ الكشى فى ترجمة يونس بن عبدالرحمان قا ل قال العبد الصالح يا يو نس إرفق بهم فإن كلامك يدّق عليهم قال قلت له إنهم يقولون لى زنديق قال لى ما يضرّك أن يكون فى يد ك لؤلؤة فيقول الناس هى حصاة وينفعك أن يكو ن فى يدك حصاة فيقو ل الناس لؤلؤ ة۔

جب تم کو علم ہو گیا کہ ایمان یعنی خدا اور رسول و آئمہ اطہار صلی اللہ علیہم اجمعین کی مکمل و خالص تصدیق کے دس درجے ہیں تو ان احادیث کا مطلب بالکل واضح ہے چونکہ آئمہؑ کی معرفت کے مختلف درجے اور مرتبے ہیں اور ہر مرتبہ کا علیحدہ درجہ ہے اور اس سے مخصوص شدہ حدود ہیں یہ اس شخص کے لئے ہیں جو کہ اس مخصوص درجہ میں رہتا ہے اور مافوق والے درجہ تک نہیں پہنچتا جب اس کو معرفت کا کافی حصہ حاصل ہو جاتا ہے تو اس کے احکام و تکالیف بدل جاتے ہیں جس طرح کہ اس کا سینہ پہلے تنگ تھا مگر نور معرفت خدا اور رسول و آئمہ اطہار صلی اللہ علیہم اجمعین اور حقائق علم کے ادراک کے بعد کشادہ ہو گیا پس اس کو سابقہ درجہ گمراہی نظر آتا ہے چونکہ اس کو اس موجودہ باکمال و بامرتبہ درجہ

کے مقابلہ میں سابقہ درجہ کی کوتاہی اور کمی کا علم ہو گیا۔ جس طرح اس کو اپنے موجودہ درجہ سے بلند درجہ کے حقائق کا علم ہو جائے تو وہ اس کو کفر نظر آئے گا چونکہ وہ اس کے موجودہ درجہ کے مخالف ہے اور یہ اس کے ادراک سے قاصر ہے اور اسی لئے سابقہ احادیث میں منع کیا گیا ہے کہ ایک درجے والا دوسرے درجے والے کو یوں نہ کہے کہ تم غلط راہ پر ہو اسی وجہ سے علماء اعلام ایسے اسرار و حقائق کے متعلق توقف اختیار کرتے ہیں جو کہ بلند ہمت اور صاف دل والے عارفین کے ساتھ مخصوص ہیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ جب ان سے ان کے متعلق سوال کیا جائے تو یہ جہالت اور دھوکہ کی بھول بھلیوں میں پڑ جائیں۔

راویوں اور اصحاب آئمہ طاہرینؑ کے حالات کا صحیح جائزہ لینے کے بعد حقیقت پوشیدہ نہیں رہتی جس طرح رجال کشی ص ٣٠٤ میں یونس بن عبدالرحمان کے حالات میں مرقوم ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ان سے فرمایا اے یونس ذرا نرمی و حوصلہ سے کام لیا کرو چونکہ کلام ان کی عقل و ادراک سے دقیق ہوتا ہے۔ یونس فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا مولا یہ لوگ مجھ کو زندیق کہتے ہیں آپ نے جواب دیا اے یونس اگر تمہارے ہاتھ میں موتی ہو اور لوگ اس کو سنگریزہ کہیں تو تمہارا کیا بگڑے گا اور اگر تمہارے ہاتھ میں سنگریزہ ہو اور لوگ اس کو موتی کہہ دیں تو تمہارے حق میں کیا فائدہ ہوگا۔

نوٹ: سید مرتضیٰؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ معرفت سلمان و ابوذر کے موازنہ کی حدیث اخبار احاد میں سے ہے جو کہ علم و عمل کے لئے مفید نہیں ہے۔ علامہ نوری ان کی تردید میں رقمطراز ہیں۔

فمنع كونه من أخبار الآحاد كيف و دلّت علىٰ هذا المضمون سبع أحاديث كما عرفت ولو إنضّم إليها ما يقرّب من هذا المضمون كأخباردرجات الايمان التى رواها فى الكافى و الخصال بطرق عديدة وغيرها لد خل فى المتواتر ۔الخ۔(نفس الرحمٰن باب ٥ ص ٥٦)

ہم اس کے اخبار احاد میں سے ہونے کو تسلیم نہیں کرتے چونکہ سات مختلفة الاسناد احادیث اس

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مضمون پر دلالت کرتی ہیں اگر اصول کافی اور خصال کی احادیث درجات الایمان کو ان میں شمار کر لیا جائے تو یہ حدیث حد تواتر تک جا پہنچتی ہے۔سلمان فارسیؓ کی معرفت آل محمد علیہم السلام اتنی عمیق ہے کہ آج کل کے تنگ نظر علماء کی نظر میں تو ان پر غلو کا لفظ صادق آ جائے گا۔

فرماتے ہیں ولوانی أحدّ ثکم بکل ما أعلم من فضائل علی بن أبی طالب لقلتم آه۔(احتجاج طبرسی ص ٦٧ طبع نجف) اگر میں تم کو علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے وہ فضائل سنا دوں جو میں جانتا ہوں تو تمہاری آہ نکل جائے۔آپ نے فرمایا۔

یاأیّھاالناس إسمعوا عنی حدیثی ثمّ اعقلوه عنی فقد أوتیت علماً کثیراً ولوحدّثتکم بکل ما أعلم من فضائل علیؑ لقالت طائفة منکم هومجنون وقالت أخری أللّهم إرحم لقاتل سلمان۔

اے لوگو میری حدیث سنو اور پھر مجھ سے سمجھو کو بہت سا علم عطا کیا گیا ہے اگر میں تم کو فضائل امیرالمومنینؑ کے متعلق اپنی معلومات بتانا شروع کر دوں تو تم میں سے ایک گروہ مجھ کو دیوانہ کہہ دے گا اور دوسرا یوں کہے گا کہ اے اللہ سلمان فارسی کے قاتل پر رحم کر۔(بحارالانوار ج ٨ ص٨٨، مرآة العقول ص ٣٠٠)

بحار الانوار ج ٦ ص ٧٥١ میں منقول ہے

کا ن رسول اللّٰه وأمیرالمؤمنین یحدّثان سلمان بمالایحتمله غیره من مخزون علم اللّٰه و مکنونه۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب امیرالمومنینؑ سلمان فارسی کو اللہ کا پوشیدہ علم بتلایا کرتے تھے۔

بحارالانوار ج ١٦ ص ٤٠ میں ہے

انه أدرك العلم الاوّل الآخروهو بحرلاینزف (یہ حدیث سنی مؤرخ ابن عساکر دمشقی نے تاریخ ابن عساکر ج ٦ ص ١٩٨، ٢٠٣ طبع مصر میں بھی لکھی ہے)

سلمان نے اول آخر علم کو پالیا اور یہ معرفت کا وہ سمندر ہے جس کا پانی کم نہیں ہوتا.

رجال کشی ص ٩ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔

سلمان عُلّم الاسم الاعظم سلمان فارسی کو اسم اعظم کی تعلیم دی گئی تھی۔(کذا فی البحار ج٦ ص ٧٥٥)

جناب امیرالمومنینؑ ابوذرؓ کو فرماتے تھے۔

یاأباذر إن سلمان لو حدّثك بما یعلم لقلت رحم اللّٰه قاتل سلمان یا أباذر إن سلمان باب اللّٰه فی الارض من عرفه کان مؤمناً ومن أنکره کان کافراً وإن سلمان منّا أهل البیت (بحارالانوار ج٦ ص ٧٦٢، رجال کشی ص ١٠)

اے ابوذر اگر سلمان اپنے معلومات تم پر ظاہر کر دیں تو تم کہہ دو گے اے اللہ قاتلِ سلمان کو بخش دے۔اے ابوذر سلمان زمین میں اللہ کے دروازۂ معرفت ہیں جس نے ان کو پہچان لیا وہ مومن ہے اور جس نے نہ پہچانا وہ کافر ہے۔سلمان ہم اہل بیت میں سے ہیں۔

پس ان احادیث سے واضح ہو گیا کہ نہ سلمانؓ غالی تھے نہ ابوذرؓ مقصر تھے بلکہ قدرت نے دونوں کو آل محمدؐ کے حقائق و اسرار سے آگاہ کیا تھا مگر جتنی معرفت سلمان کو حاصل تھی اگر ابوذرؓ کو اس کا علم ہو جاتا تو وہ اس کو کفر سمجھتے۔ان کے باقی فضائل ان کے علم بالغیب کے بیان میں لکھے جائیں گے۔

گویند غالیم بثنائے تو یا علیؑ

حق است ایں کہ من زثنای تو قاصرم

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب دوم

غلوو تفویض کی حقیقت
اور اس کے حدود و انحاء کابیان

jabir.abbas@yahoo.com

قرآن مجید میں غلو کی تردید

۱۔﴿قل یااھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تقولوا علی اللّٰہ الاالحق﴾(النساء)

اے رسول اہل کتاب کو کہہ دو کہ تم اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو۔ اور اللہ پر حق کے سوا کچھ نہ کہو۔

۲۔﴿أم جعلواللّٰہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیھم قل اللّٰہ خالق کل شئی و ھو الواحد القھّار﴾ (پارہ ۱۳ آیت ۱۶ ع ۷)

یا ان لوگوں نے اللہ کے لئے شریک بنالئے ہیں جو اسی کی طرح خلق کرتے ہیں پس ان پر خلق کی شناخت مشتبہ ہوگئی۔ اے رسول کہہ دیجیے کہ اللہ ہی ہر شئی کا خالق ہے اور وہ یکتا و قہار ہے۔

۳۔﴿اللّٰہ الذی خلقکم ثمّ رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ھل من شرکاء کم من یفعل ذلك من شئ سبحانہ وتعالی عمّا یشرکون﴾ (الروم)

اللہ ہی وہ پرودگار ہے جس نے تم کو خلق کیا پھر رزق دیا پھر تم کو موت دے گا اور پھر زندہ کرے گا۔ کوئی تمہارے شریکوں میں سے ایسا ہے جو کہ ان میں سے کسی کو بجالائے اللہ ان تمام اشیاء سے پاک و پاکیزہ ہے جن کو یہ لوگ شریک قرار دیتے ہیں۔ مندرجہ بالا اور دیگر آیات مبارکہ سے مترشح ہوتا ہے کہ مدبر کائنات خالق و رزاق محی و ممیت پروردگار ہے ان امور میں اس کا کوئی شریک و سہیم نہیں جو ان صفات میں کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرائے گا وہ کافر و مشرک ہے۔

اقوال آئمہ معصومین ؑ میں
غلو و تفویض کی تردید

۱۔ بحار الانوار ج۷ ص ۲۰۹ میں یاسر ”خادم“ سے مروی ہے۔

قلت للرضاؑ ما تقول فی التفویض فقال إنّ اللّٰہ فوّض إلیٰ نبّیہ أمر دینہ فقال ما أتاکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عنہ فانتھوا فأمّا الخلق والرزق فلا ثمّ قالؑ خالق کلّ شی ھواللّٰہ یقول الذی خلقکم ثمّ رزقکم ثمّ یمیتکم الخ۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی مولا تفویض کے متعلق آپ کا کیا فرمان ہے؟ امامؑ نے جواب دیا اللہ نے امور دین کو اپنے نبیؐ کے سپرد کر دیا ہے جیسا کہ خود اس نے فرمایا ہے جو کچھ تمہارے پاس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے آئیں اس کو قبول کر لو اور جس سے منع کریں رک جاؤ باقی رہا خلق ورزق تو پس (اس میں کسی کا کوئی اختیار نہیں) پھر آپؑ نے فرمایا کہ اللہ ہی ہر شئے کا خالق ہے وہ خود کہتا ہے وہ اللہ ہے جس نے تم کو خلق کیا پھر رزق دیا پھر تم کو مارے گا۔

۲۔زرارہ بن اعینؒ سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی۔

إنّ رجلًا من ولد عبد اللّٰه بن سبا يقو ل بالتفويض فقال ما التفويض قلت إنّ اللّٰه خلق محمداً وعلياً ففوض إليهما فخلقا ورزقا وأماتا وأحيا فقال عليه السلام كذّب عدواللّٰه إذا إنصرفت إليه فاتل عليه هذه الآية ﴿أم جعلوا للّٰه شركآء﴾ الخ (بحار الانوار ج۷ ص ۲۶۳)

عبداللہ بن سبا کی اولاد میں سے ایک شخص تفویض کا قائل ہے امامؑ نے فرمایا تفویض سے کیا مراد ہے میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی علیہ السلام کو خلق کیا پھر تمام امور کو ان کے سپرد کر دیا انہوں نے ہی خلق کیا اور رزق دیا اور مارا اور زندہ کیا۔ پس امامؑ نے فرمایا دشمن خدا نے جھوٹ بولا ہے جب تم اس کے پاس جاؤ تو یہ آیت سنا دو۔ ﴿أم جعلوا للّٰه شركآء﴾ الخ۔ جس کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

۳۔امام رضا علیہ السلام اپنی ایک دعا میں فرماتے تھے۔

من زعم أن إلينا الخلق وإلينا الرزق فنحن منه برآء كبرءة عيسى بن مريم من النصارى۔

جو یہ گمان کرے کہ خلق کرنا اور رزق دینا ہمارے سپرد ہے ہم اس سے اس طرح بیزار ہیں جس طرح حضرت عیسیٰؑ نصاریٰ سے بیزار تھے۔ (بحار الانوار ج۷ ص ۲۶۳)

۴۔امام زمانہ صلوٰۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کی توقیع مبارک میں وارد ہے۔

إنّ اللّٰه هوالذى خلق الأجسام وقسم الأرزاق لأ نّه ليس بجسم ولاحال فى

جسم ليس كمثله شئى وهو السميع البصير أمّا الآئمة عليهم السلام فإنّهم يسألون اللّٰه فيخلق ويسألونه فيرزق (بحارالانوار ج۷ ص ۲۶۰)

اللہ ہی نے اجسام کو خلق کیا اور ارزاق کو تقسیم کیا چونکہ وہ جسم نہیں ہے اور نہ ہی کسی جسم میں حلول کئے ہوئے ہے اس کی مثل کوئی بھی نہیں ہے اور وہی سمیع و بصیر ہے لیکن آئمہؑ پس وہ سوال کرتے ہیں اور ان کے سوال سے اللہ رزق بھی دیتا ہے اور خلق بھی کرتا ہے۔

غالیوں سے میل جول رکھنے کی ممانعت

بحار الانوار ج۷ ص ۲۶۶ میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے

الغلاة كفار والمفوضة مشركون من جالسهم أو خالطهم أوشاربهم أوآكلهم أو واصلهم أوزوّجهم أوتزوج إليهم أو منهم وائتمنهم عليأمانة أو صدق حديثهم أو أعانهم بشطر كلمة خرج من ولاية اللّٰه وولايتنا أهل البيت

غالی کفار ہیں اور مفوضہ مشرک ہیں جو ان کے ساتھ مجالست کرے گا یا ان کے ساتھ کھائے پئے گا یا ان سے تعلقات قائم کریگا یا ان کی شادی کرائے گا یا ان سے شادی کرے گا یا کسی امانت پر ان کو امین سمجھے گا یا ان کی بات کی تصدیق کرے گا یا کسی بات سے ان کی اعانت کرے گا وہ اللہ اور اہل بیت رسول علیہم السلام کی ولایت سے خارج ہو جائے گا۔

غلو و تفویض کا مفہوم

۱۔شیخ مفیدؒ نے شرح عقائد میں فرمایا ہے۔

الغلاة من المتظاهرين بالاسلام هم الذين نسبوا أميرالمؤمنينؑ والآئمة من ذرية إلىٰ الألوهية والنبوّة ووصفوهم من الفضل فى الدين والدنياإلى ما يتجاوزوا فيه الحدّ وخرجواعن القصد وهم ضلال كفارحكم فيهم أميرالمومنينؑ بالقتل والتحريق بالنار وقضت الآئمة عليهم بالإكفار والخروج عن الإسلام۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

غالی ان مذاہب میں سے ہے جنہوں نے بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہا انہوں نے ہی امیر المومنینؑ اوران کی اولاد کو الوہیت اور نبوت کی طرف نسبت دی اور دین و دنیا میں ان کی فضلیت کو حد سے بڑھادیا اور راہ راست سے بھٹک گئے یہ لوگ گمراہ اور کافر ہیں ان کے متعلق امیر المومنینؑ نے قتل کرنے اور آگ میں جلانے کا فیصلہ کیا اور آئمہ اطہارؑ نے ان کو کفر اور اسلام سے خارج ہونے کا حکم دیا ہے۔

۲۔علامہ مجلسی بحارالانوار ج۷ ص ۲٦٤ **میں فرماتے ہیں**

إنّ الغلو فی النبی والائمة علیهم الصلوة والسلام إنّما یکون بالقول بألوهيّتهم أو بکونهم شرکاء فی العبودیة والخلق والرزق أو أنّ اللّٰه حل فيهم أو إتحدّ بهم أو أنّهم یعلمون الغیب بغیر وحی أو إلهام من اللّٰه أو بالقول فی الآئمة أنّهم کانوا أنبیاء أو بالقول بتناسخ أرواح بعضهم إلی بعض أو القول بأنّ معرفتهم تغنی عن الطاعات ولا تکلیف معها بترك المعاصی والقول بکل منها إلحاد و کفر وخروج عن الدین کما دلّت علیه الأدلّة العقلیة والآیات والأخبار۔ الخ۔

مندرجہ ذیل صورتوں میں نبی اور آئمہ طاہرینؑ میں غلو ثابت ہے۔

۱۔نبیؐ اور آئمہ اطہارؑ کو خدا اور معبود کہا جائے۔

۲۔ان کو عبودیت خلق ورزق میں اللہ کا شریک مانا جائے۔

۳۔یہ کہا جائے کہ اللہ نے ان میں حلول کیا ہے۔

٤۔یہ کہا جائے کہ اللہ تعالی ان سے متحد ہے۔

٥۔یہ کہا جائے کہ یہ ذوات مقدسہ بغیر وحی اور الہام کے علم غیب جانتے ہیں۔

٦۔یہ کہا جائے بعض کی ارواح بعض میں تناسخ ہو جاتی ہیں۔

۷۔یہ کہا جائے کہ ان کی معرفت طاعات اور تکالیف شرعیہ سے مستغنی کر دیتی ہے۔یہ سب کچھ کہنا کفر اور بے دینی ہے اور دین سے خروج ہے کئی عقلی و نقلی دلائل سے ثابت ہو چکا ہے۔

نیز تفویض ممنوع بھی چند معانی پر صادق آتی ہے۔

۱۔نبیؐ اور آئمہ اطہار علیہم السلام ہی خالق ورازق ومحی وممیت ہیں اور یہ سب کچھ اپنے ہی ارادے سے اور اپنی ہی قدرت سے کرتے ہیں اور فاعل حقیقی یہی ہیں۔یہ قول کفر صریح ہے۔

۲۔اللہ تعالی جملہ امور تکوینیہ کو ان کے ارادہ اور مشیت ہی سے بجالاتا ہے ایسا قول بھی درست نہیں ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ اللہ تعالی ہر امر میں ان کے ارادہ کا تابع ہو حالانکہ خود آئمہ اطہارؑ اور انبیاء کرامؑ ہی اللہ کی مشیت وارادہ کے تابع ہیں۔(إلّا ما أخرجه الدلیل)۔کمافی باب المعجزات وغیره یأتی تفصیله فی الجزء الثانی۔

مسئلہ تفویض میں افراط وتفریط کے مابین صحیح نظریہ اور نائب امام زمانہ ؑ حضرت حسین بن روح کا قطعی فیصلہ

شیخ الاسلام والمسلمین مروج علوم الانبیاء والمرسلین علامۃ العلماء فخر المحدثین مرزا حسین النوری الطبرسی(۱) متوفی ۱۳۲۰ھ اپنی کتاب مستطاب نفس الرحمٰن فی فضائل سلمان باب ٦ ص ٦٥ میں معرفت سلمان کی ایک طویل حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں

وإن إشمأزت النفوس الضعیفة والعقول السخیفة والقلوب اللاهیة والصدور الضیّقة فنزیدها غیظاً فی الصدور لتدعو بالویل والصبور بأن نردف الخبر المقدّم بما هوأصح سنداً وأضبط منه ماخذاً وأقلّ منه لفظاً وأکثر منه معناً وأوضح منه بیاناًو أرجح میزاناً وأجمع منه فضلاً وأنفع منه نقلاً حری أن یکتب بمزابر العقیان علیٰ وجنات الخالدات فی الجنان

(۱)علامہ جلیل علماء شیعہ کے اندر نہایت ہی بلند مقام رکھتے ہیں آپ کے حالات سفینۃ البحار جلد ۱ ص ۲۷٦،الکنی والالقاب جلد ۲ ص ٤٠٤ اور اعیان الشیعۃ جلد ۱ ص ۲۷٦ میں موجود ہیں،آپ آقائے سید محسن الحکیم دام ظلہ اور دیگر اعلام نجف اشرف کے اساتذہ کرام اور مشائخ روایت میں سے ہیں۔علامہ حسین بخش صاحب مؤلف تفسیر انوار نجف کے اجازہ سند میں بھی آپ کا اسم گرامی موجود ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کأنّهن الیاقوت والمرجان وهو مارواه فخر الأعاجم وعمد الشیعة أبوجعفر الطوسی فی کتاب الغیبة عن شیخه المفید عن حسین بن علی بن سفیان البزوفری عن حسین بن روح ثالث السفراء قال۔

اگر اس حدیث جلیل سے ضعیف نفس اور کمزور عقلیں اور غافل دل اور تنگ سینے نفرت کریں تو ہم ان کے سینوں میں غیض وغضب کی آگ کو زیادہ بھڑکاتے ہیں تاکہ یہ موت اور ہلاکت کو پکاریں وہ اس طرح کہ اس حدیث کے بعد ہم ایسی حدیث نقل کرتے ہیں جو اس حدیث سے سند میں زیادہ صحیح لفظ کے اعتبار سے کم تر اور معنی کے لحاظ سے کثیر اور بیان کے اعتبار سے زیادہ واضح اور سنجیدگی کے لحاظ سے زیادہ گراں اور فضیلت کے اعتبار سے زیادہ جامع ہے اور نقل کرنے میں زیادہ نفع بخش ہے اور اس لائق ہے کہ سونے کے قلموں سے جنات خلد بریں کی حوروں کے رخساروں پر لکھی جائے گویا کہ حسن وملاحت کی وجہ سے یاقوت ومرجان ہیں۔اور اس حدیث کو فخرالاعاجم اور عمدالشیعہ شیخ ابوجعفر طوسیؒ نے کتاب الغیبہ میں لکھا ہے اور آپ نے شیخ مفیدؒ سے نقل کیا ہے انہوں نے حسین بن علی بن سفیان بزوفری سے روایت کی ہے انہوں نے حضرت حسین بن روح ثالث السفراء سے نقل کیا ہے۔

نوٹ: قبل اس کے کہ ہم اصل روایت کو نقل کریں یہ واضح کردینا ضروری ہے کہ یہ حدیث کتاب الغیبہ ص ۲۰۲ طبع تبریز میں درج ہے۔مگر مطبوعہ نسخہ میں سلسلہ سند میں شیخ مفیدؒ کے بجائے حسین بن عبیداللہ غضائری کا نام ہے نسخہ مطبوعہ کی عبارت یوں ہے۔

أخبرنی الحسین بن عبیدالله عن أبی عبدالله حسین بن عبد الله البزوفری قال حدثنی الشیخ حسین بن روحؓ قال إختلف أصحابنا فی التفویض وغیره فمضیت إلی أبی طاهر بن بلا ل فی أیّام إستقامته فعرّفته الخلاف فقال أخّرنی فأخّرته أیاماً فأخرج إلیّ حدیثاً بإسناده إلیٰ أبی عبدالله قال إذا أرادالله أمراً عرضه علیٰ رسول الله ثمّ علیٰ أمیرالمؤمنینؑ واحداً بعد واحد إلیٰ أن ینتهی إلیٰ صاحب الزمان ثمّ یخرج

إلیٰ الدنیا وإذا أراد الملائکة أن یرفعوا إلیٰ الله عملاً عرض علیٰ صاحب الزمان ثمّ یخرج إلیٰ واحد واحد إلیٰ أن یعرض علیٰ رسول الله ثمّ یعرض علیٰ الله فما نزل من الله فعلیٰ أیدیهم وما عرج إلیٰ الله فعن أیدیهم وما إستغنوا عن الله طرفة عین۔ (کتاب الغیبة ص ۲۰۲ طبع تبریز)

مجھ کو حسین بن عبیداللہ نے خبر دی ہے انہوں نے حسین بن علی البزوفری سے روایت کی ہے انہوں نے حسین بن روح سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں تفویض وغیرہ کے متعلق اختلاف ہوا پس میں ابوطاہر علی بن بلال کے ہاں گیا جن ایام میں وہ راہ حق پر قائم تھے اور ان کے پاس میں نے اپنا اختلاف بیان کیا انہوں نے فرمایا چند روز تک ٹھہر جائیں (تاکہ میں اس معاملہ میں تحقیق کروں) چند روز کے بعد میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے اپنے اسناد سے امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک حدیث پیش کی کہ جب اللہ کسی امر کو نافذ کرنا چاہتا ہے تو پہلے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش کرتا ہے پھر امیر المومنینؑ پر پھر یکے بعد دیگرے باقی آئمہ اطہارؑ پر یہاں تک کہ اس امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کے پاس پیش کیا جاتا ہے اور پھر دنیا میں نافذ کیا جاتا ہے اور جب فرشتے چاہتے ہیں کہ کسی عمل کو اللہ کے پاس پیش کریں تو پہلے وہ امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کے پاس پیش کیا جاتا ہے پھر یکے بعد دیگرے باقی آئمہؑ کے پاس یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوتا ہے اور پھر خدا کے پاس پیش ہوتا ہے پس جو کچھ اللہ کی طرف نازل ہوتا ہے وہ آنحضرت اور آئمہ اطہار علیہم السلام کے ہاتھوں پر نازل ہوتا ہے اور جو کچھ اللہ کی طرف جاتا ہے وہ آنحضرتؐ اور آئمہ اطہار علیہم السلام کے ہاتھوں سے جاتا ہے اور وہ چشم زدن سی دیر بھی اللہ سے مستغنی نہیں ہوتے۔(۱)

---

(۱) ناظرین کرام اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسئلہ مذکورہ میں تمام آئمہ معصومینؑ کا یہی مسلک ہے چونکہ متعدد احادیث بتلاتی ہیں کہ إنّ کلام أولنا مثل کلام آخرنا (بحاراول ص ۱۴۷) ہمارے اول کا کلام آخر کلام کی طرح ہے نیز اصول الشریعہ ص ۹ میں ہے کہ آئمہ اہل بیتؑ میں سے جو ایک کا نظریہ ہوتا ہے وہی تمام دوسرے آئمہؑ کا ہوتا ہے۔فاعتبروا یا أولی الأبصار۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ نظریہ افراط و تفریط کی درمیانی راہ ھے

۱۔علامہ مرزاحسین نوری اس حدیث کونقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

وھذا الخبر رواہ فی جملة احوال أبی القاسم حسین بن روح وحاشاہ أن یروی مایوھم منه الغلو والارتفاع وما یعضد فیه رفع الجدا ل والنزاع

(نفس الرحمٰن ص ٦٦)

اس حدیث کو شیخ طوسی نے ابوالقاسم حسین بن روح کے حالات میں نقل کیا ہے اور ہم حسین بن روح کی شخصیت کو بالاو برتر سمجھتے ہیں کہ وہ ایسی روایت نقل کریں جس سے غلو ومبالغہ کا وہم پیدا ہو اور جس سے جدال وفساد اٹھانے میں مدد ملے۔

۲۔حضرت آیۃ اللہ آقائے سید محمود شاہرودی مجتہد حوزہ علمیہ نجف اشرف سے دریافت کیا گیا

ماتقولون فی حدیث رواہ الشیخ فی کتاب الغیبة ص ۲۰۲ عن حسین بن روح ھل المعتقد بمفاد ھذاالحدیث ید خل فی زمرة الغلاة والمفوضة أم لا؟ کیا فرماتے ہیں جناب والا اس حدیث کے متعلق جو شیخ طوسی نے کتاب الغیبہ ص ۲۰۲ میں حسین بن روح سے نقل کی ہے کیا اس حدیث کے مفاد پراعتقاد رکھنے والا غلاۃ ومفوضہ کے فرقہ کے شمار ہوگا یا نہیں ہوگا؟

چنانچہ آپ جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ المعتقد بھذا الحدیث لا یدخل فی زمرة الغلاة والمفوضة ۔اس حدیث کے مفاد پراعتقاد رکھنے والا غلاۃ ومفوضہ میں شمار نہیں ہوسکتا۔

۳۔شیخ طوسیؒ نے حدیث مذکور کو بسند معتبر بلاردوقدح نقل کیا ہے جس سے واضح ہے کہ موصوف کا عمل وعقیدہ اس حدیث کے مفاد کے مطابق تھا چونکہ علم اصول حدیث میں مبرہن ہو چکا ہے کہ متقدمین علماء اپنے عمل وعقیدہ کے مطابق روایات جمع کرتے تھے چنانچہ مؤلف اصول الشریعہ علامہ محمد حسین صاحب رسالہ المبلغ سرگودھا کے خصوصی شمارہ محمدیہ جنتری ۱۹۶۵ ص ٦٢ پر ایک مضمون میں فرماتے ہیں ''متقدمین کے کسی مسئلہ میں نظریہ معلوم کرنے کا طریقہ

یہی ہے کہ ان کی جمع کردہ احادیث کے مفہوم کو دیکھا جاتا ہے کیونکہ وہ جن احادیث کو اپنی کتب میں جمع کرتے ہیں ان کا عقیدہ وعمل بھی ان کے موافق ہوتا ہے علیحدہ تصریح کی ضرورت نہیں ہوتی''۔

۴۔بحرالعلوم الشرعیہ خاتم المحدثین حضرت علامہ حسین نوری متوفی ۱۳۲۰ ھ نے اس حدیث مبارک کے متعلق اپنی رائے حصیف کا اظہار فرمایا ہے جس کو ہم درج کر چکے ہیں۔نیز اپنی دوسری کتاب النجم الثاقب ص ٤٥١ میں بھی درج فرمایا ہے اور لکھا ہے شیخ طوسیؒ در کتاب الغیبة روایت کردہ بسند معتبر(۱) از ابوالقاسم حسین بن روح ،الخ۔

جس سے واضح طور پر علامہ موصوف کا نظریہ وعقیدہ ثابت ہے۔مرزا محمد حسن شیرازی تقریظ النجم الثاقب میں فرماتے ہیں دررفع شبه و تصحیح عقیدہ بر متدین مراجعش لازم است دین دار انسان کے لئے شبہات دور کرنے کے لئے اور عقیدہ درست کرنے کے لیے اس کتاب کی طرف رجوع کرنا لازم ہے۔ (از مطبوعه مطبعه اسلامیه تهران)

۵۔زبدۃ العارفین فخر المحدثین حضرت علامہ سید مہدی تنکابنی معاصر علامہ نوری نے اپنی کتاب مستطاب طوالع الانوار ص ۱۲۹،۱۳۰ پر اس حدیث مبارک کو بلاردوقدح نقل کیا ہے جس سے موصوف کا عقیدہ واضح طور پر ثابت ہے۔

۶۔خاتم العلماء والمحدثین رئیس الفقہاء والمورخین شیخ عباس قمی متوفی ۱۳۵۹ ھ نے اپنی کتاب

(۱) شیخ محمد حسین ڈھکو مؤلف اصول الشریعہ رسالہ سواء السبیل ص ۴۸ بحوالہ ہدیۃ المومنین ص ٦۴ میں رقمطراز ہیں کہ حدیث معتبر اس کو کہا جاتا ہے جس کے قابل اعتبار واعتماد ہونے پر دلیل قائم ہو چکی ہو خواہ سنداً صحیح ہو یا حسن یا موثق۔مجملہ قسم حدیث کے ایک قسم معتبر ہے اور یہ وہ حدیث ہے جس کی سند یا تو صحیح یا حسن یا موثق ہو یا ان کتب معتبرہ میں موجود ہو جن کے قابل اعتماد ہونے پر دلیل قائم ہو چکی ہو۔نیز توضیح المقال ص ٥٧ میں ہے۔ المعتبر ما عمل الجمیع أو الأکثر منه أوأقیم الدلائل علیه باعتبارہ ۔ معتبر حدیث وہ ہے جس پر تمام یا اکثر علماء کا عمل ہو یا اس کے معتبر ہونے پر دلائل قائم ہو چکے ہوں۔ان اقوال سے حدیث کی قدر ومنزلت کا اندازہ لگائیے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مستطاب منتهی الامال فی تاریخ النبی والآل جلد ۲ ص۵۵۳ میں اس حدیث شریف کو نقل فرمایا ہے۔

حدیث مذکور کا سلسلۂ سند اور علم رجال کی تحقیق

۱۔ **شیخ الطائفہ محمد بن حسن الطّوسی متوفی ۴۶۰ھ** الکنی والالقاب ج ۲ ص ۳۵۷، منتهی المقال ص۲۶۹، خلاصة الاقوال ص۷۲، احسن الفوائد ۲۱ میں ان کے حالات ملاحظہ ہوں (۱) رجال نجاشی میں ہے۔

شیخُ ا لإمامية رئيس الطائفة جليل القدر عظيم المنزلة ثقة صدوق عارف بالأخبار والرجال۔

آپ ملت جعفریہ کے بزرگ اور رئیس ہیں نہایت ہی جلیل القدر اور عظیم المنزلت ثقہ اور راست گو ہیں اور احادیث و رجال سے خوب واقف ہیں۔

۲۔ **شیخ مفید محمد بن محمد بن نعمان بغدادی متوفی ۴۱۳ھ۔**

صاحب احسن الفوائد فی شرح العقائد ص ۱۸ پر فرماتے ہیں "یہ بزرگوار اپنی عظمت وجلالت اور معروفیت وشہرت کی وجہ سے محتاج تعارف نہیں بھلا اس شخص کی وصف ہو ہی کیونکر سکتی ہے جس کو امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف "الأخ الرشید" کے جلیل القدر خطاب سے مخاطب فرمائیں۔ الخ۔

علامہ نوریؒ نے نفس الرحمٰن ص ۶۶ میں آپ کو بھی اس روایت کے ناقلین میں شمار کیا ہے۔

۳۔ **ابوعبداللہ حسین بن عبیداللہ غضائریؒ**۔ آپ شیخ طوسی کے جلیل القدر اساتذۂ کرام میں شمار ہوتے ہیں۔ علامہ مجلسی بحار اول ص۱۶ میں فرماتے ہیں۔ إنّ الحسين من أجّلة الثقات

(۱) نیز آپ کے حالات مندرجہ ذیل کتب میں بھی منقول ہیں، مستدرك علامة نوری ج ۳ ص ۵۰۵، تاریخ ابن اثیر ج ۱۰ ص ۲۲، تاریخ ابن کثیر ج ۱۲ ص ۹۷، لسان المیزان ج ۵ ص ۱۳۵، طبقات سبکی ج ۳ ص ۵۱، کشف الظنون ج۱ ص ۳۱۱، حواشی ملل ونحل ج۱ ص ۳۳۰ ط مصر۔

حسین غضائری جلیل القدر ثقات میں شمار ہوتے ہیں۔ شیخ عباس قمی سفینة البحار جلد ۱ ص ۲۷۴ میں فرماتے ہیں وجه الشيعة و شيخ مشائخهم صاحب وجاہت اور علماء و مشائخ کے استاد تھے۔ (۱)

۴۔ **حسین بن علی بن سفیان بزوفریؒ۔**

علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں ج ۱۳ ص ۸۶ ان کو امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کے سفراء خواص میں شمار کرتے ہیں جلیل القدر بزرگ اور ثقۂ عظیم ہیں۔ (۲)

۵۔ **حسین بن روح نوبختی متوفی ۳۲۶ھ۔**

آپ کی ذات گرامی کے لئے یہی کافی ہے کہ محمد بن عثمان عمری نے امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کے حکم سے ان کو نائب بنایا اور حکم دیا کہ یہی میرے بعد امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کے سفیر خاص ہیں اپنے مہمات دینیہ میں ان کی طرف رجوع کرو یہ نہایت ہی امانت دار ثقہ ہیں۔ آپ کی عظمت وجلالت و وثاقت محتاج تعارف نہیں یہی کافی ہے کہ امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کے نائب خاص تھے بلکہ علامہ قمیؒ نے مفاتیح الجنان ص ۴۹۳ میں فرمایا ہے بعضیاز علماء قائل بعصمت ایشاں شده بعض علماء شیعہ ان کی عصمت کے قائل ہو گئے ہیں۔ (۳)

(۱) مزید تحقیق کے لیے مندرجہ ذیل کتب کی طرف مراجعت فرمائیں: رجال ابوعلی حائری ص ۱۱۱ ھ، رجال نجاشی ص۵۱، امل الآمل ص۴۲، اور خلاصة الاقوال فی احوال الرجال ص ۲۶، الکنی والالقاب ج ۲ ص ۴۵۵، قصص العلماء ص ۲۰۲، علامة تنکابنی ط بمبئی۔

(۲) بحار الانوار ج ۱۳ ص ۸۶، منتهی المقال ص ۱۱۲ الکنی والالقاب جلد ۲ ص۷۲ سفینة البحار ج ص۳۷۵ امل الآمل ص۴۲ ابو حبیزة ص ۱۵۰، خلاصة الاقوال علامه حلی ص۲۵۔

(۳) بحار جلد ۱۳ ص۹۶ میں مروی ہے کہ من طعن علىٰ أبي القاسم فقد طعن علىٰ أبي جعفر وطعن علىٰ الحجّة، جو شخص ابوالقاسم حسین بن روح پر طعن کرے گا گویا کہ اس نے امام علی نقی اور امام آخر الزمان علیہما السلام پر طعن کی۔ مزید حالات کے لئے حق الیقین ص۳۴۴ کتاب الغیبة شیخ طوسی ص ۲۱۰ بحار ج ۱۳ ص۹۶ کی طرف رجوع فرمایا جائے نیز سفینة البحار جلد اول ص ۲۷۲ ملاحظہ ہو۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

٦۔ابوطاہر محمد بن علی بن بلال بلالیؒ امام عسکریؑ کے جلیل القدر صحابی تھے آپ کی قدر ومنزلت امامؑ کے ان الفاظ سے ہوتی ہے جو آپ نے اسحاق بن اسماعیل نیشاپوری کی طرف ایک مکتوب میں تحریر فرمائے۔یا اسحاق إقراء کتابنا علیٰ البلالی عنه فإنّه الثقة المامون العارف بما یجب علیه۔(رجال کشی ص ۳۵۷' بحارالانوار ج ۱۳ ص ۲۵)

اے اسحاق ہمارا یہ خط بلالی کو بھی سنا دینا جو کہ نہایت ہی امین اور ثقہ ہیں اور اپنے فرائض وواجبات کو خوب پہچانتے ہیں۔نیز حسین بن روح مسائل مشکلہ کو حل کرنے میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔جس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ علوم شرعیہ میں مرجع علماء تھے۔علامہ حلیؒ خلاصہ ص ۶۹ اور ابوعلی حائری منتہی المقال ص ۲۸۶' ۳۶۰ میں فرماتے ہیں من أصحاب أبی محمد العسکری ثقة آپ امام حسن عسکریؑ کے صحابی ہیں اور نہایت ہی معتبر ہیں۔

اس حدیث مبارک کو حسین بن روحؒ کا تسلیم کر لینا اور ان علماء اعلام کا اس کو بسند معتبر نقل کرنا اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ ان سب کا عقیدہ اس کے موافق تھا۔

آل محمد علیہم السلام کے توسط سے رحمت تقسیم ہوتی ہے

علامہ مجلسیؒ رسالہ سیروسلوك ص ۶۸ میں فرماتے ہیں

فکذلك فی إفاضة سائر الفیوض والکمالات هم وسائط بین ربّهم وبین سائر الموجودات فکلّ فیض یبتدء بهم علیهم السلام ثم ینقسم علی سائر الخلق ۔ اسی طرح آئمہ معصومینؑ تمام فیوض وکمالات کو جاری کرنے میں تمام موجودات اور رب کے مابین واسطہ ہیں پس ہر فیض پہلے ان تک پہنچتا ہے پھر ساری مخلوق پر تقسیم ہوتا ہے۔

ایک مقام پر فرماتے ہیں۔وبتوسطهم تفیض الرحمة علی سائر الموجودات۔

ان کے واسطہ سے رحمت تمام موجودات تک پہنچتی ہے اور ان ذوات مقدسہ پر صلوات بھیجنے کا مقصد بھی یہی ہے تا کہ تمام رحمتیں اور فیوض ان تک آئیں اور پھر تمام مخلوقات پر تقسیم ہوسکیں۔

48

بندوں کے رزق آئمہ معصومین علیہم السلام کے دستہائے مبارکہ سے جاری کئے جاتے ہیں

امام زین العابدینؑ کے جلیل القدر صحابی ابو حمزہ ثمالیؒ روایت کرتے ہیں کہ امام زین العابدینؑ نے فرمایا۔

یاأبا حمزة لاتنا م من قبل طلوع الشمس فإنی أکرهها لك إن اللّٰه یقسم فی ذلك الوقت أرزاق العباد وعلی أیدینا یجریها۔

اے ابوحمزہ طلوع شمس سے قبل نہ سویا کرو چونکہ اللہ تعالیٰ اسوقت بندوں کے رزق تقسیم کرتا ہے اور ہمارے ہاتھوں پر جاری فرماتا ہے۔اس حدیث کو مندرجہ ذیل علماء اعلام نے نقل کیا ہے۔

محمد بن حسن بن صفارؒ متوفی ۲۹۰ ھ۔

آپ کلینیؒ کے استاد اور امام حسن عسکریؑ کے جلیل القدر ثقہ صحابی ہیں۔آپ کا تذکرہ مندرجہ ذیل کتب میں آتا ہے رجال نجاشی ص ۲۵۱،رجال احمد ارد بیلی، جامع الرواۃ جلد ۳ ص ۹۳،رجال مامقانی، تنقیح المقال جلد ۳ ص ۱۰۳،رجال ابوعلی ص ۱۵۹،الذریعة فی تصانیف الشیعة ج ۳ ص ۱۴۰،بحارالانوار جلد ۱ ص ۵، مناقب ابن شهر آشوب جلد ۵ ص ۱۲۶،سفینةالبحار ج ۱ ص ۲۱۹، الکنی والالقاب ج ۲ ص ۳۷۹۔

آپ کی کتاب بصائرالدرجات کے متعلق علامہ محمد حسین مؤلف اصول الشریعہ رسالہ المبلغ کے جنتری نمبر ۱۹۶۵ء ص ۶۲ میں فرماتے ہیں "اس شیخ جلیل وثقہ عظیم القدر متوفی ۲۹۰ھ کی کتاب مستطاب بصائر درجات علماء اعلام کے درمیان متداول ومقبول ہے"

علامہ مجلسی بحارالانوار اول ص ۵ میں فرماتے ہیں۔

بصائرالدرجات للثقة العظیم الشان محمد بن حسن الصفار أصل من الاصول المعتبرة التی رویٰ عنها الکلینی۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بصائرالدرجات ثقہ عظیم الشان محمد بن حسن الصفار کی ہے جو کہ ان اصول معتبرہ میں سے ہے جن سے کلینیؒ نے استفادہ کیا، آپ نے اپنی کتاب بصائرالدرجات ص ۳۴۳ طبع جدید تبریز و طبع قدیم ص ۹۹ جلد ۷ باب ۱۴ حدیث نمبر ۸۔ فرمایا ہے۔

حدثنا محمد بن عبد الجبار عن الحسن بن الحسین اللؤلؤی عن أحمد بن حسن المیثمی عن صالح عن أبی حمزة الثمالی عن علی بن الحسینؑ۔

آپ کے ان اساتذۂ روایت کی تحقیق علم رجال کی روشنی میں یہ ہے۔

۱۔محمد بن عبدالجبار قمی۔

امام محمد تقیؑ، امام علی نقیؑ اور امام حسن عسکریؑ کے جلیل القدر صحابی اور خادم تھے جو تمام علماء رجال کے نزدیک بالاتفاق ثقہ جلیل ہیں۔(منتهی المقال ص ۲۷۸ سفینة البحار ج ۲ ص ۳۲۶، خلاصة ص ۶۹ وجیزة ص ۱۶۳، کشف الغمة ص ۳۰۵، الدمعة الساکبة ص ۶۴۷)۔

۲۔حسن بن حسین اللؤلوی۔

نجاشی بحرانی حائری اور علامہ حلی وغیرہ نے ان کو ثقہ تسلیم کیا ہے۔(منتهی المقا ل ص ۹۲ رجال نجاشی ص ۲۹ خلاصة الاقوال ص ۲۱)۔

۳۔احمد بن حسن میثمی۔

امام موسی کاظمؑ کے صحابی عظیم القدر ہیں شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں صحیح الحدیث سلیم ان کی حدیث صحیح وسالم ہے۔ نجاشی فرماتے ہیں روی عن الرضاؑ ثقة صحیح الحدیث متعمد علیه۔ امام رضاؑ سے روایت کرتے ہیں، ثقہ ہیں ان کی حدیث صحیح اور قابل اعتماد ہوتی ہے۔(جامع الرواة ج ۱ ص ۴۴، رجال نجاشی ص ۵۵، تاریخ امام موسیٰ کاظمؑ ج ۲ ص ۱۹۷ طبع نجف، رجال حائری ص ۳۲، ص ۳۶۸، ص ۳۷۴، الوجیزة ص ۱۴۴، خلاصة الاقوال ص ۹۶)۔

علامہ شیخ طوسیؒ اور رجال نجاشی کی اس تصریح سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ ان پر واقفی المذہب ہونے کا

الزام غلط اور بے بنیاد ہے چونکہ مشہور عالم علم درایت صدرالدین عاملی شرح الوجیزہ ص ۱۴۸ میں فرماتے ہیں۔ الصدوق الضابط الغیر الامامی لا یصفونه المتقدمون بصحیح الحدیث بل بمقبول الحدیث۔ وہ غیر شیعہ راوی جو کہ راست گو ہو علماء رجال متقدمین اس کو صحیح الحدیث کے لفظ سے یاد نہیں کرتے بلکہ مقبول الحدیث لکھتے ہیں۔ اسی طرح علامہ باقر بہبانی فرماتے ہیں۔ روایته عن الرضا تدّل علی رجوعه عن الوقف لأنّهم کانوا أعداء (حاشیة منهج المقال استر آبادی)۔

ان کا امام رضاؑ سے روایت کرنا اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ یہ مذہب واقفیہ سے رجوع کر چکے تھے چونکہ واقفیہ تو امام رضاؑ کے دشمن تھے۔

۴۔صالح بن خالد محاملی۔

امام موسی کاظمؑ کے جلیل القدر صحابی ہیں جن کے ثقہ ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔(ملاحظہ ہو رجال مامقانی تنقیح المقال ج ۲ ص ۹۲، رجال حائری، منتهی المقال ص ۱۶۲، نجاشی ۱۴۲)۔

۵۔محمد بن حسن بن زیاد میثمی۔

علامہ ہاشم بحرانی نے سلسلۂ سند میں آپ کا نام بھی درج کیا ہے آپ امام رضاؑ کے ثقہ صحابی ہیں۔(منتهی المقال ص ۲۶۸ رجال نجاشی ص ۲۵۷ خلاصة ص ۷۸)۔

۶۔ابوحمزہ ثابت بن دینار ثمالی متوفی ۱۵۰ھ۔

امام زین العابدینؑ سے لے کر امام موسیٰ کاظمؑ تک آئمہ معصومین علیہم السلام کے صحابی ہیں رجال نجاشی ص ۸۳ میں ہے کان من خیار أصحابنا وثقاتهم ومعتمدیهم فی الروایة۔ ہمارے اصحاب میں نہایت ہی معتمد علیہ اور معتبر راویوں میں سے ہیں۔ رجال کشی ص ۱۳۳ ص ۳۰۲، رجال نجاشی ص ۸۳ میں امام رضاؑ سے مروی ہے۔ أبوحمزه فی زمانه کسلمان فی زمانه وذلك أنّه خدم منّا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

أربعة۔ ابوحمزہ اپنے زمانہ میں سلمان فارسیؓ کی مانند تھے چونکہ انہوں نے ہم میں چار آئمہ اہل بیتؑ کی خدمت کا شرف حاصل کیا ہے منتهی المقال ص ٧١ میں ہے الرجل فی أعلیٰ درجات العدالة ۔ یہ راوی عدالت کے بلند ترین درجات پر فائز ہے۔ (آپ کا ذکر بصائر الدرجات ص ٢٦٣ اور سفینة البحار ج ١ ص ٣٣٩ میں بھی موجود ہے نیز الکنی والالقاب جلد ٢ ص ١١٨ بھی ملاحظہ ہو۔ منتهی المقال ص ٧١)۔

۷۔ علامہ محمد باقر مجلسیؒ۔

بحارالانوار ج ١١ ص ٦ و ط کمپانی ص ٨ نیز جلد ١٦ ص ٤١ میں اس حدیث کو نقل فرماتے ہیں آپ کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف نہیں ہے۔

۸۔ علامہ سید ہاشم بن سلیمان البحرانی متوفی ۱۱۰۷ھ۔

علامہ قمیؒ فرماتے ہیں لم یسبق إلیه سابق سوی المجلسیؒ ۔ آپ کے رتبہ کو علامہ مجلسیؒ کے علاوہ کوئی نہیں پہنچا۔ آپ کے حالات امل الآمل ص ٧٣، روضات الجنات ص ٧٣٦، الکنی والالقاب ج ٦ ص ٨٧، سفینة البحارج ٢ ص ٧١٧ میں ہیں۔ آپ نے یہ حدیث تفسیر برهان ج ٢ ص ٢٠١ طبع جدید وطبع قدیم ص ٧٧٤ میں اور مدینة المعاجز ص ٣٢٢ میں نقل کی ہے۔

۹۔ علامہ محمد باقر بن عبدالکریم اصفہانی بیہانی۔(۱)

آپ نے یہ حدیث جلیل اپنی تالیف منیف الدمعة الساکبه ص ٣٨٢ میں درج فرمائی ہے۔

۱۰۔ فخرالمحدثین حضرت علامہ شیخ عباس بن محمد رضا قمیؒ۔

آپ نے یہ حدیث جلیل اپنی تالیف منیف سفینةالبحار ج ٢ ص ٦٢٤ میں درج فرمائی ہے۔

۱۱۔ علامہ شیخ عبدالنبی توسیرگانی۔

(۱) شیخ عباس قمیؒ اس عالم جلیل کے متعلق فوائد الرضویه ص ٥٤٦ میں تحریر فرماتے ہیں "شیخ جلیل صالح ورع متقی محدث متتبع صاحب کتاب الدمعة الساکبة وآں کتاب پراز فائدہ است" آپ جلیل القدر نیک سیرت زاہد متقی اور محقق محدث تھے آپ کی کتاب الدمعة ساکبة بہت سے فوائد علمیہ سے مالا مال ہے۔

آپ نے اپنی کتاب لئالی الاخبار میں ج ١ ص ١٦١ اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

۱۲۔ فخر العلماء سید رضی الدین تبریزی۔

آپ نے اس حدیث کو کتاب القطرة من بحار مناقب النبی والعترة جلد ١ ص ١٩١ میں نقل کیا ہے۔

۱۳۔ مولانا عبدالعلی الساقی (والد مرحوم) قدس سرّہ متوفی ۱۳۸۳ھ۔

آپ نے یہ حدیث اپنی تالیف منیف مواعظ المجالس ج ١ ص ١٢٨ میں نقل کی ہے۔

شب قدر میں امور تکوینیہ کی تفصیل آئمہ معصومینؑ کی خدمت میں پہنچائی جاتی ہے

تفسیر صافی ٦٥٩، تفسیر قمی ص ٧٣٢، تفسیر برهان ص ١٤٠٧ میں مروی ہے۔

إنّ اللّٰه یقدر فیها الآجال وکل أمر یحدث من موت أو حیوة أو خصب أو جدب أو خیر أو کما قال اللّٰه فیها یفرق کل أمر حکیم إلیٰ سنة تنزل الملائکة والروح القدس علی إمام الزمان ویدفعون إلیه ما کتبوه من هذه الامور۔

اس شب قدر میں اللہ آجال وارزاق اور اگلے سال تک واقع ہونے والے امور موت وحیات، زرخیزی، قحط سالی، خیر وشر اور تمام امور کو مقدر کرتا ہے اور ملائکہ اور روح القدس ان امور کو لے کر امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کے پاس پہنچتے ہیں اور نوشتہ کو ان کے سپرد کرتے ہیں۔

۲۔ بصائرالدرجات ج ٥ باب نمبر ٣ میں امام صادق آل محمدؑ سے مروی ہے۔

إنّ لیلة القدر یکتب فیها فی السنة إلیٰ مثلها من خیروشر أو موت أو حیوة أو مطر ویکتب فیها وفد الحاج ثمّ یقضی ذلك إلیٰ أهل الارض قلتُ إلیٰ من أهل الارض قال من تریٰ۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لیلۃ القدر میں آئندہ سال تک ہونے والے امور خیر و شر موت و حیات اور حاجیوں کے وفدوں کے نام لکھے جاتے ہیں اور وہ اہل زمین کی خدمت میں پہنچائے جاتے ہیں میں نے کہا اہل زمین میں سے کس کے پاس فرمایا جس کو تم دیکھ رہے ہو۔

۳۔بصائر الدرجات ج ۲ باب نمبر ۱۷ کتاب المحتضر ص ۱۱٤ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے۔

مامن ملك يهبط اللّٰه فی أمر إلّا وبدء بالامام فعرض ذلك عليه ۔ جو فرشتہ کوئی حکم لے کر زمین پر اترتا ہے وہ پہلے امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور حکم الٰہی کو امامؑ کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔

۴۔فروع کافی ج ۱ ص ۵۹۷ میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت ماثورہ میں وارد ہوا ہے۔

إرادة الرّب فی مقادير أُموره تهبط إليكم و تخرج من بيوتكم ۔

اللہ کا ارادہ اپنے امور مقدرہ کے متعلق آپ ہی کے گھروں میں نازل ہوتا ہے اور آپ ہی کے گھروں سے صادر ہوتا ہے۔

۵۔بحارالانوار ج ۲۲ ص ۲۵۸ میں ابوجعفر محمد بن جعفر حمیری کی طرف صادر ہونے والی زیارت ناحیہ میں آتا ہے۔

ومن تقديره منايح العطاياوبكم إنفاذ وما من شی وإلّاوأنتم له السبب۔

مخلوق کو عطا کیے جانے والے ارزاق اللہ کی تقدیر سے ہوتے ہیں اور ان کا نفاذ آپ ہی کے ذریعے ہوتا ہے اور ہر شے کے آپ ہی سبب اور باعث ہیں۔

٦۔تفسير قمی ص ٦١٥' تفسیر برهان ۹۹۷ میں ﴿فيها يفرق كل أمر حكيم﴾ کی تفسیر میں امام محمد باقر، امام جعفر صادق اور امام رضا علیہم السلام سے مروی ہے۔كلّ أمر من الحق والباطل وما يكون فی تلك السنة وله فيه بدء و مشّية يقدم مايشاء ويؤخّر مايشاء من الآجا ل والأرزاق والبلايا والامراض ويزيد فيها مايشاء وينقص مايشاء و يلقيه رسول اللّٰه إلیٰ أميرالمومنينؑ و يلقيه

أميرالمومنين إلی الائمة حتی ينتهی إلیٰ صاحب الزمان ۔

اللہ ہر شب قدر میں ہر امر حق و باطل اور ہر سال میں ہونے والے امور کائنہ جن میں اس کی بدء و مشیت ہوتی ہے ان میں اپنی مشیت کے مطابق تقدیم و تاخیر کرتا ہے ان امور میں سے آجال ارزاق مصائب و امراض ہیں جن میں اللہ زیادتی اور کمی کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان امور کو جناب امیر المومنین علیہ السلام تک پہنچاتے ہیں اور امیر المومنین علیہ السلام ان کو باقی آئمہ طاہرینؑ کی طرف یہاں تک کہ یہ امور امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف تک پہنچتے ہیں۔

۷۔بصائر الدرجات ج ۵ باب ۳ میں اسی قسم کی ایک روایت میں امام صادق آل محمد علیہ السلام فرماتے ہیں۔

ثمّ ينهی ذلك ويمضی إلیٰ صاحبكم ولولا ذلك لم يعلم مايكون فی تلك السنة۔ پھر ان امور تکوینی کو تمہارے امامؑ کی خدمت میں پہنچا دیا جاتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو سال بھر میں ہونے والے امور کا علم بھی نہ ہوتا۔

۸۔کتاب الغيبه شيخ طوسی ص ۲۵۲ میں حسین بن روح سے مروی ہے۔جس کو ہم نقل کر چکے ہیں کہ انہوں نے اپنی سند سے امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت ہے۔ما نزل اللّٰه فعلیٰ أيديهم وماعرج إلیٰ اللّٰه فمن أيديهم وما إستغنواعن اللّٰه طرفة عين ۔جو کچھ اللہ کی طرف سے مخلوقات پر نازل ہوتا ہے وہ آئمہ معصومینؑ کے دستہائے مبارکہ پر نازل ہوتا ہے اور جو کچھ یہاں سے اس طرف جاتا ہے وہ ان کے ہاتھوں سے ہو کر جاتا ہے اور یہ چشم زدن جتنی دیر بھی اللہ سے مستغنی نہیں ہیں۔

یہ صحیح الاسناد روایت تمام سابقہ روایات کا مفہوم واضح کر دیتی ہے کہ حق تعالیٰ اپنے تمام مقدر امور کے احکام کو پہلے ان ذوات مقدسہ کی خدمت میں پیش کرتا ہے اور پھر ان کو کائنات میں ملائکہ کے ذریعے نافذ و رائج کرتا ہے۔جس کا مقصد محض ان حضرات معصومینؑ کی عظمت و جلالت و رفعت شان کا اظہار ہے نہ یہ کہ ذوات مقدسہ اس کے افعال و اختیارات میں شریک

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یامشاور ہیں جیسا کہ علامہ مجلسی نے بحار الانوار ج ۷ ص ۲٦٤ میں فرمایا ہے۔

إنّه لاينزل ملك من السماء لأمر إلّا بدء بهم فليس ذلك لمدخليتهم فى ذلك ولالإستشارة بل له الخلق والأمر وليس ذلك إلّاتشريفهم وإكرامهم وإظهاررفعة مقامتهم۔

جو فرشتہ بھی آسمان سے کوئی حکم لے کر نازل ہوتا ہے وہ پہلے ان کے پاس حاضر ہوتا ہے جس کا مقصد یہ نہیں کہ وہ ان امور میں مداخلت رکھتے ہیں یا اللہ ان سے مشورہ طلب کرتا ہے بلکہ اسی کیلئے خلق وامر ہے یہ سب محض ان کی عظمت شان ورفعت مقام کے اظہار کے لئے ہے اور یہی نظریہ در حقیقت افراط وتفریط سے بالاتر ہے۔

آئمہ معصومینؑ کائنات عالم میں ہر چیز کے خازن ہیں

بحارالانوار ج ۷ ص ۱۰٤ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔

إنّ الله خلقنا فأكرم خلقناوفضّلنا وجعلنا أُمنائه وحفظته وخزانه علىٰ ما فى السماوات والارض۔ اللہ نے ہم کو پیدا کیا اور ہماری خلقت کو بہترین خلقت قرار دیا اور ہمیں فضلیت عطاء کی اور آسمانوں اور زمین کے مابین ہر شے پر ہمیں اپنا خازن امین اور محافظ قرار دیا۔

مرآۃالانوار ص ۵ ' تفسیر قمی ص ٦٠٦' تفسير برهان ص ۹۷۹' تفسير صافی ٤٥۹' تفسير مقبول ص ۹۷٦' بصائرالدرجات ص ۱۰٦' طبع جديد ج ۲ باب ۱۹ ص ۲۹ طبع قديم میں اور بحار ج ۷ ص ۳۰۱ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے جناب امیرالمومنینؑ کے متعلق منقول ہے۔

إنّه تعالىٰ جعله خازنه علىٰ ما فى السموات ومافى الأرض من شى وإئتمنه عليه۔ اللہ تعالیٰ نے امیرالمومنینؑ کو آسمانوں اور زمینوں کے مابین ہر شے کا خازن اور

امین قرار دیا ہے۔

رجال سند

۱۔عبداللہ بن عامر اشعری۔رجال نجاشی میں ہے شيخ من وجوه أصحابنا ثقة ہمارے جلیل القدر اصحاب میں سے ہیں اور ثقہ ہیں۔(منتهى المقال ص ۱۸٦' رجال نجاشی ص ۱۵۱)

۲. ابوعبداللہ محمد بن خالد البرقی۔امام رضا علیہ السلام کے جلیل القدر اور ثقہ صحابی ہیں۔رجال منتهى المقال ص ۲۷۲،خلاصة ص ۵۲ تنقيح المقا ل ج ۳ ص ۱۱۳، علامة شيخ عبدالله مامقانیؒ۔

۳۔حسین بن عثمان عامری۔فاضل جلیل اور ثقہ ہیں۔(خلاصه ص ۲٤' رجال نجاشی ص ۳۹)

۴. محمد بن فضیل بن کثیر ۔ امام رضا اور امام موسیٰ کاظم علیہما السلام کے جلیل القدر اور ثقہ صحابی ہیں۔خلاصة ص ٦۷ ،نجاشی ص ۲٦۰ بحارج ۱۲ ص ۷۷، مناقب جلدہ ص ۹۹۔

(۵). ابوحمزہ ثمالی۔جلیل القدر صحابی ہیں جن کا ذکر گزر چکا ہے۔ رجال کشی ص ۳۰۲ اور منتهى المقال ص ۷۱ میں انکا ذکر ملاحظہ ہو۔

مسئلہ مذکورہ کے متعلق بعض علماء شیعہ کا وضاحتی بیان

۱۔سید المتکلمین علامہ اسماعیل نوری الطبرسی کفاية الموحدين ج ۱ ص ۲٤۹ میں فرماتے ہیں همه ملائکه و سائر خلق خدام و عتبه بوس درگاه آں بزرگواران اندوخدائے تعالی ایشاں را ولی کافه کائنات نموده ازملائکه انبیاء وارضين وسماوات آنچه درآنها ست که ازبرائے ایشاں ست تصرف درآنها بأمرواُذن حضرت آفريدگارو هيچ ملكے عملے نمی نمايند

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وحرکتی نمی کنند مگر بإذن ایشاں۔ تمام ملائکہ اورساری مخلوقات ان بزرگواروں کی خادم اورعتبہ بوس درگاہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان تمام زمینوں آسمانوں اورانبیاء وملائکہ کا حاکم قراردیا ہےاور یہ کہ ان کے اندراللہ کے حکم سے تصرف کرتے ہیں اورکوئی فرشتہ حرکت نہیں کرتااورکوئی عمل نہیں کرتا مگران کے حکم کے ساتھ۔

فاضل مؤلف نے اصول الشریعہ ص ۹۶ کے حوالہ نمبر ۱۰ میں جہاں اسی کتاب کا حوالہ نقل کیا ہے کہ ”آئمہ فرشتوں کی طرح نوکر چاکر نہیں کہ امور کائنات انجام دیں“ اس مقام پرنصف عبارت نقل کرکے شیخ صاحب نے ”الخ“ کا نشان بنا کر بقیہ عبارت کودرج نہیں کیا حالانکہ مندرجہ بالاعبارت بھی اسی عبارت کا دوسرا حصہ ہے۔ہم اس سلسلہ میں مؤلف کی خدمت میں معذرت کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ کیا نقل روایت میں اس قسم کی قطع وبرید حقائق سے چشم پوشی اور علمی خیانت نہیں ہے؟ اورکیا علماء کے لئے یہ زیب دیتا ہے کہ جس چیز سے دوسروں کومورد طعن ٹھہرائیں اسے اپنے نفس کے لئے جائز قراردیں؟

۲۔**علامہ محمد تقی اصفہانی** عنایت رضویہ ص ۲۰۲ میں فرماتے ہیں إنّ الإمام فی العالم بمنزلة القلب فی الانسان فلیس شی فی الأرض ولا فی السماء إلّابإذنه۔ کائنات عالم میں امام کا مقام ایسے ہے جیسے انسانی جسم میں دل ہوتا ہے آسمان وزمین کا کام امام کے حکم کے ساتھ وابستہ ہے۔

۳۔**مرزامحمد طیب زادہ اصفہانی** دام عزہ الشمس الطالعه فی شرح الزیارات الجامعه ص ۱۲ میں فرماتے ہیں کہ وازامام روایت شدہ کہ ملکی ہبوط نہ کند درباری امرے کہ از امورے رحمت یاغضب مگر آنکہ ابتدا کند بآمدن نزد امام و عرضہ دارد آن را بر امام و آنچہ ازخوب یا بد یارزق یا عطا یارحمت یا نعمت یا چیزی دیگر آسمانی کہ با ید برخلق شود برامام عرضہ داشتہ شود وامر أو اجراء شود۔ اورامامؑ سے روایت کی گئی ہے کہ جب کوئی فرشتہ امورِرحمت یاغضب میں سے کوئی امر لے کراترتا ہے تووہ پہلے امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اوراس حکم کو

امامؑ پر پیش کرتا ہے اورامورخوب یابد یا رحمت یا عذاب میں یادیگر وہ امورآسمانی جن کومخلوق میں نافذ کرنا ہوتا ہے پہلے امامؑ کی خدمت میں پیش کرتا ہے اور پھر امامؑ کے حکم سے ان کا اجراء کیا جاتا ہے۔

۴۔**علامہ مرزا حسین نوری** نفس الرحمن ص ۷۸ میں رتبۂ تحدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں الملك لا یتحرك إلّابإذنه علیه السلام۔کوئی فرشتہ امام کی اجازت کے بغیر حرکت نہیں کرتا۔

۵۔**سید محمد مہدی تنکابنی** طوالع الانوار ص ۹۰ میں نقل فرماتے ہیں پس ایشا نند ولی أمر خدا وکل وزیراکہ ایشاں اند محل مشیت خدا وہمہ امور بامشیت ست وہمہ از مشیت خدا صادر می شود اول بایشاں می رسد وازیشاں بسائریں می رسد۔ پس یہی اللہ کے حکم کے ولی ہیں چونکہ جملہ اموراس کی مشیت کا محل ہیں اورامور اسی کی مشیت کے ساتھ وابستہ ہیں اورسب اسی کی مشیت سے صادر ہوتے ہیں اور پہلے ان یعنی آئمہؑ کے پاس پہنچتے ہیں پھر تمام مخلوق کے پاس پہنچائے جاتے ہیں۔

۶۔**علامہ شیخ عباس بن سپہر کاشانی** ناسخ التواریخ ج ۵ بہرہ دوم ص ۵۱۸ اور تاریخ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام میں لکھتے ہیں وحاضر شوندہ اند برہرمولود ومتوفی وأولی بتصرف در نفوس واموال وعبد ومولیٰ وقاسم جنت وجحیم وکوثروتسنیم وأرزاق مخلوق ازخالق ومختارحضرت خلاق ہستند۔ آئمہ معصومینؑ ہر پیدا ہونے والے اورمرنے والے پر حاضر ہونے والے ہیں اورنفوس واموال وعبدومولیٰ کے لئے اولیٰ بتصرف ہیں اور جنت وجہنم کوثر وتسنیم اورمخلوق کے ارزاق کو تقسیم کرنے والے ہیں اورمعبود حقیقی کے برگزیدہ بندے ہیں۔

۷۔**زبدۃ العلماء عارف عامل ثقۃ الاسلام۔**

اپنی تالیف منیف حقائق الاسرار ص ۴۲ ط تبریز میں فرماتے ہیں۔قدثبت بالاخبار المعتبرة أن کلّما یقع فی العالم فھو مقرون بإذنھم حتی وردأنه لایسقط

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ورقة من شجرة إلّابإذنهم ولا تنعقد نطفة إلّابإذنهم وإنّ ميكائيل يقسم أرزاق العباد بإذنهم ۔الخ

اوراخبار معتبرہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ کائنات عالم میں ہونے والی ہر شۓ آئمہ اطہارؑ کے حکم کے ساتھ وابستہ ہے حتیٰ کہ اتنا بھی وارد ہوا ہے کہ کسی درخت کا کوئی پتہ ان کی اجازت کے بغیر نہیں گرتا اور ان کی اجازت کے بغیر کوئی نطفہ منعقد نہیں ہوتا اور میکائیل ان کے حکم سے بندوں کے رزق تقسیم کرتے ہیں۔

۸۔قائد ملت جعفریہ مولانا سید محمد دہلویؒ سابق سربراہ آل پاکستان شیعہ مطالبات کمیٹی۔

اپنی تالیف منیف نور العصر ص ۱۰۰ ط لاھور میں رقمطراز ہیں ’’ہر زمانہ میں ایک ایسی ذات کا ہونا لازمی ہے جس کے پاس فرشتے امر لائیں اور وہی صاحب الامر ہوگا اور روح اس معصوم کو آکر مدد دے گی اور وہ تدبیر عالم امر بفرمان خدا فرمائیں گے عالم امر کی تدبیر کرنے والے صرف معصومؑ ہیں جو نزول گاہ ملک وروح ہیں وہ صرف ہادی ہی نہیں بلکہ مدبر عالم بھی ہیں اس لئے صاحب الامر بھی کہلاتے ہیں اور انہیں کی اطاعت مطلقہ کا حکم تمام امت کو ﴿أولی الأمر منکم﴾ کہہ کر دیا گیا ہے‘‘ ممکن ہے کہ ان میں سے بعض علماء کے اقوال میں شدت ہو بہرکیف ہمارا مقصد یہ ہے کہ بعض علماء جلیل القدر کا عقیدہ تو یہاں تک پہنچا ہوا ہے کہ حکم الٰہی کے بعد آئمہ اطہارؑ کے امر سے امور کائنات کا اجراء ہوتا ہے بہرکیف ہمارا موقف تو وہی ہے جو حسین بن روحؒ کی حدیث سے واضح کیا گیا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کا کھانا تناول فرمانے کے بعد اللھم ھٰذا منک و من رسولک فرمانا

(اے میرے معبود یہ رزق تیری اورتیرے رسولؐ کی طرف سے ہے)

کنز الفوائد ص۱۹۶،بحارالانوار جلد٤ ص ۱٤۰ جلد۱۱ ص۱۱۷ سفینة البحار جلد۱ ص۳٤۹ القطرة ص۱۳ الدمعةالساكبة ص٤٦٤ میں ہے کہ علامہ کراجکی متوفی ۴۴۹ھ فرماتے ہیں۔ذكروا أنّ أباحنيفة أكل طعاماً مع الامام الصادق جعفربن محمد فلمّا رفع يده من أكله قال الحمد اللّٰه ربّ العالمين اللّهم هذا منك ومن رسولك فقال أبوحنيفة يا أباعبد اللّٰه أجعلت مع اللّٰه شريكاً فقال له ويلك إنّ اللّٰه يقول فی كتابه ﴿ومانقمواإلّا أن أغناهم اللّٰه ورسوله من فضله﴾ (سورة التوبة ٧٤) ﴿ولوأنّهم رضواماأتاهم اللّٰه ورسوله وقالواحسبنااللّٰه سيؤتينااللّٰه من فضله ورسوله﴾(سورة التوبة٥٩)فقال أبوحنيفةكأنیّ ماقرأتهما قطّ قال الامامؑ بل قرأتهما وسمعتهما ولكنّ أنزل اللّٰه فيك وفی أشباهك أم علی قلوب أقفالها وقال كلّا بل و إنّ علیٰ قلوبهم ماكانوا يكسبون ۔

علماءِ محدثین کا بیان ہے ایک مرتبہ امام جعفر صادق علیہ السلام اور ابو حنیفہ نے مل کر کھانا کھایا جب امامؑ نے کھانے سے ہاتھ اٹھائے تو فرمایا الحمد اللّٰہ ربّ العٰلمین اے پروردگار یہ رزق تیری اور تیرے رسول کی طرف سے ہے ابو حنیفہ نے کہا کہ اے ابوعبداللہ کیا آپ نے نبیؐ کو اللہ کا شریک بنادیا؟ امامؑ نے فرمایا کہ تجھ پر وائے ہو تو نے قرآن میں نہیں پڑھا کہ ’’وہ لوگ اسی لئے تو بگڑے کہ ان کو اللہ اور رسول اللہ نے اپنے فضل کے ساتھ غنی کر دیا‘‘ اور دوسرے مقام پر فرمایا ’’کیا اچھا ہوتا کہ اگر یہ لوگ اللہ کے دیئے پر راضی ہو جاتے اور کہہ دیتے کہ ہمیں یہی کافی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے عنقریب اللہ اور اس کا رسول ہم کو اپنے فضل سے بہت کچھ دیں گے"۔ ابوحنیفہ نے یہ سن کر کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں نے آج سے پہلے ان آیات کو نہ پڑھا ہے اور نہ سنا ہے امامؑ نے فرمایا تو نے پڑھا ہے اور سنا ہے مگر تجھ جیسے حضرات کی شان میں اللہ نے یہ آیت نازل کی کہ ان کے دلوں پر تالے پڑ چکے ہیں اور ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ان کے دل سیاہ ہوگئے ہیں۔

اس حدیث شریف کے متعلق
ایک عظیم شبہ کا ازالہ

بعض حضرات نے یہ شبہ قائم کیا ہے کہ ان آیات سے استدلال غلط ہے چونکہ یہ مال غنیمت کے متعلق ہیں۔ اس شبہ کا جواب خود امام جعفر صادق علیہ السلام نے دے دیا ہے۔ إنّ القرآن حیّ لم یمت وانّه یجری کما یجری اللیل والنهار وکما تجری الشمس والقمر ویجری علیٰ آخرنا کما یجری علیٰ أوّلنا (مراۃ الانوار ص ٤)

قرآن زندہ ہے مردہ نہیں یہ رات دن سورج و چاند کی طرح جاری وساری ہے ہمارے آخر پر بھی اسی طرح جاری ہے جس طرح کہ اول پر۔

مرزا ابوالحسن الشریف فرماتے ہیں۔

صراحة فی هذه العبارة فی إنطباق مفاد القرآن علیٰ أهل کلّ زمان واضحة إذحاصل المعنی إنّما یعلم تأویله الراسخون فی العلم من بطون۔ القرآن و تاویلاته ولابدّ من وقوع کل منها فی وقته وجریانه فی آوانه تدریجاً کالشمس۔

اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کا مفاد ہر اہل زمانہ پر منطبق ہے جب کہ قرآن کے باطن اور اس کی تاویلات کا علم آئمہ طاہرینؑ کے پاس ہے پس اس کا ہر موقعہ اور ہر وقت تدریجی طور پر سورج کی طرح جاری رہنا ضروری ہے۔

شرح اصول کافی ج ٦ ص ١١ پر جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے۔

وله ظهروبطن فظاهره حکم و باطنه علم ظاهره أنیق وباطنه عمیق لم تخوم وعلی تخومه تخوم لا تحصی عجائبه ولا تفنی غرائبه۔

قرآن کریم کے لئے ایک ظاہر ہوتا ہے ایک باطن اور ظاہر خوبصورت ہے مگر باطن گہرا ہے جو عامۃ الخلق کی سمجھ سے بعید تر ہے اس کے لئے گہرائیاں ہیں اور گہرائیوں میں مزید گہرائیاں ہیں اس کے عجائبات شمار نہیں کئے جاسکتے اور غرائب فنا نہیں ہوسکتے۔

تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

إنّ ظهرالقرآن الذین نزل فیهم وبطنه الذین عملوا بمثل أعمالهم یجری فیهم مانزل فی أُولئك۔

قرآن کے ظاہری خطاب سے وہ لوگ مراد ہیں جن کے متعلق قرآن نازل ہوا اور بطن سے وہ مراد ہیں جو اُن جیسے اعمال کرتے ہیں وہ آیات ان پر بھی منطبق ہوتی ہیں۔

تفسیر عیاشی میں جابر سے منقول ہے۔

سألت أباجعفر عن شی من تفسیر القرآن فأجابنی ثمّ سألت ثانیة فأجابنی بجواب آخر فقلت جعلت فداك کنت أجبت فی هذه المسألة بجواب غیرهذا قبل الیوم فقال لی یاجابر إنّ للقرآن ظهراً وبطناً وللبطن بطناً وللظهر ظهراً یاجابر لیس شی أبعد من عقول الرجال من تفسیر القرآن ان الایة لتکون أوّلها فی شی وآخرها فی شی وهوکلام متصل ینصرف علیٰ وجوه۔

میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے تفسیر قرآن کے متعلق کچھ دریافت کیا تو امامؑ نے مجھ کو جواب دیا میں نے ایک مرتبہ پھر وہی تفسیر پوچھی تو امامؑ نے دوسرا جواب دیا میں نے عرض کی یا مولا میں آپ پر قربان جاؤں پہلے تو آپ نے دوسری طرح کا جواب دیا تھا آپؑ نے فرمایا اے جابر قرآن کے لئے ایک ظاہر اور ایک باطن ہوتا ہے اور ظاہر کے لئے پھر دوسرا ظاہر اور باطن کے لئے دوسرا باطن

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوتا ہے اے جابر لوگوں کی عقلوں سے تفسیر قرآن سے بعید تر کوئی چیز نہیں ہے ایک آیت کا اول کسی حکم میں ہوتا ہے اور آخر کسی حکم میں یہ ایک متصل کلام ہے جو کہ مختلف وجوہ پر پھرتا رہتا ہے۔

(بصائر الدرجات ص ٥٨)

علامہ ابوالحسن الشریف مراۃ الانوار ص ٢٣٤ میں فرماتے ہیں کہ قرآن کی کامل تاویل آئمہ اطہارؑ اور ان کی ولایت کے متعلق ہے جس کے متعلق کوئی شک وشبہ نہیں ہوسکتا۔

فیجب حینئذٍ قبول کلّ ماورد علیٰ ہذا المنوال ولوکان علیٰ طریق الارسال بل ولوکان ضعیفاً بحسب السند أو بحسب الکتاب۔

پس اگر اسی طرح قرآن کی آیات کی تاویل کے متعلق آئمہ اطہارؑ سے احادیث مل جائیں تو ان سب کا قبول کرنا واجب ہے اگر چہ وہ سند کے اعتبار سے یا کتاب کے اعتبار سے ضعیف ہی کیوں نہ ہوں۔

نیز ص ٢ پر فرماتے ہیں کہ اگر تاویل قرآن کے متعلق مختلف روایات مل جائیں تو در حقیقت باطنی یا ظاہری اعتبار سے ان میں کوئی منافات نہ ہوگی۔ فإذا سمعت شیئاً من ذلك فلا تنكره لأنهم علیهم السلام أعلم بالتنزیل والتأویل و بما فیه إصلاح السائل والسامع (الخ)۔

اگر اس قسم کی روایات سننے میں آئیں تو ان کا انکار نہ کرو چونکہ آئمہ طاہرینؑ تاویل وتنزیل (قرآن) اور جس میں سائل وسامع کی اصلاح ہو اس سے زیادہ واقف ہیں۔ پس امام جعفر صادقؑ کا طعام سے ہاتھ اٹھانے کے بعد أللّٰهم هذا منك ومن رسولك۔ (اے اللہ یہ رزق تیری اور تیرے رسول کی طرف سے ہے) فرمانا بالکل واضح کر رہا ہے کہ رزق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست حق پرست سے جاری ہو کر دنیا تک پہنچتا ہے جیسا کہ سابقہ روایات میں بھی اس کی تائید موجود ہے۔

اس روایت کو نقل کرنے والے علامہ جلیل ابوالفتح کراجکی متوفی ٤٤٩ھ ہیں جن کے متعلق شیخ عباس قمی نے الفوائد الرضویہ ج ٢ ص ٥٧١ میں فرمایا ہے شیخ أجل، أقدم

،فقیہ، محدث، ثقه، جلیل القدر، شیخ مشائخ الطا ئفه الخ۔ پس علامہ اجل نے اس حدیث پر عقیدہ رکھتے ہوئے اس کو اپنی کتاب میں درج فرمایا ہے۔

نیز کراجکی کی روایت کے متعلق علامہ سید محمود دیباچہ استنصار طبع نجف میں رقمطراز ہیں۔

وروایاته عندهم فی الطبقة العلیا من الاعتبار کراجکی کی روایات علماء کے نزدیک انتہائی درجہ کی معتبر ہیں۔ حدیث کا معنی امامؑ کا طرز استدلال با اعتبار قرائن حالیہ بالکل واضح المعنی ہے مگر تعجب ہے کہ مؤلف نے اصول الشریعہ ص ١١٧ میں کس طرح تحریر فرمادیا "ان مذکورہ آیات میں باتفاق مفسرین مال غنیمت سے ان منافقین کو عطا کر کے دولت مند کرنا مراد ہے جو ہمارے محل نزاع سے خارج ہے اور نزاعی مسئلہ کے ساتھ بالکل اس کا کوئی ربط نہیں ہے۔ ایسی آیات سے استدلال کر کے یہ لوگ اپنے علم وفضل دین و دیانت کا کوئی اچھا مظاہرہ نہیں کرتے" ہمارے پیش کردہ حقائق کے بعد ہر ذی شعور فاضل مؤلف کی رائے کی حقیقت معلوم کر سکتا ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک سے رزق جاری ہونے کے متعلق علماء اہلسنت کا نظریہ

ا۔ شاہ عبدالحق دہلوی مدارج النبوة ص ١٢٠ میں فرماتے ہیں کہ "رزق ہمہ درکف اقتدار وے سپرد وقوت تربیت ظاہروباطن ہمہ بوے داد چنانکه مفاتیح غیب دردست علم الہی ست نمی داند آں را مگر وے مفاتیح خزائن رزق وقسمت آں در دست ایں سیدکریم نہادند قوله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إنّما أنا قاسم والمعطی هواللّٰه " تمام رزق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کف اقتدار میں ہے اور تربیت ظاہری وباطنی کی قوت بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد ہے جس طرح کہ غیب کی کنجیاں اللہ کے دست قدرت میں ہیں اسی طرح رزق کے خزانوں کی کنجیاں اور ان کی تقسیم بھی حضور اکرم

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست قدرت میں ہے اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں تقسیم کرنے والا میں ہوں اور دینے والا خدا ہے۔(۱)

۲۔**شیخ یوسف بہبانی مصری** الانوار المحمدیہ ص ۱۹۹ مطبوعہ مصر میں رقمطراز ہیں "وإنّه أعطیٰ مفاتیح الخزائن قال بعضهم وھی خزائن أجناس العالم لیخرج لھم بقدرما یطلبو نه لذواتھم فکلّ ما ظھر من رزق العالم فإنّ الاسم الالھی لایعطیه إلّاعن ید محمد الذی بیده المفاتیح" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خزائن کائنات کی کنجیاں عطاء کی ہیں۔بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ان خزائن سے مراد اجناس عالم کے خزائن ہیں تا کہ آپ دنیا والوں کی بقدر ضرورت اجناس کو ظاہر فرماویں۔پس دنیا میں جتنا رزق بھی ظاہر ہوتا ہے اسم الٰہی اس کو صرف آنحضرتؐ کے اس دست حق پرست سے عطا کرتا ہے جس کے قبضہ میں مفاتیح خزائن ہیں۔

ایک اھم شبه کا ازاله

واضح ہو کہ بعض آیات واحادیث میں تقسیم رزق کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے جس طرح کہ قرآن مجید میں آیا ہے ﴿نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الدنیا﴾ ہم نے دنیا میں لوگوں کے معاش کی تقسیم کی ہے۔احتجاج طبرسی ص ۲۶۴ میں امام زمانہ صلوٰۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کی توقیع مبارک سے منقول ہے إن اللّٰه الذی قسّم الأرزاق۔اللہ تعالیٰ نے ہی ارزاق کو تقسیم کیا ہے۔یہاں پر تقسیم حقیقی معنوں میں مراد لی جائے گی اور باقی جہاں تقسیم کا لفظ آتا ہے اس سے تقسیم مجازی مراد ہے جس طرح کلام پاک میں فرشتوں کے لئے ﴿فالمقسمات أمرا﴾ (پارہ ۲۶ ع ۱۸) کا لفظ آیا ہے لہذا اگر آئمہ معصومینؑ کی طرف

(۱) الانوار المحمدیة ص۱۹۹ مطبوعة مصر۔نیز بحارالانوار جلد ۶ باب ۶ فی فضائل النبی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے اصطفانی اللّٰه علیٰ جمیع العالمین من الاولین والاخرین وأعطانی مفا تیح خزائنه کلھا۔اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اولین وآخرین پر تمام عالمین میں سے منتخب ومصطفیٰ قرار دیا ہے اور اپنے تمام خزائن کی کنجیاں مجھ کو دے دی ہیں۔

تقسیم کی نسبت دی جاتی ہے تو بطور مجاز ہے جس طرح کہ خلق واحیاء کی نسبت قرآن پاک میں حضرت عیسیٰؑ کی طرف کی گئی ہے ورنہ جن احادیث صحیحہ سے ہم نے استدلال قائم کیا ہے ان میں بھی تقسیم کی نسبت اللہ کی طرف ہے اور اجراء کی نسبت آئمہ معصومینؑ کی طرف ہے إنّ اللّٰه یقسم أرزاق العباد وعلیٰ أید ینا یجریھا (بصائر الدرجات ص ۹۹) اللہ بندوں کے رزق تقسیم کرتا ہے اور ہمارے ہاتھوں پر جاری کرتا ہے۔اگر بعض مقامات پر آئمہ معصومینؑ کے لئے تقسیم کا لفظ آجائے تو مجاز پر محمول ہوگا پھر کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں پہنچتا کہ تقسیم کا لفظ استعمال کرنے سے شرک فی الصفات لازم آتا ہے۔

آئمہ معصومینؑ

روحیں بھی قبض فرماسکتے ھیں

غواص بحارالانوار صدر المحدثین علامہ مجلسیؒ علیہ الرحمۃ حق الیقین ص ۴۴۱ میں جناب امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق تحریر فرماتے ہیں "آن حضرت باسائر آئمۃ علیھم السلام نیز قبض بعض أرواح می نمایند یا مدخلیتی درہمہ دارند بأمر الٰھی و ازبرائے تقیه ازمخالفان وضعفاء العقول تصریح باں ننمودہ ہم چنانکہ در بعضی خطبه غیر مشھورہ فرمودہ اندکه منم محی و منم ممیت باذن خدا وایضاً دلالت دارد برآنکه دریں قسم ایمان اجمالی کافی ست و تجسس از تفاصیل آنہا ضروری نیست" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ودیگر آئمہ معصومین علیہم السلام بھی بعض ارواح کو قبض کرتے ہیں یا بحکم خدا سب میں مداخلت رکھتے ہیں مگر مخالفین اور ضعفاء العقول شیعوں سے تقیہ کی وجہ سے اس کا اظہار نہیں فرمایا نیز جیسا کہ آپ نے بعض غیر مشہور خطبوں میں فرمایا ہے کہ میں ہوں زندہ کرنے والا اور میں ہوں مارنے والا۔نیز دلالت کرتا ہے کہ اس قسم کے امور میں ایمان اجمالی کافی ہے اور تفاصیل کی ضرورت نہیں ہے۔اس

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جلیل القدر عالم پر کون الزام لگا سکتا ہے کہ یہ غلاۃ یا شیخیہ کے ایجنٹ ہیں؟

خطبة البیان کی حقیقت

مخفی نہ رہے کہ خطبۃ البیان کے نام سے جو خطبہ امیر المومنین علیہ السلام کی طرف منسوب ہے وہ ان متشابہات احادیث میں سے ہے کہ جن کی تاویل آئمہ معصومینؑ ہی جانتے ہیں۔ اس خطبہ کی حقیقت سندی اعتبار سے کیا ہے اس سلسلہ میں زیادہ تحقیق کی ضرورت نہیں۔ علامہ مجلسیؒ کے والد عظیم حضرت علامہ محمد تقی بن مقصود علی اصفہانی نے اس کی شرح میں مستقل کتاب تالیف فرمائی ہے جس کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ "مخفی نہ ماند کہ چوں خطبۂ مبارکہ موسومہ بخطبة البیان از جملہ خطب مولای مومناں و پیشوای متقیان ووارث جمیع پیغمبراں علی بن ابی طالب کلام اللّٰہ الناطق علیہ من الصلوٰۃ اذکاہا ومن التحیات إنما ہا خطبۂ بود درکمال اغلاق و نہایت اشکال ایں فقیر بے بضاعت محمد تقی المجلسی درخور فہم آں را شرح کرد کہ شیعان امیرالمومنین ازاں بہرورگردند (نقلہ فی طوالع الانوار ص ۲۵۸) مخفی نہ رہے کہ خطبۂ مبارکہ موسوم بخطبۃ البیان جو کہ امیر المومنین امام المتقین وارث علوم الانبیاء والمرسلین علی بن ابی طالب کلام اللہ الناطق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جملہ خطبوں میں سے ایک خطبہ ہے جو کہ نہایت ہی پیچیدہ اور بے حد مشکل تھا اس فقیر بے بضاعت محمد تقی مجلسی نے اپنی سمجھ کے مطابق اس کی شرح کی دی ہے تا کہ شیعان حیدر کرار اس سے بہرور ہوں۔(ا)

(ا) علامہ نوری الفیض القدسی ص۹ میں اور علامہ قمی سفینة البحارج ۱ ص ۱۷۲ میں علامہ محمد تقی مجلسی کے متعلق فرماتے ہیں کہ۔ وحید عصرہ و فرید دھرہ أمرہ فی جلالة والثقہ وعلو القدروعظم الشان وسمووالرتبة و التبحر فی العلوم أشھر من أن یذکر وفوق ما یحوم حولہ العبارة الخ ۔ اپنے زمانہ کے عالم یگانہ فاضل بے مثال تھے جن کی جلالت وثاقت بلندی، عظمت ورتبہ اور علوم میں تبحر اتنا مشہور ہے کہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں اور اس قدر وسیع ہے کہ عبارت اس کے اردگرد گشت نہیں کرسکتی اپنے زمانہ کے سب سے بڑے زاہد عبادت گزار اور متقی تھے۔

اس جلیل القدر ہستی سے توقع نہیں کی جاسکتی کہ ایک بے اصل اور موضوع خطبہ کی وجہ سے مستقل کتاب تالیف کرنے کی زحمت گوارا فرماویں۔ اس سلسلہ میں ہمیں زیادہ تعجب فاضل معاصر علامہ محمد حسین صاحب سے ہے کہ موصوف نے احسن الفوائد ص ٤٣٦ میں علامہ جلیل محمد سبطین مرحوم کے متعلق کس طرح یہ فرمایا کہ "ہمیں رہ رہ کر تعجب ہوتا ہے حضرت مولانا سید محمد سبطین صاحب سرسوی اعلی اللہ مقامہ پر جنہوں نے کوکب دری میں ۹۶ صفحات پر مشتمل ایک مبسوط مقدمہ محض اس خطبہ کے فقرات کی تاویلات کے بارہ میں لکھ دیا مگر یہ خیال نہ فرمایا کہ جس خطبہ کے فقروں کی تصحیح وتاویل کے لئے اس قدر سعی بلیغ کر رہے ہیں آیا یہ خطبہ حضرت امیر علیہ السلام کا ہے بھی سہی الخ؟"۔ اس سلسلہ میں جواباً عرض ہے کہ علامہ محمد سبطین مرحوم پر یہ الزام لگانے کی کیا ضرورت ہے؟۔ علامہ محمد تقی اصفہانی کے متعلق تو کسی کو مائل بشیخیہ یا غلونواز ہونے کا شبہ نہیں ہے جب وہ ایک مستقل تالیف کو ترتیب دینے کو باعث اجر جزیل سمجھ رہے ہیں تو اگر علامہ سبطین نے ۹۶ صفحات کا مقدمہ پیش کر دیا تو اس میں کیا قباحت ہے۔ ہم اس سے انکار نہیں کرتے کہ اس خطبہ کے بعض فقرات ظاہراً عقائد مسلّمہ اور توحید باری کے منافی ہیں تو پھر اس خطبہ پر کیا منحصر ہے دیگر ہزاروں احادیث ایسی ملتی ہیں جو عقائد مسلمہ کے خلاف ہیں مگر علمائے اعلام نے ان کی تاویل فرمائی ہے۔

علامہ سید محمد مہدی تنکابنی طوالع الانوار ص ۲۵۸ میں رقمطراز ہیں۔ إنّ بعض فقراتھا وبعض سائر فقرات الاخبار المفیدة للتفویض أوالخالقیة أوالرازقیة فلیس ھو علیٰ معناھا الحقیقیة بل مؤوّلة وموجّھة موافقة للشرع النبوی۔ خطبۃ البیان اور دیگر ایسی اخبار واحادیث کے وہ متشابہ فقرات جن سے مسئلہ تفویض یا معصومین علیہم السلام کے خالق ورازق ہونے کا شبہ پڑتا ہو وہ اپنے معانی حقیقیہ پر محمول نہیں بلکہ شرع نبوی کے مسلّمہ اصول کے مطابق ان کی توجیہ وتاویل ہوا کرتی ہے۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں۔ "لا ینکر صدورھا عن علیٌّ وقد یکون کفرًا" اس خطبہ کا حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے صادر ہونے کا انکار نہیں کیا جا سکتا اس کا انکار مترادف کفر ہو سکتا ہے۔ فاضل اجل حضرت علامہ سید نعمة

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اللہ جزائریؒ م ۱۱۱۲ھ اپنی کتاب الانوار النعمانیه ص ۱۲ میں خطبۃ البیان کے متعلق فرماتے ہیں۔ھی الاسرار التی لا یعرف معناھا إلّا العلماء الراسخون۔

خطبۃ البیان وہ رازہائے الٰہیہ ہیں جس کے معانی ومفاہیم علمائے راسخین ہی سمجھ سکتے ہیں۔

کو کب درّی عالم شیعه کی تالیف ھے

فاضل معاصر احسن الفوائد ص ۴۳۶ میں فرماتے ہیں۔''یہ خطبہ نام نہاد کتاب کوکب دری جیسی کتب میں موجود ہے جو علمی سطح سے اس قدر گری ہوئی ہیں کہ شاید ان کو کتاب کہنے میں کتب کی توہین ہو۔الخ'' واضح ہو کہ کوکب دری کا اصلی نام مناقب مرتضوی ہے۔جس کے مؤلف محمد صالح حسینی ترمذی ہیں مشہور شیعہ نقاد علم رجال رئیس العلماء والمحدثین شیخ محمد بن الحسن الحر العاملی مولف وسائل الشیعہ جن کے متعلق علامہ قمیؒ الکنی والالقاب ج ۲ ص ۱۵۸ میں فرماتے ہیں۔

شیخ المحدثین وأفضل المتبحرین العالم الفقیه النبیل المحدث المتبحر الورع الثقة الجلیل أبوالمکارم والفضائل صاحب التصانیف المفیدة الخ...... حُر عاملی علماء محدثین کے استاد اور افاضل تبحرین میں سب سے برتر فضائل و مکارم کے مالک فقیہ جلیل عالم محدث تبحر نیک سیرت اور ثقہ جلیل ہیں جن کی جملہ تالیفات مفید ہیں۔آپ اپنی علم رجال کی مشہور بین العلماء تالیف منیف امل الآمل فی تراجم علماء جبل العامل ص ۶۴ مطبوعہ مع منتهی المقال میں فرماتے ہیں۔ألامیر محمد صالح الحسینی الترمذی الکشفی فاضل محقق محدث له کتاب مناقب المرتضوی فی الامامیة بالفارسیة حسن جامع من المعاصرین لشیخنا البهائی۔

امیر محمد صالح حسینی ترمذی کشفی فاضل محقق ومحدث ہیں مناقب المرتضوی ان کی تالیف ہے جو کہ ملت امامیہ میں فارسی زبان میں بہترین مجموعہ ہے۔آپ علامہ بہائی کے معاصر تھے۔اسی طرح علامہ قمیؒ

نے الفوائد الرضویه ص ۵۴۶ میں ان کو عالم شیعہ اور کتاب کوکب دری کو شیعہ کتاب ظاہر کیا ہے۔

خطبة البيان كا بيشتر حصه شيعه کی کتب معتبره میں موجود ھے

خطبۃ البیان کے اکثر جملوں کے شواہد کتب معتبرہ میں موجود ہیں جن میں سے بعض ہم نقل کرتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اگر بعینہ اس پورے خطبہ کی تردید کردی جائے تو شیعہ مسلمات کا بطلان لازم آتا ہے۔

۱۔خطبۃ البیان میں آیا ہے أنا الذی عندی مفاتیح الغیب لا یعلمها بعد محمد غیری۔اسی جملہ کے مشابہ جملہ بحار الانوار ج ۹ ص ۴۳۵ اور الدمعة الساكبة ص ۹۶ میں بحوالہ تفسیر فرات بن ابراھیم کوفی منقول ہیں۔ولقد اصطفانی ربی بالعلم والظفر ولقد وفدت إلیٰ ربی اثنی عشر وفادة فعرفنی نفسه واعطانی مفاتیح الغیب۔

۲۔أنا بکل شئی علیم ۔ تفسیر برھان ص۹۷۸ بصائر الدرجات ج ۱۰ باب ۱۸ میں مروی ہے علی الاول علی الاخر وھو بکل شئی علیم ۔(بصائر الدرجات ص ۵۱۴ طبع جدید)۔

۳۔أنا الذی قال فیه رسول الله انا مدینة العلم وعلی بابها۔ اس جملہ کے متعلق سنی وشیعہ احادیث حد تواتر سے آگے بڑھ چکی ہیں جس کا انکار کسی شیعہ کو نہیں ہوسکتا۔

۴۔أنا المتولی لحساب الخلق۔اس کے متعدد شواہد کتب شیعہ میں ملیں گے۔مسلم الثبوت زیارات جامعہ میں یہ فقرے آتے ہیں إیاب الخلق إلیکم و حسابهم علیکم (مفاتیح ص ۵۴۷) مخلوقات کی بازگشت تمہاری طرف اور ان کا حساب تم پر ہے۔اسی طرح تفسیر برھان ص ۷۴۴ اور منتخب البصائر ص ۳۴ میں علی بن ابی طالب علیہ السلام کے کلمات

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مروی ہیں۔إلیّ إیاب الخلق وأنا صاحب الحساب خلق کی بازگشت میری طرف ہے اور میں حساب لینے والا ہوں۔

٥۔أناالذی عندہ علم الکتاب علیٰ ماکان وما یکون ۔

تفسیر قمی ص ٣٤٢ بصائر الدرجات ص ٦٢ و بحارالانوار ص ٣٠١ میں بے شمار احادیث سے یہ ثابت ہے بلکہ مسلّمات شیعہ میں سے ہے۔

٦۔أناالذی عندہ فصل الخطاب و أ نا قسیم الجنة و النار۔

پہلا جملہ بصائر الدرجات ص ١٥٤، بحار جلد ٧ ص ٣٤٩ میں موجود ہے، دوسرا مسلّمات مذہب شیعہ میں ہے۔

٧۔أناحجّة اللّٰه علیٰ ما فی السموات والارض۔

بحارالانوارجلد ٧ص ٣٦٦ میں مکمل باب ہے إنّهم الحجّة علی جمیع العوالم والمخلوقات۔

٨۔أنا خازن علم اللّٰه والقائم بالقسط۔

بحارالانوارجلد ٧ ص ٣٠١ میں باب موجود ہے إنّهم خزّان علم اللّٰه ۔

٩۔أنا أسماء اللّٰه الحسنیٰ التی أمراللّٰه أن یدعی بها۔

اس کے متعلق بحارالانوارجلد ١٨ ص ٩٠٩ مرآة الانوار ص ١٦، انوارنعمانیه ص ١٥٣ ملاحظہ ہو اور مدینة المعاجز ص ٩٠ اور تفسیر برهان ص ٩٧٧ میں موجود ہے نحن أسماء الحسنی التی إذا دعی بها أجاب ۔ ہم اللہ کے وہ اسماء حسنیٰ ہیں کہ جن کے واسطے سے اگر اللہ سے سوال کیا جائے تو وہ پورا کرتا ہے نیز نفس الرحمان باب ١١ ص ١١ تفسیر برهان ص ٣٧٨ بحارج ١٩ ص ٦٢ ملاحظہ ہو۔

١٠۔أنا المتکلم بکل لغة فی الدنیا۔

بحارالانوارجلد ٧ص ٣٢١ میں مکمل باب موجود ہے إنهم علیهم السلام یعلمون جمیع الالسن واللغات و یتکلمون بها۔ آئمہ طاہرینؑ دنیا کی تمام زبانیں جانتے

ہیں اور بولتے ہیں۔

١١۔أنا النور الذی اقبس منه موسی ۔

بحارالانوارجلد ٧ ص ٣٣٨ میں امام حسن عسکری علیہ السلام سے مروی ہے إنّ الانبیاء کا نوا یقبسون من نورنا۔انبیاء ہمارے نور سے روشنی حاصل کرتے تھے۔

١٢۔أنا الذی بی أسلم ابراهیم وأقرّ بفضلی ۔

بحارالانوارجلد ٧ ص ٣٤١ اور بصائر الدرجات جلد ٢ باب ٩ میں کئی صفحات پر احادیث منقول ہیں ماتنبّی نبی قطّ إلّا بمعرفة حقنّا و تفضیلنا علیٰ من سوانا۔کسی نبی کو نبوت نہ ملی حتیٰ کہ اس نے ہمارے حق کو پہچانا اور غیروں پر ہمیں فضیلت دی۔

١٣۔أنا الذی نظرت فی الملکوت فلم یغب عنی ما غاب عنی بعینه۔

یہی کلمات امیرالمومنینؑ کے بصائر الدرجات ص ٥٤ بحار جلد ٧ ص ٣٤١ تفسیر برهان ٢٦٦ میں مروی ہیں۔

١٤۔أنا صاحب نوح و منجیه وأنا صاحب أیوب المبتلیٰ ومنجیه وأنا صاحب یونس و منجیه ۔

اسی سے مشابہہ کلمات مختصر البصائر ص ٣٣، تفسیر برهان ص ٧٤٣، طوالع الانوار ص ٩٩ میں مروی ہیں۔أنا صاحب المدین ومهلك فرعون ومنجی موسی۔ میں صاحب مدین ہوں میں فرعون کو ہلاک کرنے والا ہوں اور میں موسیٰ کو نجات دلانے والا ہوں۔

١٥۔أنا الذی عندی ألف کتاب من کتب الانبیاء۔

یہی جملے بحارالانوارج ٧ص ٣٦٤ اور کتاب المحتضرحسن بن سلمان حلی ص ١٦٨۔ارشاد القلوب ج ٢ ص ١٢٣۔ میں امیرالمومنینؑ سے منقول ہیں عندی علم ألف کتاب أنزل اللّٰه علیٰ شیث خمسین صحیفة وعلیٰ ادریس ثلثین

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

صحیفة ۔الخ۔یہی روایت بحارالانوار جلد ۹ میں مروی ہے۔

۱۶۔أنا دابة الارض۔

یہ جملہ اکثر احادیث شیعہ میں مروی ہے چنانچہ مرزا ابوالحسن الشریف مرآۃالانوار ص۹۹ میں فرماتے ہیں قد تضافرت الاخبار بأنّ المراد بالدابة فیھا أمیرالمومنینؑ وانه دابة الارض التی من إشراط الساعة۔ مختلف احادیث میں آیا ہے کہ دابہ سے مراد امیرالمومنینؑ ہیں اور آپ ہی وہ دابۃ الارض ہیں جو کہ علامات قیامت میں سے ہے (نیز تفسیر برھان ص ۷۸۱)۔

۱۷۔أنا الراجفة أنا الرادفة ۔

تفسیر برھان ص۹۵۵، مرآۃ الانوار ص ۱۰۵ ،امام صادقؑ سے مروی ہے کہ راجفہ سے مراد امام حسینؑ اور رادفہ سے مراد علیؑ ہیں۔

۱۸۔أنا الصیحة بالحق یوم الخروج۔

مرآۃالانوار ص ۱۴۰ میں صیحہ کے متعلق مروی ہے یظھر من بعض الاخبار أنّه أمیرالمومنینؑ۔بعض روایات سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے مراد امیرالمومنینؑ ہیں۔

۱۹۔ أناصلوة المومنین وزکوٰتھم وحجّھم و جھادھم۔

مرآۃالانوار ص۱۴۴ میں ہے قدورد تاویل الصلوٰۃ بالائمة وبعلی وولایته ص ۱۱۵ میں ہے قدورد فی أخبار عدیدة تاویل الزکوٰۃ بالآئمة ۔ ص ۸۳ میں ہے۔ قدورد تاویل الحجّ بالنبی والا ئمة ع ۔بحارج ۷ص ۱۵۰ میں مکمل باب موجود ہے۔ إنّھم الصلوة والزکوة والحجّ والصیام کذافی تفسیر برھان ص ۱۴۰۔

۲۰۔أناالذی عنده خاتم سلیمانؑ۔

یہی جملے بتفاوت کلمات تفسیر برھان ص ۲۹۴،ص ۶۴۷ میں بھی ہیں۔نیز ص ۹۱۹ میں علامہ ہاشم فرماتے ہیں۔إنّ خاتم سلیمان وعصا موسی عند الائمة ۔حضرت سلیمان کی انگوٹھی اور حضرت موسیٰ کا عصاء آئمہؑ کے پاس ہیں ابن طاوسؒ کی کتاب سعد السعود

جلدافصل ۲ میں بحوالہ تفسیر محمد بن عباس بن ماہیارؒ مروی ہے۔کہ خاتم سلیمان آئمہؑ کے پاس ہے نیز بحارجلد ۷ ص۳۲۸ وبصائر الدرجات ص ۱۷۳۔

۲۱۔أنا آیات اللّٰه الکبریٰ التی أرادھا اللّٰه فرعون وعصیٰ۔

تفسیر برھان ص ۷۹۱ میں مروی ہے إنّه کلمات اللّٰه الکبریٰ التی أرادھافرعون وعصیٰ تفسیر برھان ص ۷۹۱ میں مروی ہے إنّه کلمة اللّٰه الکبریٰ أظھرھااللّٰه لأولیائه فیما شاء من الصور علیؑ ہی اللہ کا وہ کلمہ کبریٰ ہیں جن کو اس نے جس صورت میں چاہا اپنے اولیاء کے لئے ظاہر کیا۔نیز مروی ہے کہ علیؑ ہی فرعون کے دربار میں موسیٰ وہارونؑ کی مدد کے لئے حاضر ہوئے تھے (تفسیر برھان ص ۷۹۱)۔

۲۲۔أنا الذی أحصی ھذا الخلق وإن اکثروا ۔

میں وہ ہوں جو اس مخلوق کو شمار کرتا ہوں اگرچہ یہ زیادہ ہیں بعینہ اس کے مشابہ جملے مختصر البصائر ص ۳۳ تفسیر برھان ص۷۴۳ بحارالانوار جلد ۱۳ ص ۲۱۲ طوالع الانوار ص ۹۹ میں بسند معتبر بروایت ابوحمزہ ثمالی امام باقرؑ سے مروی ہیں کہ علیؑ نے فرمایا أناالذی أحصیت کل شئی عدداً بعلم اللّٰه الذی أودعه میں وہ ہوں جس نے اللہ کے عطا کردہ علم سے ہر شے کو شمار کیا۔تفسیر برھان ص۸۸۶ اورمعانی الاخبار ص۳۳ میں آنحضرتؐ سے مروی ہے کہ ھذا الامام المبین الذی أحصی اللّٰه فیه علم کل شئ ۔یہ علیؑ ہی وہ امام مبین ہیں جن کے اندر اللہ نے ہر شی کے علم کو شمار کر کے رکھ دیا ہے۔

۲۳۔أنا البعوضة التی ضرب اللّٰه بها مثلاً۔

یہی جملہ تفسیر قمی ص ۳۱ میں بھی ہے البعوضة أمیرالمومنینؑ وما فوقھا رسول اللّٰه اس جملہ کی تفصیل وتشریح میں ہمارا رسالہ خزینۃ الفوائد ملاحظہ ہو۔نیز علامہ مجلسیؒ نے بحارالانوار ج ۷ص ۱۷۷ میں اس پر معقول بحث کی ہے۔

۲۴۔ أناالذی أطاعنی اللّٰه فی الظلمة ۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں وہ ہوں جس کی دعا اللہ نے تاریکی میں قبول کی۔اس جملہ کا مشاہدہ وہ حدیث ہے جس کو علامہ
حر عاملیؒ نے الجواھر السنیة فی الاحادیث القدسیة ص ۲۸۱ میں نقل کیا ہے إن للّٰه
عباداً أطاعوه فيما أراد فأطاعهم فيما أرادوا يقولون للشئى كن فيكون ۔ اللہ
کے کچھ بندے ہیں جنہوں نے اللہ کے ارادوں کی اطاعت کی پس اللہ نے ان کے ارادوں کی
اطاعت کی کہ وہ جس شے کو کن کہہ دیں وہ ہو جاتی ہے۔

۲۵۔ أنا الذی عندی أثنان و سبعون إسماً من الأسماء العظام۔

بحارالانوار ج ۷ ص ۳۶۳ میں مکمل باب درج ہے۔ إنّ عند هم الاسم الاعظم نیز بصائر
الدرجات ص ۵۹ میں مروی ہے إنّ إسم اللّٰه الاعظم علی ثلثة و سبعين حرفاً
وعندنا من الإسم أثنين وسبعين حرفاً وحرف عنداللّٰه إستأثر به فی علم
الغيب عنده۔ اسم اعظم کی ۷۳ قسمیں ہیں ہمارے پاس ۷۲ ہیں اور ایک حصہ اللہ نے اپنے علم غیب
کے لئے منتخب فرمالیا ہے بحارالانوار ج ۷ ص ۳۶۳، عاقل کے لئے بطور مثال اتنا ہی کافی ہے۔
ورنہ شواہد خطبۃ البیان کیلئے مستقل کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ ہمارا منتہائے مقال یہ ہے کہ خطبۃ البیان کی
تردید کی بجائے اس کا علم آئمہ معصومین علیہم السلام کے سپرد فرمایا جائے چونکہ اس کے صحیح ہونے کے کافی
امکانات ہیں اور اس کے شواہد بھی روایات معتبرہ سے ثابت ہیں متشابہ جملوں کی تاویل عقائد حقہ
کے مطابق کی جاسکتی ہے۔(واخردعوانا ان الحمد للّٰه رب العالمين)۔

آئمہ اطہار علیہم السلام کی صحیح منزلت
کے متعلق علماء حق کا نظریہ

علامہ مرزا ابوالحسن الشریف مراۃ الانوار ص ۴۰ میں فرماتے ہیں۔

إنّ الحق الذی عليه محدّثوا أصحابنا المحققين من المتقدمين
والمتأخرين فی غيرهذين الصنفين الافراط والتفريط بل هو أنّ ربّ
العالمين و خالق الخلائق ورازقهم أجمعين هواللّٰه وحده القديم القادر

الذی لا شريك له ولا شبيه وأن رسوله محمداً والائمة الاثنی عشر من ولده
عبيداللّٰه مخلوقون مربوبون كسائر الخلق مكلّفون بلوازم العبودية
وبالجملة فلا ربط بينهم وبينه تعالیٰ سبحانه سویٰ أن اللّٰه لمّاعلّم بعلم
الكامل ان مقتضی الحكمة وصواب المصلحة أن يتفضّل علیٰ
رسوله وكذا علیٰ الآئمة من أصل طينة وكلهم خلقوا من نور واحدٍ
بالتشريف والتقديم والمطاعية علیٰ كل الخلق أجمعين بحيث لا يساويهم
أحداً أبداً فشرّفهم بذلك وخصّهم با لايجاد من نور عظمته قبل خلق
المخلوقين بل خلق لاجلهم سائر الموجودات ثمّ إصطفاهم لكمال
قابلياتهم بمزيد كرامته بحيث منهم محامد الافعال و مكارم الخصال و
غرائب الاحوال وعلّمهم جميع العلوم و الحكم وأودعهم المعاجز
والاسرار والاسم الاعظم و أنعم عليهم بفضائل عميمة عظيمة لم يعطها
أحداً غيرهم وقد أوجب علیٰ سائر الخلق ولايتهم بعد معرفته وكلّفهم
بإطاعتهم كما كلّفهم بإطاعته بل قرن بمتابعتهم بعباد ته بحيث جعل
عبادته بدون ذلك عين مخالفته (إلی أن قال)وبالجملة فحكم هذه الاجلة
بلا تشبيه حكم الوزراء والامراء المقربين بالنسبة إلی ملك عظيم الشان
فكما أنّه ان قرب بعضاً منهم غاية التقرب حتی جعل إطاعتهم إطاعته
ومخالفتهم مخالفته ونسب إلی نفسه ما صدر عنه وماوصل إليه ولم
يخرج ذلك الرجل من حدّ عبوديته إلی مرتبة من ذلك فكذ لك هولاء عليهم
السلام۔

جس حق پر ہمارے متقدمین اور متاخرین علماء محققین قائم ہیں جو کہ افراط و تفریط کا درمیانی نظریہ
ہے وہ یہ ہے کہ اللہ ہی رب العالمین ہے اور تمام مخلوقات کا رازق و خالق ہے اور وہی قادر وقدیم

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے جس کا کوئی شریک وشبیہ نہیں اوراس کا رسولؐ اوران کی اولاد میں سے بارہ امامؑ اس کی مخلوق ورعایا ہیں جو کہ طاعات ومناہی اور عبادات میں دیگر مخلوق کے ساتھ شریک ہیں ان کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین یہی ربط ہے کہ جب اللہ نے اپنے علم کامل سے یہ جان لیا کہ مقتضائے حکمت وصواب مصلحت یہی ہے کہ وہ اپنے رسول اور حضرت آئمہؑ پر تفضّل فرمائے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصل طینت سے پیدا ہوئے اور سب کے سب ایک ہی نور سے پیدا ہوئے اور تقدم اور مطاعیت کے شرف کے لحاظ سے تمام مخلوقات سے برتر ہیں اوران کا کوئی مساوی نہیں ہے اوران کو اس نے مشرف ومکرم قرار دیا اور تمام مخلوقات سے قبل ان کو اپنے نور عظمت سے خلق فرمایا بلکہ تمام کائنات کو ان کے لئے پیدا کیا پھران کو ان کے کمال قابلیت اور مزید کرامت کے ساتھ منتخب فرمایا اوران کو محامد افعال ومکارم خصال اور غرائب احوال عطا فرمائے اوران کو تمام علوم وحکم کی تعلیم دی اور تمام معجزات اور تمام راز اور اسم اعظم کو ان کے اندر ودیعت فرمادیا اوران پر عظیم وعمیم فضائل کے ساتھ انعام فرمایا جو ان کے علاوہ کسی کو نہ دیئے اپنی معرفت کے بعد تمام مخلوقات پران کی ولایت کو لازم قرار دیا اور اپنی اطاعت کے ساتھ ان کی اطاعت کا بھی مکلّف بنایا اوران کی متابعت کو اپنی عبادت کے ساتھ اس طرح مرتبط کردیا کہ ان کی مخالفت کے ساتھ اپنی عبادت کو اپنی عین مخالفت قرار دیا (الی قولہ) پس بالجملہ ان ذوات مقدسہ کا حکم بلاتشبیہ ان وزراء واُمراء مقربین کا حکم ہے جو کہ ایک عظیم الشان بادشاہ کی نسبت سے (وزراء وامراء) ہوتے ہیں مثلا بادشاہ ان میں سے بعض کو بے انتہا تقرّب عطا کرتا ہے اوران کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور انکی مخالفت کو اپنی مخالفت قرار دیتا ہے اوران سے صادر ہونے والے اوران تک پہنچنے والے امور کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور یہ لوگ اس مرتبہ کے باوجود بھی رعایا کے رتبہ سے خارج نہیں ہوتے اسی طرح یہ ذوات مقدسہ بھی اس یزدان پاک کے لئے بلاتشبیہ وزراء واُمراء مقربین ہیں۔

باب سوم

نبیؐ و آئمہ معصومینؑ کی خلقت نورانی کا اثبات

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ارباب دانش پر مخفی نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ معصومینؑ کی خلقت نورانی کا مسئلہ اتنا واضح اور روشن ہے کہ کوئی اس کا منکر نہیں ہوسکتا بلکہ ایک حد تک مسلّمات شیعہ میں داخل ہو چکا ہے مگر ہمیں مجبوراً اس مسئلہ پر خامہ فرسائی کی ضرورت پیش آئی ہے فاضل معاصر اصول الشریعہ ص ۶۹ پر اپنی ذاتی تحقیق وتدقیق کے پیش نظر تحریر فرماتے ہیں کہ ”نور سے مراد آئمہ کے جسم وبدن نہیں بلکہ ان کے ارواح مراد ہیں“ اس سلسلہ میں مؤلف نے جن روایات سے تمسک کیا ہے ہم یہاں ان کا تجزیہ کریں گے تاکہ اہل علم پر حقیقت واضح ہو جائے۔

مؤلف اصول الشریعہ کا اپنے سابقہ موقف سے انحراف

ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ تھوڑے عرصہ میں فاضل مؤلف نے اپنے نظریات میں ترمیم کیوں شروع کردی مؤلف کی پہلی تصنیف احسن الفوائد فی شرح العقائد ہمارے پیش نظر ہے۔ ص ۳۸۲ میں آپ تحریر فرماتے ہیں ”افضلیت انبیاء کے منکرین عموماً دو شبہے پیش کرتے ہیں“ ایک تو جس کا مصنف نے ذکر کرکے جواب دیا اور دوسرا یہ کہ ”ملائکہ کی خلقت نور سے ہے اور انبیاء کی طین (مٹی) سے اور چونکہ نور طین سے افضل ہے لہٰذا ملائکہ انبیاء سے افضل ہوئے“ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ انبیاء کی خلقت بھی نور سے ہوئی ہے جیسا کہ أول ما خلق اللّٰہ نوری وغیرہ احادیث اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں“۔

ہاں چونکہ ان کی ظاہری خلقت میں عنصر طینی بھی شامل ہے اس لئے ان کی خلقت کو بعض اوقات طین کی طرف بھی منسوب کردیا جاتا ہے۔ اس مطلب کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہیں جسے علامہ جزائری نے انوار نعمانیہ میں درج کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ فریقین کی کتب میں موجود ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ ایک مرتبہ جناب جبرائیل جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے دولت سرا پر حاضر ہوئے اثنائے گفتگو جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے ان کو یا عمّ کہہ کر خطاب کیا جب جبرائیل

امین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے آپ کو یا عمّ کہہ کر خطاب کرنے کا تذکرہ کیا اور بطور تعجب کہا کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے ہماری خلقت سے نور سے ہے اور آپ کی طین سے آنحضرتؐ نے فرمایا جناب فاطمہؑ نے سچ کہا ہے یا جبرائیل نحن أیضاً مخلوقون من نور۔ اے جبرائیل ہم بھی نور سے پیدا ہوئے پھر جناب نے حضرت علی علیہ السلام کو بلایا اور اپنی پیشانی اقدس کو ان کی پیشانی اطہر پر رگڑا اس سے اتنا نور ظاہر ہوا کہ جس سے آنکھیں خیرہ ہوگئیں آنجنابؐ نے فرمایا اے جبرائیل اس نور کو پہچانتے ہو جبرائیل نے عرض کی ہاں ھذا النور الذی کنّا نراہ فی قوائم العرش۔ یہ وہی نور ہے جسے ہم قوائم عرش پر دیکھا کرتے تھے۔ تب جنابؐ نے فرمایا اسی لیے جناب فاطمہؑ نے تجھے یا عمّ کہا ہے۔

اس واقعہ میں اگرچہ فقط جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل اطہارؑ کا تذکرہ ہے لیکن بطور تنقیح مناط معلوم ہے کہ تمام انبیاء کی خلقت اسی طرح سے ہوئی ہے پس معلوم ہوا کہ یہ مفاضلہ فقط نورانی اور جسمانی میں نہیں ہیں بلکہ ایک طرف نورانیت اور جسمانیت دونوں ظاہر ہیں اور ظاہر ہے کہ ایک طرف فقط نور اور دوسری طرف نور اور جسم دونوں ہوں اور جسمانیت روحانیت کی تابع ہو تو اس صورت میں عقل سلیم اس شئے کو ترجیح دے گی جو نورانیت اور جسمانیت دونوں کی جامع ہو۔ ان حقائق سے معلوم ہوا کہ انبیاء بشریت اور ملکیت دونوں کے جامع تھے ان کی قوت ملکیہ روحانیہ ملائکہ کی روحانیت سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہے۔

احسن الفوائد میں انبیاء کی نوع علیحدہ کی گئی ھے

احسن الفوائد ص ۳۹۶ میں ”حقیقت نبوت کا اجمالی بیان“ کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں۔ نبوت کی حقیقت کیا ہے اور اس کے شرائط ولوازم کیا ہیں؟ کسی نبی کے پہچاننے کا معیار کیا ہے؟ اگر ہم چاہیں تو اس موضع پر تفصیلی گفتگو کریں تو اس سے اور گنجائش کی قلت مانع

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے ہاں اجمالاً اس قدر سمجھ لینا چاہیے کہ بعض (۱) اہل تحقیق نے حقیقت نبوت کے متعلق یہ کہا ہے کہ مرتبۂ نبوت انسانیت کے مرتبہ سے بالاتر ہے جس طرح انسانیت حیوانیت سے بالاتر ہے۔ علامہ کا یہ فقرہ شیخ احمد احسائی کے فقرہ هم خلق فوق بني آدم سے کس قدر مشابہ ہے۔ مگر علامہ موصوف یہ نظریہ قائم کرنے کے باوجود فرقہ شیخیہ کے زمرہ میں شمار نہ ہو سکے اور پاک و ہند کے اکثر شیعہ اس نظریہ کی بدولت شیخیہ بن گئے

سچ ہے۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

حقیقت نبوت کے متعلق فاضل مؤلف کا ایک اور مقالہ

علامہ محمد حسین نے المبلغ شمارہ ماہ ستمبر ۱۹۶۳ء جلد ۷ شمارہ ۸ ص ۲۲ میں ایک مقالہ تحریر فرمایا ہے اس سے بعض اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں۔

خلقت نوریہ

اگر انبیاء کے حالات کا توجہ سے مطالعہ کیا جائے اور چشم بصیرت سے دیکھا جائے تو یقینی طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کا مادہ ہمارے مادہ جیسا نہیں ان کا مادہ بھی خاص ہے اور ولادت بھی خاص ہوتی ہے حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت خاتم تک جملہ انبیاء کے حالات پڑھے جائیں تو ہمارے بیان کی صداقت واضح ہو جائے گی کہیں ان کو ''روح منہ'' کہا گیا ہے اور ''كلمة ألقاها'' سے تعبیر کیا گیا ہے بالخصوص خلقت آدم و اسحاق و عیسیٰ علیٰ نبینا و آلہ و علیہم السلام کے کوائف قرآن میں ملاحظہ ہوں اسی طرح احادیث مستفیضہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عام لوگوں

(۱) فاضل مولف نے بعض اہل تحقیق کے قول کو بلا رد و قدح نقل فرمایا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ فاضل مؤلف ان اہل تحقیق کے نظریہ سے متفق ہیں۔

میں تین روحیں روح البدن، روح القوۃ، روح الشہوۃ ہوتی ہے اور اہل ایمان میں چار باضافہ روح الایمان لیکن انبیاء و آئمہ میں پانچ روحیں ہوتی ہیں باضافہ روح القدس و بروح القدس علوا جميع الاشياء۔ (حدیث جابر از حضرت باقرؑ)

خواص مادّہ انبیاء

ان کے مادۂ مقدسہ کے آثار خود شاہد ہیں کہ وہ عام مواد کی طرح نہیں ہے اس لئے مواد ارضیہ ان پر اثر نہیں کرتے۔ قصہ یونس پڑھئے کہ بروایت چالیس روز کم سے کم تین روز تک شکم ماہی میں زندہ و سلامت رہے کون سا دوسرا انسان ہے جو چالیس یا تین روز تک اسی طرح زندہ رہ سکے۔ اسی طرح قصہ حضرت موسیٰؑ کہ جس وقت متولد ہوئے تو تفتیش کے خوف سے ماں نے تنور میں رکھا دیا اوپر لکڑیاں ڈال دیں اتنے میں لونڈی آئی اور آگ روشن کر دی جب مفتش چلا گیا تو والدۂ موسیٰؑ آئیں اور چلائیں لونڈی سے کہا اس نے لاعلمی کا عذر پیش کیا جب مادر موسیٰ نے تنور کے پاس جا کر دیکھا تو کیا دیکھتی ہیں کہ وہ صحیح و سالم آگ میں بیٹھے ہوئے آگ کیساتھ کھیل رہے ہیں۔ مادۂ جسمانیہ نبویہ پر آگ نے مطلقاً اثر نہ کیا۔ اسی طرح قصۂ حضرت ابراہیمؑ اور نار نمرود مشہور معروف ہے ذکر کی حاجت نہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے لئے موت طبعی جسمانی نہیں ہے لا يموتون إلا بإختيارهم اور عناصر اربعہ ان میں ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ إلا بإرادة فاعتبروا (کشف الاسرار)۔(۱)

ازالہ اشتباہ

لوگوں نے مقام نبوت سمجھنے میں بڑی غلطی کی ہے جلّ جلالہ اپنے حبیب سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتا ہے۔ قل إنّما أنا بشر مثلكم۔ اس مثل کے الفاظ سے بہت سے لوگ گمراہ ہو گئے پیغمبر کے لئے لفظ مثل استعمال ہو جانے سے انہوں نے جملہ صفات انسانی میں پیغمبر کو مثل دیگر

(۱) علامہ نے موصوف نے اپنے نظریات سابقہ کی نشر و اشاعت میں کشف الاسرار کا حوالہ پیش کیا۔ گویا کہ اس زمانہ میں کشف الاسرار کے مضامین ان کو دل و جان سے زیادہ عزیز تھے۔ بلکہ حقیقت پر مبنی تھے مگر پھر اصول الشریعہ میں علامہ سبطین مرحوم کو مفوضہ میں شمار کر دیا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

انسانوں کے سمجھ لیا بعض نے صاف لکھ دیا کہ نبی اور دوسرے لوگوں میں کوئی فرق ہی نہیں حتیٰ کہ وہ گنہگار بھی ہوتا ہے اور اس کو معاذ اللہ شیطان بہکا بھی دیتا ہے۔ اور (العیاذ باللہ) نبی محض ایک چٹھی رساں کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے اس کی احادیث قابل اتباع نہیں اور انہیں وجوہ سے ہر کسی کو دعویٰ نبوت کرنے کی جرأت ہوگئی اور قلیل العقل انسان مدعی نبوت بن بیٹھا۔

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہل ہنر گئی

لیکن انہوں نے عقل سے اتنا کام نہ لیا کہ لفظ مثل ہرگز اس کا مقتضی نہیں کہ پیغمبر عام باتوں میں دوسرے انسانوں کے مساوی ہو جائے۔ ایسا وہی لوگ کہتے ہیں جنہوں نے ان کو از روئے بصیرتِ کامل نہیں دیکھا۔ اندھی تقلید میں گرفتار ہیں۔ فطرت عالم سے سبق نہیں لیتے۔ سنگریزوں اور جواہرات میں تمیز نہیں کرتے الماس کہ بلور سمجھتے ہیں اور گوہر کو خرمہرہ، اس میں شک نہیں کہ نبی بشر ہوتا ہے لیکن ہم خاک ہیں تو وہ اکسیر ہم پتھر ہیں تو وہ گوہر ہم سنگ خارا ہیں تو وہ پارس ہم ذرہ وہ آفتاب ہم جاہل وہ عالم ہم ناقص وہ کامل، ہم مثل قالب جان وہ عالم جان۔ جنسیت ونوعیت کا اتحاد صفات وکمالات میں تمام افراد کے مساوی ہونے کا تقاضا نہیں کرتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک حیوان نہایت ضعیف القویٰ والحواس ہوتا ہے اور ایک حیوان نہایت ہی قوی الحواس وقوی الحس ہوتا ہے۔ حالانکہ دونوں حیوان کہلاتے ہیں۔ اسی طرح تمام انسان انسان کہلاتے ہیں لیکن ایک انسان نہایت ادنیٰ درجہ ہوتا ہے حتیٰ کہ حیوانوں سے بدتر اور ایک نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا حالانکہ وہ بھی بشر ہے۔ یہ بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ باقل وہبقہ بھی بشر ہیں افلاطون وارسطو بھی بشر تو کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ جملہ کمالات میں مساوی ہیں حالانکہ سوائے صورت انسانیہ میں اشتراک کے باوجود کوئی نسبت قائم نہیں کرسکتے"۔ قارئین حضرات پر مخفی نہ رہے کہ یہ عبارت اصل میں علامہ سبطین مرحوم کی کتاب کشف الاسرار ص ۲۹ سے بلاحوالہ نقل کی گئی ہے حالانکہ مولانا صاحب خود اسے سرقہ کی بنا پر گناہ سمجھتے ہیں نہ معلوم برائے خود کیونکر روا رکھا۔

آنحضرتؐ اور آئمہ معصومینؑ کی حقیقت ادراک بشری سے بالاتر ہے

قبل اس کے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور معصومینؑ کی خلقت نورانیہ کے اثبات میں آیات واحادیث اور اقوال علماء پیش کریں یہ واضح کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ان کی کنہ حقیقت کو پہچاننا بشری طاقت سے بالاتر ہے جو بقول علامہ حبیب اللہ الخوئی درمنہاج البراعۃ ج ۵ ص ۱۹۲ سرادقات عرشی کے باشندے تھے اور ارشاد و ہدایت کے لئے جلباب بشری اوڑھ کر زمین میں تشریف لائے اور تھوڑی ہی مدت تک تبلیغ دین کرکے اپنے اصلی اوطان کی طرف رجوع کر گئے انہیں ذوات مقدسہ کے متعلق ابن ابی حدید لکھتا ہے۔

ربوبیتاً کادت تکون ولم تکن فهم دون باریهم و فوق البرية حقيقتهم لم يدرك العقل كنهها كماالله لم يدرك بكنه الحقيقة۔

قریب تھا کہ رب بن جاتے مگر نہ بنے پس وہ اپنے رب سے نیچے اور تمام مخلوقات سے بالاتر ہیں عقل ان کی کنہ حقیقت کو اسی طرح نہ پاسکی جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی کنہ حقیقت کو معلوم نہ ہوسکی (كفاية الموحدين ج ۲ ص ۳۹۷) نیز بعض شعرائے عارفین نے اسی طرح فرمایا۔

سوی اللّٰہ لم یعرفکم یا نبی الھدیٰ
وما عرف اللّٰہ العلیّ سواکم

اے ہادیان امت تم کو سوائے خدا کے کسی نے نہ پہچانا اور نہ ہی خدائے بزرگ کو آپ کے سوا کسی نے پہچانا۔ یہ شعر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مشہور کی ترجمانی ہے۔

یا علی لایعرف اللّٰہ إلّا أنا و أنت ولا یعرفنی إلّا اللّٰہ و أنت ولا یعرفك إلّا اللّٰہ و أنا۔ اے علیؑ اللہ تعالیٰ کو سوائے میرے اور آپ کے کسی نے نہ پہچانا اور مجھ کو سوائے اللہ کے اور آپ کے کسی نے نہ پہچانا اور آپ کو کسی نے نہ پہچانا سوائے میرے اور اللہ کے۔ اس حدیث شریف کو بہت سے علماء شیعہ نے ارسال المسلّم کی طرح اپنی کتب میں درج فرمایا ہے جن کی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تفصیل ہماری تحقیق کے مطابق مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔شیخ صدوق محمد بن علی بن حسین بن بابویہ متوفی ۳۸۰ھ۔

آپ نے اس حدیث کو ان ہی مذکور الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔(ملاحظہ ہو انوار المواھب ج ٤ ص ٣٤ علی اکبر نهاوندی)

۲۔علامہ محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی متوفی ۵۸۸ھ المناقب ج ٣ ص ١٤٩ میں فرماتے ہیں قال النبی یاعلی ماعرف اللّٰہ حق معرفة غیری و غیرك وما عرفك حق معرفتك غیراللّٰہ و غیری ۔اے علی اللہ کو صحیح معنوں میں میرے اور تمہارے سوا کسی نے نہ پہچانا اور آپ کو صحیح معنوں میں اللہ اور میرے سوا کسی نے نہ پہچانا۔

۳۔فخر المحدثین علامہ حسن بن سلیمان حلیؒ متوفی بعد ۸۰۲ھ۔

آپ نے حدیث مذکور کو اپنی کتاب المحتضر ص ٣٨، ١٦٥، مختصر البصائر ص ١٢٥ میں روایت کیا ہے۔

۴۔ابوالحسن بن حسن بن محمد دیلمیؒ ارشاد القلوب ج ٢ ص ١ پر فرماتے ہیں قال رسول اللّٰہ ما عرفك یا علی حق معرفتك إلّا اللّٰہ وأنا ۔اے علیؑ آپ کو صحیح طور پر اللہ اور میرے سوا کسی نے نہ پہچانا۔

۵۔عارف جلیل علامہ رجب بن علی البرسی متوفی ۸۰۰ھ۔

درمشارق الانوار الیقین فی حقائق امیرالمومنینؑ از حضرت ابوذرؓ کمانقله فی کبریت الاحمر ج ٢ ص ٢٤٣ ط ایران۔

۶۔علامہ محمد باقر بن محمد تقی مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ۔آپ نے یہ حدیث اپنی کتاب بحار الانوار ج ٩ ص ٤٢٣ میں درج فرمائی ہے۔

۷۔علامہ سید ہاشم البحرانی متوفی ۱۱۰۶ھ۔درکتاب مدینة المعاجز ص ١٦٤ آپ کے الفاظ یوں روایت ہیں۔یاعلی ماعرف اللّٰہ إلا أنا وأنت وما عرفنی إلّا اللّٰہ وأنت ولا عرفك إلا اللّٰہ وأنا۔

۸۔علامہ شرف الدین بن علی النجفی متوفی بعد ۸۲۶ھ۔آپ نے یہ حدیث اپنی تالیف منیف تاویل الآیات الباھرة فی فضل العترة الطاھرة میں درج فرمائی ہے۔(کما فی المدینة ص ٢٤)

۹۔سید محمد مہدی الحسینی التنکابنی۔آپ نے یہ حدیث اپنی تالیف جلیل الطوالع الانوار ص ٢٦، ص ٤٩، ص ٤٣ میں نقل کی ہے۔

۱۰۔علامہ محمد باقر القائنی تلمیذ علامہ نوری متوفی ۱۳۲۰ھ۔آپ نے یہ حدیث بحوالہ مشارق الانوار و کبریت الاحمر ج ٢ ص ٢٤٣ میں نقل کی ہے۔

۱۱۔علامہ جلیل سید اسماعیل النوری الطبرسی۔آپ نے یہ حدیث اپنی تالیف منیف کفایة الموحدین ج ١ ص ١٥٠ میں نقل کی ہے۔نیز کفایة الموحدین ج ٢ ص ٤٠ میں فرماتے ہیں مرتبه محمد وآل محمد را کسی نشاخته و بزرگی وجلالت ایشاں کسی نه فهمیدند پس ذکر شد یا ذکر خواهد شد یا ذکر نمایند همه خلائق از بزرگی وجلالت ایشاں قطرهٔ ازدریا فضائل و مناقب جلال ایشاں وامام صادق علیه السلام فرموند که آنچه ظاهر شد از برائے ملائکه مقربین از اسرار آل محمد قلیلے از کثیر ست وکثیر آنرا احصاء نمی تواند کرد ۔محمد و آل محمد علیہم السلام کے رتبہ کو کسی نے نہیں پہچانا اور ان کی جلالت کو کوئی نہیں سمجھا جو کچھ ان کے فضائل و مناقب میں سے اب تک ذکر ہو چکا یا ہوگا یا ہو رہا ہے وہ ان کے فضائل کے سمندر میں سے ایک قطرہ ہے۔امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ملائکہ مقربین کے لئے بھی محمد و آل محمد علیہم السلام کے اسرار میں سے تھوڑا حصہ ظاہر ہوا ہے اور زیادہ کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔

۱۲۔خاتم المتکلمین رئیس المفسرین علامہ سید علی حائریؒ۔

اپنی تفسیر بے نظیر لوامع التنزیل ج ١٦ ص ٦٧ مطبوعہ لاهور میں اس حدیث جلیل القدر کو نقل فرماتے ہیں۔نیز ص ٧٥ میں فرماتے ہیں آں حضرت صلی اللہ علیه وآله وسلم اگرچه بظاهر بشربود لکن آنچه بود حق آں ست که اکثر حقیقت او نه

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فہـمـیـدنـد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ بظاہر بشر تھے لیکن درحقیقت کیا تھے حق یہ ہے کہ اکثر ان کی حقیقت کو نہ سمجھ سکے۔

۱۳۔علامہ سید رضی الدین تبریزیؒ مجتہد نجف اشرف دام عزہ۔ آپ نے یہ حدیث اپنی تالیف منیف القطرة من بحار مناقب النبی والعترة ص ۱٤۰ میں درج فرمائی ہے۔

۱۴۔زبدة العارفین علامہ سید محمد سبطین سرسویؒ مرحوم۔ آپ نے یہ حدیث اپنی اکثر کتب میں درج فرمائی ہے۔

۱۵۔جناب محمد حسین مؤلف احسن الفوائد و اصول الشریعہ۔ آپ نے یہ حدیث جلیل اپنے اس مقالہ میں نقل کی ہے جو ماہنامہ المبلغ سرگودھا ج ۷ شمارہ ۸ بابت ماہ ستمبر ٦۳ء میں شائع ہوا تھا۔ (ملاحظہ ہو ص ۲۷ از رسالہ مذکورہ)

۱۶۔مؤلف رسالہ حقائق الاسرار فی شرح الزیارات الجامعہ نے اپنی اس کتاب کے ص ۱۲۱ طبع ایران میں درج کی ہے۔ نیز فرماتے ہیں۔

لأنّ أنوارهم منزّهة عن الزمان و المكان لأنّها مخلوقة قبل خلق الزمان والمكان و هي بريئة عن الأمكنة و الحدود محتجب عنهم حسّ كل متوهم إذ لا يعرف كنههم إلّا اللّٰه و لهذا قال صلى اللّٰه عليه وآله وسلم لعلي ياعلي لا يعرفني إلّا اللّٰه وأنت ولا يعرفك إلّا اللّٰه وأنا وما عرف اللّٰه إلّا أنا وأنت و بالجملة فهذه الرواية واردة في حقائقهم النورانية۔

چونکہ ان کے انوار زمان و مکان سے منزہ ہیں اور زمان و مکان کی خلقت سے مقدم ہیں حدود و امکنہ سے بری ہیں۔ ہر وہم و گمان کرنے والے کی حس ان سے دور ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علیؑ مجھ کو اللہ اور تمہارے سوا کوئی نے نہیں پہچانا اور تم کو اللہ اور میرے سوا کوئی نے نہیں پہچانا اور اللہ کو تمہارے اور میرے سوا کسی نے نہ پہچانا۔ یہ روایت ان کے حقائق نورانیہ کے متعلق وارد ہے۔

۱۹۔خاتم المجتہدین و فخر المتکلفین حضرت علامہ سید عبدالرزاق المقرمؒ الموسوی نزیل نجف اشرف دام اللہ ظلہ الوریف اس حدیث کو اپنی تالیف منیف مقتل الحسینؑ ص ۱۹ میں درج فرمایا ہے۔

۱۸۔حکیم ترمذی سنی عالم جلیل نے النوادر میں یہ روایت لکھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مارأني في هذه الدنيا علىٰ الحقيقة التي خلقني اللّٰه عليها غير عليّ ابن أبي طالبؑ مجھ کو اس دنیا میں اصلی حقیقت پر سوائے علیؑ ابن ابی طالبؑ کے کسی نے نہ دیکھا۔

۱۹۔علامہ شیخ علی اکبر نہاوندیؒ۔ آپ نے یہ حدیث اپنی کتاب انوار المواهب ج ٤ ص ۳٤ میں درج فرمائی ہے۔

محمد وآل محمد علیهم السلام کی
خلقت نوری قرآن مجید کی روشنی میں

۱۔﴿فامنوا باللّٰه ورسوله والنور الذي أنزلنا﴾ پ۲۸ ع ۱۰۔ پس اللہ پر ایمان لے آؤ اور اسکے رسول پر اور اس نور پر جس کو ہم نے نازل کیا۔

تفسیر قمی ص ۵۸۳، تفسیر برهان ص ۱۱۲۰، بحارالانوار ج ۷ ص ۹٤ میں ابوخالد کابلی سے مروی ہے کہ امام محمد باقرؑ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔

يا أباخالد النور واللّٰه الآئمة من آل محمد إلىٰ يوم القيامة وهم واللّٰه نور اللّٰه الذي أنزل وهم واللّٰه نور اللّٰه في السموات والارض۔

اے ابوخالد نور سے مراد قیامت تک ہم آئمہ آل محمدؑ ہی ہیں۔ بخدا ہم ہی وہ نور ہیں جن کو نازل کیا گیا اور ہم ہی آسمانوں اور زمین میں اللہ کا نور ہیں۔

۲۔﴿واتبعوا النور الذي أنزل معه﴾ (پ ۹ ع۹)۔

اور انہوں نے اس نور کی پیروی کی جو ان کے ساتھ نازل کیا گیا تفسیر برهان ص ۳۷۰، بحارالانوار ج ۷ ص ٦٤ میں امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے النور في هذا الموضع أمير المومنين والآئمة عليهم السلام۔ اس مقام پر نور سے مراد امیر المومنینؑ اور آئمہ طاہرین

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

علیہم السلام ہیں۔(مراۃ الانوار ص ۲۱۰' اصول الشریعۃ ص ٦٨)

۳۔﴿ قد جاء کم برھان من ربّکم و أنزلنا إلیکم نوراً مبینا﴾(پ٦ ع٤)
تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل آچکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف دکھلا دینے والا نور نازل کیا۔

بحار الانوار ج ۷ ص ٦٤ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ البرھان رسول اللّٰہ والنور المبین علی بن أبی طالب ۔ برہان سے مراد رسول اللہ اور نور مبین سے مراد امیر المومنینؑ ہیں۔ (تفسیر برھان ص ٢٦٢' مراۃ الانوار ص ٢١٠)

آیات مذکورہ میں

انزال کا مفہوم اور تقریب استدلال

علامہ مجلسیؒ بحار جلد۷ ص١٦٣ میں فرماتے ہیں۔

و الإنزال لا ینافی ذلك لأنّه قدوردفی شان الرسول أیضاً قد أنزل اللّٰه إلیکم ذکراً رسولًا فأنزل نور النبی والوصی صلوات اللّٰه علیهما من صلب آدم إلیٰ الاصلاب الطاهرة إلی أصلاب عبد المطلب فافترق نصفین فانتقل نصف إلیٰ صلب عبد اللّٰه و نصف إلیٰ صلب أبی طالب کما مرّ وقد قال تعالی و النور الذی اُنزل معه وفسّر بعلی و أیضا یحتمل أن یکون الانزال إشارة إلیٰ أنّه بعد رفعهم علیهم السلام إلی أعلی منازل القرب والتقدس والعزّ والکرامة نزلهم إلیٰ معاشرة الخلق و هدایتهم لیأخذواعنه العلوم بقدسهم و طهارتهم و یبلغوا إلیٰ الخلق بظاهر بشر یتهم فإنزالهم إشارة إلی هذا المعنی۔

اگر یہ اشکال پیدا کیا جائے کہ اگر یہاں نور سے مراد اہل بیت رسولؐ ہیں تو ان کو نازل کرنے کا کیا مطلب ہے؟ جواباً عرض یہ ہے کہ انزال کا لفظ ہمارے مدعٰی کے منافی نہیں چونکہ یہی لفظ انزال

رسول اللہ کے لئے بھی آیا ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے۔﴿أنزل اللّٰہ إلیکم ذکراً رسولًا﴾ ۔ہم نے تمہاری طرف ذکر کو رسول بنا کر بھیجا ہے (پ ٢٨ ع٨) پس اللہ نے نبیؐ اور وصی علیہما السلام کے نور کو صلب آدمؑ سے اصلاب طاہرہ کی طرف منتقل کیا پھر وہاں سے رفتہ رفتہ حضرت عبد المطلبؑ کے صلب میں اتارا یہاں آکر یہ نور دو حصوں میں تقسیم ہوا۔نصف حضرت ابوطالبؑ کی صلب میں گیا اور نصف حضرت عبد اللہؑ کی صلب میں گیا۔ نیز خدا نے یہ بھی فرمایا کہ وہ نور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نازل ہوا تھا جس کی تفسیر علی علیہ السلام کے ساتھ کی گئی یہاں پر نزول کے مفہوم میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالی نے ان کو تقدس، عزت، کرامت اور منازل قرب کی رفعتوں تک پہنچانے کے بعد بندوں کے ساتھ معاشرت کے لئے اتارا تا کہ اپنی قدسی حالت اور طہارت کے ساتھ اس سے علوم حاصل کریں اور اپنی بشریت ظاہرہ کے ذریعے ان کو بندوں تک پہنچائیں ان کے نازل کرنے میں اسی معنی کی طرف اشارہ ہے۔

۴۔﴿قد جاء کم من اللّٰہ نور و کتاب مبین﴾ تفسیر لوامع التنزیل ج ١٥ ص ٣١٩ میں ہے بالاتفاق از نور مراد نور خاتم الانبیاء است زیرا کہ کتاب را بر نور عطف کردہ است پس مغایرت بینہما واجب است۔ پس کتاب قرآن ست واز نور مراد نور محمد ی باشد۔ بالاتفاق یہاں نور سے مراد خاتم الانبیاء ہیں چونکہ کتاب کو نور پر عطف کیا گیا ہے اسی لئے دونوں میں مغایرت واجب ہے پس کتاب سے قرآن اور نور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور مراد ہیں۔اصول الشریعہ ص٦٨ میں بھی اس آیت میں نور سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لئے گئے ہیں۔

معصومینؑ کی خلقت نوری

احادیث کی روشنی میں

١۔ مقتضب الاثر ص ٨ تالیف محمد بن عیاش جوہری متوفی ٤٠١ھ اور مصباح الشریعہ باب ٦٩ میں سلمان فارسی کی ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

یاسلمان خلقنی اللّٰہ من صفوۃ نورہ فدعانی فأطعتہ و خلق من نوری علیاً فدعاہ إلیٰ طاعتہ فأطاعہ وخلق من نوری و نورعلی فاطمۃ فدعاھا فأطاعتہ و خلق منی و من علی ومن فاطمۃ الحسن و الحسین فدعاھما فأطاعاہ فسمّانا اللّٰہ بخمسۃ من أسماء من أسمائہ فاللّٰہ المحمود وأنا محمد واللّٰہ الأعلی وھذا علیّ واللّٰہ فاطر وھذہ فاطمۃ و اللّٰہ الاحسان وھذا الحسن و الحسین ثمّ خلق من نورالحسین تسعۃ آئمۃ فدعاھم فأطاعوہ قبل أن یخلق سماء مبنیۃً وأرضاً مدحیۃً أوھواً أوماءً أوملکاًأوبشراً۔ (نیز بحارالانوار ج ۱ ص ۱۸۱) اے سلمان اللہ نے مجھ کو اپنے منتخب نور سے خلق فرمایا پھر مجھ کو پکارا تو میں نے اس کی اطاعت کی اور میرے نور سے علی علیہ السلام کا نور پیدا کیا پھر اس کو اپنی اطاعت کی طرف بلایا پس علی علیہ السلام نے اسکی اطاعت کی پھر میرے اور علی علیہ السلام کے نور سے فاطمہ علیہا السلام کو خلق فرمایا اور اپنی اطاعت کی طرف بلایا تو فاطمہ علیہا السلام نے اسکی اطاعت کی پھر فاطمہ علیہا السلام کے نور سے حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کو پیدا کیا پھر ان کو بلایا تو انہوں نے اس کی اطاعت کی پھر اپنے اسماء میں سے ہمارے نام رکھے وہ محمود ہے میں محمد ہوں وہ اعلی یہ علی علیہ السلام ہیں وہ فاطر ہے یہ فاطمہ علیہا السلام ہے وہ قدیم الاحسان ہے یہ حسن علیہ السلام ہے وہ محسن ہے یہ حسین علیہ السلام ہے پھر حسین علیہ السلام کے نور سے ۹ امام پیدا کیے ان کو اپنی اطاعت کی طرف بلایا تو انہوں نے اطاعت کی قبل اس کے کہ کوئی آسمان و زمین ہوا پانی یا کوئی فرشتہ یا بشر بنتا۔

۲۔مرأۃ الانوار ص ۲۲ میں بحوالہ کنز الفوائد ابن عباس سے مروی ہے۔

کنّا عند رسول اللّٰہ فأقبل علی علیہ السلام فقال لہ النبی مرحبا بمن خلقہ اللّٰہ قبل أبیہ بأربعین ألف سنۃ فقلنا یارسول اللّٰہ أکان الابن قبل الأب فقال نعم إنّ اللّٰہ خلقنی و علیاً من نور واحد قبل خلق آدم بھذہ المدّۃ۔

ہم رسول اللہ کے پاس بیٹھے تھے کہ علی علیہ السلام تشریف لائے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مرحبا اے

وہ جوان جس کو اللہ نے اس کے باپ سے چالیس ہزار سال قبل پیدا کیا ہم نے کہا یا رسول اللہ کیا باپ اپنے بیٹے سے قبل پیدا ہو گیا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں اللہ نے مجھ کو اور علی علیہ السلام کو خلق آدم سے چالیس ہزار سال قبل ایک ہی نور سے پیدا کیا۔ (نیز یہ حدیث ارشاد القلوب ج ۲ ص ۲۰۲ میں بھی مروی ہے۔ کذا فی البحارالانوار ج ۷ ص ۱۰۹)۔

۳۔ بحارالانوار ج ۱۴ ص ۴۸ میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے۔

یا جابر إنّ أولّ ما خلق اللّٰہ خلق محمداً و عترتہ الھداۃ فکانوا أشباح نور بین یدی اللّٰہ تعالی قلت ما الا شباح قال ظلّ النور أبدان نورانیۃ بلا أرواح وکان مؤیداً بنور واحد وھی روح القدس فبہ کان یعبد اللّٰہ و عترتہ۔ (بحارالانوار ج ۶ ص ۶)

اے جابر سب سے پہلے اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی عترت ہدایت کنندہ کو پیدا کیا یہ اللہ تعالی کے پاس اشباح نور تھے میں نے کہا اشباح کیا ہوتے ہیں؟ امامؑ نے فرمایا نور کا سایہ نورانی بدن جن میں روحیں نہ ہوں ان میں اس وقت ایک ہی نور تھا اور وہ روح القدس تھا جس کے ذریعے وہ اور ان کی عترت اللہ کی عبادت کرتے تھے۔(کذافی شرح کافی ج ۴ ص ۱۵۱)

۴۔ بصائر الدرجات جلد اول ص ۶ باب خلق الآئمۃ، بحارج ۱۴ ص ۳۹۹ ص ۴۲۸ اور شرح اصول کافی کتاب الحجۃ جلد ۴ ص ۴۲ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔

إنّ اللّٰہ خلقنا من نورعظمتہ ثمّ صوّرنا خلقنا من طینۃ مخزونۃ من تحت العرش فأسکن ذلك النور فیہ فکنّا نحن خُلقنا بشراًنورانیین ولم یجعل لأحد فی مثل الذی خلقنا منہ نصیباً۔ اللہ نے ہم کو اپنے نور عظمت سے پیدا کیا اور پھر ہماری صورت اس طینت مخزونہ سے بنائی جو عرش کے نیچے تھی اور اس نور کو اس میں رکھا پس ہم بشر نورانی بن گئے اور جس چیز سے ہم پیدا ہوئے اس میں کسی کو حصہ نہیں ملا۔

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۵۔مراۃ الانوار ص ۲۰، بحارالانوار ج ۷ ص ۱۸٤ میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے۔

يفصل نور نا من الله لشعاع الشمس من الشمس ۔ ہمارا نور خدا کے نور سے اس طرح جدا ہے جس طرح سورج کی شعاع سورج سے جدا ہے۔

علامہ مرزا ابوالحسن الشریف مراۃ الانوار ص ۲۱ میں اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اشارة إلىٰ مافيهم من جهة الروحانية التي بسببها كانوا قابلين للفيوضات التي إختصت بهم صاروا أوساط الاستفادة من طرف الله كما أنّهم لعلّة الجهة البشرية كانوا وسائط إيصال أحكام الله وغيرها إلىٰ الخلق۔ اس حدیث سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان ذوات مقدسہؑ میں ایک جہت روحانی (جنبہ نوری تھا) جس کے ذریعے وہ ان فیوضات کو قبول کرنے والے تھے جو ان سے مخصوص تھے اور اللہ کی طرف مستفید ہوتے تھے۔ اور بشری جہت سے وہ اللہ کے احکام بندوں تک پہنچاتے تھے۔

۶۔حیات القلوب ج ۲ ص ٤ میں مروی ہے۔ بسند معتبر امام جعفر صادق منقول ست که محمد و علی صلوات الله علیهما نور بودند نزد خداوند عالمیان دو ہزار سال پیش از آنکه حق تعالی خلائق را ایجاد کند پس چوں ملائکة آں دو نور رادیدند یکے را أصل یا فتند وازاں شعاع لا مع گردیده است که فرع آں بود پس گفتند خداوند ایں چه نور است حق تعالے وحی نمود بسوئے ایشاں که ایں نوراست از نورہای من که اصلش پیغمبری است و فرعش امامت است۔

بسند معتبر امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ محمد و علی صلوات اللہ علیہما اللہ کے نزدیک مخلوقات کی خلقت سے دو ہزار سال قبل دو نور تھے جب ملائکہ نے دیکھا کہ ایک نور اصل ہے اور اس سے ایک شعاع نکلی ہوئی ہے جو اس کی فرع ہے تو انہوں نے کہا کہ اے خداوند یہ کیسا نور ہے اللہ نے ان کی طرف وحی کی کہ یہ میرے انوار میں سے ایک نور ہے جس کی اصل نبوت ہے اور اس کی فرع

امامت ہے۔

۷۔حیاة القلوب ج ۲ ص ۳ میں مروی ہے۔ وبطرق متعددة ازعبدالله بن عباس منقول است که حضرت رسول الله فرمود که حق تعالی خلق کرد مرا وعلی را نوری ودرزیر عرش پیش ازاں که خلق نماید آدم را بدوازده ہزار سال چوں آدم راخلق کرد آں نور رادر صلب آدمؑ انداخت پس آں نوراز صلبے بصلب دیگر منتقل می شد تا آنکه جدا شدیم مادرصلب عبدالله وابوطالب پس خدا مرا أزآں نور خلق نمود۔

مختلف اسانید سے عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو اور علی علیہ السلام کو خلقت آدم سے بارہ ہزار سال قبل زیر عرش نور خلق فرمایا پس جب حضرت آدمؑ کو خلق کیا تو اس نور کو ان کی صلب میں رکھ دیا اور وہ نور صلب بصلب منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ ہم حضرت عبداللہؑ اور حضرت ابوطالبؑ کی صلب سے جدا ہو گئے اور اسی نور سے اللہ نے مجھ کو خلق فرمایا۔

۸۔بحارالانوار ج ۱۰ ص ۲ بحوالہ معانی الاخبار بسند صحیح امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔

قال رسول الله خلق الله نور فاطمةؑ قبل أن يخلق الارض والسماء فقال بعض الناس يا نبي الله فليست هي إنسية فقال حوراء إنسية فقالوا يا نبي الله كيف هي حوراء إنسية فقال خلقها الله من نوره قبل أن يخلق آدم۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ اللہ نے فاطمہ علیہا السلام کے نور کو آسمان و زمین کی خلقت سے پہلے پیدا کیا بعض لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا فاطمہ علیہا السلام نور ہے انسان نہیں ہے آنحضرتؐ نے فرمایا فاطمہ علیہا السلام حوریہ بصورت انسان ہے لوگوں نے کہا یہ کیسے آنحضرتؐ نے فرمایا چونکہ اللہ نے خلقت آدمؑ سے قبل اس کو اپنے نور سے پیدا کیا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شیخ صدوقؒ نے کتاب مولد فاطمہ علیہا السلام میں مرفوعاً اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے۔

قال لی رسول اللّٰہ وقد کنت شہدت فاطمۃ وقد ولدت بعض ولدھا فلم أرلھا دماً فقال إنّ فاطمۃ خُلقت حوریۃ فی صورۃ إنسیۃ۔

میں نے دیکھا کہ ایک مرتبہ جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کے ہاں کسی بچہ کی ولادت ہوئی تو ان سے بمقتضائے تکلیف نسوانی کسی قسم کا خون نہیں دیکھا گیا پس آنحضرتؐ نے فرمایا فاطمہ علیہا السلام حور ہیں جن کو بصورت انسانی خلق کیا گیا۔تفسیر فرات بن ابراھیم میں آنحضرتؐ سے منقول ہے فاطمۃ حوراء إنسیۃ لا إنسیۃ فاطمہ علیہا السلام صرف انسان نہیں ہیں بلکہ حوریہ بصورت انسان ہیں۔(بحار عاشر)

۹۔علل الشرائع میں امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ جب ان سے سوال کیا گیا کہ فاطمہ علیہا السلام کو زہرا کیوں کہا جاتا ہے تو آنحضرتؐ نے جواب دیا۔

لأنّ اللّٰہ خلقھا من نور عظمتہ فلمّا أشرقت أضاء ت السماوات والارض بنورھا وغیشت أبصار الملائکۃ و خرّت الملائکۃ ساجدین وقالوا إلٰھنا وسیدنا ما ھذا النور فأوحیٰ اللّٰہ إلیھم ھذا نور من نوری أسکنتہ فی سمائی خلقتہ من عظمتی أخرجتہ من صلب نبی من الانبیاء و أخرج من ذلک النور آئمۃً یقومون بأمری۔

چونکہ اللہ نے ان کو اپنے نور عظمت سے پیدا کیا جب ان کا نور چمکا تو آسمان وزمین روشن ہو گئے اور ملائکہ کی آنکھیں چندھیا گئیں اور وہ سب سجدہ میں گر گئے اور کہا کہ اے معبود حقیقی یہ کیسا نور ہے اللہ نے ان کی طرف وحی کی یہ میرے نور میں سے ایک نور ہے جس کو میں نے اپنی عظمت سے خلق کیا اور اپنے آسمان میں ٹھہرایا اس کو میں اپنے انبیاء میں سے ایک نبی کی صلب میں سے نکالوں گا اور اس سے آئمہ پیدا کروں گا جو میرے امر کو قائم کریں گے۔(بحار الانوار ج ۱۰ ص ٤)

۱۰۔بحار الانوار ج ۹ ص ۷ میں شیخ طوسیؒ کے اسناد سے بروایت ثقہ جلیل ابو محمد فضل بن شاذان قمی امام موسیٰ کاظمؑ سے مروی ہے۔

ھم خلقوا من الأنوار و انتقلوا من ظھر إلیٰ ظھر وصلب إلیٰ صلب ورحم إلیٰ رحم بل نقل بعد نقل لا من ماء مھین ولا نطفۃ خشرۃ کسائر خلقہ بل أنوار إنتقلوا من أصلاب الطاھرین إلیٰ أرحا م المطھرات لأنّھم صفوۃ الصفوۃ۔

آئمہ اطہار علیہم السلام انوار سے پیدا کئے گئے اور پشت بہ پشت رحم بہ رحم منتقل ہوتے چلے آئے ہیں ان کی پیدائش نطفہ اور نجس مادہ منویہ سے نہیں ہوئی بلکہ یہ نور ہی نور اصلاب طاہرینؑ سے ارحام طاہراتؑ کی طرف منتقل ہوتے چلے آئے چونکہ یہ خدا کی برگزیدہ مخلوق ہیں۔

ان احادیث شریفہ معتبرہ سے ان ذوات عظام کی خلقت نورانی آفتاب نصف النہار کی طرح واضح وروشن ہے جو عیاں راچہ بیان کا مصداق ہے اور روح وہدایت کے ساتھ بے سرو پا تاویلات سے کوئی ربط ہی پیدا نہیں ہوتا اگر بفرض محال ہم ان کی نورانیت جسمانی کے منکر ہو جائیں تو مندرجہ ذیل احادیث کے متعلق کیا حکم لگایا جائے گا۔

۱۔معانی الاخبار ص ۲۳، جلاء العیون ص ۱۰۶، بحار عاشر ص ٤ میں ابان بن تغلب سے مروی ہے کہ انہوں نے امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کی کہ فاطمہ علیہا السلام کو ''زہرا'' کیوں کہتے ہیں؟ امامؑ نے فرمایا۔لأ نّھا تزھر لأمیرالمومنینؑ فی النھار ثلث مرّات بالنور وکا ن نور وجھھا یزھر صلوات الغداۃ والناس فی فراشھم فیدخل بیاض ذلک النور فی حجراتھم بالمدینۃ فیبیّض حیطانھم فیتعجبون من ذلک فیاتون النبیؐ فیسألونہ عمّا رأو فیرسلھم إلیٰ منزل فاطمۃ فیرونھا قاعدۃ فی محرابھا و تصلیّ و النور یسطع من وجھھا۔

چونکہ آپ دن میں تین مرتبہ امیر المومنینؑ کے لئے روشن ہوا کرتی تھیں صبح کی نماز کے وقت جب لوگ اپنے بستروں میں ہوتے ہیں تو آپ کے چہرے کا نور اتنا چمکتا تھا کہ اس نور کی سفیدی مدینہ میں لوگوں کے حجروں میں داخل ہو جاتی تھی اور ان کی دیواریں چمک اٹھتی تھیں پس لوگ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کرتے تھے کہ یارسول اللہ یہ نور کیسا ہے پس

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو دولت سرائے فاطمہ علیہا السلام کی طرف بھیجتے تھے اور وہ دیکھتے تھے کہ یہ خاتون اقدس اپنے محراب میں بیٹھ کر عبادت میں مصروف ہیں اور آپ کا چہرہ نور سے دمک رہا ہے۔

٢۔روی عن عثمان بن أبي العاص عن أمّه قالت لمّا حضرت ولادة رسول اللّه رأيت البيت حين وقع قد إمتلاء نوراً ۔(انوار محمديه ص ١٦)
عثمان بن ابی عاص کی والدہ سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا وقت آیا اور آپ شکم مادر سے زمین پر تشریف لائے تو سارا گھر نور سے جگمگا اٹھا۔

٣۔عن آمنة قالت لمّا فصل منى النبى خرج معه نور أضاء ما بين المشرق والمغرب ۔(انوار محمديه ص ١٦)
آمنہ بنت وہبؑ سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو ان کے ساتھ اتنا نور برآمد ہوا کہ مشرق ومغرب کے مابین فضاء روشن ہوگئی۔

۴۔علامہ مجلسی حیاۃ القلوب ج دوم ص ١١٧ میں فرماتے ہیں۔ پیوستہ نور از جبین مبارکش ساطع بود ودرشبہا چوں ماہتاب بردرو دیوار می تابدو نقل کردہ اند کہ در شبی عائشہ سوزنی گم کردہ بود وچوں آنحضرت داخل حجرہ شد بنور روی آنحضرت سوزن را یافت و روایت کردہ اند کہ درشب تاری در راہی می رفتند دست مبارك رابلند کر دند واز انگشتان منورش نور می تابد وبنور آں راہ می یافتند۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جبین مبارک سے برابر نور چمکتا تھا اور تاریکی کے اندر در و دیوار پر چاند کی طرح روشنی پیدا ہوجاتی تھی اور روایت میں ہے کہ ایک شب عائشہ نے سوئی گم کردی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرہ میں آئے تو آپ کے چہرے کے نور سے انہوں نے سوئی تلاش کرلی اور ایک اور روایت میں ہے کہ آپ راہ چلتے چلتے ہاتھ کو بلند کر دیتے تھے اور آپ کی انگشتان منور سے نور چمکتا تھا اور لوگ راستہ دیکھ لیتے تھے۔

٥۔فوضعت خديجة فاطمةّ طاهرة ومطهّرة فلمّا سقطت أشرق منها نور حتى د خل بيوتات مكة (بحار عاشر) جب ام المومنین حضرت خدیجہؑ کے بطن سے جناب فاطمہ علیہا السلام پاک و پاکیزہ باہر تشریف لائیں تو آپ کے جسم سے اتنی روشنی اٹھی کہ مکہ کے گھر روشن ہوگئے۔

٦۔إنّ الحسينّ كان إذا جلس فى المكان المظلم يهتدى إليه النا س ببياض جبينه ۔(بحار عاشر ص ١٥٦‘ مدينة المعاجز ص ٢٥٩)
امام حسین علیہ السلام جب تاریک مقام پر تشریف فرما ہوتے تھے تو آپ کی پیشانی کے نور سے لوگوں کو ان کی طرف راستہ نظر آجاتا تھا۔

٧۔ام الفضل بنت مامون سے مروی ہے رأيت من وجهه نوراً عليت البيت وما قدرت النظر إليه۔ (انوار النعمانيه ص ٢٣٨) جب امام محمد تقی علیہ السلام ہمارے گھر داخل ہوئے تو میں نے ان کے چہرۂ مبارک سے اس قدر نورانی شعاعیں دیکھیں کہ وہ تمام مکان پر بلند ہوگئیں اور میں ان کے چہرہ کی طرف نہ دیکھ سکی۔

٨۔بحار جلد ١٢ ص ٣ میں مروی ہے کہ جب امام صاحب الزمان صلوٰۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف دنیا میں تشریف لائے تو اتنا نور نکلا کہ افق آسمان پر پھیل گیا ان احادیث سے تو بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ عنصر نوری ان کے اجسام مطہرہؑ میں بھی داخل ہے۔

پس ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ان نصوص صریحہ کے باوجود نور کی تاویل روح یا ہادی سے کر دینا کیوں کر درست سمجھا جا سکتا ہے۔ نیز مخفی نہ رہے کہ ان ذوات مقدسہ کی خلقت نوری کے متعلق اس قدر متکاثرہ ومتضافرہ احادیث وارد ہیں کہ اگر ان کو جمع کیا جائے تو کئی مجلدات پر مشتمل ایک مستقل کتاب بن جائے اسی حقیقت قاہرہ کی تاب نہ لاتے ہوئے عالیجناب حسین بخش صاحب (جاڑا) اپنی تالیف لمعة الانوار ج ٢ ص ١٢ میں فرماتے ہیں ”بہر کیف ان کی خلقت نوری کے متعلق احادیث حدتواتر کو پہنچی ہیں“ نیز ص ٢٠٧ میں لکھتے ہیں کہ ”خدا نے نور کی

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ایک نوع پیدا کی ہے اور محمد و آل محمد علیہم السلام اس نوع کے اشرف افراد ہیں'' ان احادیث متکاثرہ و متضافرہ کے ناقابل انکار تواتر سے متاثر ہو کر خود مؤلف اصول الشریعہ ص ٦٨ پر یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے ''اسی طرح متعدد روایات میں آنحضرتؐ کی نوری خلقت کا تذکرہ موجود ہے جیسے حدیث مشہور أوّل ماخلق اللّٰہ نوری یا جیسے أنا وعلی من نور واحد أو غیر ذلك من الاخبار الکثیرۃ''۔ الحمدللہ کہ فاضل مولف نے ان ذوات مقدسہ کو نوری مخلوق ماننے کا اعلان کر دیا ہے لہذا اب اس حقیقت قاہرہ کے بعد ان کی کوئی تاویل قابل قبول اور مورد توجہ قرار نہیں پاتی تاہم صاحب اصول الشریعہ نے ص ٦٩ پر اپنی منفرد اور ذاتی آراء و نظریات کی روشنی میں ان احادیث کی بلاوجہ تاویل کرتے ہوئے لکھا ہے ''نور سے مراد ان کی ارواح ہیں'' اور پھر ایک مقام پر نور بمعنی ہادی لئے ہیں اور فرمایا ہے کہ ان آیات و روایات کا پہلا صحیح مطلب یہ ہے کہ ''یہاں وارد شدہ لفظ نور سے ان کے بدن و جسم مراد نہیں بلکہ ان کے ارواح مقدسہ مراد ہیں اور چونکہ ان کے اجسام مقدسہ ان کے ارواح مطہرہ کے حامل ہیں اس مناسبت سے ان کو من باب المجاز نور کہہ دیا گیا ہے''۔

روح کو نور سے تعبیر کرنا مسلّمات شیعہ کے خلاف ہے

فاضل مؤلف نے اپنے مؤقف میں دو حدیثیں بیان کی ہیں۔

۱۔ بحار الانوار ج ۷ ص ۱۸۰ میں منهج التحقيق الى سواء الطريق کے حوالے سے مرقوم ہے امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے إن اللّٰه خلق أربعة عشر نوراً من نور عظمته قبل خلق آدمؑ بأربعة عشر ألف عام فهى أرواحنا۔ خداوند عالم نے حضرت آدمؑ سے چودہ ہزار سال قبل چودہ انوار کو اپنے نور عظمت سے پیدا کیا اور یہ انوار ہماری ارواح ہیں۔

جواباً عرض یہ ہے کہ یہ حدیث علم درایت کے لحاظ سے گری ہوئی ہے چونکہ

منهج التحقيق ایک مجہول المؤلف کتاب ہے جس کے متعلق آج تک ثابت نہ ہو سکا کہ کس کی ہے لہذا بقول مولانا صاحب اصول عقائد میں ایک صحیح الاسناد خبر واحد بھی حجت نہیں ہو سکتی تو ایک مجہول الحال مؤلف اور مجہول الحال کتاب کی روایت پر کیونکر اعتماد کیا جا سکتا ہے ثانیاً اینکہ اگر اس روایت کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی مولف کا مدعا ثابت نہیں چونکہ عوالم ج ۲ اور الدمعة الساكبة ص ۲۳۱ سطر ۲۱ یہ روایت منقول ہے جہاں ''فهى ارواحنا'' کی بجائے ''فيهن ارواحنا'' لکھا ہے جس کا مطلب واضح ہے کہ ان چودہ انوار میں ہماری ارواح رکھی گئی تھیں جو ہمارے نظریہ کے بالکل مطابق ہے۔

۲۔ دوسری روایت کنز الفوائد کراجکی کے حوالے سے شیخ صدوقؒ کی کتاب المعراج سے نقل کی گئی ہے۔ يا علىؑ إنّ اللّٰه كان ولا شئى معه فخلقنى و خلقك روحين من نور جلاله ۔ یا علیؑ خداوند عالم موجود تھا اور اس کے ہمراہ اور کوئی چیز نہ تھی پس مجھے اور آپ کو اپنے نور جلال سے دو روح پیدا کیا۔

اس شبہ کے چند جوابات موجود ہیں

۱۔ اینکہ یہ حدیث کنز الفوائد کراجکی میں بالکل درج نہیں ہے حوالہ غلط دیا گیا ہے بلکہ کنز جامع الفوائد و دفع المعاند میں منقول ہے جس کے مؤلف بھی مختلف فیہ ہیں بعض یہ کہتے ہیں کہ شیخ علم بن منصور متوفی ۹۳۷ھ (تقریباً) ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ السید شرف الدين على النجفى صاحب تاویل الآیات الباہرہ ہیں علامہ مجلسیؒ جہاں ''کنز'' لکھتے ہیں اس سے یہی کتاب مراد ہوتی ہے اور کراجکی متوفی ۴۹۱ھ کی کنز الفوائد کے لئے كنزا لكرا جكى لکھتے ہیں۔

۲۔ دوم اینکہ اس روایت کے راوی ابن عباس ہیں جن کی شخصیت بھی مختلف فیہ ہے باقی اسناد حذف ہیں تا کہ فن رجال کی روشنی میں اس کو جانچا جائے پس اصول عقائد جیسے نازک معاملہ میں فاضل مولف ایک مرسل اور غیر معصوم کی روایت پر عقائد کی دیوار کیونکر استوار فرما رہے ہیں۔

۳۔ اینکہ فاضل مولف نے یہاں بھی حسب عادت روایت میں قطع و برید کر کے ﴿لا تقربوا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

الصلوۃﷺ والاقضیہ پیش کیا ہے کاش وہ ایسا نہ کرتے چونکہ اس قسم کے حقائق سے چشم پوشی علماء کے شایان شان نہیں بہرحال اگر شیخ صاحب نے اس روایت کو مکمل طور پر ذکر نہیں کیا تو ہم اس کو مکمل طور پر نقل کرتے ہیں تا کہ معلوم ہو سکے کہ شیخ صاحب کا موقف اس روایت سے کہاں تک ثابت ہے" ببیں تفاوت رہ از کجاست تابکجا"

معالم الزلفیٰ ص ۲۵۷' ۳۷۹ اور بحارالانوار ج ۷ ص ۱۸۰ ط کمپانی اورمراۃ الانوار ص ۲۱ میں مروی ہے۔ روی الصدوق فی کتاب المعراج عن رجاله عن إبن عباس قال سمعت رسو ل اللّٰه وهو يخاطب علياً و يقول يا علی إنّ اللّٰه كان و لا شئی معه فخلقنی و خلقك روحين من نور جلا له فكنّا امام عرش ربّ العالمين نسبح اللّٰه و نقد سه و نحمده و نهلّله و ذلك قبل أن يخلق السمٰوات والأرضين فلمّا أراد أن يخلق آدمؑ خلقنی و إيّاك من طينة واحدة من طينة عليين وعجننا بذلك النور و غمسنا فی جميع الأنهار وأنهار الجنة ثمّ خلق آدم و استودع صلبه تلك الطينة والنور فلمّا خلقه إستخرج ذرية من ظهره فاستنطقهم وقرّرهم با لربو بية فاول خلق اللّٰه اقراراًبالربو بية أنا وأنت و النبّيون علیٰ قدرمنازلهم و قربهم من اللّٰه وقال اللّٰه تعالی صدقتما وأقررتما يا محمد و ياعلیؑ و سبقتما خلقی إلیٰ طاعتی وكذلك كنتما فی سابق علمی فانتما صفوتی من خلقی والآئمة من ذريتكما و شيعتكما وكذلك خلقتم ثم قال النبی يا علی فكانت الطينة فی صلب آدم و نوری و نورك بين عينيه فما زال ذلك النور ينتقل بين أعين النبيين و المنتجبين حتی وصل النور والطينة إلیٰ صلب عبدالمطلب فافترق نصفين فخلقنی اللّٰه من نصفهم واتخذنی نبياً ورسولاًوخلقك من النصف الاخر فاتخذك خليفة علی خلقه ووصياً وولياً۔(بقدرضرورت نقل کی گئی ہے)

شیخ صدوقؒ نے کتاب المعراج میں اپنے راویوں سے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا وہ علی علیہ السلام سے خطاب کررہے تھے اے علی اللہ موجود تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا تو اس نے مجھے اور آپ کو اپنے نور جلال سے دو روحیں پیدا کیا ہم عرش کے آگے اللہ کی تسبیح و تقدیس و تہلیل کیا کرتے تھے اور یہ سب اس وقت تھا جب کہ آسمان و زمین نہ بنے تھے اور جب اللہ نے آدمؑ کو خلق کرنا چاہا اور آپ اور مجھ کو علیین کی ایک خاک سے پیدا کیا اور ہم کو اپنے نور میں سرشت کیا اور پھر نورانی سمندروں اور جنت کے دریاؤں میں غوطہ دیا۔ پھر آدمؑ کو پیدا کیا تو اس طینت کو اور نور کو ان کے صلب میں رکھا پھر جب ان کو پیدا کیا تو ان کی ذریت کو ان کی پشت سے نکالا اور ان کو بلوایا اور ربوبیت کا اقرار کرایا اے علیؑ اللہ کی مخلوق میں ربوبیت کا سب سے پہلا اقرار کرنے والا میں اور آپ ہیں اور منازل قربت کے لحاظ سے باقی انبیاء بھی ہیں۔ اور اللہ نے فرمایا اے محمدؐ اور اے علیؑ تم نے میری تصدیق کی اور اقرار کیا اور سب سے پہلے میری اطاعت کی طرف سبقت کی تم اسی طرح میرے سابق علم میں تھے اور تم دونوں کی ذریت سے آئمہ اطہارؑ اور تمہارے شیعہ میرے برگزیدہ ہو اور تم اسی طرح پیدا کئے گئے پھر آنحضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ پھر وہ طینت صلب آدمؑ میں چلی گئی اور میرا اور تمہارا نور ان کی آنکھوں کے درمیان رہا اور وہ نور برابر انبیاء کی آنکھوں کے درمیان منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ وہ نور اور طینت حضرت عبدالمطلبؑ کے صلب میں آئی اور پھر وہ نور دو حصوں میں بٹ گیا نصف سے اللہ نے مجھ کو پیدا کیا اور مجھ کو نبی بنایا اور نصف سے تم کو پیدا کیا اور اپنی مخلوق پر وصی اور ولی اور خلیفہ بنایا۔

نیز تفسیر برھان ص ۳۲۶' روضة الواعضين ج ۱ ص ۱۰۳ ور بحارالانوار ج ۹ ص ۶ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔

إنّ اللّٰه خلقنی و علياً من نور واحد وإنّا كنّا فی صلب آدم نسبح اللّٰه ثمّ نقلنا إلیٰ أصلاب الآباء وأرحام النساء يسمع تسبيحنا فی الظهور والبطون فی كل عهد وعصر إلیٰ عبدالمطلب وإنّ نورنا كان يظهر من

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وجوه آبائنا و أُمّها تنا حتی تبين أسمائنا مخطوطة بالنور علیٰ جباههم ثمّ إفترق نورنا فصار نصفه فی عبداللّٰه و نصفه فی أبی طالب عمی وكان يسمع تسبيحنا من ظهورهم وكان أبی و عمی إذا جلسا فی الملاء من قريش وقد تبين نوری من صلب أبی ونور علی من صلب أبيه۔

اللہ نے مجھ کو اور علی علیہ السلام کو ایک نور سے پیدا کیا اور ہم آدمؑ کی صلب میں اللہ کی تسبیح وتقدس کیا کرتے تھے۔ پھر ہم اپنے آباء وامہات کے اصلاب وارحام کی طرف منتقل ہوئے اور حضرت عبدالمطلبؑ کے زمانہ تک ہر دور اور ہر زمانہ میں ہمارے آباء واجداد کی پشتوں سے تسبیح کی آوازیں سنائی دیتی تھی اور ہمارا نور ہمارے آباء وامہات کے چہروں سے ظاہر ہوجاتا تھا حتی کہ ہمارے نور کے ساتھ لکھے ہوئے اسماء ان کی پیشانیوں پر واضح ہوجاتے تھے پھر یہ نور جدا ہوا نصف جناب عبداللہؑ میں چلا گیا اور نصف حضرت ابوطالبؑ میں ان کی پشتوں سے ہماری تسبیح کی آوازیں سنائی دیتی ہیں اور میرے والد اور میرے عم محترم جب قریش کی محفل میں بیٹھتے تھے تو میرا نور حضرت والد کی صلب سے ظاہر ہوتا تھا اور علیؑ کا نور ان کے والد کی صلب سے ظاہر ہوتا تھا۔

ان احادیث اور اخبار کے مفاد سے ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ آخر میں ان میں روح کو نور سے کیا ربط ہے؟ ان سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کی روح بھی نوری تھی اور ان کی خلقت میں بھی نور اور طینت کا دخل ہے ان کے انوار مقدسہ ان کے آباواجداد کی پیشانیوں سے روشنی دیتے تھے اور چمکتے ہوئے نظر آتے تھے اور انہی انوار سے ان کی خلقت ظاہری ہوئی ہے۔

نورسے روح مراد ہونے کا بطلان بعض علماء اعلا م کی نظرمیں

ا۔علامہ خلیل قزوینی شرح صافی ج ٤ ص ١٤٨ میں اسی قسم کے ایک نظریہ کی رد کرتے ہوئے اشکال قائم کرتے ہوئے اور روح ونور کا فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں وإلاّ لا زم آید کہ کفار نیز نور باشد چہ ارواح ایشاں نیزپیش از خلق ابدان مخلوق

شدہ پس نور بمعنی ربو بیت رب العالمین است ومراد این جا مصداق ربوبیت یعنی روح بلا بدن سے مراد نفس ناطقہ ہے یہ نور کی تفسیر نہیں ہے کیونکہ اگر نور سے مراد روح لی جائے تو لازم آتا ہے کہ کفار بھی نور ہوں چونکہ ان کی ارواح بھی ابدان سے قبل خلق کی گئیں پس نور ربوبیت رب العالمین کے معنی میں ہے اور یہاں مراد مصداق ربوبیت ہے۔

٢۔اسی طرح علامہ نعمت اللہ جزائریؒ انوار نعمانیہ ص ٤ میں احادیث نور کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

أمّا حقيقة هذه الأنوار فلا نتحققّها علیٰ حقيقتها ولكن المفهوم من هذه الأخبار هوأنّ المراد بهذه الأنوار أجسام لطيفة علیٰ قالب هذه الأجسام و تفارقها فی النور واللطافة والصفاء ولمّا خلقها وأدخل الأرواح فيها فكانت أجساماً فيها أرواح فی عالم الملكوت تسبّح اللّٰه وتقدّسه۔

ان انوار کی حقیقت تک تو ہم نہیں پہنچ سکتے لیکن ان احادیث سے سمجھ میں یہی آتا ہے کہ ان انوار سے اجسام لطیفہ مراد ہیں جو کہ ان اجسام کی مانند تھے مگر نور اور لطافت اور صفاء میں ان سے جدا تھے جب اللہ نے ان کو خلق کیا اور ارواح کو ان میں داخل کیا تو یہ عالم ملکوت میں ایسے اجسام بن گئے تھے جن میں روح بھی تھی جو اللہ کی تسبیح وتقدس کرتے تھے ان علماء اعلام کے فرامین عالیہ کی تحریر کے بعد ہر عاقل پر واضح ہوجاتا ہے کہ مؤلف اصول الشریعہ کا نظریہ باطل وعاطل ہے کہ نور سے مراد ان کی ارواح ہیں۔ (واللّٰه الموفق لخيرالامور)

معصومینؑ کی روح اورنور علیحدہ علیحدہ خلق کئے گئے ہیں

جب نور سے مراد روح ہونے کا نظریہ کلام علماء اعلام میں باطل قرار پا گیا تو بہتر ہے کہ اس کے بطلان کی تائید مزید میں امام معصومینؑ کا فرمان حقیقت ترجمان بھی پیش کردیا جائے حق

الیقین ص ٣٨٧‘ تفسیر برھان ص ٢٣١‘ ٧٤٣‘ انوار نعمانیہ ص ١٥٣‘ مراۃ الانوار

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ص ۱۰۶، طوالع الانوار ص ۹۸، مختصرالبصائر ص ۳۲، بحارالانوار ج ۱۴ ص ۴۷،
ج ۷ ص ۱۸۰، ج ۱۳ ص ۲۱۱، مدینة المعاجز ص ۲۳۴) میں بسند معتبر بروایت ابوحمزہ
ثمالی از امام محمد باقر علیہ السلام امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے إنّ اللّٰه تکلّم بکلمة فصارت
نوراً فخلق منه نور النبی ونورالائمة و تکلّم بکلمة أُخریٰ فصارت روحاً
فأسکنها فی ذلك النوروأسکنه فی أبداننا ۔ اللہ تعالیٰ نے ایک کلمے کیساتھ کلام کیا جس
سے نور بنا اور پھر اس نور سے نبیؐ اور آئمہ طاہرینؑ کا نور خلق کیا پھر دوسرے کلمے کیساتھ کلام کیا جو روح
بن گیا پس اس روح کو نور میں ٹھہرایا اور اس روح اور نور کو ہمارے بدنوں میں رکھ دیا۔ اس حدیث
سے بھی مؤلف اصول الشریعہ کا مؤقف باطل قرار پایا ظاہر ہے کہ یہاں پر نور سے مراد روح نہیں لی
گئی ہے بلکہ آئمہ علیہم السلام کے ابدان کی ترکیب روح اور نور سے ظاہر کی گئی ہے۔

آنحضرتؐ اور آئمہؑ لا ہوتی روحانی مخلوق ہیں جو بشری لباس میں ظاہر ہوئے

غایة المرام ص ۹، تفسیر برهان ۷۷۱ طبع قدیم و ج ۳ ص ۱۹۳ طبع
جدید، و کفایة الموحدین ج ۲ ص ۳۹۷، **القطرة** من مناقب النبی والعترة
ص ۳۱ ص ۳۲ ۔ روی جزء منه فی البحار ج ۹ ص ۷ عن الشیخ الطوسیؒ میں ثقہ جلیل
ابومحمد فضل بن شاذان قمی (۱) سے مروی ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا۔
إنّ اللّٰه خلق نور محمد من نور إخترعه من نور عظمته وجلاله وهو نور
لا هوتیةّ الذی بدء منه و تجلّیٰ لموسی بن عمران لطلب رؤیته فما إستقرّ

(۱) احسن الفوائد ص ۱۳ میں مولانا محمد حسین صاحب اس راوی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں جناب فضل بن شاذان بہت قابل وثوق اور ہمارے فقہاء و متکلمین میں بہت جلیل القدر تھے اور طائفہ امامیہ میں خاص عظمت و جلالت کے مالک ہیں اور اپنی عظمت کے لحاظ سے اشہر ہیں کہ ہم ان کی کوئی وصف بیان کریں (مزید معلومات کے لئے رجال کشی ص ۳۳۳، سفینة البحار ج ۲ ص ۳۶۸، فهرست طوسی ص ۱۲۴ ملاحظہ ہو)

لرؤیته وما ثبت له حتی خرّ صاعقاً مغشیاً علیه وکان ذلك النور نور
محمد فلمّا أراد أن یخلق محمداً قسّم ذلك النور شطرین فخلق من
الشطر الاول محمداً و من الشطر الآخر علیّ بن أبی طالب ولم یخلق من
ذلك النور غیرهما (إلیٰ أن قال) ظاهرهما بشریة وباطنهما لاهوتیة ظهرا
للخلق علیٰ هیاکل النا سوتیة حتی یطیقوا رؤیتهما (إلیٰ أن قال) ثمّ أُقبس
من نور محمد فاطمة إبنته کما إقتبس نوره من نوره و إقتبس من نوره
فاطمة و علیاً والحسن والحسین کإقتباس المصابیح هم خلقوا من
الانوار وإنتقلوا من ظهر إلیٰ ظهر ومن صلب إلیٰ صلب ومن رحم إلیٰ
رحم فی الطبقة العلیا من غیر نجاسة بل نقلًا من نقل لا أنّه من ماء مهین
ولا نطفة خشرة کسائر خلقه بل أنوار إنتقلوامن أصلاب الطاهرین إلیٰ
أرحام المطهرات لأ نّهم صفوة الصفوة إصطفاهم لنفسه و جعلهم خزان
علمه و بلغاء عنه إلیٰ خلقه أقامهم مقام نفسه لأ نّه لایُریٰ ولا یدرك ولا
تعرف إنّیته فهولاء النا طقون المبلّغون عنه المتصرفون فی أمره ونهیه وفیهم
یظهر قدرته ومنهم تری آیاته ومعجزاته فبهم و منهم عرف عبادة نفسه
وبهم یطاع أمره ولو لاهم لما عرف اللّٰه ولا یدری کیف یعبد الرحمان فاللّٰه
یجری أمره کیف یشاء فیما یشاء ولا یسأل عمّا یفعل وهم یسألون۔
اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو اپنی عظمت وجلالت کے نور سے ایجاد فرمایا اور یہ نور اس کا وہی
نور لاہوتی تھا جو اس سے ظاہر ہوا اور حضرت موسیٰؑ کے لئے تجلی نما ہوا جب انہوں نے رویت طلب
کی تھی پس وہ اس نور کے آگے نہ ٹھہر سکے حتی کہ غش کھا کر گر گئے یہ نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا ہی نور تھا جب اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلق کرنا چاہا تو اس نور کو دو حصوں پر تقسیم کیا اس
کے ایک حصہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلق فرمایا اور دوسرے سے علی بن ابی طالب علیہ السلام کو

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اوراس نور سے ان کے علاوہ کسی کو خلق نہ فرمایا ان کا ظاہر بشری ہے اور باطنی طور پر یہ لاہوتی ونوری ہیں جو انسانی صورت اس لئے اختیار کر کے ظاہر ہوئے تا کہ لوگ ان کو دیکھنے کی قوت رکھ سکیں پھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے فاطمہ علیہا السلام کو اس طرح پیدا کیا جس طرح اپنے نور سے ان کو پیدا کیا تھا پھر ان کے نور سے امیر المومنین، حسن، حسین علیہم السلام کو پیدا کیا جس طرح کہ ایک چراغ سے لو لگانے سے کئی چراغ جلتے ہیں۔ یہ انوار مقدسہ سے خلق ہوئے اور پشت بہ پشت اور صلب بہ صلب اور شکم بہ شکم نجاست سے پاکیزہ بلند طبقے میں منتقل ہوتے رہے ہیں بلکہ نجس اور ذلیل پانی اور ردی نطفہ کی بجائے نور ہی نور رہ کر پاکیزہ مردوں کے اصلاب سے پاکیزہ عورتوں کے ارحام کی طرف منتقل ہوتے رہے چونکہ یہ اللہ کے نہایت ہی برگزیدہ لوگ تھے جن کو اس نے اپنے لئے منتخب کیا اور اپنے علم کا خازن قرار دیا اور اپنی جانب سے خلق کی طرف پیغام رساں اور اپنا قائم مقام بنایا چونکہ وہ ذات مرئی (دیکھنے کی چیز) نہیں ہے اس کا ادراک نہیں ہوسکتا اور اس کی انیت معلوم نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا یہ اس کی طرف سے بولنے والے اور مبلغین شریعت اور اس کے امر و نہی میں تصرف کرنے والے ہیں ان کے ذریعہ سے ہی اس کی قدرت آیات اور معجزات معلوم ہوتے ہیں ان کے ذریعے سے اس کے حکم کی اطاعت ہوتی ہے اگر یہ نہ ہوتے تو اللہ کی معرفت نہ ہوسکتی اور اس کی عبادت کے طریقے کا پتہ نہ چلتا اللہ اپنے امور کو جس طرح چاہتا ہے جاری کرتا ہے اس سے کسی کی باز پرس نہیں ہوسکتی بلکہ لوگوں سے ہوا کرتی ہے۔

اسی طرح بحار الانوار ج ۱۳ ص ۶، حق الیقین ص ۳۵۹ جلاء العیون ۶۸۱ مترجم مدینۃ المعاجز ص ۵۸۹ اور تبصرۃ الولی ص ۵ میں بسند صحیح امام حسن عسکری علیہ السلام سے مروی ہے نحن معاشر الاوصیاء لیس نحمل فی البطون و إنّما نحمل فی الجنوب ولا نخرج من الارحام وإنّما نخرج من الفخذ الایمن من أمهاتنا لأنّنا نور اللّٰہ الذی لا تنالہ الد نسات .

ہم گروہ اوصیاء کا حمل شکمہائے والدات میں نہیں ہوتا بلکہ پہلوؤں میں ہوتا ہے ہم ارحام سے برآمد نہیں ہوتے بلکہ معجزانہ انداز میں برآمد ہوتے ہیں چونکہ ہم اللہ کے وہ نور ہیں جن کو نجاست نہیں لگ

سکتی۔ نیز بحار الانوار ج ۱۳ ص ۳ اور مدینۃ المعاجز ص ۵۹۲ امام زمانہ صلوٰۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کے نائب خاص حضرت محمد بن عثمان عمری (۱) سے مروی ہے سمعت حکیمة أنّه وُلد مختوناً ولم یر بأُمّه دم فی نفاسها و کذا سائر أُمّهات الائمة۔ میں نے حکیمہ خاتون سے سنا ہے کہ امام زمانہ صلوٰۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف مختون پیدا ہوئے اور بوقت ولادت ان کی والدہ مکرمہ کی کوئی آلائش ونجاست دموی نظر نہ آئی اسی طرح باقی آئمہ اطہارؑ کی والدات بھی اس عیب سے پاکیزہ ہے۔

آ نحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت نورانیہ کے متعلق ایک عظیم شبہ کا ازالہ

بعض حضرات جو کہ مائل بعقیدہ حسبنا کتاب اللّٰہ نظر آتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی عترت طاہرہؑ کے درخشاں و تاباں فضائل و مدارج کی تاب نہ لاتے ہوئے یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں آیا ہے ﴿قل إنّما أنا بشر مثلکم یُوحیٰ إلیّ﴾
لہٰذا معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محض بشر تھے اور ان کی خلقت نوری ثابت کرنا افراط صریح ہے۔ اس شبہ کا جواب علامہ المفسرین علامہ سید علی حائری اعلی اللہ مقامہ نے اپنی تفسیر فقید النظیر لوامع التنزیل ج ۱۶ از ۷۶ تا ۷۹ میں دیا ہے ہم ان کے نظریات پیش کرتے ہیں ص ۷۶ میں ''اشکال'' کے عنوان سے ایک شبہ قائم فرماتے ہیں از نص این آیت ثابت شد کہ حضور مقدس بشرست مثل ما اُو راچرا وبہ چہ دلیل برما شرف حاصل ست ہرگاہ مثل ما بشر وبا ما مساوی باشد پس اُو مخصوصا از میان ہمہ بشر چرا و چگونہ تسلیم کردہ شود۔ اس آیت کی نص سے ثابت

(۱) بحار ج ۱۳ ص ۹۴۔ امام عسکری علیہ السلام سے منقول ہے العمری وابنه ثقتان فما أدّیا إلیك فعنیّ یودّیان وما قالالك فعنیّ یقولان فاسمع لهما وأطعهما۔ عمری اور ان کے فرزند میرے معتبر نائب ہیں جو کچھ یہ تم تک پہنچائیں یوں سمجھو کہ میری طرف سے پہنچاتے ہیں اور جو کہیں وہ میری طرف سے کہتے ہیں ان کی بات سنو اور اطاعت کرو۔

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوتا ہے کہ حضور نبویؐ ہماری مثل بشر ہیں پس وہ کیوں کر اور کس دلیل سے ہم پر شرف حاصل کر سکتے ہیں جب کہ وہ ہم جیسے بشر اور ہمارے ساتھ مساوی ہیں پس ان کو تمام بشر کے مابین کیوں کر مخصوص تسلیم کیا جائے۔

پھر علامہ موصوف اعلی اللہ مقامہ اس شبہ کی تردید میں فرماتے ہیں۔

ایں اعتراض معترض عینا ہماں شبہ صنادید قریش چوں ابو جہل و عتبہ وامّیہ وعاص وامثال ایشاں ست کہ بر سبیل تہکم می گفتند۔ ﴿مال هذا الرسول ياكل الطعام و يمشي في الاسواق لولاأنزل إليه ملك فيكون معه نذيراً أو يُلقىٰ إليه كنز أو تكون له جنّة ياكل منها وقال الظالمون إن تتبعون إلّا رجلاً مسحوراً﴾ (سورۃ الفرقان آیت ۷،۸)۔

خلاصۃ المقال یہ ہے کہ جاننا چاہیے کہ معترض کا یہ اعتراض کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو محض ہم جیسے بشر ہی ہیں ہم پر ان کو شرف کیوں کر حاصل ہو؟ بعینہ یہ اعتراض صنادید قریش ابو جہل، عتبہ وامیہ وعاص کا سا اعتراض ہے جو بطور ٹھٹھہ کہا کرتے ہیں کہ "اس رسول کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا جو اس کے ساتھ مل کر لوگوں کو ڈراتا یا اس پر کوئی خزانہ آسمان سے پھینکا جاتا یا اس کے لئے کوئی باغ ہوتا جس سے یہ کھاتا اور ظالموں نے کہا کہ تم نے تو صرف ایک سحر زدہ آدمی کی پیروی کی ہے" غرض یہ کہ معترض مرتبہ محسوسات میں کوتاہ نظری کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حال سے غافل ہو کر یہ سمجھا ہے کہ انبیاء کی تمیز غیروں سے جسمانی امور کی وجہ سے ہوتی ہے اور وہ اتنا نہ سمجھے کہ نبوت بشریت کے منافی نہیں ہو سکتی بلکہ مقتضی بشریت ہے چونکہ جب تک نبی سے تناسب اور تجانس اور الفت نہ ہو نبوت کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

پس حق تعالی نے اپنی حکمت بالغہ کے پیش نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنس بشر سے بھیجا ہے اور ان سے کہا ہے کہ آپ امت سے کہہ دیں کہ جنس میں تم جیسا بشر ہوں تا کہ مجھ کو غیر جنس سے سمجھ کر تم مجھ سے نفرت نہ کر جاؤ کیونکہ جنس جنس کی طرف مائل ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ یزدان

پاک تعالیٰ نے رسول کو جنس فرشتہ سے نہیں بھیجا جیسا کہ فرماتا ہے "اگر ہم فرشتہ بھیجتے تب بھی اس کو آدمی بنا کر بھیجتے اور اس کو وہی پوشاک پہناتے جو کہ آدمی پہنتے ہیں" (الانعام) اس آیت سے یہ مطلب بخوبی واضح ہو گیا کہ توانس اور تجانس کا تقاضا یہ ہے کہ اگر فرشتہ بھی رسول بن کر آئے تو لباس بشری میں آئے نہ کہ صورت ملکی میں۔(لوامع التنزيل ج ١٦ ص ٧٧)۔

نبی وغیر نبی میں فرق وامتیاز

چونکہ اس آیت مبارکہ میں بشریت عمومی اور بشریت نبوی کا فارق وممیّز لفظ يُوحىٰ إلىّ موجود ہے لہٰذا معترض کا شبہ بے محل ہے چونکہ بالکل واضح ہے کہ اس صورت میں مثلکم سے مراد ظاہرا اکل وشرب ولبس ہے نہ کہ تمامی امور چونکہ جملہ يُوحىٰ إلىّ ممیّز وفاروق ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشریت اعلی کے مالک ہیں جن کو اللہ کی طرف سے وحی ہوتی ہے اور یہی عین نبوت ہے جس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حامل ہیں اور دیگر اس سے عاری وعاطل ہیں لہٰذا اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشریت میں تم جیسے ہیں مگر نزول وحی کے لحاظ سے جو کہ خاصۂ نبوت ہے ان ہی کے لئے خاص ہے۔(لوامع التنزيل ج ١٦ ص ٧٧)۔

علامہ حائری انبیاء کی نوع علیحدہ بیان فرماتے ہیں

طوالت کے خوف سے علامہ کے کلام حقیقت نظام کا صرف ترجمہ پیش کیا جاتا ہے آپ ص ۷۸ میں فرماتے ہیں "اب ہمارا کلام اس بارے میں ہے کہ انبیاء کے متعلق کفار اکثر کہا کرتے تھے ﴿إن أنت إلّا بشر مثلنا﴾ تم تو ہماری طرح بشر ہی ہو لیکن خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کو فرمایا ﴿إنّما أنا بشر مثلكم﴾ میں بھی تم جیسا بشر ہوں۔ اس میں فرق کس لحاظ سے ہو گا؟ لفظ بشر اور لفظ مثل دونوں طرف موجود ہے قائلین کی حیثیت مختلف ہے ایک طرف کفار ہیں جو کہتے ہیں کہ انبیاء ہماری طرح بشر ہیں اور ہمارے مثل ہیں لہذا ان کے لئے ہمارے اوپر کیا فضلیت ہے؟ اور کس طرح ہمارے حاکم اور آمر قرار پا سکتے ہیں؟ اور ایک طرف اللہ انبیاء کو

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حکم دے رہا ہے کہ یہ کہہ دو ''میں تم جیسا ہی بشر ہوں مگر مجھ پر وحی ہوتی ہے ہم اس صفت یوحی إلیّ کے ذریعے سے تم سے ممتاز ہوجاتے ہیں ہے تمہارے اور ہمارے مابین یہ فصل ہے ہم اللہ تعالی کے بساطِ قرب تک پہنچے ہوئے ہیں اور تم اس سے کوسوں دور ہو'' اصطلاح منطق میں لفظ بشر ایک ہی لحاظ سے نبی اور غیر نبی کے لئے بمنزلۂ جنس ہے اور جنس وہ کلی ہوتی ہے جو صرف شرکت کے اعتبار سے ہو جس طرح انسان وفرس کی نسبت کے لحاظ سے لفظ حیوان جب کہا جائے کہ ما الانسان وما الفرس ؟انسان وفرس کیا چیز ہیں تو جواب میں حیوان واقع ہوگا اور جب یہ سوال ہو کہ ما الانسان ؟انسان کیا چیز ہے تو جواب میں حیوان محض کہنا صحیح نہ ہوگا اس لئے کہ حیوان انسان کی تمام حقیقت نہیں ہے اسی طرح اگر سوال کیا جائے کہ ما النبی وما غیر النبی؟ نبی وغیر نبی کیا چیزیں ہیں تو جواب میں بشر آئے گا جو دونوں کے درمیان مشترک ہے مگر جب یہ سوال ہو کہ ما النبی ؟ تو جواب میں بشر واقع نہ ہوگا اس لئے کہ بشر نبی کی کل حقیقت نہیں بلکہ حقیقت کا جزو ہے اور جنس کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ وہ کلی ہے جو کثیرین مختلفین بالحقائق پر ماھو کے جواب میں واقع ہو لیکن لفظ نبی وہ ہارون وموسی وغیرہ کے لئے نوع ہے اور وہ کلی ہے جو شرکت اور خصوصیت دونوں کے اعتبار سے ماھو کے جواب میں آئے جس طرح کہ زید وعمرو وغیرہ کی نسبت سے انسان اور اس کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ یہ وہ کلی ہے جو کثیرین مختلفین بالعدد متفقین بالحقیقہ کے لئے ماھو کے جواب میں آئے لفظ ﴿یُوحی إلیّ﴾ فصل ہے اور فصل وہ ہے جو أیّ شئ ھو فی ذاته کے جواب میں آئے اور وہ مشارکات فی الجنس سے تمیز دے جس طرح انسان کی نسبت سے ناطق جب حیوان ناطق کہا جائیگا تو لفظ ناطق اس کو فرس سے تمیز دے گا جو جنس کے اعتبار سے انسان کا مشارک ہے''

نبی اور غیر نبی میں وهی فرق هے جو انسان وفرس میں هے۔

علامہ موصوف اسی کتاب ج ١٦ ص ٧٨ سطر ٢٩ میں فرماتے ہیں وھم

چنیں در بشری یوحی الی تمیز می باشد از مطلق بشر که نبی در جنس بشر مشارك اومی باشد وچنانکه حقیقیت فرس وانسان من حیث هو الحقیقة واحد نیست هم چنیں حقیقت نبی وغیر نبی واحد نیست۔ بل بینهما فرق بعید و یرسم بأنّها کلی یقال علیٰ الشئی فی جواب أیّ شئی هو فی ذاته۔ اسی طرح ﴿یوحی إلیّ﴾ مطلق بشر سے فصل ممیّز ہے کہ نبی بشری جنس میں اس کا مشارک ہوتا ہے جس طرح کہ فرس وانسان کی حقیقت من حیث الحقیقت واحد نہیں ہے اسی طرح نبی وغیر نبی کی حقیقت واحد نہیں ہے بلکہ ان کے درمیان بعید کا فرق ہے۔

وحی نبی کی کلی ذاتی هے

پھر فرماتے ہیں اس سے ثابت ہوگیا کہ صفت ناطق انسان کی کلی ذاتی ہے نہ کہ عرضی جو کہ ماہیت سے خارج ہو خواہ وہ عرض لازم ہو جیسے اہل حبش کی سیاہی یا عرض مفارق جیسے چہرے کی سرخی بوقت خجلت اور چہرے کی زردی بوقت خوف اگر چہ صورت اولی میں اس کا ماہیت سے جدا ہونا ممتنع ہے اور خواہ وہ عرض' عرض خاصہ ہو اور وہ وہ ہے جو ایک ہی حقیقت سے مخصوص ہو جیسے انسان کے لئے ضحک بالقوۃ یا ضحک بالفعل اور اس کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ یہ وہ کلی ہے جو ایک حقیقت کے ماتحت والے افراد پر بولی جائے یا عرض عام ہو جیسے انسان کے لئے متنفس بالقوۃ یا بالفعل اور یہ ایک حقیقت کے مافوق مختلف حقائق کے لئے عام ہوگی اور اس کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ وہ کلی ہے جو مختلف حقائق کے تحت ہو اسی طرح صفت ﴿یُو حی إلیّ﴾ نبی کی کلی ذاتی ہے نہ کہ عرضی جو کہ نبی کی ماہیت سے خارج ہو لیکن فلاسفروں کی اصطلاح میں یوں کہا جاتا ہے کہ النبی بشر ایسے ہے جس طرح کہ الانسان حیوان، صاحب کشف المراد فرماتے ہیں کہ جب ہم کسی وصف کو کسی موصوف پر حمل کریں تو ہمارا مقصد یہ نہیں ہوگا کہ وہ بعینہ ذات المحمول ہے حمل ووضع تو صرف الفاظ مترادفہ میں باقی رہتا ہے جو کہ باطل ہے ہمارا یہ قول درست ہے کہ الانسان حیوان مگر انسان وحیوان مترادفین نہیں ہیں اور اس سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ذات الموضوع ذات المحمول سے جدا ہوتی ہے پس دو متباین اشیاء جیسے انسان وحیوان ہیں ان میں سے ہر ایک دوسرے پر حمل کرنا ممتنع ہے بلکہ جب ہم حمل کریں گے تو مقصد یہ ہوگا کہ موضوع و محمول ایک لحاظ سے متحد ہیں اور ایک لحاظ سے مغائر جب ہم کہتے ہیں الضاحك كاتب تو مراد لیتے ہیں کہ جس شئے کو ضاحك کہا جارہا ہے یہ وہی شئے ہے جس کو کاتب کہا جارہا ہے یہ ایک لحاظ سے متحد ہیں اور ایک لحاظ سے مغائر اور یہ دو صفتیں ضحك و کتابت ہیں اتنا جاننے کے بعد یاد رکھیے کہ جہتِ اتحاد کبھی موضوع ومحمول کے لئے امر مغائر ہوتی ہے جس طرح کہ اس مثال میں واضح ہے کہ جس شئے کو ضاحک و کاتب کہا جارہا ہے وہی انسان ہے جو کہ موضوع ومحمول کا غیر ہے اور کبھی مغائر نہیں بلکہ یکساں ہوتی ہے جس طرح کہ الانسان ضاحك والضاحك انسان اسی طرح النبی بشر کا موضوع نبی ہے جو کہ نہ بشر کے لئے عین ذات ہے اور نہ مغایر بلکہ دونوں میں اتحاد وتغایر ہے۔ نبی اور بشر کا اتحاد وتوانس ہم جنس ہونے کی وجہ سے ہے اور تغایر وتباین روحانیت کی وجہ سے ہے۔(إنتهیٰ کلا مه رفع اللّٰه مقامه)

علامہ مرحوم کے کلام حقیقت نظام سے بھی ثابت ہوگیا کہ بعض جلیل القدر شیعہ علماء نوع کی علیحدگی کے بھی قائل ہیں اس کے بعد مؤلف اصول الشریعۃ کا ص ٤١ پر یہ لکھنا کہ "اہل افراط غلاۃ مفوضہ کے طبع زاد عقائد ونظریات میں سے ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ انبیاء نوع انسان کے نہیں بلکہ کسی اور نوع کے افراد ہیں اس سلسلہ میں انہوں نے ایک عجیب مفروضہ قائم کر رکھا ہے کہ چونکہ ہر نوع کے لئے جنس وفصل کا ہونا ضروری ہے جس سے مل کر نوع عالم وجود میں آتی ہے بنا بریں ان کا خیال یہ ہے کہ ان کی نوع کے اجزاء مقوّمہ بشر اور روحی ہیں یعنی بشر ان کی جنس اور روحی فصل ہے۔ الخ" اس عبارت کے تحت مولانا صاحب کے نظریہ کے مطابق سید المجتہدین علامہ سید علی حائریؒ بھی غلاۃ ومفوضہ کے زمرہ میں شریک کردیئے گئے ہم اس سلسلہ میں زیادہ تحریر کرنے سے گریز کرتے ہیں لیکن اتنا ضرور کہیں گے کہ علامہ موصوف نے خود احسن الفوائد ص ۳۹٦ میں اس چیز کا اقرار کیا ہے کہ بعض اہل تحقیق کا یہ نظریہ ہے کہ مرتبہ نبوت انسانیت سے اس قدر بالاتر ہے جس طرح حیوانیت کے مقابلے میں انسانیت، مبتدی بھی ان حقائق سے آگاہ ہے کہ

انسان (جنس) حیوان کی (دیگر انواع مختلفہ کی طرح) ایک نوع ہے۔ کیا اب ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ڈھکو صاحب! یہ سب محققین غلاۃ ومفوضہ میں سے ہیں؟ ہم تو کسی عالم کو بے بنیاد تہمتوں سے آلودہ کرنا پسند نہیں کرتے۔

علامہ حائری

مؤلف احسن الفوائد کی نظر میں

علامہ محمد حسین صاحب احسن الفوائد ص ۲۹ **میں فرماتے ہیں۔**

"سید علی بن ابو قاسم حائری آپ مولانا ابو القاسم رضوی کے خلف رشید اور ان کے علم وعمل کے صحیح وارث بہت بلند پایہ عالم جلیل ومتکلم نبیل تھے۔ مرحوم سید بڑے حرفی القول تھے دین کے معاملے میں بہت سخت تھے اور کسی قسم کی لومۃ لائم کی پروا نہیں کرتے تھے انہوں نے علم کلام کی بڑی خدمت کی ہے (إلیٰ أن قال) ان کی تفسیر لوامع التنزیل (جو کہ ان کے والد ماجد کی تفسیر کی تتمیم وتکمیل ہے اور بجائے خود سورہ قمر تک لکھی گئی ہے) بھی جہاں کتب تفاسیر میں ایک بہت بلند مقام رکھتی ہے بلکہ جامعیت اور افادیت میں تمام کتب تفاسیر پر گوئے سبقت لے گئی ہے وہاں مباحث کلامیہ کا بھی ایک سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آتا ہے" ہم اس توصیف وتعریف کے مالک اور دین کے معاملے میں بہت سخت مجتہد سے توقع نہیں رکھ سکتے کہ وہ غلاۃ ومفوضہ کے طبع زاد نظریات کو مباحث کلامیہ میں جگہ دیں۔

مولانا صاحب کی اس بحث پر زیادہ تفصیل پیش کرنا اور دلائل پیش کرنا ہمارے عہدہ سے خارج ہے ان حقائق کی حقیقت میں مؤلف اصول الشریعہ کی توثیق ہی بطور ضمانت کافی ووافی ہے۔ اس جلیل القدر ہستی کو سارق الحقائق تو ہرگز نہیں کہا جاسکتا، باقی رہے وہ اعتراضات جو فاضل مولف نے رسالہ اصول الشریعہ ص ٤٢ نوع کی علیحدگی کے بطلان کے لئے پیش کئے ہیں ان کا جواب مؤلف خود علامہ حائری سے طلب کریں جو بقول ان کے بڑے حرفی القول دین کے معاملہ میں بڑے سخت اور بہت بلند پایہ عالم جلیل ومتکلم نبیل تھے نیز ان اعتراضات کا جواب

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خودمؤلف کے ذمے ہے جواحسن الفوائد ص ۳۹٦ میں لکھتے ہیں

''حقیقت نبوت کیا ہے؟اس کے شرائط ولوازم کیا ہیں؟کسی نبی کے پہچاننے کا معیار کیا ہے؟اگر ہم چاہیں تو اس موضوع پر تفصیلی گفتگو کریں تو اس سے وقت اور گنجائش کی قلت مانع ہے۔ہاں اجمالاً اس قدر سمجھ لینا چاہیے کہ بعض اہل تحقیق نے حقیقت نبوت کے متعلق یہ کہا ہے کہ مرتبہ نبوت انسانیت کے مرتبہ سے بالاتر ہے جس طرح انسانیت حیوانیت سے بالاتر ہے''

مولانا صاحب کے کلام سے نظریۂ اہل تحقیق کے مطابق مندرجہ ذیل نتائج مستنبط ہوتے ہیں۔

۱۔نبوت کی حقیقت انسانیت کی حقیقت سے علیحدہ ہے۔

۲۔جس طرح حیوانیت انسانیت کی حقیقت کا جزو ہے اسی طرح بشریت نبوت کی حقیقت کا جزو ہے۔

۳۔انسان کی عین حقیقت جس طرح حیوان کے مقابلہ میں ''ناطق'' ہے اسی طرح نبوت کی عین حقیقت بھی بشر کے مقابلہ میں کوئی اور ہے۔

٤۔جس طرح انسان کی فصل ممیّز ''ناطق'' اس کی ذات میں داخل ہے اور کسی طرح انسان اس فصل کے بغیر کتم عدم سے نکل کر عرصۂ وجود میں نہیں آسکتا اسی طرح نبی جس کی عین حقیقت انسان سے علیحدہ ہے وہ اپنی کسی فصل ممیّز کے بغیر وجود میں نہیں آسکتا۔

٥۔جس طرح انسان کی ماہیت حیوان اور ناطق سے مل کر بنی ہے اسی طرح نبی کی ماہیت بھی بشر اور ایک دوسری ''حقیقت'' سے مل کر بنی ہے۔

بہرکیف مولانا موصوف سے معذرت کے ساتھ عرض کریں گے کہ مندرجہ بالا عبارت میں محققین نے ''حقیقت'' سے کیا مراد لیا ہے؟ اور کس حقیقت کی بنا پر جناب والا نے نبوت کے مرتبہ کو انسانیت کے مرتبہ سے بالاتر قرار دیا ہے؟ امید ہے کہ جناب والا براہ کرم وقت اور گنجائش نکال کر ہمیں حقیقت نبوت اور اس کے لوازم وشرائط سے مستفید اور مستفیض فرمائیں گے۔

ہم تو نہیں کہتے کہ جناب والا احسن الفوائد کی تالیف کے دوران علم معقول یعنی منطق وفلسفہ سے تہی دامن تھے کاش مؤلف اصول الشریعہ ص ۲٤ میں جہاں یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک وقت گزرا ہے کہ ان کو کتاب اور ایمان کا علم نہ تھا یہ ثابت کرتے کہ کون سا وقت تھا اور کون سی کتاب اور کون سا ایمان ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناآشنا رہے ہیں علماء اعلام کے مسلمہ نظریات کو نظرانداز کر کے مجہول راویوں کی روایات اور ایک متشابہ آیت پر عقائد کی دیوار استوار کرنا کیونکر قرین قیاس ہوسکتا ہے اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ آنحضرت کی زندگی کا کچھ حصہ جہالت اور لاعلمی میں گزرا ہے تو جناب والا مندرجہ ذیل روایات کو کس معنی پر محمول کریں گے؟ کیا یہ روایات علماء شیعہ نے نقل نہیں کیں؟

تفسیر برهان ص ۳۲٦ ، روضة الواعظین ص ۱۰۳ **میں ولادت امیرالمومنین علیہ السلام کے بیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے درج ہے**

فوالذی نفسی بیده لقد إبتدء بالصحف التی أنزل اللّٰه علیٰ ادمؑ فقام بها شیث فتلاها من اوّل حرف فیها حتی لوحضر بها شیث لأقرّ بأنه أحفظ منه (إلیٰ أن قال) ثمّ قرء القرآن الذی أنزل اللّٰه علیّ من أوّله إلیٰ آخره فوجدته یحفظ کحفظی له الساعة۔

جب علی علیہ السلام میرے ہاتھوں میں آئے تو انہوں نے آدمؑ پر نازل ہونے والے صحائف جن کے شیثؑ وارث ہوئے اول حرف سے آخر تک پڑھ سنائے حتیٰ کہ اگر شیثؑ حاضر ہوتے تو ان کو ماننا پڑتا کہ علی علیہ السلام زیادہ حفظ رکھتے ہیں پھر انہوں نے اس قرآن کو پڑھا جو اللہ نے مجھ پر نازل کیا اول سے آخر تک پڑھ سنایا میں نے دیکھا کہ ان کو قرآن اس طرح یاد تھا جس طرح مجھ کو اب یاد ہے کیا ولادت علی علیہ السلام کے وقت مکمل قرآن آچکا تھا اگر نہیں تو نزول قرآن کی ابتدا بعد میں ہوئی علی علیہ السلام کے نزول سے قبل سارا قرآن کیسے پڑھ سنایا جب کہ روح الامین ہی نازل نہ ہوئے تھے؟

مدینة المعاجز ص ۳۰۲ **میں سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کے اسناد سے امام حسن علیہ السلام کے متعلق مروی ہے۔**

کانت ولادته مثل ولادة جدّه وأبیه وکان طاهراً مطهراً یسبّح ویهلّل فی حال ولادته و یقرء القرآن۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آپ کی ولادت اپنے والد اور جدامجد کی طرح ہوئی اور آپ بوقت ولادت پاک و پاکیزہ تھے اور حالت ولادت میں تسبیح وتقدیس خدا کر رہے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔

امام محمد تقی علیہ السلام سے مروی ہے۔

إنّي أعلم الناس أجميعن علماً ورثناه قبل خلق الخلق أجميعن (بحارالانوار ج ۲ ص ۱۲۴) یعنی میں علم کے لحاظ سے تمام لوگوں سے زیادہ جاننے والا ہوں اور یہ علم ہمیں تمام مخلوقات کی خلقت سے قبل عطا ہو چکا تھا۔

علامہ مجلسیؒ بحار عاشر ص ۱۰۳ طبع ۱۸۷۶ء **میں فرماتے ہیں۔**

إنّ أرواحهم المقدّسة قبل تعلقها بأجسادهم المطهرة كانت عالمة بالعلوم اللدنية ومعلّمة للملائكة آنحضرتؐ اور آئمہ اطہارؑ کی ارواح مقدسہ ان کے اجسام مطہرہ کے ساتھ تعلق سے قبل ہی تمام علوم لدنیہ کو حاصل کر چکی تھیں اور ملائکہ کی استاد تھیں نیز حق الیقین ص ۳۸ میں فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ عالم روحانی میں انبیاء پر مبعوث ہوئے تھے اور تمام ارواح انبیاء آپ کی نبوت پر ایمان لائیں اور ملائکہ نے آپ کی اور اہل بیتؑ کی ارواح مقدسہ سے تسبیح وتقدیس سیکھی پھر وہ کون سا وقت ہو سکتا ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقول مؤلف اصول الشریعہ کتاب اور ایمان سے نابلد تھے؟

خلقت جبریلؑ سے قبل بھی
آنحضرتؐ کو تمام حقائق کا علم حاصل تھا

صدر المحققین والمتکلمین حضرت علامہ سید عبدالرزاق المقرم اپنی تالیف منیف مقتل الحسین ص ۲۵ میں فرماتے ہیں إنّ علم النبي بالحوادث الكائنة والتي كانت وتكون لم يتوقف علىٰ نزول جبرئيل عليه لأنّ المنحة الالٰهية أوفقته علىٰ جميع الحقائق قبل خلق جبرائيل آنحضرتؐ کا علم ماکان و ما یکون نزول جبریل پر موقوف نہ تھا چونکہ عطیہ الہیہ نے خلقت جبرائیل سے مدتوں پہلے آنحضرتؐ کو تمام حقائق سے

آگاہ فرما دیا تھا۔

اسی طرح علامہ محمد تقی اصفہانیؒ عنایات رضویہ میں فرماتے ہیں۔

علم النبي بالقرآن وبما حواه من المعارف والفنون وما إشتمل عليه من أسرار الطبع و خواص الاشياء قبل أن يُوحىٰ إليه غاية الامر عزمه المولىٰ بأن لا يفيض العلم قبل أن يُوحىٰ إليه فقال سبحانه فلا تعجل بالقرآن قبل أن يقصى إليك وحيه۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی ہونے سے قبل ہی قرآن اور اس کے معارف وفنون اور اسرار وطبائع اور خواص اشیاء کا علم حاصل تھا مگر اللہ تعالی نے ان کو اسی پر آمادہ کیا تھا کہ وحی سے قبل ان کو جاری نہ کریں جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے ”قرآن کے متعلق جلدی نہ کریں قبل اس کے کہ ہم وحی کو پورا نہ کردیں“ باقی رہی وہ آیت جو مولانا صاحب نے اپنے موقف میں پیش کی ہے تو علماء شیعہ نے ہمیشہ اس کی یہی تاویل کی ہے کہ قضیہ سالبہ میں وجود موضوع ضروری نہیں ہوتا باقی رہی حدیث پس وہ پایۂ اعتبار سے اس لئے ساقط ہے کہ اس کا راوی منصور بن یونس واقفی المذہب غیر شیعہ ہے (ملاحظہ ہو سفینۃ البحار ج ۲ ص ۵۹۳)

دوسری سند جو کہ بصائر میں منقول ہے اس میں محمد بن عیسی بن عبید ہے جس کے متعلق شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں إنّه ضعيف قيل كان يذهب مذهب الغلاة ۔ یہ ضعیف ہے بعض نے کہا یہ غالی المذہب تھا شیخ صدوق کا قول ہے لا أروى ما إختصّ بروايته جو روایت اس کے ساتھ مخصوص ہو میں اس کو روایت نہیں کرتا (خلاصہ ص ۱۶)۔

باقی رہا وہ شبہ کہ روح القدس سے مراد فرشتہ ہے اور اگر روح القدس کی علیحدگی سے ان کی نوع علیحدہ قرار دیں تو لازم آئے گا کہ کفار اور مومنین کی نوع بھی علیحدہ ہو چونکہ کفار میں تین روحیں ہیں اور مومنین میں چار۔ الخ (ملخص از ص ۵۵ تا ۵۹) تو جواباً عرض خدمت ہے کہ روح القدس سے فرشتہ ہونا ثابت نہیں ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

امام رضاؑ نے اپنی حدیث میں فرمایا ہے۔

إنّ اللّٰه أيّدنا بروح مقدّسة مطهّرة ليست بملك ولم تكن مع أحد ممن مضیٰ و هی مع الا ئمة تسددهم وتوفقهم وهی عمود من نور بيننا و بين اللّٰه .(بحار الانوار ج ٧ ص ١٩١ بحواله عيون اخبار الرضا باب ٢٥ ص ٣٥٣ حديث اول)۔

اللہ نے ہماری تائید ایک پاکیزہ روح سے کی ہے جو کہ فرشتہ نہیں ہے اور ان لوگوں میں سے جو کہ پہلے گزر چکے ہیں کسی کے ساتھ نہ تھی اور یہ ہم آئمہؑ کے پاس ہماری تسدید و توفیق کرتی ہے اور یہی ہمارے اور اللہ کے مابین عمود نوری ہے۔

اسی طرح بحار الانوار ج ٦ ص باب ١ **میں امام محمد باقرؑ سے مروی ہے۔**

اللہ نے سب سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی عترتؑ کو خلق فرمایا جو اشباح نور تھے میں نے کہا کہ اشباح کیا ہے؟ فرمایا نورانی سایہ نورانی بدن جس میں صرف روح القدس تھی جس کے ذریعے وہ عبادت کیا کرتے تھے

علامہ مجلسی بحار الانوار ج ١٤ ص ٤٢٨ **میں فرماتے ہیں۔**

أی لتائیدهم بذلك الروح فی أوّل الفطرة الروحانية خلقهم فی الفطرة الجسمانية چونکہ اللہ نے اول فطرت روحانیہ میں ان کو اس روح القدس سے مؤید بنا کر فطرت جسمانیہ میں خلق کر دیا تھا۔كانوا يعبدون اللّٰه فی هذاالعالم وكانوافيه علماء بخلاف الارواح لتائيدهم بروح القدس ۔ آئمہ آل محمد علیہم السلام عالم الست میں اللہ کی عبادت کرتے تھے اور وہ اس عالم میں بھی علماء تھے۔ چونکہ روح القدس سے مؤید تھے بخلاف باقی ارواح کے۔

بصائر الدرجات ص ٤٦٠ **میں ہے امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔**

تلك الروح يعطيها اللّٰه من يشاء فإذا أعطىٰ عبداًعلّمه الفهم

یہ روح اللہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

اور جب کسی کو عطا کرتا ہے تو اس کو فہم سکھا دیتا ہے۔

نیز بصائر الدرجات ص ٤٤٢ ، بحار الانوار ج٧ ص ١٩٥ **میں امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے۔**

مفضل نے ان سے پوچھا کہ امام جب گھر میں تشریف فرما ہوتے ہیں پردے لٹکے ہوئے ہوتے ہیں تو ان کو آسمانوں و زمینوں کے مابین تمام حالات کا علم کیسے ہوتا ہے امامؑ نے فرمایا ۔

إنّ اللّٰه جعل فی النبی خمسة أرواح روح الحياة فيه دبّ ودوج و روح القوة فيه نهض وجهاد وروح الشهوة فيه أكل وشرب و روح الايمان فيه أمر وعدل وروح القدس فيه حمل النبوة

اللہ نے نبی کے اندر پانچ ارواح رکھے ہیں روح الحیات جس کے ذریعے وہ چلتے تھے روح القوۃ جس کے ذریعے وہ اٹھتے تھے اور جہاد کرتے تھے روح الشھوۃ جس کے ذریعے وہ کھایا پیا کرتے تھے روح القدس جس کے ذریعے انہوں نے بار نبوت اٹھایا۔

ان احادیث سے مندرجہ ذیل امور پر روشنی پڑتی ہے۔

١۔روح القدس فرشتہ نہیں ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ اس فرشتہ کے آنے سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حامل نبوت نہ ہوں۔

٢۔سب سے اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت میں روح القدس داخل تھی جس کے ذریعے وہ علم بھی رکھتے تھے اور عبادت بھی کرتے تھے۔

٣۔روح القدس کی وجہ سے ہی وہ نبی ہیں۔

٤۔روح القدس انبیاء و آئمہ طاہرینؑ کے اندر ہوا کرتی ہے۔

چونکہ اہل زبان سے ”فی“ ،،بمعنی ”مع“ کے منقول نہیں ہے نیز واضح ہو کہ جن احادیث میں روح القدس کی شرح میں ”ملك“ کا لفظ آیا ہے اس سے بھی ایک روح مخلوق مراد ہے جو دیگر ملائک سے اعظم تر ہے اور فرشتہ نہیں ہے جیسا کہ علامہ مجلسیؒ نے فرمایا ہے۔المراد بالملك فی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تلك الاخبار مثله فى الخلق و الروحانية لا الملك حقيقة ۔ان احادیث میں ملک سے مرادفرشتہ حقیقی نہیں ہے بلکہ ایک مخلوق ہے جوخلقت اورروحانیت میں فرشتہ کی مثل ہوتی ہے (بحارالانوار ج ۸ ص ۹۷) نیز بصائر الدرجات ص ۱۳۱ طبع قدیم میں جس باب میں روح القدس کی احادیث مروی ہیں اسکا عنوان ہی یہی ہے،باب ماجعل اللّٰه فی الانبیاءؑ والآئمةؑ والمومنین وسائر الناس من أرواح "باب اُن ارواح کے بیان میں جن کواللہ نے انبیاء اور آئمہ مومنینؑ وتمام لوگوں میں رکھا ہے،" جس سے محدث صفارقمیؒ کا نظریہ بخوبی واضح ہوسکتا ہے۔

نیز صاحب طوالع الانوار ص ۹۳ **میں فرماتے ہیں۔**

إعلم أنّ روح القدس الذی خامس الارواح هو جزء النبی وجزء الامام و هو أصل روحه الذی أعطاه فی ايجاده وتكوينه و هو لا ينفك عنهما وبعد موته كونه مع الامام لا نعقل معناها نعم الذی يكون مع الامام بعد موته هوالروح الذی أعظم من جبرائيل وميكا ئيل وهو غير روح القدس وروح القدس متعدد فبالجملة الذی هو خامس الارواح جزء من محمد صلى الله عليه وآله وسلم وعلیؑ كما هو فی غيره من الانبياء والا وصياء كذلك جزء منهم حيث حملوا بها النبوة والولا ية والو صاية هو لا ينفك عنهم بل محال إنفكاكه عنهم

اللہ نے نبیؐ میں پانچ ارواح وقویٰ رکھے ہیں جن کے ذریعے وہ حامل نبوت قرار پائے پانچویں روح روح القدس وہ نبیؐ اور امامؑ کا جزو ہے اور وہ اس کی اصل روح ہے جو ان کو ایجاد وتکوین میں دی گئی جو ان سے جدا نہیں ہوتی اور موت کے بعد بھی آیا یہ روح امامؑ کے ساتھ ہوتی ہے یا نہیں؟ یہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے البتہ موت کے بعد وہ روح ہوتی ہے جو میکائیل اور جبریل سے اعظم ہے اور یہ روح القدس (فرشتہ) نہیں ہے اور روح القدس بہت سارے ہیں بالجملہ روح القدس جو کہ پانچویں روح ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی علیہ السلام کی حقیقت کا جزو ہے جس طرح کہ وہ باقی انبیاء

میں بھی ہے اسی طرح ان کا بھی جزو ہے اسی کے ذریعے انہوں نے نبوت ولایت ووصایت کا بوجھ اٹھایا ہے یہ ان سے جدا نہیں ہوتی بلکہ اس کا ان کی حقیقت سے علیحدہ ہونا محال ہے۔

اسی طرح علامہ مرزا ابوالحسن الشریف مرآۃ الانوار ص ۱۰۵ **میں فرماتے ہیں۔**

بل الذی يظهر من روايات الكافی و غيره أنّهما اثنتان روح من الا رواح الخمسة التی جعلها فی المعصومين والاخر خلق أعظم من الملائكة جعله اللّٰه مع النبی والائمة

بلکہ روایات کافی وغیرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ روح القدس دو چیزوں کا نام ہے ایک روح القدس جس کو اللہ تعالی نے آئمہ معصومینؑ کے اندر رکھا ہے اور دوسری روح القدس فرشتوں سے اعظم ایک مخلوق ہے جس کو اللہ نے نبیؐ اور آئمہ طاہرینؑ کے ساتھ قرار دیا ہے۔

اسی طرح شیخ صدوقؒ نے کتاب التوحید میں فرمایا ہے۔

الروح المقدّس هوالذی يؤيداللّٰه به أنبياء ه وشهداء ه و حججه وهوالذی يحرسهم به من كيد الشيطان ووساوسه و يوفقهم ويسدّدهم ويمدّهم بالخواطر الصادقة۔ (بحارالانوار ج ۲ ص ۹۲)

روح مقدس وہی روح ہے جس کے ذریعے اللہ نے اپنے انبیاء وشہداء وحجتوں کی تائید فرمائی ہے اور وہ اسی روح مطہرہ کی وجہ سے ان کو وساوس ومکر شیطان سے محفوظ رکھتا ہے اور ان کی تسدید وتوفیق فرماتا ہے اور صادق خیالات سے ان کی مدد کرتا ہے ان علماء کے حقائق سے واضح ہو گیا کہ روح القدس نبیؐ وامامؑ کا جزو لاینفک ہے ان کی امامت ونبوت اسی روح پر منحصر ہے اس روح کا ان کی ذوات مقدسہ سے جدا ہونا محال ہے یہ روح عالم تکوین وایجاد سے ہی ان کے اندر رکھ دی گئی ہے۔اسی روح سے وہ تمام اشیاء کو جانتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔جیسا کہ مولانا افضل علی نے کتاب انارة البصائر ج ۳ ص ۱۳۹ اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ خلقت انبیاء وآئمہ ہماری طرح نہیں ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نبیؐ اور آئمہ اطہار علیہم السلام کی خلقت نوری

اقوال علمائے شیعہ کی روشنی میں

۱۔ابو جعفر بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ۔

اصول کافی باب خلق الابدان الائمة اور دیگر ابواب میں ابدان نورانیہ اور بشر نورانیین کی کئی احادیث نقل کی ہیں جن سے ان کا موقف واضح ہوجاتا ہے

۲۔ابو جعفر محمد بن حسن بن صفار متوفی ۲۹۰ھ۔

آپ نے بصائرالدرجات میں خلقت نوری کی متعدد احادیث نقل کی ہیں۔آپ اپنے عقیدہ اور عمل کے موافق روایت لیا کرتے تھے۔

۳۔علامہ شیخ صدوق محمد بن بابویہ متوفی ۳۸۱ھ۔

آپ نے اپنی متعدد کتب میں معصومینؑ کی خلقت نوری کی تصریح فرمائی ہے نیز خصال میں صفات امامؑ کے متعلق فرماتے ہیں لا يكون له فئ لأنّه مخلوق من نوراللّٰه ۔امامؑ کا سایہ نہیں ہوتا چونکہ امام کی خلقت نورالٰہی سے ہوئی ہے(ملاحظه هو بحارالانوار ج۷ ص ۲۱۶ طبع کمپانی)

۴۔شیخ ابوجعفر طوسی ۴۶۰ھ۔

آپ نے بھی خلقت نوریہ کے متعلق بہت سی احادیث امالی اور مصباح الانوار وغیرہ میں درج فرمائی ہیں نیز آپ ہی نے امام موسیٰ کاظمؑ کی روایت نقل فرمائی ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیرالمومنینؑ کے متعلق فرمایا۔ظاهرهما بشرية وباطنهما لاهوتية ان کا ظاہر بشری اور باطن میں وہ لاہوتی نوری مخلوق ہیں(تفسیر برهان ص ۷۷۷۱، غاية المرام ص ۹ بحواله کتاب مسائل البلدان تالیف شیخ طوسی و تاویل الآیات الباهرة شرف الدين)۔

۵۔علامہ جلیل سعید بن ہبۃ اللہ راوندی متوفی ۵۷۳ھ اپنی تالیف منیف الخرائج و الجرائح

ص ۲۲۱ میں فرماتے ہیں۔معجزة بدنه أنّه لم يقع ظلّه علىٰ الارض لأ نّه كان نوراً ولايكون من النور الظلّ كالسراج

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن کا معجزہ یہ تھا کہ آنحضرتؐ نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا جس طرح کہ چراغ کا سایہ نہیں ہوتا۔

۶۔رئیس المحدثین حضرت علامہ محمد بن شہر آشوب مازندرانی متوفی ۵۸۸ھ۔

اپنی تالیف مناقب آل ابی طالب ج ۱ ص ۶۷ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرماتے ہیں۔

لم يقع ظلّه علىٰ الارض لأ نّ الظلّ من الظلمة وكان إذا وقف فى الشمس والقمر نوره يغلب أنوارها۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور تھے اور سایہ ظلمت کا ہوتا ہے اور آپ جب دھوپ میں یا چاند کی روشنی میں کھڑے ہوتے تھے تو آپ کا نور ان کے نور پر غالب آجاتا تھا۔ص ۶۶ میں فرماتے ہیں۔

كان إذا مشىٰ فى ليلة ظلماء بدا له نوركأ نّه قمر قالت عائشة فقدت إبرة ليلة فماكان فى منزلى سراج فد خل النبى فوجدت الابرة بنوروجهه ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تاریک رات کو چلتے تھے تو آپ سے نور ظاہر ہوتا تھا گویا کہ آپ چاند ہیں عائشہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رات کو سوئی گم ہوئی اور میرے پاس چراغ نہ تھا اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے تو ان کے چہرے کی روشنی سے میں نے سوئی تلاش کرلی۔

۷۔علامہ محمد باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ۔

آپ نے بحارالانوار ج ۱۴، ج ۶ میں خلقت نوری کی متعدد احادیث نقل کی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت نوری کی تصریح فرمائی ہے۔بحارالانوار جلد اول کے خطبہ میں ان ذوات مقدسہ کے حق میں فرمایا۔خلقهم من نور عظمته وأودعهم سرائر

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حکمته وجعلهم معادن رحمته وأيّدهم بروحه ۔اللہ نے ان کو اپنے نور عظمت سے خلق فرمایا اور اپنے علم وحکمت کے اسرار ان کے سینوں میں ودیعت فرمائے اور ان کو اپنی رحمت کا خزانہ قرار دیا اور اپنی طرف ایک روح مقدس سے ان کو موید اور منصور بنایا۔

نیز حیات القلوب ج ١ ص ٦ **میں فرماتے ہیں۔**

حق تعالی جمعے ازروحانیاں و مقدساں را در صورت وخلقت بشرآفرید که ارواح مقدسه شاں پیوسته متعلق ملاء أعلی باشند وبصورت واطوار ظاهر شبیه بخلق باشند وایشاں رامتأدب بآداب خود متخلق باخلاق خویش گردانیده وبعد از تکمیل تام ایشاں رابرائے هدایت عوام کالانعام وکافه انام مبعوث گردانید که از جهت تقدس وروحانیت از جناب مقدس ایزدی تعلیم معارف وحکم وآداب شرائع نمایندوجهت بشریت ومشاکلت باسائری بنی نوع خوددر ملك ایشاں درآورده إنّماأنابشرمثلکم گویاں ایشاں رابحکمت و مواعظهٔ حسنه هدایت نمایند۔

اللہ تعالی نے روحانی اور پاکیزہ مخلوق کی ایک جماعت کو بشری خلقت وصورت میں پیدا کر دیا تا کہ ان کی ارواح مقدسہ برابر ملأ اعلی سے متصل رہیں اور حالات وصورت ظاہری میں تمام مخلوق کے مشابہ رہیں اور ان کو اپنے آداب واخلاق سے مزین کیا اور تکمیل معارف کے بعد ان کو عوام کالانعام اور تمام مخلوقات کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا تا کہ اپنی قدسی وروحانی حالت کے ذریعے اللہ تعالی سے تعلیم معارف وحکم وآداب شرائع حاصل کریں اور اپنی بشری ہیئت کے ذریعے اور بنی نوع انسانی سے مشابہ ہوکر اپنے آپ کو ان کی قطار میں لاکر إنّما أنا بشر مثلکم کہتے ہوئے ان کو ہدایت ومواعظ حسنہ سے مستفید فرمادیں۔

نیز رسالہ سیر و سلوک ص ٦٧ **میں فرماتے ہیں**

لذاجعل اللّٰه سفراء ه وأنبياء ه ظاهراً من جنس البشرومباينين عنهم باطناً فی اخلاقهم وأطوارهم نفوسهم وقابلياتهم فهم روحانيون مقدسون

قائلون إنّما أنا بشر مثلكم لئلا ينفر عنهم أُمتهم ويقبلوا منهم ويانسوا بهم لكونهم من جنسهم وشكلهم ۔

اسی لئے اللہ نے انبیاءؑ اور آئمہ اطہارؑ کو ظاہراً جنس بشر سے خلق فرمایا ہے اور باطن میں وہ اپنے اخلاق واطوار اور نفوس اور قابلیات میں ان سے جدا ہیں یہ مقدس اور روحانی مخلوق ہیں إنّما أنا بشر مثلکم اس لئے کہتے ہیں تا کہ لوگ اس نفرت نہ کریں اور ان سے قبول کریں چونکہ وہ شکل اور جنس میں ان جیسے ہیں۔(کذا فی کتاب الاربعین ص ١٧٧)

٨۔شمس المحدثین علامہ سید شرف الدین علی النجفی متوفی ٩٠٢ھ۔

اپنی تالیف تاویل الایات الباهر ة فی فضل العترة الطاهرة .میں معصومینؑ کی خلقت کی متعدد روایات نقل کرتے ہیں اور آپ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ امام موسی کاظم علیہ السلام نے فرمایا ظاهرهما بشرية وباطنهما لاهوتية الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنینؑ ظاہراً بشر ہیں اور باطناً لاہوتی ہیں ونوری ہیں۔

نیز ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

وروی فی معنی نورهٌ ماروی مرفوعاً عن أنس قال قال رسو ل اللّٰه خلق اللّٰه من نور وجهه علی سبعين ألف ملك يستغفرون له ولمحبّيه إلیٰ يوم القيامة (تفسیر برهان ص ٧٧١، ١٠٩٣) علی علیہ السلام کی خلقت نوری کے معنی میں یہ روایت مرفوع بھی ملتی ہے کہ انس بن مالک نے روایت کی ہے کہ اللہ نے علی علیہ السلام کے چہرے کے نور سے ستر ہزار فرشتے پیدا کیے جوان کے لئے اور ان کے شیعوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

٩۔سلطان المتکلمین علامہ قاضی سید نور اللہ شوستری مرحوم شہید ثالث متوفی ١٠١٩ھ۔

اپنی تالیف عظیم الشان احقاق الحق ج ٢ ص ٢١٣ میں سنی ملا روزبہان کے اس شبہ کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں، جہاں اس نے آیہ ﴿إنّما أنا بشر مثلكم﴾ کے تحت لکھا ہے

إنّ الاية تدلّ علیٰ مما ثلهم لسائرالناس فيما يرجع إلیٰ البشرية

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

والامتیاز با لوحی لا غیر۔اس حدیث سے ثابت ہے کہ انبیاء بشری لوازمات میں تمام لوگوں کے برابر ہیں صرف وحی کا فرق ہے۔

علامہ شہید جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

إنّ القول بمثل هذه المماثلة سيّما مع ذكره الناصب من التاكيد والحصر بقوله لا غير يخالف تصريحهم بنورية النبي بل سائر الانبياء و تفضليهم علىٰ الملائكة ۔اس آیت سے یہ کہنا کہ نبیؐ عام انسانوں جیسے ہیں اور خصوصاً جو اس دشمن اہلبیتؑ نے لکھا ہے کہ سوائے وحی کے کوئی فرق نہیں اور لا غیر کیساتھ اس کی حصر و تاکید کردی ہے اس کا یہ نظریہ مذہب شیعہ کے نظریہ کے مخالف ہے چونکہ شیعہ علماء نے تو اس کی تصریح کردی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور باقی تمام انبیاءؑ نوری مخلوق تھے اور صفات فاضلہ میں فرشتوں سے بدرجہا افضل واکمل تھے۔علامہ نے اس جملہ میں یہ تصریح بھی فرمادی ہے کہ انبیاء کی خلقت نوری کا عقیدہ خواص شیعہ میں سے ہے۔

۱۰۔زبدۃ المحدثین وقدوۃ المحققین والمتکلمین سید نعمت اللہ جزائری متوفی ۱۱۱۲ھ۔

انوار النعمانیہ ص ٤ میں فرماتے ہیں فالنبي وأهل بيته قد شاركوا الملائكة في أفضل صفاتهم التي هي النورية الخاصة وزادوا عليهم في الصفات العالية التي لاتكاد تحصىٰ نبیؐ اور اہل بیتؑ ملائکہ کی اعلیٰ ترین صفت خلقت نورانیہ خاصہ میں شریک ہیں بلکہ صفات فاضلہ میں ان سے بدرجہا آگے بڑھے ہوئے ہیں جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا پھر آپ نے خلقت نورانیہ کی مختلف احادیث کو نقل کیا ہے۔

۱۱۔محدث جلیل شیخ علم بن سیف بن منصور نجفی متوفی ۹۳۷ھ۔

آپ نے کنز الفوائد ودفع المعاند میں خلقت نوریہ کی بے شمار احادیث کو جمع کیا ہے جن میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے ظاهرهما بشرية وباطنهما لاهوتية آئمہ اطہارؑ ظاہراً بشر ہیں اور باطناً لاہوتی ہے۔

۱۲۔علامہ سید ہاشم بن سلیمان بحرانی متوفی ۱۱۰۷ھ۔

آپ نے اپنی تالیف تفسیر برھان، مدينة المعاجز ص ۱۵۸، ۲۳، ۲۵۸ اور غاية المرام میں خلقت نوریہ کی احادیث درج فرمائی ہیں۔

۱۳۔سید جلیل علامہ رضی محمد بن حسین متوفی ٤٠٦ھ۔

آپ نے المناقب الفاخرة في العترة الطاهرة میں اپنے اسناد سے متعدد روایات درج فرمائی ہیں اور یہ روایت بھی لکھی ہے کہ إنّ الله خلقني وعلياً و الحسن والحسين من نور عظمته قبل الخلق بألفى عام ۔ اللہ نے مجھ کو اور علیؑ کو اور حسنؑ اور حسینؑ کو مخلوقات کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے اپنے نور عظمت سے پیدا کیا۔ان احادیث سے آپ کا نظریہ بخوبی واضح ہوسکتا ہے۔

۱٤۔علامہ محمد باقر بہبانی متوفی بعد ۱۲۹۷ھ۔

آپ الدمعة الساكبة ص ۲۵ میں متعدد احادیث نور نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔معجزة بدنه أنّه لم يقع ظلّه علىٰ الارض لأنّه كان نوراً۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن کا معجزہ یہ ہے کہ ان کا سایہ زمین پر نہ پڑا چونکہ آپ نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوسکتا۔

۱۵۔حجۃ الاسلام قدوۃ المجتہدین علامہ سید حامد حسین نیشا پوری۔

اپنی تالیف منیف عبقات الانوار ج۸ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنینؑ کی خلقت نوری کے متعلق احادیث کا تواتر ثابت کرتے ہیں کتاب کا خطبہ ہی اس طرح شروع کیا ہے۔ الحمدلله الذى خلق النبي والوصي من نور واحد۔تعریف ہے اس خدا کی جس نے نبی اور وصی کو ایک ہی نور سے خلق فرمایا۔

۱٦۔قدوۃ المفسرین حضرت علامہ سید علی بن ابوالقاسم حائری اعلی اللہ مقامہ۔

آپ نے اپنی تفسیر کے متعدد مقامات پر واضح الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ طاہرینؑ کی خلقت نوری کا تذکرہ فرمایا ہے۔ج ۱۵ ص ۳۱۹، ۳۲۰ میں آپ فرماتے ہیں۔باید

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دانستت كه ايں اشراف خلائق خصوصا رسولاں اولوالعزم اگرچه از جنس بشر اند امّا نظربه همچنيں منصب عظيم الشانی اشرف واكمل واعلى وافضل عالم امكانی می باشند پس قویٰ وحواس ومدارك ہر نبی و رسول بذاوتہم و انفسہم تخليقا وتكونيا اكمل می باشند وايشاںؑ اقرب بأنوار مضئية اند ازجہت قدوسيت و ملكوتيت باطنا و ديگر بجہت ناسوتيت ۔ ظاہراً جاننا چاہیے کہ یہ اشرف المخلوقات انبیاء اور مرسلین اگرچہ جنس بشر سے ہیں لیکن اس منصب نبوت کو دیکھتے ہوئے عالم امکان میں عظیم الشان اشرف واکمل واعلی وافضل ہوا کرتے ہیں نیز اپنی حقیقت ملکوتیت قدوسیت باطنی اور ناسوتیت بشریت ظاہری کے لحاظ سے انوار مضیہ سے قریب تر ہیں۔

نیز ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں واما حديث صحيح متفق عليه دلالت بسيار اندازاں جمله ست متفقة فريقين قال النبی اوّل ما خلق اللّٰه نوری و نيز اوّل ما خلق اللّٰه عقل و نيز متفق عليه فريقين قال النبی أناوعلی من نور واحدأيضاً قال النبی خلقت أنا و النبی من نورواحد وامثا ل ايں اخبار در مسانيد فريقين بسيار وارد گشته اند وازيں آثار واخبار بصريح العبارة ۔دون التلويح والاشاره ثابت می شود كه حضور مقدس نبوی صلی اللّٰه عليه وآله وسلم وعلی ابن ابی طالب عليه السلام از نور واحد درلباس بشری مخلوق می باشند وبدليل الجنس يميل الیٰ الجنس بغرض موانست و مجانست در لباس جنس بشر يكے را بر رسالت و ديگرے را بولايت و خلافت بسوئے بشر مبعوث فرمود پس الحمدللّٰه بوضاحت تمام رسيد كه ايشاںؑ فی الواقع والباطن ذوات مقدسة نورية اند درلبا س بشر زيرا كه الجنس يميل إلیٰ الجنس امّا جواب ايں اعتراض كه ايشاںؑ چرا وچگونه بسوئے جن ناری غيرجنس مبعوث گرديدند از ہميں دليل

مذكور واضح شدچه ہرگاه نوری بودن ايشاں فی الحقيقت والاصليت ثابت گشت پس چونكه نوراعلی واشرف است ازناروضياء نارشريك ست با نور چنانكه حقير در مجلد چهاردہم ہمیں تفسير مشرحاً بحث كرده ست لہٰذا به اعتبار اصليت و ماديت نور نوع أعلی ازنارست پس رسالت نوری برائے ناری كه درجنس متحد اند ودرنوع مختلف جائزست قطعاً۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت پر بہت سی صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں ان میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا۔ نیز یہ حدیث بھی متفق علیہ ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اور علی علیہ السلام ایک نور سے ہیں نیز میں اور علی علیہ السلام ایک نور سے خلق کیئے گئے ۔اس قسم کی احادیث مسانید فریقین میں بکثرت وارد ہیں اور ان آثار سے تصریحاً بلا تلویح و اشارہ ثابت ہوتا ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام ایک ہی نور سے پیدا ہو کر لباس بشری میں ہویدا ہوئے اور بدلیل کند ہم جنس باہم جنس پرواز انس ومجانست کی غرض سے اللہ نے ان کو لباس جنس بشر دیا اور ایک کو رسالت پر اور دوسرے کو ولایت خلافت پر بشر کی طرف بھیجا۔ پس الحمدللہ یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ یہ ذوات مقدسہ واقعاً باطن میں نوری ہیں اور ظاہراً لباس بشری میں ہیں چونکہ جنس جنس کی طرف مائل ہوتی ہے لیکن اس اعتراض کا جواب کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنوں کی طرف کیونکر مبعوث ہوئے جو ان کے ہم جنس نہیں؟ تو ہماری اس دلیل کو مذکورہ سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ چونکہ یہ ذوات مقدسہ در حقیقت واصلیت نوری تھے اور نور نار سے اعلی واشرف ہے اور ضیاء فشانی کے لحاظ سے نار کا مشارک ہے جیسا کہ ہم نے اسی تفسیر کی چودھویں جلد ص ۳۰۷ میں مفصل بحث کی ہے پس اسی اصلیت اور مادیت کے اعتبار سے نور نار سے اعلیٰ نوع ہے پس نوری کی رسالت ناری مخلوق کے لئے جائز ہے چونکہ یہ جنس میں متحد ہے اور نوع میں مختلف ہے اسی طرح

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جلد ١٤ ص ٣٠٧ میں فرماتے ہیں بـرخلقت نوریت پیغمبر صلى الله عليه وآله وسلم
آية ﴿قد جـاء كـم من الله نورو كتاب مبين﴾ -شـاهـد نـاطق ست كه بالا
تـفاق دريں آيه از نور مراد نورمحمد صلى الله عليه وآله وسلم وعلى عليه السلام ست
چه كتاب رابـر نـور عـطف نـموده ست كـه درمـعطوف ومعطوف عليه
مـغائرت واجب ست پس بالضرورت دريں آيه مراد از نور نورمحمد صلى
الله عليه وآله وسلم وازكتـاب قـرآن مـجيد ربّ الـحميد ست وأمّا حديث بر
خـلقت نوريت محمدی صـلى الله عليه وآله وسلم بـه كثرت اندازاں جمله پس
متـفق عـليـه ست .قـال النبى أوّل ما خلق الله نورى نيز مرويه احمد بن
حـنبل ست أنـاوعـلى من نور واحد أيضا خلقت أنا وعلى من نورواحد
-پس بايں ثابت شد كه جناب نبوى و جناب علوى ازيك نور مخلوق مى
بـاشـنـد أمّا در بشريت بلباس بشرى جناب حضور محمد صلى الله عليه وآله
وسلم رابـرسـالـت وجناب على عليه السلام رابـخـلافـت وامامت وامارت مبعوث
فرمود پرگاه ايں مطلب بوضاحت پيوست پس معلوم شدكه امراعتراض
دائر شد در نورونار زيراكه ما ثابت نموديم كه پيغمبر مخلوق از نورست
به لباس بشرا نه از عنصر خاك.

خلاصۃ المقال اینکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت پر ﴿قد جـاء كـم من الله نور و كتـاب مبين﴾ ۔شاہد ناطق ہے کہ باتفاق مفسرین یہاں نور سے مراد نور محمدی اور نور علوی ہے چونکہ کتاب کا عطف نور پر پڑ رہا ہے اور معطوف و معطوف علیہ میں مغایرت واجب ہے۔احادیث بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت پر بکثرت وارد ہیں اور متفق علیہ ہے أوّل مـا خـلـق الله نـوری وغیرہ یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب امیر المومنین علیہ السلام ایک نور سے مخلوق ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لباس بشری اختیار کر کے عہدہ نبوت لے کر اور جناب امیرؑ لباس بشری پہن کر عہدۂ ولایت وخلافت لے کر بشر میں آ گئے

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لباس بشر میں نوری ہیں نہ کہ عنصر خاک سے مخلوق ہیں۔

١٧۔علامہ مرزا حبیب اللہ خوئی۔

منـهـاج البـراعة ج٥ ص ١٩٢ میں آپ فرماتے ہیں کہ آئمہ معصومینؑ سرادقات عرش کے باشندے ہیں جو ہدایت وارشاد خلق کے لئے جلباب بشری اوڑھ کر آئے اور تھوڑی مدت رہ کر اپنے اوطان اصلیہ کی طرف واپس چلے گئے۔

فاضل مؤلف کتاب حـقـائق الاسرار ص٤٩ میں تحریر فرماتے ہیں لهم حالتان حالة بشرية وهم فيها يجرون مع البشر فى جميع أحوالهم ولهم حالة ملكوتية ناشئة من مراتب عبوديتهم وحقائقهم النورانية هى من أسرارهم لا يعلمها أكثر الناس ۔ معصومینؑ کی دو حالتیں ہوتی ہیں ایک حالت بشری جس میں وہ اپنے تمام احوال میں بشر کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں دوسری حالت ملکوتی ہوتی ہے جو ان کی عبودیت اور حقیقت نوری سے پیدا ہوتی ہے جس سے اکثر لوگ ناواقف ہوتے ہیں۔

١٨۔خاتم المناظرین علامہ علی محمدؒ۔

فلك النجاة ج١ ص ٢٩٣ میں فرماتے ہیں لا يقاس حالهم بسائر الناس لان فطرتهم على الايمان ونورهم ونور النبى واحد . آل محمدؐ کا قیاس عام لوگ پر نہیں ہو سکتا چونکہ ان کی فطرت ایمان پر ہے اور ان کا نور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے متحد ہے۔

١٩۔علامہ مرزا فتح اللہ کاشانی۔

آپ تفسیر منهج الصادقین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرماتے ہیں سايه اوبر زمين نمى آيد چه آنكه او نور بود و نور را سايه نمى باشد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ زمین پر نہیں آتا چونکہ آپ نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

(الانوار المواهب ج ١ ص ٨٤)

ارباب فکر کے لئے اتنا ہی کافی ہے ہمیں افسوس ہے کہ وقت اور کتب کی قلت نے اس سلسلہ میں ہمیں زیادہ تحقیق وتلاش کا موقعہ نہ دیا ورنہ ہم یہاں تک دیگر علماء اعلام کے اقوال بھی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پیش کرتے مؤلف اصول الشریعہ سے ہماری گزارش ہے کہ کیا یہ علماء اعلام شیعہ نہیں ہیں؟ کیا ان کی کتب ملت جعفریہ کا سرمایہ افتخار نہیں ہیں؟

اگر معصومینؑ کو نور مجسم ماننا بقول ان کے کھلا ہوا افراط ہے تو شیخ صاحب ان علماء اعلام کے متعلق کیا فتویٰ صادر فرمائیں گے؟

کیا یہ بیس جلیل القدر علماء اعلام غلو نواز مشرک غلاۃ ومفوضہ تھے؟

کیا ملت جعفریہ کی تاریخ میں سب سے پہلے توحید کے علمبردار آپ ہی ہیں؟

آخر میں ہم ارباب ایمان کے لئے جلاء قلب کی خاطر ایک حدیث نقل کر کے بحث کو ختم کرتے ہیں۔

طوالع الانوار ص ۴۳ اور القطرہ ص ۸۷ میں بحوالہ مختصر البصائر جناب سلمان سے مروی ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا۔

نحن أسرار اللّٰه المودعة فی الهیاکل البشریة میّتنالم یمت وغائبنا لم یغب نزّلونا عن الربوبیة وارفعوا عنّا حظوظ البشریة فإنّا مبعدون عمّا یجوزعلیکم منزّهون ثمّ قولوا ما استطعتم فإنّ البحر لا ینزف وسرّ الغیب لا یدرك و كلمة اللّٰه لا یوصف۔

ہم بشری اجسام میں رکھے ہوئے اللہ کے راز ہیں ہمارا مرنے والا مردہ نہیں ہے اور ہمارا غائب غائب نہیں ہے ہم کو منزل ربوبیت سے نیچے رکھو اور ہم کو بشری لوازمات سے بلند رکھو پھر ہماری شان میں جو کہہ سکو کہہ دو سمندر کم نہیں ہو سکتا غیب کے راز کو نہیں پایا جا سکتا اللہ کے کلمہ کی صفت بیان نہیں کی جا سکتی۔

اور پھر مومنینؑ ذوی الاحترام کی خدمت اقدس میں ادب سے گزارش کرتے ہیں کہ کتاب وسنت واقوال علماء کی روشنی میں جو حقائق ہم نے جناب کی خدمت میں پیش کئے ہیں ان کو پڑھ لینے کے بعد مولف اصول الشریعہ کی ص ۱۹۳ کے حاشیہ سے یہ عبارت پڑھیے جہاں مولف ایک آیت کے تحت لکھتے ہیں ''اس آیت سے یہ بھی ثابت ہے کہ اگر نوری مخلوق کسی بھی وقت اپنی

شکل تبدیل کر کے کسی اور ہیئت وصورت میں بھی ظاہر ہو تو اس سے اسکے اصلی خصائص سلب نہیں ہوتے یہی وجہ ہے کہ اگرچہ فرشتے بصورت بشری ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تھے مگر ان میں نورانی مخلوق والے خصائص بدستور موجود تھے اس لیے انہوں نے کھانے سے اپنی معذوری ظاہر کی لیکن تعجب ہے ان لوگوں سے جو حضرات آئمہ معصومینؑ کے متعلق تناکح توالد اکل وشرب وبول وبراز کے قائل ہونے کے باوجود ان کو نور محض سمجھتے ہیں''

حقیقت تو یہ ہے کہ تہذیب واخلاق کی بلندیوں سے گرے ہوئے پست ترین الفاظ کو لکھتے ہوئے قلم بھی تھراتا ہے اس سلسلہ میں مولف کی خدمت میں چند معروضات ہیں۔

۱۔ یہ کس حدیثِ معصومؑ یا کس عالم کے فرمان سے ثابت ہے کہ جب نوری مخلوق اپنی اصلی صورت تبدیل کرے تو اصلی خصائص سلب نہیں ہوتے؟ حوالہ جات سے ثابت کیا جائے کیا اپنی رائے فئیل سے کلام الٰہی سے اس قسم کی موشگافیاں پیش کرنا تفسیر بالرائے نہیں ہے؟ جس کے متعلق خود فاضل مولف کی تحریر ہے کہ حدیث قدسی میں ہے کہ ما أمن بی من فسّر القرآن برائیه جو قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرتا ہے وہ مجھ پر ایمان لانے والا نہیں ہے۔

۲۔ اگر بالفرض ہم تسلیم کر ہی کرلیں کہ نوری مخلوق اگر دوسری صورت تبدیل کرے تو اس کے اصلی خصائص سلب نہیں ہوتے تو دیکھنا یہ ہے کہ آیا فرشتے کافی مدت تک بشری مخلوق کے ساتھ رہتے آئے تھے یا تھوڑی دیر کے لئے نبی کو پیغام پہنچانے آئے تھے؟ جب کہ انبیاءؑ اور آئمہ اطہارؑ کو مدت دراز تک تبلیغ وارشاد کے لئے امت میں قیام کرنا تھا تو انس وتجانس کی وجہ سے ان کو بشری صورت وحقیقت کے ساتھ لوازمات بشریت کو بھی اپنانا ضروری تھا ورنہ تو انس وتجانس کیونکر قائم رہ سکتا ہے کما لا یخفیٰ علی أولی الابصار۔ چونکہ ان کی بعثت کا مقتضاء یہی تھا کہ بندے ان کے کردار وسیرت کو اپنائیں جیسا کہ کلام پاک میں موجود ہے ﴿لکم فی الرسول اللّٰه أسوة حسنة﴾۔ اگر انبیاء ومعصومینؑ ان لوازمات کو نہ اپناتے تو امت کو ان امور وآداب میں قوانین شریعت کا کیونکر علم ہوتا؟

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۳۔ جہاں تک بول و براز کا تعلق ہے اس کے متعلق کسی شیعہ کا عقیدہ نہیں ہے کہ ان امور میں ہم جیسے تھے چنانچہ علامہ مجلسیؒ حق الیقین ص ۳۰ میں فرماتے ہیں۔

آنکه فضله که ازاں حضرت جدامی شد بوئے مشك ازآں می آمد وکسی آں رانمی دید جو فضلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا ہوتا تھا اس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی اور کسی کی آنکھ اس کو نہیں دیکھ سکتی تھی۔ بلکہ بعض علماء فریقین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بول و براز کی طہارت کے قائل ہیں۔

زین الدین مصری نے الوسیلة العظمیٰ ص ۱۵ ط مصر لکھا ہے۔

قد قال قوم من أهل العلم بطهارة الحدثين منه ۔ علماء کی ایک جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حدثان کے طاہر ہونے کی قائل ہے۔ نیز مدارج النبوة ج ۱ ص ۲۶ میں

نیز دریں احادیث دلالت است برطہارت بول ودم آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم و عینی شارح بخاری که حنفی المذہب است که بہمیں قائل ست ابو حنیفه ان احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بول اور خون پاک ہیں عینی شارح بخاری جو کہ حنفی مذہب ہے لکھتا ہے کہ ابوحنیفہ بھی اس نظریہ کے قائل ہیں۔ ان حقائق کے باوجود ان کو بول و براز تناکح، اکل و شرب میں عام بشر پر قیاس کرنا علمائے عارفین کی شان سے بعید تر ہے۔

عمدة الاصولیین آقائے دربندیؒ اکسیر العبادات ص ۱۳۶ میں فرماتے ہیں۔

هذا المطلب بالنسبة إلىٰ دماء نبينا وآله المعصومين مماّ لا إشكا ل فيه یہ مطلب ہمارے نبی اور ان کی عترت معصومینؑ کے خونوں کی پاکیزگی میں اس قدر واضح ہے کہ اس میں کوئی اشکال ہی نہیں ہے (۱) مگر افسوس ہے کہ اب بھی ہمارے بعض تنگ نظر اہل علم ان ذوات

(۱) علامہ جلیل فخر المحد ثین محمد باقر مجلسیؒ بحار الانوار جلد ۶ ص ۱۱ کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کسی مورخ کا قول نقل فرماتے ہیں وكان يتبرك من بوله ودمه۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بول و خون کو صحابہ کرام متبرک سمجھتے تھے ظاہر ہے کہ نجس چیز میں کوئی برکت نہیں ہوتی پھر یہ کیونکر نجس ہو سکتے ہیں۔

مقدسہ کے خون اور فضلات کی نجاست کا حکم دیتے ہیں ہم اس سلسلہ میں زیادہ تفصیل میں پڑ کر کسی کی دل آزاری کرنا اچھا نہیں سمجھتے البتہ یہ حضرات اس قسم کی عجیب و غریب تحقیقات پیش نہ کریں گے تو اور کیا کریں گے؟ اور حقیقت ہے کہ اس قسم کے نظریات پیش کرنا حضرات معصومینؑ کی شان اُقدس میں گستاخی ہے۔ ونعوذ بالله من ذلك ورنہ ایسے مسائل سے کوئی فائدہ حاصل نہیں اور نہ ہی ان چیزوں کے جاننے پر ہم مکلّف ہیں کہ بروز قیامت جواب دہ ہوں۔

الیٰ هنا أنتهى ما أردنا أيراده اللهّم لاتؤاخذنابما نسينا

أو أخطأنا وهب لنا من لدنك رحمة أنك أنت الوہاب

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب چہارم

آنحضرتؐ و آئمہ معصومینؑ کے عالم غیب ہونے کا اثبات

برادران ایمانی پر یہ امر مخفی نہیں ہے کہ انبیاؑء اور آئمہ نجبآء کا عالم غیب ہونا تیرہ سو سال کے علماء و متکلمین شیعہ کے عقائد مسلمہ میں سے ہے اور یہ مسئلہ اس قدر روشن ہے کہ ہم سمجھتے تھے کہ اس موضوع پر خامہ فرسائی کرنے کی حاجت ہی نہیں مگر گردش فلک دوّار اور بوقلمونی دہر غدّار نے ہمیں اس مسئلہ کی تحقیق میں قلم اٹھانے پر مجبور کر دیا ہے۔

لغوی اعتبار سے علم غیب کی حقیقت

نہایہ ابن اثیر میں ہے۔

الغيب ماغاب عن العيون و إن كان محصّلاً فى القلوب ۔غیب وہ ہے جو کہ آنکھوں سے غائب ہو اگرچہ دلوں میں موجود ہو۔

صحاح جوہری میں ہے۔

الغيب ماغاب عنك۔ غیب ہر وہ شئی ہے جو تجھ سے غائب ہو۔

ملت جعفریہ کی معتبر ترین لغت قرآن مرآۃ الانوار میں ہے اس کے ص ١٤٨ پر ہے الغيب جمعاً ومفرداً هو خلاف الشهود والحضور أى ماغاب عنك۔ غیب جمعاً اور مفرداً خلاف حضور و شہود شئے کو کہا جاتا ہے یعنی جو اشیاء بھی تجھ سے غائب ہوں۔

علامہ مجلسیؒ نے مرآۃ العقول ج ١ ص ١٨٦ میں فرمایا ہے۔

الغيب ماغاب عن الشخص إمّا باعتبار زمان وقوعه كالا شياء الماضية والآتية أو باعتبار مكان وقوعه كالاشياء الغائبة عن حواسنا فى دقّتنا ۔غیب وہ ہے جو ایک ذات سے غائب ہو یا باعتبار زمان وقوع غائب ہو جیسا کہ اشیاء ماضیہ و آئندہ یا باعتبار مکان وقوع غائب ہو جیسا کہ وہ اشیاء جو فی الوقت ہمارے حواس سے غائب ہوں۔

ملا صالح مازندانی نے شرح کافی ج ٦ ص ٢٧ میں فرمایا ہے كلّ مالايتناوله الحواس من الأمور الكائنة فى الحال أوالماضى أوالاستقبا ل ۔وہ تمام اشیاء جو حال

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یاماضی یا استقبال میں واقع ہونے والی ہوں اور جن کو حواس نہ پاسکیں ان کو غیب کہا جاتا ہے(۱)۔

تفسیر برھان ج ۱ ص ۳۶ میں یؤمنون بالغیب کے تحت امام حسن عسکری علیہ السلام سے غیب کی تعریف یوں مروی ہے۔

یعنی ماغاب عن حواسھم من الامور التی یلزم الایمان بھاکا لبعث والحساب والجنّة والنار وتوحید اللّٰه وسائرمالایعرف بالمشاھدة وإنّما یعرف بدلائل قد نصبھااللّٰه دلائل علیھاکآدمؑ وحوّاؑ وادریسؑ ونوحؑ وابراھیمؑ والانبیاءؑ الذین یلز م الایمان بھم بحجج اللّٰه وإن لم یشاھدوھم الخ۔

غیب سے مراد وہ امور ہیں جو حواس سے غائب ہوں اور ان پر ایمان لانا لازمی ہو جیسے بعث، حساب، جنت، جہنم، توحید باری تعالی اور دیگر تمام اشیاء جو مشاہدہ سے معلوم نہ ہوسکیں اور فقط اللہ کے نصب کردہ دلائل سے معلوم ہوسکیں جیسے آدمؑ وحواؑ وادریسؑ ونوحؑ وابراہیمؑ اور دیگر انبیاءؑ اور اللہ کی وہ حجتیں جن پر بلا مشاہدہ ایمان لانا ضروری ہے۔ (و مثله فی تفسیر القمی ص ۲۷)

پس امام معصومؑ کی پیش کردہ اس تعریف کے بعد کسی آقائے شعرانی وعراقی کا قول حجت نہیں ہوگا۔

جو اس تعریف میں اضافہ کے خواہش مند ہیں کہ یہاں ایک اور قید کا اضافہ کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ”علاوہ اس کے اسے حواس نہ پاسکیں عقل کی دسترس سے بھی بالا ہو کیونکہ ظاہر ہے کہ خدا تعالی اور ملائکہ اگرچہ وہ حواس کی دسترس سے بالا ہیں مگر چونکہ عقل کی حد ادراک سے باہر نہیں ہیں اس لئے ان کی معرفت علم غیب نہیں کہلاتی“ (جیسا کہ اصول الشریعہ ص ۱۸۹ میں لکھا گیا ہے) ہم آگے پیش کردہ احادیث واقوال معصومینؑ سے ثابت کریں گے کہ یہ قید اُن اقوال علماء اور احادیث آئمہ نجباءؑ کے مخالف ہے جو اس قول سے زیادہ قوی اور نا قابل اعتبار ہیں۔

فاضل مؤلف اصول الشریعہ مندرجہ بالا تعریف غیب سے متاثر ہو کر اتنا تو تسلیم کر گئے کہ

(۱) شرح کافی ج ۶ ص ۲۷ شیخ صدوقؒ نے معانی الاخبار ص ۴۸، باب ۸۶ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے غیب کی تشریح یوں فرمائی ہے الغیب مالم یکن۔ غیب اس امر کو کہتے ہیں جو نہ ہوا ہو۔ اس حدیث سے بھی ما یکون کے علم کو غیب کہنے کا جواز ثابت ہے۔

بنابریں تعریف اگرچہ ماکان وما یکون کا علم رکھنے والی ذوات مقدسہ کو بظاہر تو ”عالم الغیب“ کہنا درست معلوم ہوتا ہے مگر مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر ان کو ایسا کہنا صحیح نہیں ہے پھر آگے چار وجوہ لکھی ہیں جو محض قیاسات پر مبنی ہیں اور واقعیت اور حقانیت سے لاتعلق ہیں جیسا کہ ہم آگے وضاحت کریں گے۔

علامہ حائری مرحوم لوامع التنزیل ج ۵ ص ۴۰۹ **میں فرماتے ہیں**

امّا در اصطلاح شریعت غیب مطلق عبارت ست از تمامی آنچه مخفی ومستور باشد حقیقةً وکیفیةً اصطلاح شریعت میں غیب مطلق سے مراد ہر وہ چیز ہے جو حقیقت وکیفیت میں مخفی ومستور ہو۔

مسئلہ علم غیب میں سرکار علامہ عبدالحسین امینی کا جامع ومانع تحقیقی بیان

آپ نے اپنی بیش بہا تالیف الغدیر ج ۵ ص ۴۶ ط اول و ص ۵۲ ط ۲ میں علم غیب پر جو کچھ قلمبند فرمایا ہے اس کا مفاد مختصراً پیش کیا جاتا ہے فرماتے ہیں کہ ”جاننا چاہیے کہ غیب کا علم یعنی ان امور کا جاننا جو ماوراء العیان ہیں گزشتہ وآئندہ کے واقعات عامۃ البشر کے لئے جاننا ممکن ہے جس طرح کہ ان کے لئے حاضر اشیاء کا جاننا ممکن ہے۔ اس کا تصور گزشتہ و آئندہ واقعات کا علم رکھنے سے ظاہر ہے چاہے ان کا علم کسی شخص سے حاصل ہو یا دوسرے معقول طریقوں سے اور اس سے کوئی چیز مانع نہیں ہے خاص طور پر اہل ایمان کی اکثر معلومات علم غیب ہی ہیں جیسے کہ اللہ، ملائکہ، کتب الٰہیہ، انبیاء، قیامت، جنت، جہنم، حیاۃ بعد الموت، بعث، نشور، نفخ صور، حساب، حور، محلات، غلمان اور قیامت کے دیگر معلومات کا ایمان وایقان یہ سب علم بالغیب ہیں۔ ان پر غیب کا اطلاق خود اللہ تعالی نے فرمایا ہے اور مومنین کو آگاہ کیا ہے اسی کا قول ہے۔

﴿الذین یؤمنون بالغیب﴾ البقرة ۳۔ وہ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

﴿یخشون ربھم بالغیب﴾ الأنبیاء ۴۹۔ غیب سے اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں۔

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

﴿إنّما تنذرالذين يخشون ربّهم بالغيب﴾ فاطر ١٩۔ تم توان کوہی ڈراتے رہو جو غیب سے اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں۔

﴿إنّما تنذرمن إتبع الذكروخشى الر حمٰن بالغيب﴾يس ١١۔ تم فقط ان کو ڈراتے رہو جو ذکر کا اتباع کرے اور غیب سے اللہ کا خوف رکھے۔

﴿إنّ الذين يخشون ربّهم بالغيب لهم مغفرة﴾الملك١٢۔
جولوگ غیب سے اپنے رب کا خوف کرتے ہیں ان کے لئے مغفرت ہے۔

﴿جنّات عدن ألتي وعد الرحمٰن عباده بالغيب﴾مريم٦١۔
وہ جنات عدن جن کا اللہ نے اپنے عباد سے غیب سے وعدہ فرمایا ہے۔منصب نبوت پر فائز ہونے والے کو بھی علم غیب سے آگاہ کیا جاتا ہے اسی کی طرف قدرت نے اشارہ کیا ہے،

﴿كلّا نقص عليك من أنباء الرسل ما نثبت به فؤادك﴾هود۔
سب انبیاء کی خبریں جو ہم تم پر بیان کرتے ہیں اسی لئے کہ تمہارے دل کو ثابت کریں۔

﴿ ذلك من أنباء الغيب نوحيه إليك﴾آل عمران ٤٤۔
یہ سب غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم تجھ پر وحی کرتے ہیں۔
حضرت نوحؑ کے قصہ میں فرماتا ہے۔

﴿تلك من أنباء الغيب نوحيها إليك﴾هود ٤٩۔
یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تم پر وحی کرتے ہیں۔
اخوان یوسفؑ کے قصہ میں فرماتا ہے۔

﴿ذلك من أنباء الغيب نوحيه إليك﴾يوسف ١٠٢۔
یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم تم پر وحی کرتے ہیں۔
یہ علم الغیب انبیاءؑ کے ساتھ مخصوص ہے کسی غیر کیساتھ نہیں قدرت نے اس کی تصریح یوں فرمائی ہے

﴿عالم الغيب فلايظهر علىٰ غيبه أحداًإلامن إرتضىٰ من رسول﴾جن٢٧۔

وہی عالم الغیب ہے اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں کرتا سوائے اس کے کہ جو کہ برگزیدہ رسول ہو۔

﴿ولا يحيطون بشئى من علمه إلّا بماشاء﴾البقرة ٢٥٥۔

یہ اللہ کے علم میں سے صرف اسی حصہ پر احاطہ رکھتے ہیں جو قدرت نے چاہا ہے۔

پس کتاب خدا کی تصریح کے مطابق انبیاؑء اولیاؑء مومنین سب کے سب غیب کا علم رکھتے ہیں اور ہر ایک کے لئے علم غیب میں سے مخصوص حصہ ہے لیکن یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ سب کا علم لامحالہ کسی نہ کسی حدتک محدود ہے عارضی ہے ذاتی نہیں وقتی ہے ازلی نہیں ابتداوانتہا رکھتا ہے سرمدی نہیں ہے اور خدا کے علم سے ماخوذ ہے۔

یہاں کوئی مانع نہیں ہے کہ اللہ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا ہے اپنے پوشیدہ علم غیب سے اپنے ارادہ کے مطابق آئندہ ہونے والے یا آسمانوں ،زمینوں،اولین وآخرین اور ملائکہ و مرسلین کا علم عطا کردے جس طرح کہ موجودات حاضرہ کا علم عطا کرنے سے کوئی ممانعت نہیں ہے جس طرح حضرت ابراہیمؑ کو اس نے ملکوت سماویہ وارضیہ کا مشاہدہ کرادیا اس سے قطعاً یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ اس سے علم غیب اور علم موجودات حاضرہ جاننے کی وجہ سے خدا کیساتھ صفت عالم الغیب والشہادۃ میں شرکت لازم آتی ہے اگر چہ ان کا علم رکھنے کے معلومات کتنے ہی بلند مرتبہ پر پہنچے ہوئے ہوں مگر اس کا علم قدرت کے علم کے ساتھ ہرگز ہرگز یکساں نہیں ہوسکتا چونکہ علم بشری سے امکانی قیدیں کسی طرح سے بھی جدا نہیں ہوسکتیں چاہے اس کے علم کا تعلق غیب سے ہو یا حضور سے اس لئے کہ ذاتی نہیں بلکہ از خدا ہے۔اللہ تعالیٰ کا علم بالغیب والشہادۃ بھی اس کی وحدانیت کی ان قیود کے ساتھ ہے جو کہ اس کی ذات واجب الوجود وحدہ لاشریک کے ساتھ مخصوص ہیں اس لئے کہ ذاتی ازلی اورابدی ہے کسی دوسرے کی جانب سے نہیں ہے اسی طرح ملائکہ کے علم کے متعلق ہے کہ مثلاً اگر اسرافیلؑ کو قدرت نے حکم دیا ہے کہ وہ اپنی آنکھوں کے آگے اس لوح محفوظ کو نصب کرے جس میں ہر شئے کا علم ہے اور اسرافیلؑ لوح محفوظ کے تمام مضامین کو پڑھ لے تو قطعاً علم الغیب میں وہ خدا کا شریک نہیں ہوسکتا علم عرضی محدود اور علم ذاتی مطلق کب یکساں ہوسکتے ہیں؟

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

كيف وأين کی قیود میں جکڑا ہوا علم بلا كيف وبلا أين کے مطلق علم کے کس طرح برابر ہو سکتا ہے؟ حادث ووقتی ازلی وابدی کا مقابلہ نہیں کرسکتا غیر سے حاصل شدہ علم کا اصلی اور سرمدی علم پر قطعاً قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

چنانچہ علم نبوی کو بھی قطعاً علم بشری کے برابر تصور نہیں کیا جاسکتا چونکہ دونوں کے طرق مختلف ہیں اور خصوصیات علیحدہ ہیں اگرچہ دونوں علم امکان وجودی کے اعتبار سے یکساں سہی مگر قیود مخصوصہ کے اعتبار سے آسمان و زمین کا فرق رکھتے ہیں بلکہ احکام شریعت کے معلومات میں ایک مجتہد اور ایک مقلد کا علم بھی برابر نہیں ہوسکتا اگرچہ مقلد احکام شریعت کی ایک معتد بہ مقدار سے واقف ہو چونکہ دونوں کے مبادیات علیحدہ علیحدہ ہیں۔ پس علم غیب وعلم شہادۃ کم وکیف کی قید کے بغیر اصلی وذاتی ہونے کے لحاظ سے فقط پروردگار عالم کی صفات مخصوصہ میں سے ہے نہ کہ علی الاطلاق علم غیب وشہادۃ۔

چنانچہ آیات واحادیث میں جہاں جہاں نفی واثبات وارد ہیں اس توجہ سے ان میں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اثبات اپنے مخصوص قیود کے اعتبار سے ہے اور نفی بلاکم وکیف کے اعتبار سے جیسے قدرت کا ارشاد ہے۔

﴿قل لا يعلم من فى السموات والارض الغيب إلّاالله﴾نمل ٦٥۔
کہہ دواے رسول آسمانوں اور زمینوں میں سوائے خدا کے اور کوئی غیب نہیں جانتا۔

﴿إنّ الله عالم غيب السماوات والارض إنّه عليم بذات الصدور﴾فاطر ٣٨۔
بیشک آسمانوں اور زمینوں میں غیب اللہ ہی جانتا ہے اور وہی سینے کے بھیدوں سے واقف ہے۔

﴿إنّ الله يعلم غيب السماوات والارض والله بصير بماتعملون﴾حجرات ١٨۔
اللہ ہی آسمانوں اور زمین کے غیب کو جانتا ہے اور تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

﴿ثمّ تردّون إلىٰ عالم الغيب والشهادة فينبئكم بماكنتم تعملون﴾ جمعة ٨۔
پھر تم عالم غیب وشہادۃ کی طرف پلٹائے جاؤ گے اور وہ تمہیں باخبر کرے گا کہ تم دار دنیا میں کیا کر رہے تھے۔

اور قدرت نے نوحؑ کے متعلق فرمایا ہے۔

﴿قل لا أقول عندى خزائن الله ولا أعلم الغيب ولا أقول لكم انى ملك﴾انعام ٥٠۔ ﴿ولا اقول لكم عندى خزائن الله و لا أعلم الغيب ولا أقول انى ملك﴾هود ٣١۔ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور میں غیب نہیں جانتا اور میں نہیں کہتا کہ میں بادشاہ ہوں۔ اوران کا قول ہے ۔

﴿لوكنت أعلم الغيب لأستكثرت من الخير﴾ الأعراف ١٨٨۔
اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی اچھائی حاصل کرلیتا۔

اس تفصیل سے واضح ہوگیا کہ کتاب وسنت میں اس مسئلہ میں جو اثبات ونفی وارد ہے ان میں سے ہر ایک ایک خاص پہلو کے پیش نظر ہے جہاں نفی وارد ہے وہ اس غیب کی ہے جو اللہ کے ساتھ مخصوص ہے اور اگر اثبات ہے تو اس کے عطا کردہ غیب کے متعلق ہے۔

اہل بیت عصمت علیہم السلام سے وارد ہونے والی احادیث میں بھی دونوں گوشوں کی جانب اشارہ کیا گیا ہے جیسا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے یحییٰ بن عبداللہ کے جواب میں فرمایا جب انہوں نے پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ علم غیب جانتے ہیں آپ نے فرمایا سبحان اللہ ذرا اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھو میرا ہر بال کانپ اٹھا ہے خدا کی قسم یہ علم تو رسول اللہ سے وراثت میں ملا ہے (مجالس مفيد ٣)

آئمہ معصومینؑ کا عالم غیب ہونا
احادیث معتبرہ کی روشنی میں

١۔مدينة المعاجز ص ٣٩٦ میں بحواله دلائل الامامة محمد بن جریر طبری (١) سے بسند

(١) بحارج ١ص ١٥ میں ہے۔دلائل الامامة من الكتب المعتبرة۔ کتاب دلائل الامامۃ معتبر کتابوں میں سے ہے سفينته البحار ج ١ ص ١٥٤ میں ہے۔ محمد بن جرير من أعاظم علمائناالامامية ومن أجّلائهم و ثقاتهم ۔ صاحب دلائل الامامہ محمد بن جریر ملت امامیہ کے عظیم وجلیل ثقہ علماء میں سے ہیں نیز خلاصه ص ٢٢٩ واحسن الفوائد ص ١٤ میں ہے ابوجعفر محمد بن جریر طبری علمائے امامیہ میں سے جلیل القدر عالم ومتکلم تھے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

معتبر مروی ہے کہ یزید بن عبدالملک روایت کرتا ہے کہ کان لی صدیق وکان یکثر الرد علی من یقول انھمؑ یعلمون الغیب فدخلت علیٰ أبی عبداللہ علیہ السلام فأخبرتہ بأمرہ فقال قل لہ إنّی لا أعلم مافی السموات وما فی الارض وما بینھما۔

میرا ایک دوست تھا اور وہ اکثر ایسے لوگوں کی تردید کیا کرتا تھا جو آئمہ طاہرینؑ کو عالم الغیب کہتے ہیں میں نے جا کر امام جعفر صادقؑ کو بتلایا تو امامؑ نے فرمایا کہ جا کر اس کو کہہ دو کہ میں تو یہ بھی جانتا ہوں کہ آسمانوں اور زمین کے اندر ان کے مابین کیا کیا چیزیں ہیں ”تم کون ہوتے ہو ہمارے عالم الغیب کے ہونے کی تردید کرنے والے“

راویوں کے متعلق ہماری تحقیق مندرجہ ذیل ہے

۱۔ابوالحسین محمد بن ہارون تلعکبری متوفی ۳۸۵ھ۔

سفینتہ البحار ج ۱ ص ۵ میں ہے ھو من أکابر المحدثین وہ اکابر محدثین امامیہ میں سے تھے۔

۲۔ہارون بن موسیٰ تلعکبری۔

آپ جلیل القدر وجیہ اور معتمد علیہ محدث جلیل تھے علماء اعلام کے نزدیک ان کی روایت میں طعن جائز نہیں ہے (خلاصۃ الاقوال ص ۸۷ تالیف علامہ حلی)۔

۳۔ابوعلی محمد بن ہمام اسکافی۔

خلاصہ ص ۷۱ میں ہے یہ جلیل القدر ثقہ راوی ہیں نیز نجاشی ص ۲۷۳، الکنی والالقاب ج ۲ ص ۲۲،منتھی المقال ص ۳٤۸،۲۹٤،سفینۃ البحار ج ۱ ص ۳۳۳ میں ہے جلیل القدر شیخ أصحابنا لہ منزلۃ عظیمۃ ۔یہ جلیل القدر اور ہمارے اصحاب کے شیخ ہیں جو بڑی منزلت کے مالک ہیں۔

٤۔احمد بن حسین ابن ابی القاسم۔

خلاصہ ص ۹ میں ان کو ثقہ لکھا گیا ہے۔

۵۔علی بن صالح ثقہ ہیں۔علماء اجلاء نے ان کی احادیث کو قبول فرمایا ہے (ملاحظہ ہو رجال ابی علی رجال مامقانی وغیرہ)

٦۔بحار الانوار ج ۲۲ ص ۷۳ میں جناب امیرالمومنینؑ کی ایک زیارت ماثورہ کے کلمات ہیں۔

السلام علیک یا صاحب العلم المخزون و یا عارف الغیب المکنون ۔

اے علم مخزون کے صاحب اور اے غیب مکنون کے عارف آپ پر سلام ہو۔

شیخ صاحب کو لفظ عالم الغیب سے اختلاف ہے مگر یہاں تو امیرالمومنینؑ کو عارف الغیب فرمایا ہے ظاہر یہ ہے کہ معرفت کا درجہ علم سے بلند تر ہے۔

۳۔بحار ج ۱۱ ص ۸۸ ج ۱۵ ص ۲۵،جلاء العیون ج ۲ ص ۵۹٤،مدینۃ المعاجز ص ۳۳٤، الدمعۃ الساکبۃ ص ٤۱۸ ۔کفایۃ الموحدین ج ۲ ص ٦۰۰ ۔**میں بسند معتبر امام محمد باقرؑ کا مکالمہ مروی ہے۔**

سأل ھشام بن عبدالملک أنّ علیاً کان یدّعی علم الغیب واللہ لم یطلعہ علیٰ أحد غیرہ فمن أین إدّعیٰ ذلک فقال أبی إنّ اللہ أنزل علیٰ نبیّہ کتاباً بیّن فیہ ما کان وما یکون إلیٰ یوم القیامۃ فی قولہ و أنزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیٔ وفی قولہ وکل شئی أحصیناہ فی إمام مبین وفی قولہ ومافرطنا فی الکتاب من شیٔ وأوحیٰ أن لا یبقی فی غیبہ وسرّہ مکنون علمہ إلّاویناجی بہ علیاً۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ ہشام بن عبدالملک نے ہمارے والد سے دریافت کیا کہ علیؑ عالم الغیب ہونے کا دعویٰ کرتے تھے حالانکہ اللہ نے علم غیب پر کسی کو مطلع نہیں کیا انہوں نے یہ دعویٰ کہاں سے کرلیا؟ امام باقرؑ نے جواب دیا کہ اللہ نے اپنے نبیؐ پر قرآن نازل کیا جس میں قیامت تک ہونے والے واقعات کی توضیح کردی جس پر اس کا یہ فرمان دالّ ہے کہ ہم

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نے تجھ پر کتاب نازل کی جس میں ہر شئے کی توضیح ہے اور یہ فرمان بھی دلالت کرتا ہے ''ہم نے ہر شئے کو امام مبین میں رکھ دیا ہے'' اور ایک مقام پر یہ بھی فرمایا ہے کہ ''ہم نے کتاب میں کسی شے کے متعلق کمی نہیں کی'' پس اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی کہ اپنے علم غیب، راز اور پوشیدہ علم میں سے کچھ باقی نہ رکھیں اور سب کچھ علی علیہ السلام کو بتلا دیں۔ اس حدیث شریف میں واضح طور پر اس بات کی صراحت ہے کہ ''علی علیہ السلام نے عالم غیب ہونے کا دعویٰ کیا'' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا علم غیب اور پوشیدہ علم علی علیہ السلام کو عطا فرما دیا۔ (کذافی ناسخ التواریخ ج ٤ ص ٥٠٠ فی تاریخ الباقر علیہ السلام بحوالہ دلائل الامامة وامان الاخطار۔)

٤۔ بحار الانوار ج ٧ ص ٣٣٥ بحوالہ تفسیر فرات بن ابراهیم میں امام محمد باقر علیہ السلام کا ایک خطبہ یوں منقول ہے۔

أيّها الناس إنّ أهل بيت نبيّكم شرّفهم الله بكرامته وأعزّهم بهداه واختصهم لدينه وفضّلهم بعلمه واستحفظهم وأودعهم علمه على غيبه الخ۔ اے لوگو اللہ نے تمہارے رسول کی اہل بیتؑ کو اپنی کرامت کے ساتھ شرف عطا کیا اور ان کو اپنی ہدایت کے ساتھ اعزاز بخشا اور اپنے دین کے ساتھ مخصوص کیا اور اپنے علم کے ساتھ فضیلت دی اور ان کے اندر اپنا علم غیب رکھا اور اس پر ان کو محافظ قرار دیا اس حدیث مبارک سے بھی ثابت ہو گیا کہ معصوم نے آل محمد علیہم السلام کے علم کو علم غیب سے تعبیر فرمایا ہے۔

٥۔ بحار الانوار ج ٧ ص ٢٨١، مناقب ابن شهر اشوب ج ٥ ص ٣٩ میں ثقہ جلیل صفوان بن یحیٰ (١) سے مروی ہے۔

---

(١) رجال نجاشی ص ١٤٨ میں اس راوی کے متعلق مرقوم ہے کہ ثقة عين روى عن الرضا وكانت له منزلة شريفة یہ کوفہ کے باشندے ہیں اور امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ بڑی عظیم منزلت کے مالک تھے۔ منتهى المقال ص ١٤٥ اور رجال کشی ص ٣١٢ میں ہے کہ امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا صفوان ہمارے گروہ سے ہے اللہ نے اس کو جنت میں داخل کر دیا نیز رجال نجاشی ص ١٤٩، اور سفینتہ البحار ج ٢ ص ٣٨ میں ہے کہ صفوان بڑے عبادت گزار اور زاہد تھے ہر روز ایک سو پچاس رکعت نماز پڑھتے تھے۔

صفوان بن يحيىٰ عن بعض رجاله عن الصادق عليه السلام قال والله لقد أُعطينا علم الاوّلين والآخرين فقال له رجل من أصحابه جعلت فداك أعندكم علم الغيب فقال له ويحك إنّي لأعلم مافي أصلاب الرجال وأرحام النساء ويحكم وسّعوا صدوركم ولتع قلوبكم فنحن حجة الله في خلقه ولن يسع ذلك إلّا صدر كل مؤمن قوّي قوته كجبال تهامة۔

صفوان نے اپنے بعض راویوں کی سند سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ معصوم علیہ السلام نے فرمایا ہم کو اولین اور آخرین کا علم عطا کیا گیا ہے ایک صحابی نے دریافت کیا میں آپ پر فدا ہو جاؤں کیا آپ کے پاس علم غیب بھی ہے امامؑ نے فرمایا تمہارے لئے افسوس ہے'' کہ ایسے سوالات کرتے ہو'' ہمارے پاس اتنا علم غیب ہے کہ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تمام مردوں کی پشتوں میں اور تمام عورتوں کے ارحام میں اللہ نے کیا رکھا ہے تم پر افسوس ہے ذرا تم اپنے سینوں کو کشادہ کرو اور تمہارے دل یہ بات یاد رکھیں کہ ہم ہی مخلوق میں اللہ کی حجت ہیں اور اس بات کو اس قوی مومن کا سینہ برداشت کر سکے گا جو قوت میں عرب کے بڑے پہاڑ تہامہ کی مانند ہو۔ حدیث مذکور سے بھی آئمہ معصومینؑ کا علم غیب بتصریح العبارة بلا تلویح واشارہ آفتاب نصف النہار کی طرح ثابت ہو جاتا ہے۔

(نوٹ): بعض مریض القلب حضرات نے اس روایت پر یہ اعتراض کیا تھا کہ ''صفوان بن یحیٰ نے جس سے یہ روایت نقل کی ہے ان کا نام مذکور نہیں، کیا معلوم کہ وہ کوئی بچہ ہو یا کوئی غیر ثقہ ہو لہذا یہ روایت قابل اعتماد نہیں'' جواباً عرض یہ ہے کہ ایسا اعتراض کرنے والا شخص علم اصول الحدیث اور علم رجال سے ناواقف معلوم ہوتا ہے چونکہ علم اصول حدیث میں یہ امر مبرہن ہو چکا ہے کہ حدیث مرسَل کا مرسِل اگر ثقہ جلیل القدر ہو جس کے متعلق یہ یقین ہو کہ وہ جس روایت کا ارسال کر رہا ہے اس کے رواۃ ثقات ہوں گے تو غیر کی روایت مسند پر اس کی روایت کو ترجیح دی جائے گی۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

چناچہ توضیح المقال فی علم الرجال ص ٤٣ اور بحار ج ١ ص ١٩٧ میں اس بات کی تصریح کی گئی ہے پھر شیخ الطائفہ ابوجعفر طوسیؒ کی کتاب العدۃ کے حوالے سے منقول ہے کہ

۔سوّت الطائفة بين مايرويه محمد بن أبي عمير وصفوان بن يحى وأحمد بن محمد ابن أبي نصر وغيرهم من الثقات الذين عرفوا بأنّهم لايرسلون إلّا ممن يوثق به وبين ما أسنده غيرهم ولهذا عملوا بمرسلهم إذا إنفرد عن رواية غيرهم۔

علماء اعلام نے محمد بن ابی عمیر صفوان بن یحی اور احمد بن محمد بن ابی نصر اور دیگر ثقات جو کہ ثقات ہی سے ارسال روایت کرتے ہیں اور ان کی مراسیل کو غیروں کی مسانید کے برابر قرار دیا ہے اور اگر ان کی روایت مرسل ہو جو کہ کسی اور سے مروی نہ ہو تو اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ شیخ طوسیؒ کا یہ فرمان حقیقت ترجمان معترضین کے لئے تازیانۂ عبرت ہے۔

نیز شہید اوّل کتاب الذکری میں فرماتے ہیں۔

إنّ الاصحاب أجمعوا علىٰ قبول مراسيله ۔علماء نے ان کی مراسیل کو قبول کرنے پر اجماع کیا ہے اور تمام علماء اعلام نے ان کو ثقہ جلیل فرمایا ہے (منتهىٰ المقال ص ٢٤، ١٤٥)

٦۔بحار الانوار ج ٩ ص ٤٢٥ والدمعة الساكبة ص ٩٤ بحواله تفسير فرات بن ابراهيم میں جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے منقول ہے لقد إصطفاني ربيّ بالعلم والظفرولقد وفدت إلى ربى اثنى عشرة و فادة فعرّفنى نفسه وأعطانى مفاتيح الغيب میرے رب نے مجھ کو علم اور کامیابی کے ساتھ برگزیدہ فرمایا ہے اور میں بارہ دفعہ اپنے رب کی طرف گیا پس اس نے مجھ کو اپنی معرفت دی اور علم غیب کی کنجیاں عطا فرمائیں۔

ان احادیث شریفہ سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ آئمہ معصومین علیہم السلام کے علم ما کان وما یکون پر علم غیب کا اطلاق کیا جاتا ہے اور اس لحاظ سے ان کو عالم غیب یا عالم الغیب کہنا ممنوع نہیں ہے۔

باقی رہیں وہ روایات کہ جن سے ان ذوات مطہرۂ سے علم غیب کی نفی کی گئی ہے تو وہ اس لحاظ سے کی گئی ہے کہ یہ ذوات مقدسہؑ بغیر تعلیم والہام معبود حقیقی سے مستغنی ہو کر اپنی کسبی قوت سے علم غیب

نہیں جانتے جیسا کہ اصول الشريعه ص ١٩٠ پر تحریر کیا گیا ہے کہ جہاں نفی وارد ہے اس سے حقیقی علم غیب کی نفی مراد ہے اور جہاں اثبات ہے وہاں علم غیب مجازی ظاہری کا اثبات مقصود ہے۔

نیز ہماری پیش احادیث سے یہ مسئلہ بھی طے ہو گیا کہ ان قوال آئمہؑ سے ان کو عالم الغیب کہنے کی نفی ہرگز ثابت نہیں ہے اس سلسلے میں اصول الشريعهص ٩١، ٩٢ میں شیخ مفیدؒ اور شیخ طبرسیؒ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ ”ان ذوات مقدسہ کے علم کو علم غیب سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا چونکہ علم الغیب کی وصف کا مستحق وہی ہو سکتا ہے جو کلی طور پر جملہ مغیبات کا جاننے والا ہو“۔

جواباً عرض یہ ہے کہ ان دو جلیل القدر علماء کا نظریہ کسی دلیل پر مبنی نہیں ہے اور نہ ہی کسی آیت یا حدیث سے مستنبط ہے۔

چناچہ شیخ مفیدؒ اپنی دوسری مشہور تالیف الارشاد ص ٥٦ ط ایران میں جناب امیر المومنینؑ کے واقعہ کربلا کے متعلق پیشین گوئی کی روایت درج فرما کر لکھتے ہیں وكان ذلك من علم الغيب والخبر الكائن قبل كو نه وهو المعجز الظاهر والعلم الباهر اس عظیم سانحہ کی پیشین گوئی کرنا جناب امیر المومنینؑ کے عالم الغیب ہونے کے سبب سے ہے اور ایک ہونے والے واقعہ کی قبل از وقوع خبر دی گئی ہے جو کہ امامؑ کا معجزۂ ظاہر اور علم غیب ہے۔

اسی طرح علامہ شیخ مفیدؒ صفحہ ١٦١ میں ایک واقعہ کے بعد فرماتے ہیں وكان خرق العادة لأميرالمومنينؑ بما عددناه من علم الغيوب۔

یہی واقعہ جناب امیر المومنینؑ کا ایک خارق العادۃ معجزہ تھا جس کو ہم نے آپ کے علم الغیوب میں شمار کیا ہے۔

علامہ طبرسیؒ کے اس نظریہ کے متعلق عالم جلیل سید محمد مہدی تنکابنی نے طلوع الانوار ص ٢٥٩ میں جناب امیر المومنینؑ کے متعلق فرمایا ہے وعلمه بالغيب هو مذهب الامامية ولاينكره إلّا الحاكم أبوسعيد من العامّة فى تفسيرقوله تعالى ﴿إنّك أنت علّام الغيوب﴾ وفى ذلك قدح للامامية وتبعد فى ذلك الشيخ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

طبرسی فی تفسیرہ وھوخطاء ۔ آپ کا علم غیب مذہب شیعہ کے مسلمات میں سے ہے جس کا انکار سنی عالم حاکم ابوسعید نے اپنی تفسیر میں مندرجہ بالا آیت کے ذیل میں کیا ہے اور امامیہ پر قدح کی ہے اور شیخ طبرسیؒ نے تو بہت ہی بعد اختیار کرلیا ہے جو ان کی علمی مسامحت ہے ایسی مسامحات علماء اعلام سے ہو ہی جاتی ہیں۔

چنانچہ مسئلہ خلق ارواح اور عالم ذر کے متعلق شیخ طبرسیؒ شیخ مفیدؒ اور سید مرتضیٰؒ وغیرہ نے شدت سے انکار کیا ہے۔شیخ صاحب نے احسن الفوائد ص ۲۰۱ میں انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ "ان حضرات کی جلالت قدر و عظمت شان کچھ لب کشائی کرنے سے مانع ہے ورنہ تلمیحی کی یہ حقیقت ہے کہ ایسے معمولی شبہات پر اور استعجابات کی بنا پر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل رسول علیہم السلام کی احادیث معتبرہ کا انکار کرنا یا بلاوجہ ان کی تاویل کرنا بہت بڑی جسارت ہے۔الخ۔اسی بنا پر ہم کیوں نہ کہیں کہ ان علماء کا علم غیب کی نفی کرنا ان کی مسامحات میں داخل ہے۔ (وھی مالا یتابع علیہ)

باقی رہیں وہ آیات جن سے علم غیب کی نفی ثابت ہوتی ہے اس سلسلہ میں مولف اصول الشریعہ کا ص ۱۹٤ پر بیان جواباً کافی ووافی ہے کہ "ایک ظاہر بین انسان ان آیات قرآنیہ کو دیکھ کر یہ کہہ سکتا ہے جیسا کہ ایک گروہ کی طرف سے یہ کہا بھی گیا ہے کہ سوائے خدا کے علم غیب کسی مخلوق کے پاس نہیں ہے نہ ذاتی نہ وہبی نہ کسبی مگر ایسے لوگ جو صرف بعض مجمل آیات کو دوسری مفصل آیات سے صرف نظر کرکے ایک نظریہ قائم کرلیتے ہیں لیکن محقق انسان کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ کسی مسئلہ کے جملہ پہلوؤں پر غائرانہ نگاہ ڈالنے کے بعد کوئی نظریہ قائم کرتا ہے بنابریں اس مسئلہ کے متعلق مندرجہ آیات مبارکہ دیکھنے کے بعد یہ حقیقت آشکار ہوجاتی ہے کہ یہ بزرگوار بتعلیم اللہ وہبی ولدنی طور پر بعض غیوب کا علم رکھتے ہیں"۔ یہاں تو مؤلف نے خود ان کو عالم غیب تسلیم کرلیا ظاہر ہے کہ جو شخص غیوب کا علم رکھے وہ عالم غیب نہیں تو اور کیا ہے؟۔

علم غیب کے متعلق

منفی احادیث کی حقیقت اور ان کا حل

مندرجہ بالا حقائق سے مبرہن ہوگیا کہ آئمہ معصومین علیہم السلام بتعلیم اللہ عالم غیب ہیں البتہ چند ایسی احادیث بھی وارد ہیں جن سے ظاہرا علم غیب کی نفی ثابت ہوتی ہے ان احادیث کے متعلق علماء و محققین کے نظریات زیر نظر ہیں۔

۱۔ **فاضل جلیل قدوۃ المحققین علامہ عبدالرزاق المقرّم اپنی بیش بہا تالیف** مقتل الحسین ص ۲۲ ط نجف میں فرماتے ہیں۔

فالغیب المدعی فیھم غیر المختص بالباری تعالی یستحیل فی حقّھم فإنّہ فیہ تعالیٰ ذاتی وأمّا فی الائمۃ فمجعول من اللّٰہ سبحانہ فبواسطۃ فیضہ و لطفہ کانوا یتمکّنون من إستعلا م خواص الطبائع والحوادث فإذاً الغیب علیٰ قسمین منہ ما ھو عین واجب الوجود بحیث لم یکن صادراً عن علّۃ غیرذات فاطر السموات والارضین و منہ ما کان صادراً عن علّۃ و متوقفاً علیٰ وجود الفیض الا لھی وھو ماکا ن موجود فی الانبیاء والاوصیاء [إلیٰ أن قال] ویشھد لہ ماجاء عن أبی جعفر الجواد فإنّہ لمّا أخبرأُم الفضل بنت المامون بما فاجأھاممّا یعتری النساء عند العادۃ قالت لہ لا یعلم الغیب إلّا اللّٰہ قالؑ أنا أعلمہ من علم اللّٰہ۔ (بحارالانوار ج ۱۲ ص ۱۲۹)۔

آئمہ معصومین علیہم السلام کے متعلق جس علم غیب کا ہم نے دعوی کیا ہے وہ وہ علم غیب نہیں جو معبود حقیقی کے ساتھ مخصوص ہے چونکہ اس کا ذاتی علم (تعلیم کے بغیر) ان ذوات مقدسہ کے لئے محال ہے چونکہ ان کا علم غیب اللہ کی طرف سے ہے اور اس کے فیض اور لطف کے واسطہ سے ان کو ملا ہے اور یہ حوادث خواص طبائع کے معلوم کرنے پر قادر تھے۔اس بیان سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں ایک قسم وہ ہے کہ جو واجب الوجود کا عین ہے اور خالق کون و مکان کے بغیر کسی علت

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سے صادر نہیں ہوتا اور دوسری قسم وہ ہے جو علت سے صادر ہوتا ہے اور فیض الٰہی پر موقوف ہے اور یہی علم غیب انبیاءؑ و آئمہؑ میں ہوتا ہے۔

اس دعوی کی شہادت میں امام جوادؑ سے حدیث بھی مروی ہے کہ جب انہوں ام الفضل بنت مامون کو اس چیز کی خبر دی جو کہ (عادۃً) عورتوں کو عارض ہوتی ہے تو اس نے کہا کہ آپ کو یہ کیسے علم ہو گیا غیب تو اللہ ہی جانتا ہے امامؑ نے جواب دیا کہ میں علم غیب کو اللہ کی تعلیم کی وجہ سے جانتا ہوں۔(بحار ج ۱۲ ص ۱٤۹)

۲۔قدوۃ المتبحرین خاتم المحدثین حضرت علامہ مجلسیؒ نے بحار ج ۷ ص ۲۹۶ میں ایک باب اس عنوان سے قائم کیا ہے إنّهم لا يعلمون الغيب ومعناه۔باب اس بیان میں کہ آئمہ طاہرینؑ علم غیب کو نہیں جانتے اور اس علم غیب کا معنی ص ۳۰۰ پر فرمایا ہے قد عرفت عنهم انّهم لا يعلمون ذلك من أنفسهم بغير تعليمه تعالى بغيروحي وإلهام فظاهر أنّ عمدة معجزات الانبياء والاوصياء من هذا القبيل وأحد وجوه الاعجاز ۔الخ ۔ہم کئی دفعہ بتلا چکے ہیں کہ آئمہ طاہرین علیہم السلام کے عالم الغیب نہ ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ علم غیب کو تعلیم خدا اور وحی والہام کے بغیر بالذات نہیں جانتے ورنہ ظاہر ہے کہ انبیاءؑ و اوصیاءؑ کے عمدہ معجزات اس علم غیب کی قبیل سے ہیں اسی وجہ سے معجزہ کہلاتے ہیں۔(بحار ج ۷ ص ۲۹۶۔کذا فی مرآۃ العقول ج۱ ص۱۸۶)۔

۳۔قدوۃ المفسرین علامہ سید علی حائری تفسیر لوامع التنزيل ج ۱۵ ص ٤۱۱ میں فرماتے ہیں کہ انکار پیغمبر از غیبی بود کہ علم آں مخصوص بہ جناب باری تعالی می باشد گویا کہ آں حضرت فرمودند کہ ایں قسم کہ از علم غیب مخصوص بخداست من نمی دانم پیغمبرؐ کا انکار اس علم غیب سے تھا کہ جو اللہ کے ساتھ مخصوص ہے۔گویا کہ آپ کے فرمان کا مقصد یہ تھا کہ میں وہ علم غیب نہیں جانتا جو باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے ص ٤۱۰ میں فرماتے ہیں احدی از ملائکہ و انبیاء و خلفاء ایشاں بذواتهم المقدسة المطهرة علم غیب نمی دارند و ہمہ مقدا رکہ ایشاںؑ از

غیب دانستہ اند وازاں اطلاع دادہ اند ایشاں را من اللہ حاصل شدہ ست وگرنہ بانفاسهم المقدسة ہرگز ایشاں بر علم غیب مطلع نہ بودہ اند۔کوئی فرشتہ یا نبی یا خلفاء یا انبیاء بذات خود علم غیب نہیں رکھتے اور اتنا ہی علم غیب ان کو حاصل ہے اور اس کی انہوں نے اطلاع دی ہے جو ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل تھا ورنہ بنفسہ یہ حضرات بذات خود علم غیب پر مطلع نہ تھے۔

عام طور پر نفی کے متعلق جو احادیث پیش کی جاتی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

مراۃ العقول ج ۱ ص ۱۸٦، بصائر الدرجات ج ٥ ص ٦۲ اور تفسیر برہان ص ٥۳۲ میں مروی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا یا عجباً لأقوام يزعمون إنّا نعلم الغيب مايعلم الغيب إلّا اللّٰه لقد هممت بضرب جاريتي فهربت مني فما علمت وفي أيّ بيوت الدارهي۔ایسے لوگوں سے تعجب ہے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم علم غیب جانتے ہیں غیب تو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا میں نے اپنی کنیز کو مارنا چاہا تو وہ بھاگ گئی اور میں نہیں جانتا کہ وہ کس گھر میں جا چھپی۔قطع نظر اس کے کہ ہم اس روایت کے متعلق کوئی تاویل پیش کریں سندی لحاظ سے اس حدیث کی حیثیت ملاحظہ ہو۔

سلسلہ سند میں محمد بن سلیمان دیلمی ہے جس کے لئے منتهى المقال ص ۲۷٤، رجال نجاشی ص ۲٥۸ اور خلاصۃ الاقوال ص ۱۲٥ میں ہے ضعيف جداً لا يعوّل عليه في شئي۔یہ راوی بہت ہی ضعیف ہے اس کی کسی روایت پر اعتبار نہیں ہو سکتا۔

نیز علامہ جلیل سید عبدالرزاق المقرمؒ اپنی تالیف منیف مقتل الحسین ص ۲۷ میں اس روایت کے متعلق اپنی رائے حصیف یوں فرماتے ہیں أمّا ماورد عنهمؑ من نفي علمهم بالغيب كقول أبي عبد اللّٰه يا عجباً لأقوام يزعمون إنّا نعلم الغيب فمحمول علىٰ التقّية لحضور المجلس داؤد الرقي و يحي البزاز وأبو بصير ولم يكن لهم قابلية تحمل غامض علم أهل البيت فأراد أبو عبد اللّٰه بنفي علم الغيب

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عنهم تثبيت عقيدة هولاء ويؤيده أنّ سدير الراوى لهذا الحديث دخل عليه فى وقت آخر و ذكر له إستغراب ما سمعه منه نفى العلم بالغيب فإطمئنّه بأنّه يعلم ماهوأرقىٰ من ذلك وهو العلم بالكتاب كلّه وماحواه من فنون المعارف وأسرارها علىٰ أنّ الحديث لم يعبأ به المجلسیؒ فى مرآة العقول ج ۱ ص ۱۸٦ لجهالة رواته يحتمل أن يريد بنفى العلم بمكان الجارية الرؤية البصرية لانكشاف الواقعى فقوله ماعلمت أى مارأيتهافى أىّ بيت دخلَت و إلّا فمن يقول فى صفة علمه لم يفتنى ماسبقنى ولم يغرب عنى ماغاب عنى لا يخفىٰ عليه أمر الجارية۔

تلخيص المقال اینکہ آئمہ معصومین علیہم السلام سے نفی غیب میں جواحادیث وارد ہیں مثلاً امام صادق علیہ السلام کا قول ''کہ تعجب ہے ان لوگوں سے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم علم غیب جانتے ہیں حالانکہ علم غیب تو اللہ ہی جانتا ہے'' تا آخر واقعہ یہ روایت تقیہ پر محمول ہے۔ چونکہ وہاں پرداؤدرقی اور یحییٰ بزاز اور ابوبصیر موجود تھے جن کے اندر اہل بیت علیہم السلام کے علم غامض کو برداشت کرنے کی قابلیت نہ تھی پس امامؑ نے ان کے عقیدہ کی تثبیت کے لئے علم الغیب (ذاتی) کی نفی فرمائی۔

اس کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ حدیث کے راوی سدیر صیرفی دوسرے وقت میں امامؑ کے پاس گئے اور آپ کے علم غیب کی نفی سے تعجب کرتے ہوئے اس کا ذکر کیا تو امامؑ نے اس کو اطمینان دلایا کہ ان کا علم تو بہت ہی بلند ہے اور وہ کلام الٰہی کے مکمل فنون ومعارف واسرار سے واقف ہیں۔(۱) باوجودیکہ اس حدیث کو علامہ مجلسیؒ نے کوئی اہمیت نہیں دی چونکہ اس کے راوی مجہول الحال ہیں (كمافى مراة العقول ج ۱ ص ۱۸٦) اور یہ بھی احتمال ہوسکتا ہے کہ آپ یہ فرمارہے ہوں کہ میں اپنی ظاہری آنکھوں سے جاریہ کو نہیں دیکھتا کہ وہ کہاں ہے'' ورنہ جس امامؑ کا یہ دعوی ہے کہ گزشتہ حوادث مجھ سے پوشیدہ نہیں اور مجھ سے ہر غائب ہونے والی چیز دور نہیں ہے''

(۱) بصائرالدرجات ص ٦٢' تفسیر برهان ص ۵۳۲ اور بحار ج ۷ ص ۳۲۲ میں ہے کہ سدیر نے جا کر امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ مولا ہم تو آپ کو بڑا جلیل القدر عالم سمجھتے تھے مگر آج آپ نے......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اس سے کنیز کا معاملہ کس طرح پوشیدہ رہ سکتا ہے۔(۱)

دوسری حدیث امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کی توقیع ہے جو کہ احتجاج طبرسی ص ۱۸۸ سے نقل کی گئی ہے (فى اصول الشريعة ص ۱۹٦) کہ آنحضرتؑ نے فرمایا إنىّ برى إلىٰ اللّٰه وإلىٰ رسوله ممن يقول إنّانعلم الغيب۔الخ ۔میں اللہ اور رسولؐ کی بارگاہ میں ان لوگوں سے بیزاری چاہتا ہوں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم عالم غیب ہیں اس سے استدلال کرنا بھی مردود ہے چونکہ علامہ مجلسیؒ بحار ج ۷ ص ۲۴۵ ''باب نفى الغلو فى النبیؐ والآئمۃؑ'' میں اس توقیع شریف کو نقل کرکے فرمایا ہے المراد من نفى علم الغيب انّهم لا يعلمون من غير وحى وإلهام أما ماكان من ذلك فلا يمكن نفيه ۔امام معصومؑ کا مطلب یہ ہے کہ ہم وحی والہام کے بغیر عالم الغیب نہیں ہیں لیکن جو ان کا علم غیب وحی والہام کے ذریعے ہے اس کی نفی کرنا ممکن نہیں ۔اسی طرح باقی منفی احادیث کا صحیح حل موجود ہے لہٰذا یہ ہرگز درست نہیں ہے کہ

......(حاشیہ گزشتہ صفحہ) یہ کہہ دیا کہ مجھ کو کنیز کا پتہ نہیں ہے امام علیہ السلام نے فرمایا اے سدیر تم نے قرآن میں نہیں پڑھا کہ آصف بن برخیا کہ متعلق آتا ہے قال الذى عنده علم من الكتاب ۔اس کے پاس علم کتاب کا کچھ حصہ تھا میں نے کہا جی ہاں امامؑ نے فرمایا اچھا یہ بتاؤ کہ جس کے پاس کتاب کا کچھ حصہ ہو وہ افضل ہے یا جس کے پاس کتاب کا مکمل علم ہو؟ میں نے کہا کہ مکمل علم والا امامؑ نے فرمایا آصف کا علم ہمارے علم کے مقابلے میں اتنا ہے کہ جتنا بے کراں سمندر میں ایک قطرہ، پھر اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا بخدا پورے قرآن کا علم یہاں ہے۔

علامہ مجلسیؒ بحار جلد ۷ ص ۳۱٦ میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں إنّ ما ذكرهؑ ليس لنقص علمهم بل كان للتقّية من المخالفين أو من ضعفاء العقول من الشيعة لئلا ينسبوهم إلىٰ الربوبيّة امامؑ کا یہ فرمانا کہ ہم غیب نہیں جانتے یہ ان کے نقص علم کی وجہ سے نہیں بلکہ مخالفین یا ضعیف العقل شیعوں کی وجہ سے تھا تاکہ وہ ان کو رب نہ سمجھ لیں۔ایک مقام پر فرمایا ہے إنّه قال توريةً لئلا ينسب إلىٰ الربّوبية امامؑ نے توریۃً ایسا فرمایا تاکہ ان کو ربوبیت کی طرف منسوب نہ کیا جا سکے۔(از مولف)

(۱) بصائر الدرجات طبع جديد ص ۲٦٦ اور بحار ج ۷ ص ۳۱۱ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے أُعطيت خصالاً ما سبقنى بها أحد من قبلى علمت المنايا والبلايا فلم يفتنى ما سبقنى ولم يغرب عنى ماغاب عنى ۔مجھ کو چند خصال ایسے ملے ہیں جو پہلے کسی کو نہ ملے تھے میں جملہ اموات و بلیات سے آگاہ ہوں مجھ سے پہلے گزر جانے والے مجھ سے نہیں چھوٹے اور جو چیز مجھ سے بظاہر غائب ہے وہ مجھ سے بالکل دور نہیں ہے بلکہ میرے قریب ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

صرف منفی احادیث پر اکتفا کر کے احادیث مثبتہ سے صرف نظر کر لی جائے۔

صدر العلماء علامہ عبدالحسین امینی اپنی تالیف ساطع وقاطع الغدیر ج ۵ ص ۵۸ میں علم غیب کی مکمل بحث کے آخر میں فرماتے ہیں۔ وبھٰذاالتفصیل فی وجوہ العلم یعلم عدم التعارض نفیاً و إثباتاً بین أدلّة المسئلةکتاباً وسنةً فکل من الادلّة النافیة والمثبة ناظراًإلیٰ ناحیة منھا والموضوع المنفی من علم الغیب فی لسان الادلّة غیرالمثبت عنه وکذلك بالعکس وقد یوعز إلیٰ الجھتین فی بعض النصوص الواردة عن أھل البیت مثل قول أبی الحسن الکاظمؑ سبحان اللّٰه ضع یدك علیٰ رأسی فواللّٰه مابقیت شعرة فیه ولا فی جسدی إلّا قامت ثم قال لا واللّٰه ما ھی إلّا وراثة عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم ۔ وجوہ علم کی اس تفصیل سے اس مسئلہ علم غیب کے منفی واثباتی پہلوؤں کا عدم تعارض بخوبی معلوم ہو جاتا ہے چونکہ کتاب وسنت میں منفی اور مثبت دلائل ایک مخصوص پہلو لئے ہوئے ہیں جہاں علم غیب کی نفی معلوم ہوتی ہے اس سے وہ علم غیب مراد نہیں جو کہ ثابت ہے۔ اسی طرح جہاں علم غیب کا ثبوت ملتا ہے اس سے منفی پہلو مراد نہیں ہے۔ بعض وارد ہونے والی نصوص میں دونوں پہلوؤں کی طرف اشارہ ہوتا ہے مثلاً جب یحیٰی بن عبداللہ نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ علم غیب جانتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا سبحان اللہ میرے سر پر ہاتھ رکھو لو بخدا میرے سر اور جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے پھر فرمایا نہیں ہمارا علم (غیب ذاتی نہیں) بلکہ سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وراثت میں ملا ہے۔ (امالی مفید ج ۳ ص ۱۴) نیز اصول الشریعہ ص ۱۹۸ میں جہاں ابن قبہ کا قول درج کیا گیا ہے لا یدّعی علم الغیب فی الائمة إلّا مشرك ۔ آئمہ کی غیب دانی کا دعویٰ وہی کرے گا جو مشرک ہو۔ یہ بھی بچند وجہ نہیں۔ اولاً ایں کہ ابن قبہ پہلے اہل سنت معتزلہ فرقہ کے قائل تھے (احسن الفوائد ص ۱۳) بعد میں شیعہ ہوئے لہٰذا احادیث معتبرہ اور اقوال علماء محققین کے مقابلہ میں ان کا قول کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا اگر بالفرض اس کو مان بھی لیں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جو آئمہ طاہرین علیہم السلام کے متعلق بلا تعلیم والہام علم غیب کا قائل ہو گا وہ مشرک ہے۔ وھو مانحن لاننکرہ فلاتغفل ۱۲

آنحضرتؐ اورآئمہؑ کے علم غیب کے متعلق بعض دیگر اقوا ل و احادیث

مندرجہ بالا حقائق قاہرہ سے جب ہمارا مدعا لائح ہو چکا تو اہل ایمان کے قلوب طیبہ کو جلاء مزید سے سرفراز کرنے کے لئے چند احادیث پیش کی جاتی ہیں تا کہ ہمارے نظریہ صافیہ کی تائید مزید ہو سکے۔

۱۔ تفسیر برھان ص ۸۸۳، بحار الانوار ج۷ ص ۳۰۳، مدینة المعاجز ص ۱۱۵، طوالع الانوار ص ۲۶۴، ۱۰۸، بحوالہ بصائرالدرجات و القطرۃ باب اول ص ۲۹ دربیان فضائل آنحضرت صلعم بحوالہ مصباح الانوار شیخ طوسیؒ و حقائق الاسرار ص ۲۹ امام جعفر صادق علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی مفضّل سے مروی ہے۔

دخلت علی الصادق علیه السلام ذات یوم فقال لی یا مفضّل عرفت محمداً وعلیاً وفاطمةً والحسنَ والحسینَ کنه معرفتھم؟ قلت یاسیدی ما کنه معرفتھم قال یامفضّل من عرفھم کنه معرفتھم کان مؤمناً فی السنام الأعلیٰ قال قلت فعرّفنی ذلك یاسیدی قال یا مفضّل تعلم إنّھم علموا ما خلق اللّٰه و ذرہ وبرّہ وإنّھم کلمة التقویٰ وخزّان السمٰوات والارضین والجبال والرمال و البحار وأنھارھا وعیونھا وما تسقط من ورقة إلّا علموھا ولاحبّة فی ظلمات الارض ولارطب ولایابس إلّافی کتاب مبین وھو فی علمھم وقد علموا ذلك وعرفواکم فی السماء نجم وملك ووزن الجبال وکیل ماء البحار وقدعلموا ذلك فقلت یاسیدی قد علمت وأقررت به قال نعم یامفضّل یامکرّم نعم یا محبورنعم یاطیّب طبت وطابت لك الجنّة ولکل مؤمن بھا ۔

کہ میں ایک مرتبہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو معصومؑ نے فرمایا اے مفضل کیا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تم نے محمد وعلی وحسن وحسین علیہم السلام کو ایسے پہچانا جیسے کہ ان کے پہچاننے کا حق ہے؟ میں نے عرض کی ''اے مولا! ان کے پہچاننے کا حق کیا ہے؟'' امامؑ نے فرمایا جو ان کو بحق معرفت جانے گا وہ اعلیٰ درجے کا مومن ہوگا میں نے عرض کی کہ اے مولاؑ پھر ذرا مجھ کو پہچنوا دیں۔ امامؑ نے فرمایا! تم یہ جان لو کہ وہ اللہ کی تمام مخلوق کو جانتے ہیں اور تقوی کے کلمہ ہیں اور زمینوں اور آسمانوں، پہاڑوں، ریتوں، سمندروں، نہروں اور چشموں کے خازن ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ آسمان میں کتنے ستارے اور کتنے فرشتے ہیں؟ اور پہاڑوں کا وزن اور نہروں، سمندروں چشموں کے پانیوں کا وزن جانتے ہیں اور کوئی پتہ نہیں گرتا جس کو وہ نہ جانتے ہوں اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ اور کوئی خشک وتر نہیں ہے جو کہ کتاب مبین میں نہ ہو یہ سب ان کے علم میں ہے۔ میں نے کہا کہ اے مولاؑ میں نے جان لیا اور اقرار کر لیا اور ایمان لے آیا۔ امامؑ نے فرمایا ہاں اے مفضل، اے مکرم اے طیب، اے خوش قسمت تیرے لئے جنت پاکیزہ ہوگئی اور ہر اس مومن کے لئے پاکیزہ ہوگئی جو اس پر ایمان لایا (كذافی غاية المرام ص ٥١٦)۔

٢۔ بصائر الدرجات ص ٥٣، تفسیر برهان ص ٥٧٩ **میں ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا** ولدنی رسول الله وأنا أعلم كتاب الله و فيه بدء الخلق وما هوكائن فيه خبر السماء وخبر الارض وخبر الجنّة وخبر النار و خبر ماهوكائن إلىٰ يوم القيامة أعلم ذلك كأنّما أنظر إلىٰ كفّی۔ مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنا اور میں کتاب اللہ کو جانتا ہوں جس کے اندر مخلوق کی ابتدا کا ذکر اور ہونے والے واقعات کا تذکرہ آسمان وزمین، جنت وجہنم اور قیامت تک کے حالات ہیں اور ان کو ایسے جانتا ہوں کہ گویا ہتھیلی کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

٣۔ بحار ج ٧ ص ٢٨١، مناقب ابن شهر آشوب ج ٥ ص ٣٩ **میں امام صادقؑ سے مروی ہے** والله إنی لأعلم ما فی السمٰوات وأعلم مافی الأرض وأعلم مافی الدنيا وأعلم مافی الآخره فرأی تغيّر جماعة فقال يا بكيرانی أعلم ذلك من

كتاب الله إذ يقول وأنزلنا إليك الكتاب تبياناً لكل شئی۔ خدا کی قسم میں یہ جانتا ہوں کہ آسمانوں میں کیا ہے، زمین میں کیا ہے، دنیا میں کیا ہے اور آخرت میں کیا ہے؟۔ پھر آپ نے دیکھا کہ لوگوں کے چہرے بگڑنے لگے تو امامؑ نے فرمایا میں یہ سب کچھ کتاب اللہ سے جانتا ہوں جس میں اللہ کا ارشاد ہے کہ ہم نے تمہاری طرف کتاب نازل کی جس میں ہر شے کی وضاحت ہے۔

٤۔ بحار الانوار ج ١٤ ص ٦٣٣ و مدينة المعاجز ص ٣٩٥ **میں امام صادقؑ کا فرمان درج ہے** أعلم مافی المشرق ومافی المغرب ومافی السمٰوات والارض ومافی البرّ والبحر وعدد مافيهنّ ۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ مشرق میں کیا ہے اور مغرب میں کیا ہے اور سمندر میں کیا ہے نیز ان کے اندر تمام اشیاء کی تعداد بھی جانتا ہوں۔

٥۔ حق اليقين ص ٣٨٩، بحار الانوار ج ١٣ ص ٢١٢، مختصر البصائر ص ٣٤، تفسیر برهان ص ٧٤٤ اور طوالع الانوار ص ٩٩ **میں جناب امیر المومنینؑ سے مروی ہے** أنا الذی أحصيت كلّ شئی عدداً بعلم الله الذی أودعنيه وسرّه الذی أسرّه إلیٰ محمد وأسرّه النبی إلیّ أنا الذی أعطانی ربی إسمه وكلمته و حكمته وعلمه وفهمه ۔ میں وہ علیؑ ہوں جس نے کائنات کی ہر چیز کو باعتبار عدد شمار کیا اپنے اس علم کی وجہ سے جو اللہ نے مجھ میں رکھا ہے اور اس راز کی وجہ سے جو اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ مجھ کو بتلایا میں وہ ہوں جس کو خدا نے اپنا نام اور اپنا کلمہ اور اپنا علم وحکمت عطا فرمایا۔

٦۔ بحار جلد ٧ ص ٢٢٣ **میں امیر المومنینؑ سے مروی ہے** علم الانبياء فی علمهم وسرّ الاوصياء فی سرّهم و عزّ الاولياء فی عزّهم كالقطرة فی البحر والذرة فی القفر۔ آئمہ طاہرین علیہم السلام کے علم کے مقابلہ میں انبیاء کا علم ان کے رازوں کے مقابلے میں اوصیاء کا راز اور ان کی عزت کے مقابلہ میں اولیاء کی عزت اس طرح ہے جس طرح سمندر میں ایک قطرہ اور صحرا میں ایک ذرہ۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

چند اھم شبھات کا دفعیه

۱۔مندرجہ بالا حدیث نمبر۵ میں امام معصومؑ نے آیہ مبارکہ ﴿کل شئی أحصیناه فی إمام مبین﴾ کی جانب اشارہ فرمایا ہے جو باجماع مفسرین شیعہ امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے مگر مولف اصول الشریعہ ص ۲۰۲ پر شیعان حیدر کرار کی بصیرت پر خاک جھونکنے کی سعی لا حاصل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''اس امر میں شدید اختلاف ہے کہ امام مبین سے کیا مراد ہے؟ چنانچہ بعض نے لوح محفوظ مراد لی ہے بعض نے قرآن مجید بعض نے صحائف اعمال اور بعض نے امیر المومنین علیہ السلام۔ لہٰذا إذاجاء الاحتمال بطل الاستدلال اس مجمل آیت سے استدلال جائز نہیں''۔ پھر لکھتے ہیں ''یہی ہمارا ایمان ہے'' أوشتّان مابین قولیه جواباً عرض ہے کہ مولف نے یہاں کھلم کھلا افراط وتفریط سے کام لیا ہے۔ فاضل مؤلف کا فرض تو یہ ہے کہ وہ امام معصومؑ کی حدیث سے ثابت کر دکھائیں کہ اس آیت سے لوح محفوظ یا قرآن مجید یا صحائف اعمال مراد ہیں تو ہم ان کی تحقیق قابلیت پر داد دیں گے بلکہ علمائے شیعہ کا اجماع ہے کہ اس آیت سے جناب امیر المومنین علیہ السلام ہی مراد ہیں۔

ا۔ چنانچہ علامہ نعمت اللہ جزائریؒ انوار نعمانیہ ص ۱٤ میں فرماتے ہیں قد تحقّق فی الاخبار من العامّة والخاصة ان قوله کلّ شئ أحصیناه فی إمام مبین المراد به علی علیہ السلام سنی وشیعہ احادیث سے یہ امر پایہ تحقیق کو پہنچ چکا ہے کہ آیت ﴿کل شئ أحصیناه فی إمام مبین﴾ سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔

۲۔ علامہ مجلسیؒ بحار ج ۹ ص ۸۲ میں جناب امیر علیہ السلام کے متعلق ایک باب قائم کرتے ہیں باب انه هوالامام المبین پھر فرماتے ہیں ذهب المفسّرون إلیٰ أنّ المراد بالامام المبین هواللوح المحفوظ لا نّه إمام لسائر الکتب ومافی الخبرهو المعتمد ۔ مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ امام مبین سے لوح محفوظ مراد ہے چونکہ وہ تمام کتب کی امام ہے لیکن حدیث معصومؑ میں اس آیت کا شان امیر المومنین علیہ السلام میں نازل ہونا ہی معتمد علیہ

اور معتبر ہے۔ (نیز حیاۃ القلوب ص ۱۹۹، بحار ج ٤ ص ۸۸)۔

۳۔ علی بن ابراہیم بن ہاشم القمی استاد کلینیؒ۔

آپ نے اپنی تفسیر قمی ص ٥٤٩ میں یہ آیت امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں لکھی ہے، نیز جناب امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا أنا واللہ الامام المبین ۔ بخدا میں ہی امام مبین ہوں پھر فرماتے ہیں کہ یہ آیت محکم ہے۔

٤۔ ابن شہر آشوب مازندرانیؒ متوفی ۵۸۸ھ۔

آپ نے بھی یہ آیت مبارکہ امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں بتلائی ہے، ملاحظہ ہو مناقب آل ابی طالب ج ۳ ص ۱۳۲ میں فرماتے ہیں کہ وفی القرآن ولا رطب ولا یابس إلّا فی کتاب مبین وعلم هذا الکتاب عنده قرآن میں جو آیت ہے کہ ہر خشک وتر امام مبین میں ہے اس کتاب کا علم جناب امیر المومنین علیہ السلام کے پاس ہے نیز ص ۱٤۱ میں اس کا شان نزول علی علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے۔

۵۔ شیخ جلیل محمد بن بابویہ الصدوقؒ متوفی ۳۸۰ھ۔

آپ نے معانی الاخبار ص ۳۳ میں متعدد روایات سے ثابت کیا ہے کہ اس آیت کا نزول امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں ہے۔

٦۔ سید المفسرین علامہ سید ہاشم بن سلمانی بحرانی ۱۱۰۷ھ۔

آپ نے اپنی تالیف منیف مدینتہ المعاجز ص ۱۱۵ میں فرمایا ہے إنّه الامام المبین الذی أحصیٰ اللہ فیه علم کل شئی جناب امیر المومنین علیہ السلام ہی وہ امام ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ہر شئے کے علم کو جمع کر دیا ہے۔ نیز تفسیر برہان ص ۸۸٦ میں متعدد روایات سے اس کا شان نزول امیر المومنین علیہ السلام کے حق میں ثابت فرمایا ہے اسی طرح تالیف منیف غایة المرام ص ۵۱۵ ط ایران میں بھی اس قسم کی متعدد روایات درج کی ہیں۔

۷۔ قدوۃ المفسرین محمد بن عباس بن مروان بن ماہیار معاصر کلینیؒ۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آپ نے اپنی تفسیر جلیل مانزل من القرآن فی أهل بيت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس آیت کا نزول امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق بتلایا ہے۔ نیز صالح بن سہل نے روایت کی ہے کہ سمعت أبا عبداللّٰه يقول وكل شئی أحصيناه فی إمام مبين قال فی اميرالمومنينؑ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ یہ آیت جناب امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق نازل ہوئی ہے (کمافی البرهان ص ٨٨٦، غاية المرام ص ٥١٦)۔

٨۔ شیخ الطائفہ محمد بن حسن طوسیؒ متوفی ٤٦٠ھ۔

آپ نے مصباح الانوار میں عمار سے روایت کی ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا أماقرأت فی سورة يس وكل شئی أحصيناه فی إمام مبين قلت بلیٰ يامولائی قال أنا ذلك الامام المبين۔ اے عمار کیا تو نے سورہ یٰس میں یہ آیت نہیں پڑھی کہ ﴿كل شئی أحصيناه فی إمام مبين﴾ میں نے عرض کی جی ہاں مولا، فرمایا: پس میں ہی وہ امام مبین ہوں (غاية المرام ص ٥١٦ ط ایران)۔

٩۔ حافظ رجب بن علی بن رجب البرسی م ٨٠٠ھ۔

آپ نے مشارق الانوار میں بروایت ابن عباس اس آیت کا شان نزول یوں نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام کی طرف اشارہ کرکے فرمایا هذا الذی أحصی اللّٰه فيه علم كل شئی۔ یہ وہ ہے جس کے اندر اللہ نے ہر چیز کے علم کو جمع کر دیا ہے (تفسیر برهان ص ٨٨٧)۔

١٠۔ عالم جلیل علم بن سیف بن منصور نجفی متوفی ٩٣٧ھ۔

آپ نے کنز الفوائد و دفع المعاند میں بروایت صالح بن سہل آیت کا شان نزول امیر المومنین علی علیہ السلام کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔ (بحار ج ٧ ص ١٢٣)۔

١١۔ علامہ فیض بن محسن کاشانیؒ۔

آپ نے تفسیر صافی ص ٤٢١ میں بروایت تفسیر قمی اور احتجاج طبرسی اس آیت کو

امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق تحریر فرمایا ہے اور لوح محفوظ کے لئے "قیل" کہا جاتا ہے سے اس قول کے ضعف شدید کی طرف اشارہ کیا ہے۔

١٢۔ ابو منصور علی بن ابی احمد طبرسیؒ۔

آپ نے احتجاج ص ٣٧ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا معاشر الناس ما من علم إلّا وقد أحصاه اللّٰه فيّ وكل علم علمته فقد أحصيته فی إمام المتقين وما من علم إلّا علّمته علياً وهو الامام المبين۔ اے لوگو اللہ نے ہر علم کو میرے اندر رکھ دیا ہے اور میں نے اپنے پورے پورے علم کو امام المتقینؑ میں جمع کر دیا ہے اور اپنا تمام علم علی علیہ السلام کو دے دیا۔ اور وہی امام مبین ہیں۔ یہی جملہ بحوالہ احتجاج تفسیر برهان ص ٢٦٨ اور تفسیر صافی ص ٤٢١ میں بھی منقول ہے۔ نیز آپ نے ص ٢٠٤ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ﴿لا رطب ولا يابس إلّا فی كتاب مبين﴾ کا شان نزول بھی جناب امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق نقل فرمایا ہے۔

١٣۔ علامہ سید محمد مہدی تنکابنیؒ۔

آپ نے طوالع الانوار ص ٧٧ میں متعدد روایات سے اس آیت کو امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں ثابت کیا ہے۔

١٤۔ علامہ ابوالقاسم واعظ اصفہانی۔

آپ نے نفائس الاخبار ج ١ ص ٤٢ میں مختلف روایات سے یہ آیت امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق بتلائی ہے۔

١٥۔ علامہ قندوزی حنفی۔

آپ نے ینابیع المودة ص ٧٧ میں متعدد روایات سے اس آیت کا نزول جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے متعلق ثابت کیا ہے۔

١٦۔ شاذان بن جبریل قمی استاد علامہ برسی۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آپ نے کتاب الروضہ ص ۲ میں اس آیت کا نزول امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔

۱۷۔علامہ مرزا ابوالحسن الشریف۔

مرآۃ الانوار ص ۵۷ میں اس آیت کا شان نزول جناب امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

۱۸۔محدث جلیل حسن بن سلیمان حلیؒ۔

آپ نے المختصر ص ۱۱۴ میں اس کا شان نزول بروایات کثیرہ امیر المومنین علیہ السلام کے حق میں درج فرمایا ہے۔

۱۹۔علامہ علی اکبر نہاوندی۔

آپ نے انوار المواہب ج ۱ ص ۸۴ میں متعدد روایات سے اس آیت کا شان نزول امام المتقین علیہ السلام کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔

۲۰۔علامہ سید اسماعیل نوری۔

آپ نے کفایۃ الموحدین ج ۲ ص ۵۲۱ میں فرمایا ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کا علم طاقت بشری سے مافوق ہے بلکہ انبیاء ماسلف کے علم سے بھی مافوق ہے جیسا کہ ﴿کل شئی أحصیناه فی إمام مبین﴾ سے ثابت ہے چونکہ آیت مذکورہ آپ ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ان حقائق قاہرہ کے باوجود مؤلف کا اس آیت کے جناب امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں نازل ہونے کے متعلق تشکیک پیدا کرنے کی سعی نافرجام کرنا ادب دین، ادب مذہب اور ادب علم کے مخالف ہے۔ارباب عقل پر مخفی نہیں ہے کہ مفسرین کا کسی مسئلہ میں اختلاف کرنا حقائق مثبتہ کیلئے قادح نہیں ہوسکتا اور ہر اختلاف کے پیش نظر إذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال والے قاعدہ سے تمسک کریں تو ملت اسلامیہ کا ہر نظریہ غلط ثابت ہوتا ہے چونکہ دنیا کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس میں اختلاف نہ ہو یہ رکیک عذر کس قدر قابل رحم ہے۔

دیکھنا تو صرف یہ ہے کہ آئمہ اہل بیت علیہم السلام اس آیت کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

ہمارے مسلک میں ان کے اقوال کے مقابلہ میں ہر غیر معصوم کا قول بول کے مصداق ہے اور ان ذوات مقدسہؑ سے آیت مذکورہ میں لوح محفوظ وغیرہ ثابت کرنے والی کوئی ضعیف سے ضعیف روایت بھی ثابت نہیں ہے۔

باقی رہی وہ حدیث إنّ الامام إذا أراد أن یعلم شیئاً أعلمه الله امامؑ جب چاہے کہ کسی چیز کو جان لے تو اللہ اس کو بتلا دیتا ہے۔اس باب میں تین احادیث وارد ہیں۔

علامہ مجلسیؒ نے مرآۃ العقول ج ۱ ص ۱۸۹ میں ہر ایک کو ضعیف یا مجہول قرار دیا ہے۔

علامہ مقرم لکھتے ہیں لیس فیه دلالة علىٰ تحدید علمهم فی وقت خاص بل الحدیث یدلّ علىٰ اعمال تلك القوة القدسیة الثابتة لدیهم عند الولادة موقوف علىٰ إرادتهم المتوقفة علىٰ وجود المصلحة فی إبراز الحقائق المستورة وإظهارها عندهم من مكنون العلم علىٰ أن هذا المضمون ورد فی أحادیث ثلثة ردّها المجلسی فی مرأة العقول بضعف بعضها وجهالة الاخرین۔ (مقتل ص ۲۹)۔ اس حدیث میں یہ دلالت نہیں کہ ان کا علم ایک مخصوص وقت میں محدود رہتا ہے بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی اس قوت قدسیہ کو ولادت سے لے کر آخر عمر تک حقائق مستورہ کے اظہار کے لئے بمقتضائے مصلحت استعمال کرتے ہیں۔باوجود یکہ اس مضمون کی کل تین حدیثیں ملتی ہیں جن میں سے ایک ضعیف ہے اور دو مجہول ہیں۔(مراۃ العقول ج ۱ ص ۱۸۹)۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خطبۂ طارق بن شہاب کی وثاقت

اصول الشریعہ ص ۲۰۳ میں مرقوم ہے تیسرا شبہ بروایت طارق بن شہاب فضائل امامؑ میں جو خطبہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے اس کے ضمن میں منجملہ صفات کے یہ بھی مذکور ہے المطّلع علیٰ الغیوب امام غیب پر مطلع ہوتا ہے الخ پھر اس سلسلہ میں حافظ رجب برسی پر قدح ثابت کی گئی ہے۔

جواباً عرض ہے کہ خطبہ طارق بن شہاب پر قدح کرنا تحقیق نہ کرنے کا لازمی نتیجہ ہے۔

اس جلیل القدر خطبہ کو امام حسن عسکری علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی حسن بن محمد بن جمہور عمی متوفی ۲۹۶ھ نے اپنی تالیف منیف ''کتاب الواحدۃ'' میں بعینہ ان الفاظ سے نقل کیا ہے جن سے بحار میں منقول ہے کہ اس جلیل القدر شخصیت کا ذکر وثاقت کے ساتھ اکثر علماء رجال نے کیا ہے۔

چنانچہ رجال نجاشی ص ٤٦ ،خلاصہ ص ٢٥ وبحار ج ١٣ ص ٢٣١ میں ان کو عظیم الشان ثقہ تسلیم کیا گیا ہے۔علامہ بحرانیؒ مدینۃ المعاجز ص ١٨٩ میں کتاب الواحدۃ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ھو تصنیف حسن بن الجمھور وھو ثقۃ یہ حسن بن جمہور کی تصنیف ہے اور وہ ثقہ ہیں۔

مشہور رجالی ابن ندیم بغدادی اپنی کتاب فھرست ابن ندیم ص ۳۱۲ میں لکھتا ہے۔

إبن جمهور العمي إسمه محمد بن الحسن بن جمهور العمي البصري من خاصّة أصحاب الرضا عليه السلام له كتاب الواحدة في الاخبار والمثالب جزأه ثمانية أجزاء۔ ابن جمہور عمی آپ کا نام محمد بن حسن بن جمہور العمی البصری ہے آپ امام رضا علیہ السلام کے خواص اصحاب میں سے ہیں۔آپ کی تالیف کا نام کتاب الواحدۃ ہے جو کہ اخبار ومثالب پر مشتمل ہے انہوں نے اس کو آٹھ جلدوں پر تقسیم کیا ہے۔آپ کی اس تالیف سے علامہ طبرسیؒ اعلام الوریٰ میں اور علامہ ابن شہر آشوب مناقب میں اور سید ابن طاؤس کتاب النجوم میں اور حسن بن سلیمان مختصر البصائر میں اور ہاشم بحرانی مدینۃ المعاجز میں استفادہ فرماتے

ہیں۔علامہ برسیؒ نے یہ خطبہ اسی کتاب کے حوالہ سے نقل کیا ہے چنانچہ مرآۃ الانوار ص ٥٠ ، ٢٢٠ ، ٢٣٠ اور متعدد مقامات میں منقول ہے کہ فی مشارق الانوار عن کتاب الواحدۃ ،الخ۔نیز علامہ مجلسیؒ کا اس کو بحار ج ٧ ص ٣٠٦ میں نقل کرنا ہی اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ علامہ کے نزدیک یہ خطبہ معتبر ہے۔

چنانچہ مقدمہ بحارالانوار ج ١ ص ٦ میں فرماتے ہیں إنّما أخرجنا منه ما یوافق الاخبار الماخوذة من الاصول المعتبرة۔

ہم نے مشارق سے وہی احادیث نقل کی ہیں جو کہ معتبر اصول سے حاصل کردہ احادیث کے مطابق ہیں۔(١)

پھر مولف کے ممدوح خاص سید اسماعیل نوری نے کفایة الموحدین ج ٢ ص ٦٣١(١) میں اس خطبہ کا بیشتر حصہ نقل کیا ہے اور کہیں بھی غلو یا مبالغہ آمیز ہونے کا اظہار نہیں فرمایا۔ نیز ہمیں یقین ہے کہ مولف کا حافظہ اتنا کمزور نہیں ہے کہ وہ سال دو سال کے واقعہ کو جلد فراموش کر دیں۔

ماہنامہ المبلغ شمارہ ٨ ج ٧ ماہ ستمبر ١٩٦٣ کا ص ٢٧ ہمارے سامنے کشادہ ہے علامہ خود اپنے مضمون میں اس خطبہ کے اکثر جملے نقل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں ''دوسرا خطبہ طارق

---

(١) عمدۃ الفقہا علامہ مرزا فتاح شہیدی التبریزی نے ہدایت الطالب الی اسرار المکاسب کے مقدمہ میں فرمایا ہے لابد فی اعتبار الخبر وحجّیته من إجتماع أمور ثلاثة أحدها کون الخبر مسنداً صحیحاً أو موثقاً أو حسناً ثانیها کونه فی کتاب متیقن الانتساب إلیٰ مصنفه بالتواتر وبطریق معتبر غیر التواتر ثالثها کون مصنف ذلك الکتاب ثقة ممیزاً بین صحیح الخبر وسقیمه فلا أقلّ من إجتماع الأمرین الاخرین۔ حدیث کے معتبر اور قابل حجت ہونے میں تین باتوں کا پایا جانا ضروری ہے۔اول اینکہ حدیث مسند صحیح یا موثق یا حسن ہو۔دوم اینکہ ایسی کتاب میں ہو جس کی نسبت مولف کی طرف تواتر یا غیر تواتر سے بطریق معتبر ثابت ہو۔سوم اینکہ اس کتاب کا مصنف معتبر اور صحیح وغلط حدیث کی تمیز جانتا ہو۔بہر حال کم از کم آخری دو شرطوں کا پایا جانا تو ضروری ہی ہے اس اصول کے پیش نظر اس خطبہ کا معتبر ہونا بالتصریح ثابت ہے جیسا کہ اہل بصیرت پر مخفی نہیں ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بن شہاب سے مروی ہے جو کہ سند و اعتبار کے لحاظ سے اگر چہ پہلے خطبہ کو نہیں پہنچتا مگر پھر بھی عمدہ خطبہ ہے اس کے بھی چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں" پھر عبارات اصلیہ کو نقل کر کے ان کا یوں ترجمہ کرتے ہیں۔

"اے طارق امام کلمۂ خدا حجت خدا، وجہ اللہ، اللہ کا نور اور حجاب اکبر الٰہی اور آیت خدائی ہوتا ہے۔ اس کیلئے زمین سے آسمان تک نور کا ستون نصب کیا جاتا ہے جس سے لوگوں کے اعمال دیکھتا ہے اور اسے ہیبت و دبدبہ کا لباس زیب تن کرایا جاتا ہے اور یہ دل کا بھید جانتا ہے اور مشرق سے مغرب تک سب اشیاء کو دیکھتا ہے، عالم ملکوت کی کوئی شئی اس پر مخفی نہیں ہوتی اسے پرندوں کی بولی عطا کی جاتی ہے۔ اس کی اطاعت زندگی میں فرض اور مرنے کے بعد ذخیرۂ آخرت ہے۔ مومنین کیلئے عزت گنہگاروں کیلئے شفاعت محبوں کیلئے نجات اور تابعین کیلئے کامیابی ہے۔ کیوں کہ امام ہی رأس الایمان اور کمال ایمان اور معرفت حدود احکام ہے۔ آئمہ اہل بیت علیہم السلام مرکز دائرہ ایمان اور قطب آسیائے وجود اور آسمان سخاوجود اور شرف ہر موجود، آفتاب شرافت کی روشنی اور ماہتاب فضیلت کا نور ہے۔ امام خدا کی مخلوقات پر اس کا نگہبان اور حقائق پر اس کا امین ہے وہ جلال کبریاء کی شعاع اور زمین و آسمان کا شرف ہے۔ آل محمد علیہم السلام کا مقام اس سے کہیں اجل وارفع ہے کہ وصف کرنے والوں کی وہاں تک رسائی ہو یا کائنات میں کسی کا ان پر قیاس کیا جاسکے۔ اے طارق امام ایک فرشتہ بصورت بشری اور جسم سماوی، روح قدسی اور مقام علی (بلند) نور جلی اور سر خفی ہوتا ہے۔ پس وہ ملکی الذات الٰہی الصفات زائد الحسنات اور عالم المغیبات ہوتا ہے یہ سب کچھ خداوند عالم کی تخصیص اور رسول کریمؐ کی تنصیص سے ہوتا ہے آئمہ اہل بیت علیہم السلام باب ایمان اور اس کا کعبہ اور خدا کی حجتیں اور اس کے راستے ہیں۔ پس یہ کواکب عالیہ اور انوار علویہ ہیں جو آفتاب عصمت فاطمہؑ سے آسمان عظمت محمدیہ پر چمکتے ہیں اور یہ اسرار الٰہیہ ہیں جو اجسام بشری میں ودیعت کئے گئے ہیں۔ یہی وہ پاک و پاکیزہ ذرّیت اور عزت ہاشمیہ ہیں جو ہادیہ مہدیہ ہے یہ بہترین خلائق اور یہی آئمہ طاہرینؑ اور عزت معصومین اور خلفائے راشدین علیہم السلام اور ذریت اکرمین ہیں۔ عرش الٰہی کو اس وقت تک قرار نہ آیا اور نہ قائم ہوا جب تک کہ اس پر کلمہ

طیبہ نہ لکھا گیا۔ لا إله إلّا اللّٰه محمّد رسول اللّٰه علی ولیّ اللّٰه سب نور کی تعریفیں ہیں اس خدا کیلئے جو عالمین کا پالنے والا ہے اور درود و سلام ہو سرکار محمد آل محمد علیہم السلام پر (سابع بحار و صراط وغیرہ) اوپر جو کچھ لکھا گیا ہے حقیقی امام کی پہچان کیلئے کافی و وافی ہے"

مولانا کے اس مضمون کو بنظر غائر پڑھیے اور اس کے جملوں کا اصول الشریعہ کے موجودہ بیانات سے تطابق کریں۔

سابقہ عقیدہ۔ اس کے لئے زمین سے آسمان تک نور کا ایک ستون نصب کیا جاتا ہے جس سے بندوں کے اعمال دیکھتا ہے۔

اصول الشریعہ ص ١٨٥ میں ہے "عمود سے مراد ایک فرشتہ ہے جو لوگوں کے اعمال پیش کرنے پر مؤکل ہے۔"

سابقہ عقیدہ۔ (امام) مشرق سے مغرب تک ہر شے کو دیکھتا ہے۔ عالم ملکوت کی کوئی شئے اس پر مخفی نہیں ہوتی۔

اصول الشریعہ ص ١٧٩ میں لکھتے ہیں "آئمہ طاہرین کا ہر شئے پر ناظر و نگران ہونا بایں معنی کہ عالم کا ہر جزو و کل غرضیکہ عالم کا ذرہ ذرہ ہر وقت ہر لحظہ ان کے پیش نظر رہتا ہے اور کبھی نظر شریف سے اوجھل نہیں ہوتا یہ مطلب بھی آیات محکمہ اور روایات معتبرہ سے ثابت نہیں، الخ۔

سابقہ عقیدہ۔ امام ایک فرشتہ ہے بصورت بشری۔ یہ وہ اسرار الٰہیہ ہیں جو اجسام بشری میں ودیعت کئے گئے ہیں۔

اصول الشریعہ ص ٤١ سے ص ٥٦ تك ان کو بشر محض بشر حقیقی ثابت کیا گیا ہے۔

مولانا صاحب اپنے سابقہ مضمون کے آخر میں مندرجہ بالا حقائق کے بعد رقمطراز ہیں کہ "حقیقی امام کی پہچان کیلئے کافی و وافی ہے"۔

ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اگر حقیقی امام کی شان وہی ہے جو ڈھکو صاحب نے اپنے مضمون میں ثابت کی ہے تو اصول الشریعہ میں بیان کردہ شان آخر کس امام کی ہے کیا آئمہ اطہار علیہم السلام کی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حقیقت چند سالوں میں تبدیل ہو چکی ہے؟

باقی رہا مولانا صاحب کا آخری عذر کہ ''اطلاع علی الغیب اور ہے عالم الغیب ہونا اور ہے'' (اصول ص ۲۰۴)۔

لغوی اعتبار سے اطلاع وعلم میں فرق کرنا علم لغت عربیہ سے تغافل برتنے کا لازمی نتیجہ ہے۔

المنجد ص ۴۷۰ میں موجود ہے إطّلع علی الشئی علمه اطلاع اور علم ہم معنی لفظ ہیں۔

پس ہم مولانا صاحب کے اس جملہ کے پرخچے بخوبی اڑا چکے ہیں۔

''اگر مدعیان اثبات غیب میں جرأت ہے تو کوئی ایک ہی ایسی مستند روایت پیش کردیں جس میں نبی یا امام علیہما السلام کے عالم الغیب ہونے کا اطلاق ہوتا کہ ہمیشہ کے لئے قیل وقال ختم ہو جائے''۔

الحمدللہ ہم بے شمار مستند روایات پیش کر چکے ہیں جن کی وثاقت بھی پیش کردی گئی ہے۔

نیز امید ہے کہ مولانا صاحب اس سلسلہ میں اب قیل وقال ختم کرنے کا اعلان فرمادیں گے۔

ہمارے دلائل قاطعہ کی تائید مزید میں

علامہ حسین بخش صاحب کا بیان حقیقت ترجمان

علم غیب کے ثبوت میں وارد ہونے والے دلائل ساطعہ وقاطعہ کی تاب نہ لاتے ہوئے مؤلف اصول الشریعہ کے ہم نظریہ جناب حسین بخش صاحب نے اپنی تالیف لمعة الأنوار ص ۲۰۰ سے ۲۰۳ تک میں علم غیب کا وجود ثابت کیا ہے۔

صرف چند مختصر اقتباسات بطور نمونہ ملاحظہ ہوں۔

''نبات کے مقابلہ میں حیوان کے پاس علم غیب کا ایک بے پناہ ذخیرہ موجود ہے جس کا روح نباتی تصور تک نہیں کرسکتی، عام انسان کے ذہن کے سامنے ان کا یعنی انبیاء کا علم معلومات غیبیہ کا خزانہ موجود ہے جس طرح حیوان کے مقابلہ میں انسان ''عالم الغیب ہے''۔ جہاں فرمایا ہے کہ سوائے میرے اور کوئی غیب نہیں جان سکتا اس سے مراد وہ غیوب ہیں جو شعور نبوّتی کی حدود سے بالاتر ہیں اور ذات اقدس الٰہیہ کے شایان شان ہیں اور وہ ہر چیز پر محیط ہے''

علامہ کے ان جمل مبنی برحقائق سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ علم غیب یا عالم الغیب کا اطلاق نباتات حیوانات اور انسانوں پر بھی ہوسکتا ہے نیز ص ۲۰۲ پر آخر میں اپنی بحث کو یوں ختم کرتے ہیں ''دور حاضر میں علم غیب کا مسئلہ خواہ مخواہ ''جہال'' نے اچھال رکھا ہے ورنہ اس کی ضرورت ہی کیا ہے، نبی کا علم اس قدر وسیع ہے کہ عام انسان اس کا تصور نہیں کرسکتا اور خدا کے علم کا اندازہ نبی کے علم کے تصور سے بالاتر ہے کیونکہ خدا کا علم اس کی عین ذات ہے اور اس کی انتہا کو جاننا محالات میں سے ہے پس نبی یا امام کو عالم غیب کہنا اس لحاظ سے کہ خداوند کریم نے ان کو بعض غیب چیزوں کا علم عطا فرمایا ہے جو اس کی مشیت کا تقاضا ہے، درست ہے۔''

ممکن ہے کہ موصوف کے اس تبصرہ میں قدرے شدت ہو چونکہ علم غیب کے مسئلہ کو اچھالنے والوں کی فہرست میں محمد حسین صاحب کا نام بھی برسرفہرست ہے۔ فاضل مؤلف کی ساری تحقیق اور اس کا وزن پیش کیا جاچکا ہے۔

جی چاہتا ہے کہ منکرین علم غیب کی مزید تسلی کے لئے آنحضرت وحضرات آئمہ طاہرین علیہم السلام کے جلیل القدر اصحاب امجاد کی علمی وسعتوں کی بھی چند نصوص معتبرہ پیش کردوں تا کہ ان حضرات پر بخوبی واضح ہوجائے کہ اگر نباتات اور حیوانات عالم الغیب ہوسکتے ہیں تو آئمہ معصومین کے اصحاب اجلاء کو اس مزیت سے عاری وعاطل قرار دینا ایک قسم کی حق تلفی شمار ہوگی۔

حضرت سلمان محمدیؓ کا علم غیب

خانوادۂ عترت نبویہ کے اس جلیل القدر عقیدت مند کی عظمت کا اندازہ کیونکر لگایا جاسکتا ہے جس کے متعلق جناب امیرالمومنین علیہ السلام کا فرمان عالی موجود ہے إنّ سلمان باب اللّٰه فی الارض من عرفه کان مؤمنا ومن أنکره کان کافراً وإنّ سلمان منّا أهل بیت (رجال کشی ص ۱۰) سلمان زمین میں اللہ کا دروازہ ہیں جو ان کی معرفت رکھے گا وہ مومن ہوگا جو ان سے انکار کرے گا کافر ہوگا۔ یہ سلمان ہم اہل بیت میں سے ہیں وہ سلمان محمدی جن کی رگ رگ میں جوش معرفت آل محمد علیہم السلام موجزن تھا اور برسرعام اعلان کیا کرتے تھے لوحدّثتکم بکل ما أعلم من فضائل أمیرالمومنینؑ لقالت

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

طائفة منكم هو مجنون وقالت أُخرى اللّهم إرحم قاتل سلمان ۔(احتجاج طبرسی ص ٦٧' مراۃ العقول ج ١ ص ٣٠٠) اگر تم کو فضائل امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق اپنے تمام معلومات سے آگاہ کردوں تو تم میں سے بعض لوگ یہ کہہ دیں گے کہ یہ تو دیوانہ ہے اور بعض یہ کہہ دیں گے کہ اللہ سلمان کے قاتل پر رحم کرے۔

اسی سلمانِ آلِ محمدؐ کے حق میں علامہ شیخ عباس قمیؒ متوفی ١٣٠٩ھ اپنی تالیف بیش بہا منتہی الآمال ج ١ ص ١١٠٥ ور مفاتیح الجنان ص ٤٣٩ میں فرماتے ہیں

ازروایات مستفاد می شود کہ آنجناب اسم اعظم می دانست واز محدثین بودہ وازبرائے ایمان دہ درجہ ست و اورا درجہ دہم بودہ وعالم بغیب ومنایابودہ روایات سے مستفاد ہوتا ہے کہ آنجناب کے پاس اسم اعظم کا علم تھا اور آپ محدثین میں سے تھے (١) اور ایمان کے دس درجات ہیں آپ دسویں درجہ فائز تھے اور موتوں کا علم اور علم غیب آپ کے پاس موجود تھا۔

علامہ قمیؒ کے اس کلامِ حقیقت سے واضح ہوگیا کہ علم غیب اور اطلاع علی الغیب میں کوئی فرق نہیں ہے۔ انبیاء و آئمہ طاہرین علیہم السلام تو درکنار ایک صحابی کو بھی عالم غیب کہا جاسکتا ہے۔

حیاۃ القلوب ج ٢ ص ٨٠٠ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سلمان معرفت کا ایک سمندر ہیں جو ختم نہیں ہوتا اور علم کا ایک خزانہ ہیں جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ حیاۃ القلوب ج ٢ ص ٧٩٦ میں بحوالہ استیعاب مروی ہے کہ سلمان فارسی لقمان حکیم کی مانند ہیں۔

بصائر الدرجات ج ١ باب ٩ میں ہے کہ سلمان خیر من لقمان سلمان لقمان حکیم سے افضل ہیں۔

حیاۃ القلوب ج ٢ ص ٧٧٤ میں ہے کہ سلمان علم کے بحر بےکراں ہیں جن کو اولین و آخرین کا علم عطا کیا گیا ہے اللہ سلمان کے دوست کو دوست رکھتا ہے اور ان کے دشمن کو دشمن رکھتا ہے۔

(١) نفس الرحمان فی فضائل سلمان علامہ نوریؒ باب ٦ اور رجال کشی ص ١٣ بحار جلد ٦ ص ٢٩١ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ سلمان فارسی محدث تھے اور محدث وہ ہوتا ہے جس کے پاس فرشتہ آئے اور کان میں باتیں کرے اور دکھائی نہ دے مابعد کی احادیث میں مرتبہ تحدیث کی تشریح آرہی ہے۔

بحار الانوار ج ٦ ص ٧٤٩ میں منصور بن بزرج سے روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام فرمایا کرتے تھے لا تقل سلمان الفارسی ولٰکن قل سلمان المحمدی۔ سلمان کو سلمان فارسی مت کہو بلکہ سلمان محمدی کہا کرو۔

بحار الانوار ج ٦ ص ٧٥٥ اور نفس الرحمان باب ٣ ص ٣٧ میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

إنّ اللّه تعالیٰ أمرنی أن أطلّعه علیٰ علم البلایا والمنا یا والانساب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں سلمان فارسی کو مصائب و آلام اور موتوں اور آنے والے لوگوں کے حسب و نسب کے علم سے آگاہ کردوں۔ (حیاۃ القلوب ج ٢ ص ٧٩٩)۔

مرزا حسین نوری نفس الرحمان فی فضائل سلمان ص ٥٠ میں ایک روایت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں۔

یأتی فی باب علمه بالغیب۔ یہ روایت حضرت سلمان کے علم کے غیب کے بیان میں آئے گی۔ گویا کہ اس صحابی جلیل کے علم کو علم غیب سے تعبیر کیا ہے۔

نفس الرحمان باب ٦ ص ٦٥ میں جابرؓ سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لکلّ أمّة محدّث ومحدّث هذه الأمّة سلمان فقیل یارسول اللّه ما معنی المحدّث قال الذی ینبّئ بماغاب عن الناس مما یحتاجون إلیه فقیل له کیف یارسولَ اللّه قال لأنّه قد علم علمی ماهو فی قلبه من علم ماکان وما هوکائن۔

ہر امت کے لئے ایک محدث ہوتا ہے اس امت کے محدث سلمان فارسی ہیں لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ محدث کیا چیز ہے؟ فرمایا محدث اس کو کہتے ہیں جو کہ لوگوں سے غائب ہونے والی اشیاء کی خبر دے جن اشیاء کی لوگوں کو حاجت ہوتی ہے، پھر لوگوں نے کہا یارسول اللہ وہ کس طرح؟ آپ نے فرمایا چونکہ ان کو میرے علم میں سے کچھ حصہ عطا کیا گیا ان کے دل میں گزشتہ و آیندہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

واقعات وحوادث کا علم ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمانؓ کا علم غیب

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی اور آل محمد علیہم السلام کے شیدائی تھے مسعودی تاریخ مروج الذہب میں لکھتا ہے کہ جب جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی بیعت کی گئی تو یہ کوفہ میں علیل تھے لوگوں سے کہا کہ مجھ کو مسجد لے چلو پس آپ منبر پر تشریف لائے لوگوں کو مخاطب کیا۔ أیّها النّاس بایعوا علیاً فعلیکم بتقوی اللّٰه وانصروا علیاً واستعدّوا فواللّٰه إنّه لعلیٰ الحق ۔الخ۔ اے لوگو آگاہ ہو جاؤ اور علی علیہ السلام کی بیعت کرو۔ میں تم کو تقوی خدا کی نصیحت کرتا ہوں تم ان کی نصرت پر مستعد رہو خدا کی قسم وہ حق پر ہیں چنانچہ چند روز بعد آپ کا انتقال ہو گیا اور آپ کے دو صاحبزادے سعید اور صفوان آپ کی وصیت کے مطابق جنگ صفین کے دوران حیدر کرار علیہ السلام کی نصرت میں شہید ہوئے (رضی اللہ عنهم)

ابوادریس راوی ہے۔

سمعت حذیفة بن الیمان یقول واللّٰه إنّی لأعلم النّاس بکل فتنة کا ئنة فیما بینی وبین الساعة۔

میں نے حذیفہ بن یمان سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ خدا کی قسم میں قیامت تک ہونے والے فتنوں اور فتنہ پرور لوگوں کو جانتا ہوں۔ (صحیح مسلم کتاب الفتن ۔مسند احمد بن حنبل جلد ۵ ص۳۸٦، تاریخ ابن عساکر دمشقی جلد ٤ ص ۹٤،الاصابة فی معرفة الصحابة ص۲۱۸ خلاصة التهذیب ص ٦۳،التاج الجامع للأصول فی احادیث الرسول جلد۵ ص ۳۲٤ طبع مصر، تیسیرالاصول ج ٤ ص ۲٤۱ طبع مصر۔

حضرت رشید ہجریؓ کا علم غیب

آپ جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے خاص محبّ تھے امام المتقینؑ نے آپ کو فرمایا تھا أنت معی فی الدنیا والاخرة (رجال کشی ص ۵۰)۔ اے رشید دنیا وآخرت میں تم میرے ساتھ رہو گے۔ تاریخ کوفه ص ۲۹۱ ط نجف، بصائر الدرجات ج ٦ باب ۱ اور رجال کشی ص ۵۱ میں ہے کان امیرالمومنینؑ یسمّیه رشید البلایا وکان قد ألقیٰ إلیه علم البلایا والمنایا وکان إذا ألقیٰ الرجل قال له أنت تموت بمیتة کذا وتُقتل أنت یافلان بقتلة فیکون کمایقول رشید (۲)۔ جناب امیرالمومنین علیہ السلام ان کو رشید البلایا کہا کرتے تھے اور آپ نے ان کو موتوں اور مصیبتوں کا علم دے دیا تھا جب یہ کسی سے ملاقات کرتے تھے تو کہتے تھے اے فلاں تم اس طرح مرو گے اے فلاں تم اس طرح قتل ہو گے پس اسی طرح ہوا کرتا تھا جس طرح کہ رشید فرمایا کرتے تھے۔

بحارالانوار ج ۹ ص ٦۲۸ میں ہے کہ جب آپ کو عبیداللہ بن زیاد کے دربار میں پیش کیا گیا تو اس ملعون نے آپ کو امیرالمومنین علیہ السلام سے بیزار ہونے پر مجبور کیا تو آپ نے سختی سے انکار کرتے ہوئے فرمایا أخبرنی خلیلی صلوات اللّٰه علیه إنّك لتدعونی إلیٰ البراءة منه فلا أتبرء منه فتقدمنی فتقطع یدی ورجلی ولسانی ۔ مجھ کو میرے خلیل صلوات اللہ علیہ نے بتلایا تھا کہ تو مجھ کو ان سے بیزار ہونے پر مجبور کرے گا جب میں بیزار نہ ہوں گا تو تو میرے ہاتھ پاؤں اور زبان کاٹ دیگا۔ اس نے کہا کہ میں علی علیہ السلام کی پیشین گوئی غلط قرار دوں گا پس اس نے زبان چھوڑ دی اور ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے جب آپ کو گھر لایا گیا تو آپ نے بڑی بشاشت سے فرمایا۔ ائتونی بصحیفة ودواة أذکر لکم ما یکون ممّا علمنیه مولای أمیرالمومنینؑ فأتوه بصحیفة ودواة فجعل یذکر ویملی علیهم أخبار الملا حم والکائنات ویسندهما إلیٰ أمیرالمؤمنینؑ ۔

قلم دوات اور کتاب لاؤ تا کہ میں تم کو مولا کا بتلایا ہوا علم لکھوا دوں چنانچہ وہ کاغذ قلم دوات لائے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تو آپ نے جب امیر علیہ السلام کی سند سے واقعاتِ آئندہ اور حوادث لکھوانا شروع کر دیئے جب ابن زیاد کو معلوم ہوا تو اس نے آدمی بھیج کر آپ کی زبان کٹوادی۔ (رجال کشی ص ٥١، تاريخ كوفة ص ٢٩٣، الانوار علوية ص ٣٣٣، مدينة المعاجز ص ١٢١، النصائح الكافية ص ١٧٦، بن عقيل علوى شرح ابن أبي حديد جلد ١ ص ٢١١)۔

حضرت قنبرؓ کا علم غیب

بحارالانوار میں مرقوم ہے کہ جب آپ کو گرفتار کر کے حجاج بن یوسف لعنۃ اللہ علیہ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا أخبرني أمير المؤمنينؑ أن ميتتي يكون ذبحاً وظلماً بغير الحق۔ مجھ کو امیر المومنین علیہ السلام نے بتلا دیا تھا کہ میری موت ناحق اور ظالمانہ طور پر ذبح کیساتھ ہوگی پس اس ملعون نے آپ کو ذبح کرادیا۔ (كشف الغمه ص ٨١' ارشاد ص ١٥٤)۔

حضرت میثم تمارؓ کا علم غیب

شرح ابن أبي الحديد ج ١ ص ٢١٠ و بحارالانوار جلد٩ ص ٦٢٩ تاریخ کوفه ٢٩٠ رجال کشی ص٥٦ و كشف الغمة ص ٨١ منتهىٰ المقال ص٣١٥ الانوار العلوية فی الاسرار المرتضوية ص ٣٣٢ میں مرقوم ہے۔

جب آپ کو گرفتار کر کے ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے بیزار ہونے پر مجبور کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں بیزار نہ ہوا تو کیا ہوگا اس نے کہا کہ خدا کی قسم قتل کردوں گا آپ نے فرمایا۔ أما لقد كان يقول لي إنّك ستقتلني علىٰ باب عمرو بن حريث فإذا كان اليوم الرابع إبتدء منخراى دماً۔
کہ تو مجھ کو قتل کرے گا اور عمرو بن حریث کے گھر کے دروازے پر سولی دے گا اور چار دن بعد میرے نتھنوں سے خون بہہ پڑے گا۔

اس ملعون نے جب آپ کو سولی دی تو سولی پر آپ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ سلونی

قبل أن أُقتل فوالله أخبر تكم بعلم ما تكون إلىٰ أن تقوم الساعة من الفتن مجھ سے پوچھو تم قبل اس کے کہ مجھ کو قتل کر دیا جائے خدا کی قسم میں تم کو قیامت تک ہونے والے فتنے بتلانے کیلئے تیار ہوں۔ ابن زیاد نے یہ ماجرا دیکھا تو حکم دیا کہ اس کے منہ پر لگام لگادی جائے۔

علامہ نقدیؒ فرماتے ہیں۔

كان أوّل خلق الله أُلجم فى الاسلام۔ اسلام کے اندر آپ پہلے شخص تھے جن کے منہ پر لگام لگائی گئی۔ (انوار علويه ص ٣٣٢' علامه تنكابنى طوالع الانوار ص ٢٠٩ میں اس واقعہ کو تحریر فرما کر فرماتے ہیں۔

علم من هذا الحديث أنّه أعطاه الله علم الغيب وعلم البلايا والمنايا۔ اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ اللہ نے اس صحابی جلیل کو علم غیب اور علم اموات ومصائب عطاء فرمادیا تھا۔

عقلمند کے لئے اتنا ہی لکھ دینا کافی ہے

درخانه اگر کس است — يك آواز بس است

علم الغیب تو آل محمد علیہم السلام کے ادنی غلاموں کو بھی حاصل تھا مگر آہ قسمتِ آل محمد علیہم السلام آج کل کے شیعوں میں سے دعویٰ داران علم وفضل آل محمد علیہم السلام سے علم الغیب کی نفی ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

فلا وربك مافازوا وما ظفروا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

بعض اہل علم کا یہ خیال ہے کہ ”جس کا علم غیب مستفاد ہو اس کو علم غیب نہ کہنا چاہیے بلکہ اطلاع علی الغیب کہنا چاہیے“۔ یہ خیال بھی درست نہیں ہے چونکہ ظاہری الفاظ اور باطنی معانی میں بڑا فرق ہوتا ہے قرآن مجید میں اللہ نے کئی مقامات پر فرمایا ہے کہ رووف، رحیم یہ خدا کے اسماء میں سے ہے اور یہ لفظ متعدد بار اللہ کے لئے وارد ہوا ہے مگر پارہ ۱۱ رکوع ۵ میں اللہ تعالی نے سرور کائنات کے لئے فرمادیا کہ و بالمومنین رووف رحیم ۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنین کے لئے رووف رحیم ہیں تو کیا یہاں سرور کائنات کو رووف رحیم کہنا شرک قرار پایا؟۔ سمیع بصیر کئی مقام پر اللہ تعالی ہی کے لئے آیا ہے مگر پارہ ۲۹ رکوع ۱۹ میں اللہ تعالی کا انسان کے متعلق ارشاد ہے ﴿وجعلناه سمیعاً بصیرا﴾ ۔ کیا انسان اس صفت میں خدا کا شریک قرار پایا۔ مالکم کیف تحکمون ۔

”ربّ“ اللہ تعالی کے اسماء خاصہ میں ہے لیکن متعدد مقامات میں آئمہ اطہارؑ کے لئے آیا ہے نیز سورہ یوسف میں آتا ہے کہ حضرت یوسفؑ نے اپنے ساتھی سے کہا ﴿ أذكرنی عند ربّك﴾ اپنے آقا کے پاس میرا ذکر کرنا۔ (پارہ ۱۲ ع ۱۵)۔

آئمہ اطہار علیہم السلام کے لئے لفظ ربّ کا استعمال

﴿وأمّا من ظلم فسوف نعذبه ثمّ یرد إلیٰ ربّه فیعذبه عذاباً نکرا ﴾ (پارہ ۱۶ ع ۲) جو نافرمانی کریگا ہم عنقریب اس کو عذاب دیں گے اور پھر وہ اپنے رب کی طرف پلٹا جائے گا اور وہ اس کو انوکھا عذاب دے گا۔

بحارالانوار ج ۷ ص ۱۴۵ اور مراۃ لانوار ص ۴۱ میں ہے یردّ إلیٰ أمیرالمؤمنینؑ یعنی امیرالمومنین علیہ السلام کی طرف پلٹایا جائے گا۔

علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں۔

المراد بالربّ أمیرالمؤمنینؑ لأنّه الذی جعله اللّٰه لتربیة الخلق فی العلم والکمالات رب سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں چونکہ اللہ نے ان کو علم وکمالات میں مخلوق کی ترتیب کے لئے مقرر فرمایا ہے ﴿وسقاھم ربّھم شراباً طھورا﴾ (پارہ ۲۹ ع ۱۹) یعنی ان کو ان کا رب شراب طہور سے سیراب کریگا۔

مراۃ الانوار ص ۴۱ پر مرزا ابوالحسن شریف لکھتے ہیں

أی سیّد ھم أمیرالمؤمنینؑ رب سے مراد ان کے سردار امیر المومنین علیہ السلام ہیں ﴿اشرقت الأرض بنور ربّھا﴾ پارہ ۲۴ رکوع ۴۔ اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی۔

مراۃ الانوار ص ۴۱ اور تفسیر قمی ص ۵۸۱ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ زمین کا رب زمین کا امام ہے۔ ﴿ربّ المشرقین والربّ المغربین﴾ پارہ ۲۷ رکوع ۱۱۔ وہ دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا ربّ ہے۔

تفسیر مراۃ الانوار ص ۱۳۵ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے رب سے مراد اوصیاء ہیں۔

ص ۴۱ پر جناب امیر المومنین علیہ السلام کا قول منقول ہے۔

أنا ربّ الارض الذی یسکن إلیه میں زمین کا رب ہوں جس سے سکون حاصل کیا جاتا ہے۔ (اربعین مجلسی ص ۱۲۶)

لیجیے تو ان حضرات کی نظر میں ہمارے امام بھی معاذ اللہ غالی قرار پائے۔

اگر مخصوص معانی میں آئمہ اطہار علیہم السلام کو ربّ کہا جاسکتا ہے تو مخصوص معانی میں عالم الغیب کہنا کیوں واضح البطلان ہے؟۔ ظاہر ہے خدا کا علم غیب اصلی اور بلا کم وکیف ہے اور آئمہ اطہارؑ کا محدود وموہوب ہے۔

جیسا کہ حجۃ الاسلام سرکار امینی نے فرمایا ہے۔

فالعلم بالغیب علیٰ وجه التأصل والاطلاق من دون قید بکم وکیف کالعلم

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بالشهادة يختصان بذاته لامطلق العلم بالغيب والشهادة (الغدير ج ۷ ص ۵۷) پس علم غیب وشہادت کم وکیف کی قید کے بغیر تاصلاً ومطلقاً خدا کے ساتھ مخصوص ہے نہ صرف علم غیب وشہادت۔

مسئلہ علم غیب اور علماء شیعہ

۱۔شیخ مفیدؒ متوفی ۴۱۳ھ الارشاد ص ۱۵٦ ط ایران میں امیرالمومنین علیہ السلام کے ایک معجزہ کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں وكان ذلك من علم الغيب۔امامؑ کا قبل از وقت واقعہ کی خبر دینا آپ کے علم غیب میں سے تھا۔(وکذاقال فی ص ۱٦۱ علم الغیوب)

۲۔علامہ حسین بن عبدالصمد عاملی متوفی ۹۸۴ھ۔

امیرالمومنین علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں ومولى الأنام بنصّ الغدير مجلّى الكروب عليم الغيوب نقى الجيوب بقول الخبير۔(الغدير ج ۱۱ ص ۱۲۷) آپ نص غدیر کی وجہ سے مخلوقات کے مولا ہیں مشکلات ٹالنے والے ہیں اور علیم الغیوب ہیں اور اللہ کے فرمان کے مطابق پاک دامن ہیں۔

۳۔علامہ مجلسیؒ بحار ج ۹ ص ۵۷۲ میں جنگ صفین کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے اور راستہ میں ایک کنواں کھودنا اور راہب کا اسلام لانا نقل کرتے ہیں فی هذا الخبر ضروب من المعجزة أحدها علم الغيب اس واقعہ سے چند قسم کے معجزات ہیں ان میں سے ایک امیرالمومنین علیہ السلام کا عالم الغیب ہونا بھی ہے۔(کذافی الدمعة الساکبة ج ۱ ص ۱۱۹ عن البحار)

۴۔علامہ مرزا حسین نوری نے نفس الرحمن باب ۵ میں جناب سلمان فارسی کے علم کو علم غیب سے تعبیر کیا ہے۔

۵۔علامہ سید محمد مہدی الحسینی طوالع الانوار ص ۱۱۵ میں فرماتے ہیں۔ ثمّ ان القول بالغيب لايوجب الغلو ولا يوجب كونهم إلهاً لما علم صراحة علمهم بالغيب إمّا التوفيق بين هذه الأخبار الدّالة علىٰ علمهم بالغيب و بين قوله

تعالىٰ لا يعلم الغيب إلّا هوماذكرناه مراراً أنّ عدم العلم لهم به و إنّماهو بدون تعليم من اللّه وإنّ علمهم به بتعليم منه ومن رسوله فلا منافات۔ (ص ۲۰۹) پھر یہ جاننا چاہیے کہ آئمہ اطہار علیہم السلام کو عالم الغیب کہنا غلو کا موجب نہیں ہے اور اس سے یہ ثابت نہیں کہ وہ خدا ہیں چونکہ ان کا علم غیب صراحتاً معلوم ہو چکا ہے باقی ان احادیث اور آیہ مبارکہ میں موافقت قائم کرنے کے متعلق ہم کئی مرتبہ ذکر کر چکے ہیں کہ ان کے عالم الغیب نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ تعلیم من اللہ کے بغیر عالم غیب نہیں اور ان کا علم غیب اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حاصل ہے جن سے کوئی منافات نہیں ہوتی۔

٦۔علامہ شیخ عباس قمی نے مفاتیح الجنان ص ۴۳۹ اور منتهىٰ الآمال ج ۱ ص ۱۰۵ میں جناب سلمان فارسی کو عالم بالغیب فرمایا ہے۔

۷۔علامہ عبدالرزاق المقرم النجفی نے اپنی تالیف جلیل مقتل الحسین ص ۲۲ تا ۲۴ میں آئمہ اطہار علیہم السلام کا علم غیب ثابت کیا ہے جن کی عبارت کو ہم نقل کر آئے ہیں۔

۸۔علامہ سید محمد سلطان الواعظین شیرازی جن کی تقریرات ومناظرات نے پشاور کے کئی سنی علماء کو مذہب حقہ کی طرف راغب کیا آپ کے ان مناظرات کی مفصل کیفیت خورشید خاور ترجمہ شبہائے پشاور کے نام سے مکتبہ اصلاح کھجوہ اور مکتبہ الھدانی سرگودھا سے شائع ہو چکی ہے آپ خورشید خاور ج ۲ ص ٦۷٦ میں فرماتے ہیں "علم غیب امور عالم کے باطنی حالات سے واقفیت کو کہتے ہیں جس کے عالم الغیوب یعنی اللہ تعالیٰ کے افاضات سے انبیاء واوصیاء علیہم السلام تھے البتہ ہر ایک کو غیبی امور پر ایک حد تک آگاہی ملی جو ان کے مناسب تھی" نیز ص ٦۸۱، ٦۸۳، ٦۹۰ تک مختلف عنوانات میں فرمایا ہے کہ انبیاء واوصیاء عالم غیب تھے علی علیہ السلام عالم الغیب تھے۔

۹۔فخر العلماء المحققین علامہ سید سبط حسن ہنسوی سابق عضو کلیة منتدی النشر (کلیة الفقة) نجف اشرف وادارۃ تحقیقات اسلامیة طہران منہاج نهج البلاغه ص ۱۷۹ ط کھجوہ میں فرماتے ہیں۔ صحاح اہل سنت میں بکثرت ایسی احادیث موجود ہیں جن سے رسول اللہ کا عالم الغیب ہونا اور قیامت تک ہونے والے واقعات بیان کرنا ثابت ہے (إلى أن قال) حذیفہ بن

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یمان کہتے ہیں واللّٰہ إنیّ لأعلم الناس بکلّ فتنۃ ھی کائنۃ فیما بینی وبین القیامۃ ۔ جب حذیفہ رسول اللہ کے بتائے ہوئے امور غیب پر مطلع ہیں تو امیر المومنین علی علیہ السلام کے عالم غیب ہونے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے علی علیہ السلام وہ ہیں جن کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے علوم کا محافظ قرار دیا ہے۔

۱۰۔ فخر العلماء الزاہدین مولانا عبد العلی السابقیؒ متوفی ۱۸ شوال ۱۳۸۳ھ۔

آپ نے علم غیب کے مسئلے پر تین جلدوں میں ایک مبسوط کتاب تالیف فرمائی ہے جو اپنے موضوع میں ایک نادر ترین پیش کش ہے اگر معبود حقیقی کی توفیق شامل حال ہوگی تو انشاء اللہ اس جلیل القدر تالیف منیف کو منصۂ شہود پر لایا جائے گا۔

۱۱۔ فخر المحققین علامہ عبد الحسین امینی۔

آپ نے اپنی تالیف الغدیر ج ۵ ص ۵۲ میں ۷ اوراق پر مشتمل طویل بحث میں آئمہ طاہرین علیہم السلام کا عالم غیب ہونا ثابت کیا ہے نیز ج ۷ ص ۷۰ میں فرماتے ہیں من الذین إستأسرھم الھویٰ وتدّھور بھم الجھل إلیٰ ھوّۃ التیہ والضلّال عدواً من الغلو الفاحش القول بعلم الغیب فیھم۔ جن لوگوں کو خواہشات نفسانی نے اپنا اسیر بنالیا ہے اور جہالت نے ان کو گمراہی کے عمیق گڑھے میں دھکیل دیا ہے ان کا قول ہے کہ آئمہ طاہرین علیہم السلام کے علم غیب کا عقیدہ رکھنا غلو فاحش ہے۔

ہمارے ان پیش کردہ حقائق قاہرہ کی روشنی میں فاضل مؤلف اصول الشریعہ کا ص ۲۳۳ پر پیش کردہ الزام نافرجام بھی باطل وعاطل قرار پایا کہ ”علم غیب کی بحث اور آئمہ طاہرینؑ کو بتعلیم اللہ عالم الغیب کہنا شیخیہ کا طبع زاد نظریہ ہے“ اگر اس مفروضہ فارغہ کو تسلیم کرلیں تو ماننا پڑے گا کہ آئمہ اطہار علیہم السلام اور تیرہ سو سال کے علماء شیعہ سب شیخیہ تھے۔

وان ھذا الاختلاق وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین

باب پنجم

مسئلہ استمداد از نبی اکرمؐ وآئمہ امجاد علیہم السلام

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پروردگار عالم کا ارشاد ہے ﴿أمن یجیب المضطر إذا دعاہ ویکشف السوء﴾ (پ ۲۰ ع ۱) کون ہے جو کہ مضطر اور مجبور کی دعا قبول کرتا ہے اور اس کی تکلیف کو رفع کرتا ہے۔ اہل ایمان پر یہ حقیقت منکشف ہے کہ کائنات عالم کا مدّ برکل وہی معبود حقیقی ہے جس نے ہر شئے کو اپنے ارادہ ومشیت سے خلق کیا اس کے جملہ اختیارات میں اس کا کوئی شریک و سہیم نہیں ہے مگر اس کی مشیت کا تقاضا یہی ہے کہ اس نے کائنات عالم کے ہر امر کو اسباب وعلل کو بیڑیوں سے جکڑ دیا ہے۔

اس سلسلہ میں حدیث صحیح موجود ہے کہ حضرات معصومین علیہم السلام نے فرمایا إنّ اللّٰہ ان یجری الاشیاء إلّا بالاسباب۔ (بحار ج ۱ ص ۳۱۶' بصائر الدرجات ج ۱ باب ۳ ص ۶ و ص ۵۰۵ ط تبریز' مختصر البصائر ص ۵۷) اللہ نے یہی چاہا کہ تمام اشیاء کو اسباب ہی کے ذریعے سے جاری کرے۔ اس میں کیا قباحت ہے کہ یہ ذوات مقدسہ ہماری حاجات کو بارگاہ ایزدی میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمادیں اور اس معبود حقیقی کی مشیت کے مطابق بنفس نفیس بحسب مصلحت ہماری فریادرسی کو پہنچیں۔ ہر مومن اثنا عشری اسی معنی میں ان ذوات مقدسہ سے مدد مانگتا ہے۔

استعانت کی اس قسم کا جواز خود اصول الشریعہ ص ۱۴۸ میں تفسیر بلاغی سے منقول ہے الاوّل ھو الاستغاثۃ بالوسائل المجعولۃ من اللّٰہ لنیل المقصود ھی ومافیھا من التسبیب من جعل اللّٰہ وخلقہ۔ پہلی قسم استعانت کی بصورت جواز یہ ہے کہ خدا کے مقرر کردہ اور خلق کردہ وسائل اور اسباب سے حاصل کی جائے جو مقصد براری کے لئے مقرر ہیں۔

چنانچہ معتبر طرق واسانید سے یہ مروی ہے کہ بندوں کی راہنمائی کے لئے اللہ نے ایک جن کو بھی مقرر کیا ہے جو کہ ہر بھولے بھٹکے کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

احمد بن خالد برقی متوفی ۲۷۴ھ۔(۱)

آپ بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ معصومؑ نے فرمایا إذا ضللت فی الطریق فناد یاأبا صالح یاأبا صالح إرشدونا إلیٰ الطریق رحمکم اللّٰہ جب تم کبھی راستہ بھول جاؤ تو یہ پکارو اے ابوصالح اے ابوصالح خدا تم پر رحم کرے ہمیں راستہ بتلاؤ۔

عبداللہ بن حسین زرندیؒ۔ آپ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم راہ بھول گئے تو ہمارا ایک آدمی ایک جانب کو چلا گیا اور باآواز بلند یہی الفاظ کہے تو غائبانہ طور پر آواز آئی الطریق یمینۃ راستہ تمہاری داہنی جانب ہے۔ (بحار الانوار ج ۱۶ ص ۶۴ ط کمپانی)

نیز کتاب المحاسن میں عمر بن یزید سے مروی ہے۔(۲) ضللنا سنۃ من السنین ونحن فی طریق مکۃ فأقمنا ثلٰثۃ أیام نطلب الطریق فلم نجدہ فلمّا ان کان فی الیوم الثالث وقد نفدماکان عندنا من الماء عمد نا إلیٰ ماکان معنا من ثیاب الاحرام و من الحنوط فحنطنا وتکفنّا بإزاء إحرامنا فقام رجل من أصحابنا ونادیٰ یاصالح یاأباالحسین فأجابہ مجیب من بعید فقلنا من أنت یرحمک اللّٰہ فقال أنامرشد الضّالۃ إلیٰ الطریق (اخذنا بقدر الحاجۃ) ایک سال ہم راستہ بھول گئے جب کہ ہم مکہ جارہے تھے ہم تین دن تک راستہ تلاش کرتے رہے

(۱) احمد بن محمد بن خالد البرقیؒ امام رضا علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی ہیں، الکنی والالقاب جلد ۲ ص ۶۹، منتہی المقال ص ۲۷۲ اور سفینۃ البحار ج ۱ ص ۷۲ میں ان کے حالات موجود ہیں۔ آپ کی کتاب المحاسن احادیث الشیعہ کی کتب ومجامع میں ایک بلند مقام رکھتی ہے۔ نیز علامہ مجلسیؒ نے اس کو اصل معتبر سے تعبیر فرمایا ہے (مقدمہ بحار) آپ کی وفات ۲۷۴ھ میں ہوئی ہے۔

(۲) عمر بن یزید بیاع سابری کوفی امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم علیہما السلام کے جلیل القدر صحابی ہیں تفسیر برھان ص ۱۸۰ وسفینتہ البحار جلد ۲ ص ۲۷۳ میں ہے کہ معصوم نے ان سے فرمایا۔ یاابن یزید أنت واللّٰہ منّا أھل البیت۔ اے ابن یزید بخدا تم ہم اہل بیت میں سے ہو۔ کذافی الرجال الکشی ص ۲۱۲ وبحارالانوار ج ۱۵ ص ۱۰۷ طبع کمپانی۔ علامہ مجلسیؒ حلیتہ المتقین ص ۳۰۹ میں فرماتے ہیں از ثقات اصحاب آئمہؑ ست یعنی آئمہ اطہارؑ کے ثقہ اصحاب میں سے ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مگر کامیاب نہ ہو سکے تیسرے روز ہمارا پانی ختم ہو گیا تو ہم نے احرام کے کپڑے پہنے اور کافور کیساتھ حنوط کیا اور کفن پہن لیا چونکہ ہم زندگی سے مایوس ہو گئے تھے پس ہمارا ایک ساتھی کھڑا ہو گیا اور بآواز بلند کیا اے صالح اے ابوالحسین چنانچہ دور سے آواز سنائی دی ہم نے کہا اللہ تم پر رحم کرے تم کون ہو اس نے کہا کہ میں بھولے بھٹکوں کو سیدھا راہ دکھانے والا ہوں۔ (کذافی بحار ج ۱۵ ص ۴۶' حلیۃ المتقین ص ۳۵۹)

نیز حلیۃ المتقین ص ۳۵۹ اور لئالی الاخبار ج ۱ ص ۱۰۹ میں ہے از حضرت امیر المومنینؑ منقول ست کہ ہر کہ درسفرراہ گم کند فریاد کند یاصالح اغثنی بدرستیکہ از برادران مومن شما از جنیاں شخص ست کہ صالح نام دارد واز برائے خدا در شہرہامیگردد وچوں صدا شما رامی شنود جواب می گوید وراہ نمائی می کند۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ اگر سفر میں راستہ بھول جاؤ تو یاصالح اغثنی کہہ کر فریاد کرو چونکہ تمہارا ایک جن مومن بھائی ہے جو برائے خدا شہروں میں پھرتا ہے اور جب تمہاری آواز سنتا ہے تو جواب دیتا ہے اور تمہیں سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

ان حقائق کی روشنی میں واضح ہو گیا کہ ایک جن اللہ کی عطاء کردہ قوت کے ذریعے ہر فریادی کی فریاد سن لیتا ہے اور مدد کر سکتا ہے تو امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کا اور آئمہ باقی اطہار علیہم السلام کا مدد کو پہنچنا اور اپنے شیعوں کی فریاد رسی کرنا کیونکر لاحقیقت سمجھا جا سکتا ہے کہ کیا آئمہ اطہار علیہم السلام کی قوتِ قدسیہ ایک جن کی قوت سے کم ہو سکتی ہے؟۔

خاتم المحدثین والمتکلمین حضرت علامہ مرزا حسین نوری متوفی ۱۳۲۰ھ۔ آپ متاخرین علماء شیعہ میں ایک بلند ترین عظمت کے مالک ہیں اپنی تالیف النجم الثاقب ص ۴۲۱ ط قم میں فرماتے ہیں "ایں مطلب معہود بودمیان شیعہ وازگم شدن راہ چارہ ہر کار فہمیدند کہ درآں حال امام ولی خودبایں نام خواندند وجائز ست کہ سائر آئمۃ علیہم السلام درتمام ایں منقبت یا بعض ازاں شریک باشند

پس معلوم شد کہ راہنمائے در بیابان ورستگیرِ گم شدگان اباصالح ہمان امام غوث اعظم ولی عصر صاحب الزمان صلوات اللہ علیہ ست" یہ مطلب شیعان حیدر کرار میں معروف ومشہور ہے کہ جب وہ راستہ بھول جائیں (یا کسی دوسری مشکل میں پھنس جائیں) تو ہر کام کا چارہ وحیلہ یہی سمجھتے ہیں کہ اپنے ولی وامام کو مدد کے لئے پکاریں اور یہ جائز ہے کہ باقی آئمہ اطہار علیہم السلام یا بعض اس منقبت میں شریک ہوں۔

پس معلوم ہو گیا کہ بیابان کے اندر راہنمائی کرنے والا اور بھولے بھٹکوں کا غوث اعظم، ابوصالح وہی امام العصر ہے ان پر اللہ کے درود وسلام ہوں۔

امام زمانہؑ ہر قسم کی مصیبت کو ٹالنے پر قادر ہیں اور فریاد رسی فرماتے ہیں

ثقۃ الاسلام علامہ مرزا حسین نوریؒ النجم الثاقب ص ۴۵۰ میں اور علامہ جلیل شیخ عباس قمیؒ منتہی الامال ج ۲ ص ۵۰۳ میں فرماتے ہیں پشتم از تکالیف عامہ رعایائے حضرت صاحب الامر استمداد واستعانت واستکفاء واستغاثۃ بآنجناب ست درہنگام شدائد واہوال وبلایا وامراض واو آوردن شبہات وفتنہ ازاطراف وجوانب واقارب واجانب وندیدن راہ چارہ وطریق افتادن درتنگنائی مضیق وخواستن از جنابش حل شبہ ورفع کربہ و دفع بلیہ وسدّخلہ ونشان دادن راہ بمقصود بآن نحویکہ خود صلاح داند وتواند بآں متوسل و مستغیث برساند حسب قدرت الہیہ و علوم ربّانیہ راکہ ولرائے ست و برحال ہرکس در ہر جا داناوبر اجابت مسئولش توانا وفیض عام واز نظر درامور رعایا خود غفلت نکردہ ونمی کند وخود آنجناب در توقیعی کہ برائے شیخ مفیدؒ فرستادند مرقوم ست کہ فرمودند علم ما محیط ست بخبر ہائی شماوغائب نمی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شودازعلم ماہیچ چیز ازخبار شماومعرفت ببلائیکه به شمامی رسد۔

امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کی رعایا کی تکالیف عامہ میں سے آٹھویں تکلیف یہ ہے کہ وہ مصائب وآلام اہوال وامراض کے وقت جملہ اطراف وجوانب واقارب واجانب کی طرف سے لاحق ہونے والے شبہات وفتن میں اورتنگی وتکلیف کی راہ میں گر پڑنے کے وقت امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف سے مددواستعانت وکفایت طلب کریں اور آنحضرتؑ سے درخواست کریں کہ وہ شبہات کوحل کریں اورمصائب کوٹالیں اورتنگ دستی کا سدباب فرمائیں اورجس طرح بہتر سمجھیں راہ مقصود کی طرف رہنمائی فرمادیں اوراللہ کی عطاء کردہ طاقت کے مطابق اورعلوم لدنیہ کے موافق جتنا ہوسکے مستغیث ومتوسل کوسرفراز فرمادیں چونکہ آنجنابؑ ہرجگہ اور ہروقت ہرشخص کے حالات سے واقف ہیں اوراس کے سوال کو پورا کرنے پر قادر ہیں چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے امور رعایہ سے غافل نہیں ہیں اور نہ ہوں گے جیسا کہ خود آنحضرتؑ نے شیخ مفید کی طرف ارسال کردہ توقیع میں فرمایا ہے کہ ہماراعلم تمہاری خبروں کوگھیرے ہوئے ہے اور ہمارے علم سے تمہاری کوئی خبر اورتم کوپہنچنے والی کسی مصیبت کا حال غائب نہیں ہے۔

نیزعلامہ شیخ عباس قمیؒ منتھی الآمال ج ۲ ص ٥٥٥ فرماتے ہیں۔

امام قادر بر کشف بلایا عالم بأسرار وقضایا۔امام مصائب رفع کرنے پر قادر ہیں اور پوشیدہ باتوں اوررازوں کوجاننے والے ہیں۔

مصائب و آلام میں بندوں کی
فریاد رسی فرمانا امامؑ کا منصب الٰہی ہے

علامہ مرزاحسین نوری فرماتے ہیں۔(النجم الثاقب ص ٤٢٠) تکلیف مضطرّودرمانده و بیچاره ودرمانده استغاثه بآنجناب ست اغاثه و فریادرسی درماندگاں از مناصب الٰهیة آنجناب خواہد بودواگربجہت کثرت إضطراب متمکن نه شود درمانده و مضطرازاستغاثه بآنجناب

بزبان مقال ودعائے ماثور کفایت می کند اورابرائے قابلیت استغاثه آنجناب سوال بلسان حال واستعداد داشتن مقام تولا واقرار بولایت وامامت وانحصار دانستن مربی وساطت فیض الٰهی درآں وجود مقدس درظلماتیه غیبت پس معلوم شد که درماندگان رادرحکایات سابقه خصوصاً درسفرطاعت جوں حج وزیارت بودند جز غوث زمان کسی نجات نه داده واز جمله شواہد برایں مطلب آنکه از القاب خاصه آنحضرتؑ ست غوث که درزیارات معتبره واردشده ومعنی آں فریادرس ست وحقیقت معنی ایں لقب الٰهی که مجرّد اسم نیست محقّق نه شود تاآنکه حضرت صاحب آں دارائے قوت سامعه باشد که ہرکس ودرہرجا بہرلسان درمقام استغاثه برآید بشنود بلکه دارائے علمی که بحالات درماندگان احاطه کرده باشد که بے استغاثه وتوسل ازحالش آگاه باشد چنانکه درفرمانیکه برائے شیخ مفیدؒ نوشتند بایں مقام تصریح فرمودند ودارائے قدرت توانا باشدکه اگر صلاح دانست درمانده مستغیث بلسان حال یامقال رانجات دہدوازگرداب بلا واآورد وایں مقام شائستگی نه دارد جز کسی که دارائے مقام امامت و پادربساط ولایت گزارده باشد ونیزمؤید ایں مقال ست آنچه درمیان جمیع عربہا وحضر واہل بادیه اشتہاردارد ازتعبیرکردن ازآں ذات مقدس با بوصالح و در توّسلات واستعانات وند بہا وشکایتہا جزایں اسم آں حضرتؑ رانه.

خوانند(ایجازالمقال اینکه) مجبورومضطراور بیچارہ درماندہ کی تکلیف شرعی یہ ہے کہ امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف سے استغاثہ کرے چونکہ درماندگان کی فریادرسی کرنا آنحضرت کے مناصب الٰہیہ میں داخل ہے اور اگر اضطراب کی شدت سے مجبور ومضطر انسان زبان مقال

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یادعائے ماثورہ کے ساتھ استغاثہ کرنے سے قاصر ہوتو اس کو چاہیے کہ زبان حال سے استغاثہ کرے اورآنحضرتؑکی ولایت ومقام تولّی کی استعداد رکھتا ہواور غیبت کی گمراہی کی ظلمات میں فقط حضور ہی کو مرّبی اور فیض الٰہی کا واسطہ جانے۔

پس معلوم ہوگیا کہ جن حکایات کو ہم نے لکھا ہے ان کے اندر درماندہ ومجبور حضرات کوخصوصا سفر طاعت بمثل حج وزیارات میں نجات دینے والے امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کے سوا کوئی نہ تھا۔اس دعویٰ کے شواہد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آنحضرتؑ کے القاب خاصّہ میں سے ایک لقب غوث بھی ہے جیسا کہ زیارات معتبرہ میں وارد ہوا ہے جس کے ’’معنی فریادرس‘‘ کے ہیں اور اللہ کے عطاء کردہ اس لقب کا مفہوم اس وقت تک ثابت نہ ہوسکے گا جب تک کہ امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کوتمام خلائق کی فریاد سننے کے لئے قوت سامعہ حاصل نہ ہوتا کہ ہرجگہ ہرزبان میں استغاثہ کرنے والے کی سن سکیں بلکہ تمام درماندگان کے حالات کا احاطہ علمی بھی رکھتے ہوں کہ اس کے استغاثہ وتوسل کے بغیر بھی اس کے حالات کو بخوبی جانتے ہوں ۔جیسا کہ آپ نے شیخ مفیدؒکی طرف ارسال کردہ توقیع میں اس کی تصریح بھی فرمائی ہے نیز یہ بھی ضروری ہے کہ قادراور توانا بھی ہوں کہ بحسب مصلحت زبان حال یا مقال کیساتھ استغاثہ کرنے والے کونجات دے سکیں اور گرداب مصیبت سے بچالیں اور اس منصب کی لیاقت سوائے اس ہستی کے کوئی نہیں رکھ سکتا جو کہ مقام امامت کا مالک ہواور بساط ولایت پر گامزن ہواس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ تمام عرب کے شہروں اور دیہاتوں میں اس ذات اقدس کو ابوصالح کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور توسّلات واستعانات شکایات ومصائب میں آنحضرتؑ ہی کو اسی لقب سے پکارا جاتا ہے۔نیز آپ نے اس نظریہ کا اظہار ص ۳۱ ص ۴۱۸ میں بھی فرمایا ہے اور جنۃ الماویٰ کے آخر میں بھی فرمایا ہے۔

معصومین علیہم السلام سے

طلب استعانت کا جواز احادیث کی روشنی میں

جیسا کہ علامہ عابد حسین انصاری رسالہ یا علیؑ مدد ص ۱۰ ط دھلی ۱۹۱۸ء میں فرماتے ہیں کہ ’’ان کو (بوقت مصیبت) پکارنا بدرجہ اولی جائز اور درست ہے ان میں خدا کے فضل وکرم اور اس کے حکم سے تمام مخلوق سے بدرجہا لیاقت اور قابلیت زیادہ ہے اور بہت کچھ قدرت اور طاقت ہے اور بعد مردن بھی وہ حضرات مظہر عجائب ہیں بڑے بڑے کام ان کی ارواح طیبہ سے ظہور میں آئے اور آتے ہیں اور ہمیشہ ایسے کاموں میں اپنے خادموں کی خبر لیتے ہیں اور اعانت فرماتے ہیں اور اسکے انکار سے صدہا روایات ومعجزات کا انکار لازم آتا ہے اور احادیث کا وثوق جاتا ہے نہ اس میں کوئی شرک ہے نہ غلو بلکہ انصاف سے دیکھئے تو ان کی شان مکان کے فی الجملہ منافی ہے اور ہم خادموں کی گستاخی ہے کہ بات بات میں ان کو پکاریں اور ان سے نوکروں اور فرمانبرداروں کا کام لیں البتہ اس بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ معین مجازی سمجھے معین حقیقی نہ سمجھے تا کہ إيّاك نعبد وإيّاك نستعين کا حصر بنا رہے اور اسلامی حدود سے تجاوز نہ ہو‘‘

ہم اس حقیقت کو آشکارا کرنا چاہتے ہیں کہ ان ذوات مقدسہ سے استعانت لی جاسکتی ہے جس پر احادیث وادعیہ وزیارات ماثورہ شاہد ہیں مگر پھر بھی ان کو اسباب ووسیلہ قرار دیا جائے گا نہ کہ معین کلی مستقل۔اگرچہ علامہ نوری اور علامہ قمی جیسے جلیل القدر علمائے اعلام کی تصریح کے بعد ہمیں اس مطلب پر مزید خامہ فرسائی کی ضرورت تو نہ تھی مگر پھر بھی ان کے فرمان کی تائید میں چند نصوص صریحہ دیگر پیش کی جاتی ہیں تا کہ دعوی مذکورہ کی مزید تائید ہوسکے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مسئلہ استمداد میں اصحاب آئمہ علیہم السلام کا طریق کار

معتبر نصوص سے ثابت ہے کہ حضرات آئمہ معصومین علیہم السلام کی حیات میں بھی مشکلات کے دوران ان کے اصحاب اجلاء ان کو مدد کے لئے پکارتے تھے اور یہ ذوات مقدسہؑ ان کی فریادرسی فرمایا کرتے تھے اور کبھی بھی حضرات معصومین علیہم السلام نے ان پر شرک وغلو کا فتویٰ نہ لگایا۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق، حضرت امام موسیٰ کاظم اور امام علی رضا علیہم السلام کے جلیل القدر صحابی جناب داود بن کثیر رقی جن کو شیخ مفیدؒ نے الارشاد ص ۳۰٤ میں آئمہؑ کے خواص اصحاب ثقاۃ اور اہل زہد وتقویٰ میں شمار کیا ہے روایت کرتے ہیں۔

خرج اخوان لی یریدان المزار فعطش أحدهما عطشاً شدیداً حتی سقط عن الحمار و سقط الاخر فی یده فقام وصلی ودعا اللّٰه و محمدأو أمیرالمؤمنین والائمة علیهم السلام کا ن یدعوا واحداً واحداً حتی بلغ إلیٰ آخرهم جعفر بن محمد فلم یزل یدعوه ویلوذ به فإذا هو برجل قد قام علیه وهو یقول یاهذا ما قصّتك فذکر له حالته فناوله قطعة عود وقال ضع هذا بین شفتیه ففعل فإذا هوقد فتح عینیه وإستوی جالساً ولاعطش به فمضی حتی زار القبر فلما إنصرفا إلیٰ الکوفة فأتی صاحب الدعاإلیٰ المدینة فدخل علیٰ الصادق علیه السلام فقال له إجلس ماحال أخیك أین العود فقال یاسیدی إنیّ لمّا أصبت بأخی فاغتممت غماً شدیداً فلمّا ردّ اللّٰه علیه روحه نسیت العود من الفرح فقال الصادق علیه السلام أماأنه ساعة صرت إلیٰ غمّ أخیك فأتانی أخی الخضر فبعثت إلیك علیٰ یدیه قطعة عود من شجرة طوبیٰ ثمّ التفت إلیٰ خادم له فقال علیّ بالسفط فأتی به ففتحه و أخرج قطعة العود بعینها ثمّ أراها إیّاه حتی عرفها ثمّ ردّها إلیٰ السفط ۔ علامہ مجلسی

بحار الانوار ج ۱۲ ص ۱٤٤ میں علامہ ابن شہر آشوب مازندانی مناقب آل ابی طالب ج ٥ ص ۳٥ طبع بمبئی میں بحوالہ بصائر الدرجات تالیف سعد بن عبداللہ قمی متوفی ۳۰۱ھ داؤد رقی فرماتے ہیں۔

ایک مرتبہ میرے دو بھائی زیارت کرنے کے لئے نکلے اثناء راہ میں ایک کو اس قدر شدید پیاس لگی کہ وہ تاب نہ لاتے ہوئے اپنے گدھے سے گر گیا اور دوسرا انتہائی پریشان ہوا اور کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی اور مدد کیلئے اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیرالمومنینؑ اور باقی آئمہ طاہرین علیہم السلام کو پکارا ہر امام کا نام لے لے کر پکارتا رہا جب اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام کا نام لیا اور ان سے استغاثہ کیا اور مدد طلب کی تو اچانک ایک شخص نمودار ہوا اور کہنے لگا اے شخص بات کیا ہے؟ میرے بھائی نے اس کو صورت حال سے آگاہ کیا تو اس نے ایک لکڑی کا ٹکڑا دیا اور کہا کہ اس کو اپنے بھائی کے لبوں پر رکھ دو جب اس نے ایسا کیا تو اس کے بھائی نے آنکھیں کھول لیں اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور اس کو کوئی پیاس وغیرہ کی شکایت نہ تھی وہ شخص غائب ہو گیا اور دونوں بھائی زیارت کو چلے گئے جب دونوں واپس کوفے آئے تو جس نے امامؑ کو مدد کے لئے پکارا تھا وہ مدینہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت آیا اور امامؑ نے فرمایا بیٹھو بتلاؤ تمہارے بھائی کا کیا حال ہے اور وہ تر لکڑی کہاں گئی میں نے کہا اے مولا جب میرے بھائی کو تکلیف ہوئی تو مجھ کو بے حد غم ہوا اور جس وقت اللہ نے اس کی روح کو واپس پلٹا دیا تو فرط مسرت سے مجھ کو اس تر لکڑی کا خیال تک نہ رہا اور شاید وہ وہیں رہ گئی۔

امامؑ نے فرمایا جب مجھ کو تیرے بھائی کی تکلیف کا علم ہوا تو میرے بھائی جناب خضر علیہ السلام آ گئے اور میں نے ان کے ہاتھ جنت کے شجر طوبیٰ کی ایک تر لکڑی کا ٹکڑا تمہاری طرف بھیج دیا امامؑ نے ایک خدمتگار سے فرمایا کہ فلاں تھیلی لے آؤ چنانچہ جب وہ لے آیا تو امامؑ نے اس سے وہی ٹکڑا نکالا حتی کہ میرا بھائی اس کو پہچان گیا اور امامؑ نے پھر اس کو تھیلی میں ڈال دیا۔

ارباب بصیرت پر اس واقعہ کی روشنی میں یہ حقیقت بخوبی آشکارا ہو سکتی ہے کہ آئمہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

طاہرین علیہم السلام کے اصحاب کا معمول تھا کہ وہ ہر مشکل میں اپنے امام زمانہ ہی کو پکارتے تھے اور ان سے مدد طلب کرتے تھے اور آئمہ طاہرین علیہم السلام ان کی فریاد رسی کرتے تھے۔ اس حیثیت سے مسئلہ استمداد، متقدمین و متاخرین اہل شیعہ کے اعتقادات کا ایک جزو لا ینفک کہا جا سکتا ہے اور علماء نے اس واقعہ کو بلا رد و قدح اپنی کتب معتبرہ میں درج فرمایا اور ان کو کسی مقام پر بھی اس سے شرک و کفر کی بو نہ آئی۔

جنگ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امیر المومنینؑ کو مدد کے لئے پکارنا

اس حدیث جلیل القدر کو مندرجہ ذیل علماء شیعہ نے ارسال المسلّم کی طرح نقل فرمایا ہے۔

۱۔ **علامہ محدث سید ولی بن نعمۃ اللہ الحائری معاصر شہید ثانیؒ متوفی ۹۷۶ھ**۔ امل الآمل ص ۷۳' روضات الجنات ص ۷۲۵ میں ہے کہ کان عالماً فاضلاً محدثاً آپ عالم و فاضل و محدث تھے آپ نے اس حدیث کو اپنی تالیف منیف درر المطالب میں نقل کیا ہے۔

۲۔ **عمدۃ المحدثین علامہ سید ہاشم بن سلیمان بحرانی متوفی ۱۱۰۷ھ**۔

آپ نے اس حدیث جلیل کو مدینۃ المعاجز ص ۹۳ میں نقل فرمایا ہے جن کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف نہیں ہے۔

۳۔ **عمدۃ الاصولیین والفقہاء علامہ سید اسماعیل طبرسیؒ**۔

آپ نے یہ حدیث اپنی تالیف منیف کفایۃ الموحدین ج ۲ ص ۵۲۶ ط قم میں تحریر فرمائی ہے۔ آپ کی ذات ستودہ صفات کے متعلق مولف احسن الفوائد ص ۳۰ کا فرمان کفایت کرتا ہے کہ یہ بزرگوار فقہ و اصول و کلام میں مشہور فاضل جلیل ہیں انہوں نے دیگر فنون کے علاوہ علم کلام میں بھی ایک نہایت جلیل القدر کتاب موسوم بہ کفایت الموحدین تصنیف فرمائی ہے جو کہ ایران میں کئی بار چھپ کر عوام و خواص کے لئے مورد استفادہ بنی ہوئی ہے۔

۴۔ **سند المورخین علامہ شیخ جعفر بن محمد ربعی**۔

آپ نے یہ عظیم المرتبہ حدیث اپنی بیش بہا تالیف الانوار العلویہ فی لاسرار المرتضویہ ص ۸۴ میں نقل فرمائی ہے۔

۵۔ **علامہ آقائے سید رضی الدین تبریزی**۔

آپ نے یہ حدیث اپنی تالیف القطرہ من بحار المناقب النبی و العترۃ ج ۱ ص ۱۱۰ ط نجف میں نقل فرمائی ہے۔

۶۔ **فخر العلماء الزاہدین والاعلام مولانا عبد العلی الساباقی قبلہ مرحوم**۔

آپ نے یہ حدیث جلیل اپنی تالیف منیف مواعظ المجالس ج ۲ ص ۱۴۷ (قلمی نسخہ) میں درج فرمائی ہے جو ہمارے پاس موجود ہے۔

۷۔ **علامہ شیخ علی اکبر نہاوندی**۔

آپ نے اس واقعہ کو مجملاً اپنی کتاب انوار المواهب ج ۳ ص ۴۸ میں درج فرمایا ہے۔

۸۔ **علامہ سید محمد الباقر گنجویؒ**۔

آپ نے یہ واقعہ مزا میر الاولیاء جلد دوم مجلس اول میں نقل کیا ہے۔

ان تمام علماء محدثین نے بالفاظ مختلفہ باتحاد المعنی جنگ تبوک کا واقعہ لکھتے ہوئے ذکر فرمایا ہے۔

كان من أمره أنّه لمّا تقابل الفريقان وإشتبك الضرب والطعان تعاهد الكافرون علىٰ الموت وهجموا علىٰ أصحاب النبيّ فإنكسر جيش رسول اللّٰه فهبط جبريل الامين فقال يا محمد العليّ الاعلىٰ يقرئك السلام ويقول إختر إحدىٰ الحالتين إمّا الملائك تهبط إليك وإمّاابن عمّك على بن ابى طالب فاختار النبى علياً فقال جبرئيل يا رسول اللّٰه حوّل وجهك نحوالمدينة و نادِ يا أباالغيث أغثنى ياعلى أدركنى فقام رسول اللّٰه وحوّل وجهه نوح المدينة و نادىٰ يأباالغيث يا على أدركنى قال سلمان كنت مع أمير المؤمنين فى حديقة له وقدصعد النخلة يقلع منها الحطب والكرب

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اليابس وأناأجمعه من تحتها فسمتعه يقول لبّيك لبّيك يارسول اللّٰه فانحدر وهويبكى فسألته عن ذلك فقال ياسلمان قد إنكسر جيش رسول اللّٰه وسمعته يستغيث بى قال فاتىٰ عليه السلام دارفاطمةؑ وأخبرهابالخبر ثمّ قال يافاطمه ايتينى بلاتة حربى فأتته بها فإشتمل بلاتة حربه ثمّ قال يا سلمان أتحبّ أن تمضى معى قلت نعم يا سيدى قالؐ إجعل قدمك موضع قدمى حذو النعل بالنعل ولا تخرم منه شيئاً قال سلمان فجعلت قدمى خلف قدمه فواللّٰه ماعددت إلّاسبعة عشرخطوة وإذانحن بين الصفين فحمل ابوالحسن حملة الغضب المعروفة بين قبائل العرب فاندهش القوم وهويضرب بسيفه وإنهزم القوم وولّوالدبر الخ ۔ بلفظ الانوار العلوية۔

آنحضرتؐ کا حال یہ تھا کہ جس وقت دونوں گروہ (مسلمانان و کفار) آمنے سامنے ہوئے اور شمشیرزنی اور نیزہ زنی کے ساتھ جنگ کی گرم بازاری شروع ہوئی تو کافر ڈٹ گئے اور اصحاب رسول پر پُر زور حملہ کر دیا پس اسلامی لشکر کے قدم اکھڑنے لگے اتنے میں جبرائیلؑ نازل ہوئے اور فرمایا رسول اللہ حق تعالیٰ سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اب دو حالتوں میں ایک حالت اختیار کریں یا ملائکہ آکر جنگ کریں یا آپ اپنے بھائی حیدر کرار کو پکاریئے پس آپ نے علیؑ کو بلانا پسند فرمایا اور جبرئیلؑ نے کہا یا رسول اللہ مدینہ کی جانب رُخ فرما کر باآواز بلند پکاریئے اے مشکل کشا اے علیؑ مدد کو پہنچیے اور فریاد رسی کیلئے آیئے رسول اللہ کھڑے ہوئے اور مدینہ کی جانب رُخ مبارک کر کے آواز دی۔ اے مشکل کشا اے علی فریاد رسی کو پہنچیے۔ سلمان فارسی کہتے ہیں کہ میں اس وقت امیر علیہ السلام کے ساتھ ایک باغ میں موجود تھا اور آپ کھجور کے درخت پر چڑھ کر جلانے کیلئے خُشک شاخیں توڑ رہے تھے اور میں نیچے سے جمع کر رہا تھا میں نے سنا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ایک مرتبہ فرمایا لبیک لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ روتے ہوئے نیچے اُتر آئے اور بتلایا کہ اے سلمان حضور کے لشکر کو شکست ملی ہے اور انہوں نے مجھ کو مدد کیلئے پکارا ہے پس آپ دولت سرا

میں تشریف لائے اور جناب سیدہؑ کو بتلایا اور جنگ کی زرہ منگوائی اور اس کو پہن کر باہر تشریف لائے اور مجھ سے کہا کہ اے سلمان میرے ساتھ چلو گے؟ میں نے عرض کی جی ہاں مولا۔

پس آپ نے فرمایا کہ اے سلمان میرے قدم کے نشان پر قدم رکھتے آنا اور پاؤں کو ادھر ادھر نہ ہونے دینا سلمان کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے ۱۷ (سترہ) قدم گنے ہی تھے کہ ہم دونوں صفوں کے بیچ میں آ گئے اور امیر المومنین علیہ السلام اپنے مشہور و معروف غضبناک حملہ کے ساتھ کافروں کے لشکر پر ٹوٹ پڑے اور قوم مدہوش ہوگئی اور آنحضرت علیہ السلام نے تلوار چلانی شروع کی کافروں کو شکست ہوئی۔

کلام علامه سید ولی الله رضوی

علامہ موصوف اپنی کتاب درر المطالب میں حدیث مذکور کو درج فرما کر تحریر فرماتے ہیں۔

وأبان اللّٰه من معجزة فى هذا الموطن بما عجز عنه جميع الامّة وكشف من فضله الباهر وأتيانه من المدينة شرّفه اللّٰه فى سبعة عشر خطوة وسماعه نداء النبى علىٰ بُعد المسافة وتلبيته من اعظم المعجزات وأدّل الايات علىٰ عدم نظيره فى الامّة۔

اللہ نے اس مقام پر ایسا معجزہ ظاہر فرمایا جس سے پوری اُمت عاجز آ گئی اور امیر المومنین علیہ السلام کی فضیلت کو ظاہر فرمایا اور آپکا ۱۷ قدموں میں مدینہ منورہ سے تشریف لانا اور دور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز کو سن کر لبیک فرمانا عظیم معجزات میں سے ہے اور اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ اُمت کے اندر آپ کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جناب امیر المومنینؑ کا انبیاءؑ کی نصرت فرمانا

امیر المومنینؑ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشہور ومعروف فرمان موجود ہے۔ بعث اللہ علیاً مع الانبیاء سراً ومعی جھراً۔ اللہ نے علیؑ کو انبیاء کے ساتھ پوشیدہ طور پر ارسال فرمایا اور میرے ساتھ ظاہراً ارسال فرمایا۔

یہ حدیث مسلمات ومشہورات میں سے ہے جس کو علمائے شیعہ خلفاً عن سلف نقل فرماتے آئے ہیں اور ہماری تحقیق کے مطابق اس کو مندرجہ ذیل علماء اعلام شیعہ نے نقل فرمایا۔

۱۔ ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین الصدوق متوفی ۳۷۰ھ۔

آپ کے حوالہ سے طوالع الانوار میں منقول ہے۔ (طوالع الانوار ص ۳۴)۔

۲۔ علامہ احمد بن محمد المقدس الاردبیلی متوفی ۹۹۳ھ۔

سفینۃ البحار ج ۱ ص ۳۰۴ میں ہے أمرہ فی الثقۃ والجلالۃ الفضل والنبالۃ والزھد والورع والدیانۃ أشھر من أن یحیط بہ قلم آپ کا معاملہ وثاقت، جلالت، فضیلت، شرافت، زہد، نیک سیرت اور دیانت میں اس قدر مشہور ہے کہ قلم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ آپ نے یہ حدیث حدیقۃ الشیعہ میں نقل فرمائی ہے (کمافی الطوالع ص ۱۰۳)۔

۳۔ علامہ سید ہبۃ اللہ ابو محمد حسن الموسوی مرحوم۔

معاصر شہید اول، آپ کی جلالت ودیانت اظہر من الشمس ہے آپ نے اس حدیث کو اپنی تالیف منیف المجموع الرائق منقبت ۹۵ میں ذکر فرمایا ہے آپ کی اس تالیف سے علامہ امینی نے الغدیر میں کافی استفادہ کیا ہے۔

۴۔ صدر المحققین علامہ سید نور اللہ شوستریؒ شہید ثالث۔

آپ کی جلالت سے کوئی شیعہ ناواقف نہیں ہے آپ نے اپنی تالیف شریف مجالس المومنین ص ۲۶۵ میں اس کو "حدیث مشہور" کے عنوان سے تحریر فرمایا ہے۔

۵۔ علامہ عارف جلیل حافظ رجب بن علی بن رجب البرسی م ۸۰۰ھ۔

آپ نے اپنی اسانید سے یہ حدیث مشارق انوار الیقین فی اسرار امیر المومنین میں نقل فرمائی ہے۔

۶۔ قدوۃ المفسرین علامہ فتح اللہ کاشانیؒ۔

آپ نے یہ حدیث اپنی مشہور ومعروف تفسیر منہج الصادقین ج ۷ ص ۱۵ ط ایران میں اس طرح نقل فرمائی ہے کہ پیغمبر با امیر المومنین گفت کہ یا علی تو با پیغمبران بودی بہ پنہانی و بامن آشکارا ودراخبار وضوح پیوستہ کہ آنحضرت دریہمہ از منہ بامر الٰہی بہر صورتی کہ خواست متمثل می شدو امور عجیبہ ازوی بظہور می آمد ومویداینست قصہ دشت ارژن باسلمان فارسی ازایں مقولہ ست و لہذا ملقب شدہ مظہر العجائب والغرائب۔ پیغمبرؐ نے امیر المومنینؑ کو فرمایا کہ اے علیؑ تم انبیاء کے ساتھ پوشیدہ تھے اور میرے ساتھ ظاہر ہو اور احادیث واخبار سے واضح ہو چکا ہے کہ آنحضرتؑ ہر زمانہ میں جس صورت میں چاہتے تھے بامر الٰہی ظاہر ہوتے تھے اور آپ سے بڑے عجائب وغرائب ظاہر ہوتے تھے جیسا کہ دشت ارژن میں حضرت سلمان فارسی کے واقعہ سے ظاہر ہے اسی وجہ سے آپ کا لقب مظہر العجائب والغرائب ہے۔

۷۔ صدر المفسرین والمحدثین علامہ سید ہاشم بن سلمان بحرانیؒ م ۱۱۰۶ھ۔

آپ نے اس حدیث کو تفسیر برہان ص ۷۹۱، مدینۃ المعاجز ص ۲۰ اور نزہۃ الابرار فی ذکر الجنۃ والنار ص ۲۱ میں نقل فرمایا ہے۔

۸۔ علامہ سید نعمۃ اللہ الجزائری م ۱۱۱۲ھ۔

آپ نے اس حدیث کو انوار نعمانیہ ص ۱۲ میں درج فرمایا ہے۔ نیز لکھتے ہیں۔ الحادی عشر ماروا ہ صاحب القدسیات وھو من اعظم محققی الجمہور عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أن اللہ قال لی یامحمد بعثت علیاً مع سائر الانبیاء باطناً ومعک ظاھراً (إلیٰ قولہ) وقدروی مضمونہ فی أخبار أھل البیت عن علیؑ وھو إشارۃ إلیٰ سرّ إلٰھی فی الغایۃ القصویٰ من التحقیق

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وهو أنّه قد روی أنّه قال فی جواب من سأله عن فضله وفضل من تقدمه من الانبياء مع أنّهم قد حازوا غاية الاعجاز أمّا ابراهيم فقد نجاه اللّٰه من نار نمرود وجعلها عليه برداً وسلاماً ونوح نجاه من الغرق و موسیٰ من فرعون و آتاه التوراة وعلّمه إيّاه وعيسیٰ أتاه النبوة فی المهد وأنطقه بالحكمة والنبوة وسليمان الذی سخّرله الرّياح والجن والانس وجميع المخلوقات قال واللّٰه لقد كنت مع ابراهيم فی النار وأنا الذی جعلتها عليه برداً وسلاماً وكنت مع نوح فی السفينة فأنجيته من الغرق و كنت مع موسیٰ فعلّمته التوراة أنطقت عيسیٰ فی المهد وعلّمته الانجيل و كنت مع يوسف فی الجبّ فأنجيته من كيد إخوته وكنت مع سليمان علیٰ البساط وسخّرت له الرّياح۔

گیارھویں دلیل فضیلت آئمہؑ پر انبیاء ماسلف کی وہ حدیث ہے جس کو صاحب کتاب القدسیات نے لکھا ہے جو کہ اہل سنت کا بڑا محقق عالم ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے کہا اے محمدؐ میں نے علی علیہ السلام کو باقی انبیاء کے ساتھ پوشیدہ طور پر بھیجا اور تیرے ساتھ ظاہراً بھیجا۔

علامہ جزائری فرماتے ہیں۔

اس حدیث کا مضمون اہل بیت علیہم السلام کی احادیث میں امیر المومنین علیہ السلام سے بھی منقول ہے جو کہ انتہائی تحقیقی اعتبار سے اللہ کے راز کی جانب اشارہ ہے کہ آنحضرتؐ نے اس شخص کے جواب میں فرمایا جس نے خود آنحضرتؐ اور باقی گزشتہ انبیاء کے مناقب کے متعلق دریافت کیا کہ ان کو انتہائی طور پر معجزات دیئے گئے حضرت ابراہیمؑ کو اللہ نے نمرود کی آگ سے نجات دی اور اس کو ان پر سرد و سلامت قرار دیا نوحؑ کو غرق ہونے سے بچایا موسیٰؑ کو فرعون سے نجات دی اور ان کو تورات عطا کی اور پھر اس کی تعلیم بھی دی۔

حضرت عیسیٰؑ کو گہوارے میں نبوت دی اور حکمت و نبوت کو ان کی زبان پر جاری کیا اور حضرت سلیمانؑ کیلئے ہواؤں اور جنوں اور تمام مخلوقات کو مسخر کیا تو اس کے جواب میں امیر المومنین علیہ السلام

نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں ہی حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ آگ میں تھا اور اس کو ان پر سرد و باعثِ سلامت بنایا اور میں ہی کشتی کے اندر حضرت نوحؑ کے ساتھ تھا اور ان کو نجات دی اور میں ہی حضرت موسیٰؑ کے ساتھ تھا اور ان کو تورات کی تعلیم دی اور میں ہی گہوارہ میں حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ تھا اور ان کو انجیل پڑھائی اور میں ہی حضرت یوسفؑ کے ساتھ کنویں میں تھا اور ان کو ان کے بھائیوں کے مکر و فریب سے بچایا اور میں ہی تخت سلیمانؑ پر ان کے ساتھ تھا اور ہواؤں کو ان کے لئے مسخر کیا۔(۱)

۹۔**علامہ سید محمد مہدی بن جعفر الحسینی التنکابنیؒ** نے اس حدیث جلیل کو مختلف طرق و اسانید سے طوالع الانوار ص ۳۴، ۱۰۳، ۱۳۴ میں نقل فرمایا ہے۔(۱)

۱۰۔**علامہ سید رضی الدین تبریزیؒ** نے القطرة ص ۱۰۷ میں اس حدیث کو بحوالہ خلاصۃ المنہج نقل فرمایا ہے۔

۱۱۔**علامہ مرزا حسین نوریؒ۔**

آپ نے یہ حدیث نفس الرحمن ص ۲۸ میں درج فرمائی۔

۱۲۔**علامہ دربندیؒ۔**

آپ نے اکسیر العبادات ص ۴۳۶ میں نقل فرمائی ہے۔ (مواعظ المجالس ج ۲ ص ۱۵۰ مخطوط)

۱۳۔**علامہ علی اکبر نہاوندیؒ معاصر شیخ عباس قمیؒ۔**

آپ نے یہ حدیث بطرق متعددہ انوار المواهب ج ۳ ص ۱۵۳، ۱۵۴ میں درج فرمائی ہے۔

(۱)احسن الفوائد ۲۸ میں ہے کہ علامہ جزائری بہت بلند پایہ کے عالم و فاضل محقق نبیل اور متکلم عدیل تھے۔(کذافی امل الآمل ص ۷۳)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دربار سلیمانؑ میں تخت بلقیس کو امیر المومنینؑ نے حاضر کیا

تفسیر منہج الصادقین ج ۷ ص ۱۵، القطرۃ ص ۱۰۷ اور انوارالمواھب ج ۳ ص ۱۵۶ میں مروی ہے۔

عن عبداللہ بن سلام أنّہ سأل النبی من الذی أتی بعرش بلقیس من السباء وأحضرہ عند سلیمان فقال لہ النبی أحضرہ علی بن بی طالب بإسم من أسماء اللہ العظام۔

عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ تخت بلقیس کو ملک سباء سے اُٹھا کر جناب سلیمان بن داؤد کے دربار میں کس نے حاضر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم کے ذریعے حاضر کیا۔

قوم عاد و ثمود اور فرعون کو بحکم خدا ہلاک کرنے والے جناب امیر المومنینؑ تھے

تفسیر برھان ص ۷۴۴ و طبع جدید ج ۳ ص ۱۴۹، مختصر البصائر ص ۳۳ اور طوالع الانوار ص ۹۹ میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول شدہ خطبہ رجعہ میں جناب امیر المومنین علیہ السلام کے یہ جملے ہیں۔ أنا الذی ھلکت عاداً و ثموداً وأصحاب الرس و قروناً بین ذلک کثیر ا وأناالذی ذللت الجبابرۃ وأنا صاحب مدین ومھلک فرعون ومنجی موسیٰ۔ میں ہی وہ علیؑ ہوں جس نے قوم عاد وثمود اصحاب رس اوران کے مابین بہت سی اقوام کو ہلاک کیا اور میں نے ہی جابروں کو ذلیل کیا۔ میں ہی قوم مدین کا صاحب ہوں اورفرعون کو ہلاک کرنے والا ہوں اور موسیٰ کو نجات دینے والا ہوں۔

سلسلۃ الاسناد

۱۔ ابومحمد حسن بن جمہور البصری م ۲۹۶ھ۔

امام رضا علیہ السلام کے صحابی خاص اور ثقہ جلیل ہیں (فھرست ابن ندیم ص ۳۰۲)

۲۔ محمد بن حسین بن عبداللہ الاطروش الکوفی۔

امام رضا اور امام موسیٰ کاظم علیہما السلام کے صحابہ اجلاء میں سے ہیں۔

۳۔ جعفر بن محمد بن اسحاق البجلی۔

آپ ثقہ جلیل ہیں۔ (رجال نجاشی ص ۸۸)

۴۔ احمد بن محمد بن خالد البرقی۔

آپ مشہور صحابی امام رضا علیہ السلام اور ثقہ ہیں۔ (ان کے حالات اسی کتاب کے حاشیہ ص ۱۴۰ پر گزر چکے ہیں)

۵۔ عبدالرحمان بن ابی نجران۔

کان ثقۃ معتمداً علیٰ ما یرویہ۔ ثقہ ہیں اور اپنی روایات میں معتمد علیہ ہیں۔ (نجاشی ص ۱۶۳، منتھی المقال ص ۱۷۳)

۶۔ عاصم بن حمید الحناط الکوفی۔

ثقۃ عین صدوق رویٰ عن أبی عبداللّٰہ۔ (رجال نجاشی ص ۲۱۳)

آپ ثقہ و راست گو ہیں اور جناب ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔

۷۔ حسن بن سلیمان بن خالد الحلی متوفی ۸۰۲ھ۔

فاضل فقیہ لہ مختصر بصائر الدرجات۔ آپ فاضل فقیہ ہیں اور صاحب مختصر بصائر الدرجات ہیں۔ (امل الامل ص ۳۸ و مقدمہ کتاب المحتضر ط نجف)

اکسیر العبادات ص ۴۳۶ میں امیر المومنین علیہ السلام کے یہ کلمات مروی ہیں۔

کنت مع ابراھیم فی نارنمرود و جعلتہ علیہ برداً و سلاماً وکنت مع موسیٰ و علّمتہ التوراۃ و مع عیسیٰ و علّمتہ الانجیل و مع سلیمان و

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سخرّت له التمودة من الشیاطین و قال جبریل إن اللّٰه بعث علیاً مع
الانبیاء باطناً ومعك ظاهراً۔

میں ہی نارنمرود میں ابراہیمؑ کے ساتھ اور ان پر آگ کو سرد و سلامت قرار دیا۔ میں ہی موسیٰؑ کے
ساتھ تھا اور ان کو تورات کی تعلیم دی اور جناب عیسیٰؑ کے ساتھ تھا اور ان کو انجیل پڑھائی اور جناب
سلیمانؑ کے ساتھ اور ان کے لئے سرکش جنات کو مسخر کیا جبریلؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
فرمایا کہ اللہ نے علیؑ کو باقی انبیاء کے ساتھ باطناً مبعوث کیا اور آپ کے ساتھ ظاہراً۔

امیر المومنینؑ کا زمانہ حضرت سلیمانؑ
میں ایک سرکش جن کو سزا دینا

تفسیر برهان ص ۷۲۹' مدینة المعاجز ص ۲۰' انوار نعمانیه ص ۱۳' نزهة الابرار
ص ۲۱ میں مروی ہے۔

(وفی الروایات الخاصة واللفظ من الانوار النعمانیة) أنّ النبی کان یوماً جالساً و
معه جن یسأله عن أشیاء من أحکام الدین فدخل علی فتصاغرالجن
خوفاً حتی صار کالعصفور فقال یا رسول اللّٰه اجرنی من هذا الشاب
فقال النبی لما تخافه فقال لأنیّ تمردت علیٰ سلیمان وسلکت البحار
فأرسل إلیّ جماعة من الجن والشیاطین فلم یقدروا علیّ وأتانی
هذاالشاب وبیده حربة فضربنی بها علیٰ کتفی وإلی الآن أثر جراحة۔

خاص روایات میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرتؐ کے پاس ایک جن بیٹھا تھا جو آپ سے احکام دین کے
مسائل دریافت کر رہا تھا اتنے میں علی علیہ السلام آئے تو وہ گھٹ کر چڑیا کی طرح ہو گیا اور آنحضرتؐ
سے کہا مجھے اس جوان سے پناہ دیجئے حضور نبویؐ نے دریافت فرمایا کہ اس جوان سے کیوں ڈرتے
ہو۔ اس نے کہا چونکہ میں نے حضرت سلیمانؑ پر سرکشی کی تھی اور سمندروں کی طرف چلا گیا اور کوئی
مجھ کو گرفتار نہ کر سکا اتنے میں یہ جوان ظاہر ہوا اس کے ہاتھ میں ایک حربہ تھا اس نے مجھ کو مارا اور

اب تک اس کے زخم کے نشان باقی ہے۔

ان روایات معتبرہ سے شرک کا احتمال کسی حالت میں بھی پیدا نہیں ہو سکتا جیسا کہ خود
اصول الشریعه ص ۱۴۷ پر یہ حقیقت واضح کر دی گئی ہے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ کبھی عالم ارواح
میں سید اولیاء کو بھیج کر اپنے کسی برگزیدہ نبی کی مدد فرمائی ہو۔

آنحضرتؐ کا آئمہ اطہارؑ سے
استغاثہ کرنے کا حکم فرمانا

بحار الانوار ج ۲۲ ص ۲۹۲' ج ۱۹ ص ۷۱' تحفة الزائر باب ۱۱ فصل
۲ روایت ۱۳' منتهیٰ الآمال ج ۲ ص ۲۹۲' جنة الماویٰ میں ایک طویل روایت میں بسند
معتبر ابوالوفا شیرازی سے منقول ہے کہ میں ابوالیاس کرمانی کی قید میں تھا اور نہایت ہی تنگی اور
پریشانی کی حالت میں تھا پس میں نے اللہ کی طرف شکایت کی اور اپنے آئمہ اطہارؑ کی طرف
استغاثہ کیا تو خواب میں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو دیکھا کہ حضور نے مجھے فرمایا۔

تستشفع بی وبأولادی الحسن والحسین لأمر من امور الدینا وهذا أبو
الحسن ینتقم لك من أعدائك قلت یارسول اللّٰه کیف ینتقم لی من أعدائی
وقد لبب الحبل فی عنقه فلم ینتصر وغصب حقه فلم یقدر فنظر إلیّ
متعجباً وقال ذلك عهد عهدته إلیه ووفیٰ بی (إلیٰ قوله) وأمّا
صاحب الزمان فإذا بلغ السکین منك هکذا وأومی إلیٰ حلقه فقل یا
صاحب الزمان أغثنی أدرکنی قال فصحت فی نومی یا صاحب الزمان
أغثنی یا صاحب الزمان أدرکنی فانتبهت والمؤکّلون یاخذون قیودی۔

مجھ سے اور میرے بیٹے حسنؑ و حسینؑ سے امور دنیا کیلئے شفاعت طلب کرو اور یہ ابوالحسنؑ تمہارے
دشمنوں سے انتقام لیں گے میں نے کہا یا رسول اللہ یہ میرے دشمنوں سے کیسے انتقام لیں گے
حالانکہ خود ان کی گردن میں رسی ڈالی گئی اور یہ غلبہ نہ حاصل کر سکے ان کا حق غصب کیا گیا اور یہ اس

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کو لینے پر قادر نہ ہوئے یہ سن کر آنحضرتؐ نے میری طرف تعجب کی نگاہ سے دیکھا اور فرمایا کہ وہ میرے عہد کی وجہ سے خاموش رہے لیکن امام زمانہ پس جس وقت چھری تمہاری گردن تک آ پہنچے تو یوں کہو اے امام زمانہ میری مدد کریں اے صاحب زمانہ مجھ کو بچائیں پس میں خواب میں ہی یہ الفاظ کہتا رہا اور جب وہ جاگا تو زندان بان میری بیڑیاں کھول رہے تھے۔

روایت مذکورہ نجاشی سے بھی منقول ہے جس کے متعلق بحار ج ٤ ص ٧١ میں ہے۔ کان شیخاً بهياً ثقة صدوق اللسان یہ نہایت ہی خوبصورت معتبر اور راست گو بزرگ تھے۔ نیز یہ روایت علامہ تلعکبری اور ابوالحسن سلیمان بن حسن صہرشتی اور راوندی جیسے عظیم القدر علماء اعلام سے بھی مروی ہے۔

باقی رہا یہ اعتراض کہ یہ واقعہ خواب میں بتلایا گیا لہٰذا معتبر نہیں ہے اس کے جواب میں امام حسن عسکری علیہ السلام سے مروی ہے۔ إنّ کلا منا فی النوم مثل کلا منافی الیقظة کہ ہمارا خواب میں بتلایا ہوا کلام بیداری میں بتلائے ہوئے کلام کی طرح ہے۔ رجال کشی ص ٥٥، مدینة المعاجز ص ٥٧٩، بحار ج ١٤ ص ٤٥٣ میں ہے کہ آئمہ اطہارؑ خواب میں اپنی حقیقی صورت میں نظر آتے ہیں شیطان ان کی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

زائرین کربلا معلی سے امیر المومنینؑ
مصائب و آلام رفع کرنے کے ضامن ھیں

بحار الانوار ج ٢٢ ص ١٤٩ میں بحوالہ تہذیب الاحکام امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب زائر غسل کر کے زیارت امام حسین علیہ السلام کا قصد کرتا ہے۔

فناداه أمیر المومنین أنا ضامن لقضاء حوائجکم ودفع البلاء عنکم فی الدنیا و الاخرة ثمّ اکتنفهم النبیؐ و علیؑ عن ایمانهم و عن شمائلهم حتی ینصرفوا إلیٰ أهالیهم۔

توجناب امیر المومنین علیہ السلام ندا دیتے ہیں کہ میں دنیا و آخرت میں تمہاری حاجات کے پورا کرنے

اور تم سے تمام مصائب دور کرنے کا ضامن ہوں پھر جناب امیر المومنین علیہ السلام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے دائیں بائیں ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ اپنے گھروں تک پہنچ جاتے ہیں۔

چنانچہ مختلف ادعیہ ماثورہ میں امیر المومنین علیہ السلام کیلئے یہ جملے مروی ہیں السلام علیٰ المفترع فی الملّمات و مجلّی الکربات (بحار ج ٢٢ ص ٣٧٩) سلام ہو مصائب میں پناہ دینے والے اور غموں کو دور کرنے والے پر۔

علامہ ابن شہر آشوب مازندانی۔

آپ مناقب آل ابی طالب ج ٢ ص ١٥٩ میں فرماتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام کا لقب کاشف النقم کشاف الکروب اور حلال المشکلات ہے۔ (کذافی بحار ج ٢٢ ص ٧٤) الجواهر السنیة ص ٢١١ میں ایک حدیث قدسی میں اللہ کا ارشاد امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق یوں ہے۔ علی حصنی الذی من لجاء إلیه حصنه من مکروه الدنیا والاخرة۔

علی علیہ السلام میرا ایک قلعہ ہے جو شخص دنیا و آخرت کی تکالیف و مشکلات سے فرار ہو کر اس کی طرف پناہ لے گا علی علیہ السلام اس کو بچا لیں گے۔

امام زمانہ (عج) کی دعا ماثورہ میں
آنحضرتؐ اور امیر المومنینؑ سے مدد طلب کرنے کا حکم

النجم الثاقب علامہ نوری ص ٢٦٨، بحار الانوار ج ١٨ ص ٩٦٠، ج ١٩ ص ٢٣٧، منتهی الآمال ج ٢ ص ٥١٩ میں بسند معتبر ابوالحسین ابن ابی البغل الکاتب سے مروی ہے۔

ابو منصور بن صالحان اور میرے مابین کچھ ایسی کشیدگی واقع ہوئی جس کی وجہ سے مجھ کو چھپنا پڑ گیا چنانچہ جمعہ کی شب میں مقابر قریش کی جانب چلا گیا اور میں نے ارادہ کیا کہ ساری رات وہاں پر گریہ و زاری کروں گا اور اعمال بجالاؤں گا چنانچہ اس رات کافی بارش تھی میں نے داروغہ مقابر قریش کو کہا کہ میں جب اندر چلا جاؤں تو تم باہر سے دروازے بند کر دینا میں تنہائی میں اعمال

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بجالانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ رات بھر بارش اور تیز ہوا جاری رہی نصف شب کو میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے مزار کے پاس آہٹ سنی پس میں نے دیکھا کہ ایک آدمی انبیاء اولی العزم کے نام لے لے کر ان پر سلام پڑھ رہا ہے پھر اس نے آئمہ اطہار علیہم السلام میں سے ہر ایک کا نام لے لے کر ان پر درود وسلام پڑھنا شروع کیا مگر جس وقت بارھویں امام کے نام کی باری آئی تو وہ خاموش ہوگئے میں نے بڑا تعجب کیا کہ یہ کس عقیدہ کا ماننے والا ہے۔ پھر وہ امام علی نقی علیہ السلام کے مزار مبارک کی طرف آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ خوبصورت اور سفید پوش نوجوان ہے اور تحت الحنک والا عمامہ باندھے ہوئے ہے میرے قریب آکر کہا اے ابوالحسنؑ تم دُعاء الفرج کیوں نہیں پڑھتے میں نے کہا اے میرے سردار دُعا فرج کون سی ہے انہوں نے فرمایا کہ دو رکعت نماز پڑھو اور دُعا فرج پڑھ کر اپنے داہنے رخسارے کو زمین پر رکھو اور سو دفعہ یوں کہو۔

یا محمدؐ یا علیؑ یا علیؑ یا محمدؐ إکفیانی فإنّکما کا فیان أنصرانی فإنّکما ناصران پھر بائیں رخسار کو زمین پر رکھ کے کہو أدرکنی أدرکنی أدرکنی الغوث الغوث الغوث۔

اے محمدؐ اے علیؑ اے علیؑ اے محمدؐ تم میری کفالت کرو چونکہ تم کافی ہو اور میری مدد کرو چونکہ تم مدد کرنے والے ہو، میری مشکل کو پہنچو میری مشکل کو پہنچو۔

اسی طرح کی ایک دوسری دُعا بھی مفاتیح الجنان ص ۱۱۲ میں بحوالہ البلد الامین امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف سے مروی ہے جس کے چند کلمات میں یہی الفاظ مروی ہیں۔ یا محمدؐ یا علیؑ یا علیؑ یا محمدؐ انصرانی فإنّکما ناصران۔الخ۔ جس سے بالتصریح ان ذوات مقدسہؑ کا ناصر وکافی ہونا ثابت ہے۔

دُعائے مذکور پر مولف اصول الشریعہ کا اعتراض اور اُس کا تحقیقی جواب

مولانا صاحب نے اپنی کتاب اصول الشریعہ ص ۱٦۳ میں دشمن علماء نجف خالص امریکی جاسوس المعروف بہ ''خالصی'' کے حوالہ سے لکھا ہے اس دُعا کا پڑھنا حرام ہے اگر اسے پڑھنے والا بقصد درود شرعی پڑھے گا تو امر حرام کا مرتکب ہوگا اور یہ دعا خواب میں بتلائی گئی ہے۔الخ۔

فاضل مولف کو معلوم ہونا چاہیے کہ دعا فرج کے راوی کفعمی نہیں ہیں جیسا کہ انہوں نے ان کے مقتدیٰ خالصی نے گمان کیا ہے بلکہ ہمارے پیش کردہ واقعہ سے بالتصریح معلوم ہوگیا کہ اس میں کہیں بھی خواب کا ذکر نہیں ہے بلکہ صراحۃ بیداری میں بتلائے جانے کا ذکر ہے قبل اس کے کہ ہم خالصی کے حالات کا پوسٹ مارٹم کریں اس دُعا کے جملہ راویوں کو پیش کرنا ضروری ہے تا کہ خالصی کے جھوٹ کا اندازہ لگ سکے کہ وہ خواب جو کفعمی نے نقل کیا ہے عقائد حقہ کا معارضہ نہیں کرسکتا۔

۱۔ محمد بن ہارون بن موسیٰ تلعکبریؒ متوفی ۳۷۰ھ۔

سفینۃ البحار ج ۱ ص ٥ میں ہے ھو من أکابر المحدثین یہ جلیل القدر اکابر محدثین میں سے ہیں۔

۲۔ محمد بن جریر بن رستم طبریؒ۔

رجال نجاشی ص ۲٦٦ میں ہے جلیل من أصحابنا کثیر العلم ثقۃ فی الحدیث جو ہمارے اصحاب میں سے جلیل القدر بزرگ اور بڑے جید عالم اور حدیث میں ثقہ تھے۔

۳۔ شیخ مفید محمد بن محمد البغدادی متوفی ٤۱۳ھ۔

آپ نے اس دُعائے جلیل القدر کو اپنی تالیف مناسک المشاہد میں نقل کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو بحار الانوار ج ۲۲ ص ۲٦۷' مفاتیح الجنان ص ٥۲۳)

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

٤۔سند المفسرین فضل بن حسن الطبرسیؒ م ٥٤٨ھ۔

آپ نے یہ دُعائے عظیم القدر اپنی تالیف کنوز النجاح میں درج فرمائی ہے اور یوں فرمایا ہے۔

دعاء علّمه صاحب الزمانؑ أباالحسن محمد بن أحمد بن أبي الليث في بلدة بغداد و كان قد هرب إلىٰ مقابر قريش وإلتجاء إليه من خوف القتل فنجىٰ منه ببركة هذاالدعاء۔

یہ ایک دُعا ہے جو کہ امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف نے ابوالحسن محمد بن احمد بن ابی لیث کو مقابر قریش بغداد میں بتلائی جب کہ یہ قتل کے خوف سے وہاں جا کر پناہ گزیں ہوئے تھے اور اسی دُعا کی برکت سے نجات یافتہ ہوئے۔(ملاحظہ ہو جنة الماویٰ حکایت ٤٥) حضرات ناظرین بخوبی معلوم کرسکتے ہیں کہ آیا واقعہ مذکورہ میں خواب کا ذکر ہے یا بیداری کا۔

٥۔ابوعبداللہ محمد بن جعفر بن علی بن جعفر المشہدی متوفی ٥٧٢ھ۔

آپ نے یہ دعا اپنی مشہور کتاب المزار الکبیر میں نقل فرمائی ہے۔(ملاحظہ ہو بحار ج ٢٢ ص ٢٠٨)

٦۔السید علی بن طاؤس الحلیؒ متوفی ٦٦٤ھ۔

آپ کی ذات گرامی کے فضائل میں یہی کافی ہے کہ آپ کو متعدد بار امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف سے شرف ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔آپ کے مفصل حالات روضات الجنات ص ٣٨٢‘ امل الامل ص ٥٥ اور الکنی والالقاب ج ١ ص ٣٢٧ میں مرقوم ہیں آپ نے یہ دُعا مبارک اپنی تالیف جمال الاسبوع نقل فرمائی ہے۔(کمافی البحار ج ١٨ ص ٧٧٧‘ ج ٢٢ ص ٢٢٠‘ مفاتیح الجنان ص ٤٦)

٧۔علامہ تقی الدین ابراہیم بن علی العاملی الکفعمی متوفی ٩٠٥ھ۔

آپ کے حالات اعیان الشیعہ ج ٥ ص ٣٣٦‘ امل الامل ص ٥‘ روضات ص ٧‘ نفخ الطیب ج ٤ ص ٣٩٥‘ الفوائد الرضویہ ج ١ ص ٧ میں ملاحظہ ہوں۔آپ کے متعلق حرعاملیؒ نے فرمایا ہے” فاضل ،عالم، فقیہ، محدث ،ثقة“ آپ نے یہ دعا البلدالامین میں نقل فرمائی

ہے۔(مفاتیح الجنان ص ١١٢)

٨۔شمس الدین محمد بن مکیؒ شہید اول متوفی ٧٨٦ھ۔

آپ نے اس دُعائے عظیم کو”المزار“ میں درج فرمایا ہے۔(کما فی البحار ج ٢٢ ص ٢٥٨)

آپ کی ذات گرامی کے تعارف کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ فقہ اثنا عشری کے مشہور متن اللمعة الدمشقیہ کے مولف ہیں۔

٩۔علامہ محمد بن محمد تقی باقر مجلسیؒ متوفی ١١١٠ھ۔

آپ نے اس عظیم الشان دعا کو متعدد حوالہ جات سے بحار ج ١٨ ص ٧٧٧‘ ج ٢٢ ص ٢٦٧‘ ص ٢٢٠‘ تحفة الزائر باب ١٠ فصل ٢ میں نقل فرمایا ہے۔

١٠۔السید عبداللہ شبر الکاظمی متوفی ١٢٤٦ھ۔

آپ نے اس دُعا کو اپنی تالیف جلیل جامع المعارف والاحکام کے جلد ١٤ فی الزیارات اور تحفة الزائرین و زادالزائرین میں نقل فرمائی ہے آپ علامہ مجلسیؒ کے پایہ کے محدث ہیں۔

١١۔علامہ حسین بن محمد تقی النوری الطبرسیؒ متوفی ١٣٢٠ھ۔

آپ نے اس دعا کو نجم الثاقب ص ٢٦٢‘ ٢١٦‘ ١٢٦٨ و رجنة الماویٰ ص ٢٧٦ مع غیبة البحار میں نقل فرمایا ہے۔

١٢۔علامہ شیخ عباس بن محمد رضا قمی متوفی ١٣٥٩ھ۔

آپ نے اس دعا کو مفاتیح الجنان ص ٤٦‘ ١١٢‘ ٥٣٣ میں نقل فرمایا ہے۔

فرماتے ہیں۔ ایں دُعائے شریفی ست سزاوارست خواندن آں در آنجا ودر غیر آں مکان۔ یہ ایک مبارک دعا ہے جس کو مقام سرداب کے علاوہ بھی ہر جگہ پڑھنا چاہیے۔

١٣۔خاتم المجتہدین علامہ سید محمد جواد تبریزی متوفی ١٣٨٧ھ۔

آپ کا شمار علماء اساتذہ ومجتہدین میں ہوتا ہے مولف اصول الشریعہ آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔آپ اپنے ایک جواب استفتاء میں فرماتے ہیں۔گفتن یا علی مدد در موارد مذکور

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

در سوال بے اشکال بلکه از دعائے معروف که جمله فقراتش این ست یامحمدً یا علیً یا علی یا محمد إکفیاني فإنّکما کافیان وانصراني فإنّکما ناصران ظاهرمی شود که توسل با نها و طلب یاری نمودن در مشکلات و مواقع مستحب ست۔

منقول از مضمون مولوی غلام حیدر کلّو شهید لاهور ج ۱۶ شماره ۱۱ ص ۸ بابت ۲۰ مارچ ۱۹۶۸ء لاهور۔سوال کے مذکورہ مقامات میں یاعلی مدد کہنا بےاشکال ہے بلکہ دعائے معروف یامحمدؐ یاعلیؑ۔الخ۔سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان ذوات مقدسہ کو وسیلہ بنانا اور مشکلات میں ان سے مدد مانگنا مستحب ہے۔

۱۴۔علامہ سید اسماعیل نوری۔

آپ نے یہ دعا کفایة الموحدین ج ۲ ص ۸۱۸ میں درج فرمائی ہے۔

ان چودہ علماء اعلام کی تحریرات عالیہ کے بعد مولف اصول الشریعہ کا کسی خالصے کے قول پر سہارا لینا کس قدر قابل رحم ہے۔وہی شیخ خالصا (خالصی) جو اپنے فتویٰ میں مجتہد اعظم اعلم دوران آقائے السید محسن الطباطبائی الحکیم کو مشرک کہتا ہے وہ خالصی جو آئمہ اطہار علیہم السلام کو ابوحنیفہ وشافعی کی طرح ایک مجتہد سمجھتا ہے۔ان علماء اعلام و مجتہدین عظام کے فرمان کو چھوڑ کر ایسے خالصے کے قول کو حجت پیش کرنا کس شیعہ عالم کا رویہ ہوسکتا ہے؟

بریں عقل و دانش بباید گریست

ہم آخر کتاب میں اس شیخ الشیاطین خالصے کے حالات کو بےنقاب کریں گے اور اس کے بے ربط و بے ہنگم ہونے پر دلائل پیش کریں گے تاکہ مولف اصول الشریعہ کے تار عنکبوت سے بھی رکیک تر عذر کی حقیقت معلوم ہو سکے۔

نیز بحار ج ۱۹ ص ۷۳ میں ایک دعائے ماثورہ منقول ہے۔

من لی إلّاأنت فیما دنت واعتصمت بك یا وقایة الله أغثني أغثني

أدرکني۔

اے مولاؑ میرے عقیدہ میں آپ کے سوا کون ہے اے اللہ کی طرف سے ہماری جائے پناہ میں نے آپ پر بھروسہ کیا میری مدد کریں میری مشکل کو حل کریں۔

حضرت امیر المومنین اور آئمہ اطہار علیہم السلام

باذن الله کائنات کے محافظ ہیں

اس معنی پر متعدد نصوص معتبرہ میں تصریح کی گئی ہے۔

۱۔اصول الشریعہ ص ۲۳۹ میں صفتِ امام میں امام رضاؑ سے منقول ہے۔مفزع العباد فی الداهیة النآد۔اور بندوں کا فریادرس ہے مصائب و آلام میں۔

۲۔مصباح کفعمی ص ۳۴۱، بحار ج ۱۹ ص ۷۵ میں امام جعفر صادقؑ سے منقول زیارت سرورکائناتؐ اور جناب امیرؑ میں آتا ہے۔

إسترعیة عبادك وجعلته علم الهدی وباب التقیٰ والعروة الوثقیٰ والشاهد علیهم والمهیمن علیهم۔

اے اللہ تو نے آنحضرتؐ کو بندوں کا نگہبان قرار دیا اور ان کو ہدایت کا علم و تقویٰ کا دروازہ اور مضبوط رسی اور ان کا شاہد اور محافظ قرار دیا ہے۔

۳۔بحار ج ۲۲ ص ۲۱۹ میں بروایت ابن طاؤس زیارت امام موسیٰ کاظمؑ میں وارد ہے۔إسترعاکم خلقه وآتاکم کتابه اللہ نے آپکو اپنے بندوں کا نگہبان قرار دیا اور اپنی کتاب عطا کی۔

۴۔بحار ج ۲۲ ص ۲۸۰ میں منقولہ زیارت ماثورہ میں آیا ہے۔

أشهد أنکم أبواب الله ومفاتیح رحمته و مقالید مغفرته وحرسة خلائقه۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حضرات ہی اللہ کے دروازے اور اس کی رحمت و مغفرت کی کنجیاں اور اس کی مخلوقات کے محافظ ہیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۵۔ بحار ج ٦ باب ١١ اور مراۃ الانوار ص ١٠٤ میں امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی ہے۔

ومنّا الرقیب علیٰ خلق اللہ۔ اللہ کی طرف سے مخلوقات پر نگہبان ہم میں سے ہے۔

٦۔ بحارج ١٩ ص ٧١' ج ٢٢ ص ٢٩١ میں قم کے بعض جلیل القدر علماء کا فرمان منقول ہے۔

إستعن بصاحب الزمان واتخذه لك مفزعاً فإنّه نعم المعين وهوعصمة أوليائه المومنين۔

امام زمانہ علیہ السلام سے مدد طلب کرو اور ان کو ہی اپنے لئے جائے پناہ بناؤ وہی بہترین مددگار ہیں اور اپنے مومنین دوستوں کے لئے مصائب و آلام سے بچنے کا ذریعہ ہیں۔

٧۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک لقب ہے ''الکاف'' جس کے معنی روکنے والے کے ہیں۔

علامہ مجلسیؒ بحارالانوار ج ٩ باب ٦' باب فی بیان علل اسمائه میں فرماتے ہیں۔

لأنّه يكفّ عن الناس البلايا والشرور فى الدنيا والعذاب فى الاخرة

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ لقب اس لئے ہے چونکہ آپ دنیا میں لوگوں سے ہر قسم کے مصائب و آلام دور کرتے ہیں اور آخرت میں عذاب کو دفع کریں گے۔

٨۔ بحار ج ٧ ص ٣٣٦ میں بحوالہ کتاب الاختصاص میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی ہے۔

أناملجاء كلّ ضعيف ومأمن لكلّ خائف میں ہر ضعیف کی جائے پناہ اور ہر خوف زدہ کیلئے جائے امن ہوں۔

صاحب رسالہ حقائق الاسرار فی شرح زیارت جامعه ص ٨٥ میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

ففى الاخبارالكثيرة أنّ كل نبى ووصى وملك لمّا ضعف عن العبادوعن معارضة الاعداء وكذاحين ماخافوا من اللّه أو من كيد الاشقياء إلتجأوا إلىٰ ولىّ الاولياء واستامنوا من سيد الأوصياء وهوّ يقوّى الضعفاء ومأمن الخائف فى جميع الامم وهوقول رسول اللّه لعلى يا على كنت مع الانبياءّ سراً

ومعى جهراً۔

بہت سی احادیث میں آیا ہے کہ ہر نبی اور ہر وصی اور ہر بادشاہ جب بندوں کے مقابلہ سے کمزور پڑ گئے اور دشمنوں کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ گئے یا اسی طرح جب وہ خدا سے ڈرے یا اشقیاء کے مکرو فریب سے خائف ہوئے تو وہ ولی اولیاء اور سید الاوصیاءؑ کی بارگاہ میں پناہ گزیں اور امن کے طالب ہوئے اور حضور ہی ضعیفوں کو قوت دیتے ہیں اور تمام اُمتوں میں خوف زدہ کیلئے جائے امن ہیں اور یہی مطلب ہے اس حدیث کا جو آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ کے متعلق ارشاد فرمائی اے علیؑ آپ ہی انبیاءؑ کے ساتھ پوشیدہ طور پر تھے اور میرے ساتھ ظاہر ہیں۔

٩۔ افقہ المحدثین علامہ سعید بن ہبۃ اللہ راوندیؒ م ٥٧٣۔ (١)

اپنی بیش بہا تالیف الخرائج و الجرائح ص ٢٦٣ میں فرماتے ہیں

إنّ اللّه قد طوىٰ الارض لائمة الهدىٰ فى أوقات مختلفة فكم من رجال فى الحاجّ كانو يضلّون فى البادية فأنقذهم اللّه من الهلاك بمهدى الزمان و فأرشدهم وإنّ كتبنا مشحونة بذلك فإنّ كثيراً منهم إنقطعوا عن القافلة أيّامًا ويئسوا من الحياة فإذا بصاحب الزمان أخذبأيديهم وسقاهم وبعث معهم من يطوى لهم الارض فيوصلهم إلىٰ العمران فى أسرع زمان منهم أنّ رجلاً من همدان قد تقدّم ذكره وله بهمدان نسل كثير ويقال لهم بنوراشد منهم من يروى ذلك عن جدّهم أنه قال أنّ المهدى ناولنى صرّة فيهاخمسون ديناراً و كان لجماعة كثيرة مثل ذلك من طى الارض لهم قبله كمن ضلّ وتخلص مع زين العابدين والصادق والكاظم

(١) الکنی والالقاب جلد ٣ ص ٥٨ میں اس عالم جلیل کیلئے العالم المتبحر الفقیہ المحدّث المفسّر المحقق الثقة الجلیل کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں محمد حسین ڈھکو صاحب نے احسن الفوائد ٣٨ میں ان کیلئے فرمایا ہے'' آپ بلند پایہ عالم و فاضل اور جامع الفنون تھے آپ نے مختلف علوم وفنون میں متعدد کتب نافعہ ورائقہ تصنیف فرمائیں''۔ اس عالم اجل کی شان اور ان کے حالات معلوم کرنے کیلئے لسان المیزان جلد ٤ ص ٤٨ رجال مامقانی ج ٢ ص ٢٢ مستدرک نوری جلد ٣ ص ٤٨٩، روضات ص ٣٠١ بھی ملاحظہ فرماویں۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

والتقی وآباء هم وأبنائهم علیهم السلام۔

اللہ تعالیٰ نے مختلف اوقات میں امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کیلئے زمین کو طے کر دیا کتنے ہی حاجی لوگ جو کہ صحراؤں میں بھٹک گئے اللہ نے ان کو امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کے ذریعے بچایا اور ان کی فریادرسی کی ہماری کتب ایسے واقعات سے پُر ہیں بعض ایسے لوگ بھی تھے جو کئی دنوں تک قافلوں سے منقطع ہو گئے اور زندگی سے مایوس ہو گئے تو اچانک امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف نے ان کی دستگیری کی اور ان کو سیراب کیا اور ان کے ساتھ ایسے لوگ بھیجے جو جلد از جلد ان کو زمین طے کر کے آبادی تک پہنچا آئیں۔

چنانچہ ہمدان شہر کے ایک آدمی کے ساتھ بھی ایسا واقعہ پیش آیا جس کی نسل اب تک موجود ہے اور بنی راشد کہلاتی ہے اور شیعہ ہے بعض ان میں سے روایت کرتے ہیں کہ امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف نے اس کو ایک تھیلی دی جس میں پچاس درہم تھے اور اسنے قبل بھی بہت سے لوگوں کیلئے اس قسم کے واقعات پیش آئے اور ان میں سے کوئی راستہ بھول گئے اور امام زین العابدین اور امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم اور امام محمد تقی علیہم السلام اور ان کے آباء واجداد اور انبیاء علیہم السلام کے ذریعے ان کو چھٹکارا ہوا۔ نیز ص ۲۶۳ میں امام صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کے متعلق فرماتے۔

ولہ نوریری به الاشیاء من بعید کما یری من قریب ویسمع من بعید کما یسمع من قریب وإنّه یسیر فی الدنیا کلّهاویأتی علیٰ دفع البلایا والرزایاعن البلاد والعباد شرقاً وغرباً۔

امامؑ کیلئے ایک نورانی قوت ہے جس کے ذریعے وہ اشیاء کو دور سے اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح قریب سے دیکھتے ہیں اور دور سے اس طرح سنتے ہیں جس طرح قریب سے سُنتے ہیں اور ساری دنیا میں گشت کرتے ہیں اور مشرق ومغرب میں بندوں اور شہروں سے مصائب وآلام کو دفع کرتے ہیں۔

اسی طرح علامہ جلیل ومورخ نبیل علی بن عیسیٰ الاردبیلی متوفی ۶۴۲ھ۔ اپنی تالیف کشف الغمة ص ۳۳۲ میں فرماتے ہیں۔

وإنّه قدرأه جماعة إنقطعوافی طریق الحجازوغیرهافخلصّهم إلیٰ ماأرادوا۔

امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کو اسی طرح حجاز کے راستہ میں کئی بھولے بھٹکوں نے دیکھا اور امام نے ان کو مصائب وآلام سے نجات دی اور ان کو مقامات مقصودہ تک پہنچایا۔

ارباب دانش کیلئے اس قدر نصوص واضحہ اور علماء اعلام کی تصریحات سے واضح ہو گیا کہ مشکلات وآلام میں حضرات آئمہ اطہار علیہم السلام کو اللہ کے برگزیدہ اور متصرف بندے سمجھ کر ان سے مدد طلب کرنا اور ان سے استغاثہ کرنا مستحب بلکہ علماء اعلام کے عمل کے موافق ہے اور بلا شک وشبہ یہ ذوات مقدسہ بامر الٰہی مشکلات وآلام میں بندوں کی اعانت فرماتے ہیں اور ان کی اعانت بطور وسیلہ بھی ہوتی ہے اور بطور سبب وذریعہ بھی اور وہ لوگوں کو پریشان کن امور میں نجات دلاتے ہیں جس کا انکار متعدد معجزات وواقعات کا انکار ہے۔

واللہ ولی التوفیق

آئمہ اطہار علیہم السلام کی

فریاد رسی کے چند معتبر شواهد

اس سلسلہ میں ہم صرف شیعہ علماء اعلام کے نقل کردہ چند ایسے واقعات کو نقل کرتے ہیں جن سے ہمارے دعویٰ کی تائید مزید ہوتی ہے اور آئمہ اطہار علیہم السلام کی قوت قدسیہ کا اندازہ لگا کر صاحبان عرفان کے قلوب نور یقین کے سطعات سے منور ہوتے ہیں۔

۱۔ علامہ جلیل محمد باقر بن عبدالکریم الدہرشتی البہبہانی۔

اپنی تالیف منیف الدمعة الساکبة ج ۴' اللمعة الاولیٰ النور السادس (نسخہ مخطوط) میں فرماتے ہیں۔

کہ "گزشتہ ایام میں ہمارے نورنظر اور میوہ دل علی محمد سخت بیمار پڑ گئے اور دن بدن ان کے مرض میں اضافہ ہوتا چلا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا درد دل اور رنج والم بھی کافی حد تک پہنچ گیا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

علماء طلبہ اور شرفاء وسادات مجالس عزا اور نماز پنجگانہ کے بعد برابر دعاء فرماتے رہے جب بیماری کو گیارہویں رات ہوئی تو ان کے مرض نے شدت پکڑی اور بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو ہم نے مجبور ہو کر امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کی طرف رجوع کیا اور ہم کمرے سے نکلے اور مکان کی چھت پر چڑھ گئے ہماری طبیعت بہت مضمحل تھی دل میں رنج والم کی آگ بھڑک رہی تھی اور نہایت ہی خضوع وخشوع سے اپنے امامؑ کو مدد کیلئے پکارا اور برابر یہ الفاظ کہے: یاصاحب الزمان أغثنی یاصاحب الزمان أدرکنی اور بہت ہی گریہ زاری کرتا اور خاک میں لوٹتا رہا پھر جب نیچے اترا اور دیکھا کہ بچے کی سانس درست ہو چکی تھی اور حواس ٹھیک ہو چکے تھے اور وہ پسینہ میں شرابور تھا۔ پس میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

۲۔ بحار ج ۱۳ ص ۱۲۳، منتهى الآمال ج ۲ ص ۵۲۳، سفينة البحار ج ۱ ص ۳۴۳ میں منقول ہے کہ حلہ شہر کے اندر ابوراجح حمامی نامی ایک مومن اثناعشری تھا جس کے متعلق مرجان الصغیر حاکم وقت کے پاس یہ الزام لگایا گیا کہ یہ صحابہ رسولؐ پر سب وشتم کرتا ہے بادشاہ وقت نے اس کو بلایا اور حکم دیا کہ اس کو کوڑے لگائے جائیں چنانچہ اس کو اتنا مارا گیا کہ اس کے دانت ٹوٹ گئے ناک زخمی ہو گئی اور نکیل ڈال کر اس کو شہر میں پھرایا گیا پھر حکم دیا کہ اس کو قتل کر دیا جائے جب اس کو قتل کیا جانے لگا تو اس کے اعزاء واقارب نے مزاحمت کی یہ ضعیف العمر ہے زخم شدید ہیں جن کی تاب لانا دشوار ہے یہ خود ہی مر جائے گا چنانچہ اس کا خون آلود جسم اٹھا کر اس کے گھر لے گئے دوسرے روز لوگوں نے اس کو بالکل صحیح وسالم دیکھا جس کے جسم پر زخموں کے نشان تک نہ تھے۔ حتی کہ دانت بھی درست تھے لوگوں نے وجہ پوچھی تو اس نے بتلایا کہ جب میں نے موت کو دیکھا تو بہت ہی دکھ ہوا زبان نہ تھی کہ جس کو حرکت دیتا اور کلام کرتا چنانچہ میں نے دل ہی دل میں اللہ کو یاد کیا اور امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کو مدد کیلئے پکارا جب رات ہوئی تو یکا یک کمرہ میں روشنی پھیل گئی اور میں نے دیکھا کہ امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف تشریف لے آئے اور میرے چہرے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا جاؤ اپنے اہل وعیال کے لئے کماؤ اللہ نے تم کو عافیت دے دی پس میں اب تندرست ہو گیا ہوں۔

۳۔ کشف الغمّة ص ۳۳۲، منتهى الآمال ج ۲ ص ۵۱۲، تحفة المجالس ص ۲۱۳،

النجم الثاقب ص ۲۳۹ تالیف علامه نوریؒ م ۱۳۲۰ ھ میں ہے کہ علامہ اربلیؒ نے فرمایا کہ مجھ کو باقی بن عطوۃ العلوی الحسینی نے بتایا کہ ان کے والد عطوۃ زیدی المذہب تھے اور اپنے شیعہ بیٹوں کو مذہب شیعہ سے روکتے تھے اور کہتے تھے کہ میں تب شیعہ ہوں گا جب تمہارا بارہواں امامؑ آئے اور مجھ کو میری مرض سے شفاء دے دے اور بار بار یوں کہا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ہم عشاء کے وقت بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمارے والد زور زور سے چلانے لگے اور ہمیں پکارنے لگے ہم جلدی جلدی گئے تو وہ کہنے لگے جاؤ جلدی جاؤ تمہارے امامؑ ابھی ابھی باہر نکل گئے ہیں ہم نے دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا پھر انہوں نے ہمیں بتلایا کہ ایک شخص اندر آیا اور مجھ سے کہا

یاعطوة أناصاحب بنيك جئت لأ برئك ممّا بك ثمّ مدّ يده فعصّر قروتي ومددت يدى فلم أرلها أثراً۔

اے عطوۃ میں تمہارے بیٹوں کا امامؑ ہوں اور تمہیں تمہارے مرض سے شفاء دینے آیا ہوں پھر انہوں نے ہاتھ بڑھایا اور میرے زخم کو چھوا میں نے دیکھا تو زخم کا نام ونشان تک نہ تھا۔

٤۔ بحار ج ۱۳ ص ۱٤۸، منتهى الآمال ج ۲ ص ۵۱۷ اور النجم الثاقب ص ۲۹۷ میں بحوالہ ضیاء العالمین وغیرہ علامہ مجلسیؒ سے مروی ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے والد بزرگوار علامہ محمد تقی مجلسیؒ نے بیان کیا کہ ہمارے زمانے میں نہایت ہی نیک سیرت شریف اور عبادت گزار بزرگ تھے جن کو امیر اسحاق استر آبادی کہا جاتا تھا ان کے متعلق لوگوں میں یہ بات مشہور تھی کہ ان کیلئے زمین خود بخود طے ہو جاتی ہے اور انہوں نے چالیس حج کئے ہیں اور تھوڑی دیر میں دور دراز کا سفر طے کر لیتے ہیں۔ ایک مرتبہ یہ ہمارے شہر اصفہان میں تشریف لائے اور میں جا کر ان سے ملا اور میں نے سبب دریافت کیا کہ آپ کے متعلق یہ شہرت کیوں ہے؟

انہوں نے مجھے بتلایا کہ ایک مرتبہ میں حاجیوں کے ساتھ مکہ جا رہا تھا جب ہم لوگ مکہ سے سات یا نو منزل دور ایک مقام پر پہنچے تو بعض وجوہات کی بنا پر میں قافلہ سے بچھڑ گیا اور قافلہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

چلا گیا اور میں ادھر اُدھر بھٹکتا رہ گیا بہت پریشان ہوا پیاس نے غلبہ کیا حتی کہ میں زندگی سے مایوس ہو گیا پس میں نے باآواز بلند استغاثہ کیا۔

یاأباصالح إرشدونا إلیٰ الطریق یرحمکم اللّٰہ

اے امام زمانہؑ خدا آپ پر رحم کرے مجھ کو راستہ بتلایئے اتنے میں مجھے دور سے ایک شخص دکھائی دیا اور چشم زدن میں وہ میرے پاس آ پہنچا میں نے دیکھا کہ وہ خوبصورت گندم گوں اور نہایت ہی پاکیزہ لباس میں ملبوس ایک جوان تھا اور شکل و شباہت سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی شریف ترین گھرانے سے تعلق رکھتا ہے اور اونٹ پر سوار تھا اور اس کے ساتھ ایک برتن تھا میں نے سلام کیا اور انہوں نے مجھ کو جواب دیا اور کہا آپ پیاسے ہیں؟ میں نے عرض کی جی ہاں پس انہوں نے مجھ کو اس برتن سے پانی پلایا اور کہا کیا آپ قافلہ کے پاس پہنچنا چاہتے ہیں؟ میں نے عرض کی جی ہاں پس انہوں نے مجھ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور چل دیئے۔ میری عادت تھی کہ میں ہمیشہ دعائے حرز یمانی پڑھا کرتا تھا چنانچہ میں نے وہ دعا پڑھنی شروع کی تو وہ جگہ جگہ میری اصلاح کرتے گئے تھوڑی دیر گزری کہ انہوں نے مجھ سے کہا پہچانتے ہو کون سا مقام ہے؟ میں نے دیکھا تو وہ وادئ مکہ تھی پس انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اب اتر جاؤ میں اترا تو وہ اچانک غائب ہو گئے تب میری سمجھ میں آیا کہ وہ امام آخرالزمان صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف تھے اور ان کی مفارقت پر میں بہت غمگین ہوا ساتویں روز قافلہ بھی وہاں پہنچ گیا جب انہوں نے مجھ کو مکہ میں دیکھا تو وہ حیران ہو گئے حالانکہ وہ میری زندگی سے مایوس ہو چکے تھے اور اسی وجہ سے انہوں نے میرے متعلق یہ مشہور کر دیا کہ زمین میرے لئے خود بخود طے ہو جاتی ہے۔

۵۔ علامہ **جلیل مرزا حسین نوری**۔ جنۃ الماویٰ حکایت ۵۳ میں رقمطراز ہیں مجھ سے ہمارے شہر کے ایک مرد مومن نے بیان کیا جس کا نام شیخ قاسم تھا یہ اکثر حج پر جایا کرتے تھے یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حج پر جاتے ہوئے میں راستہ میں بہت تھک گیا اور ایک درخت کے نیچے آ کر سو گیا میری آنکھ لگ گئی اور قافلہ چلا گیا جب میں جاگا تو بہت ہی حیران و پریشان ہوا اور سرگردان تھا کہ اب کہاں جاؤں؟ پس میں نے باآواز بلند یہ استغاثہ کیا۔ یا أبا صالح! میں الفاظ سے امام

آخرالزمان صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کو پکار رہا تھا (جیسا کہ ابن طاؤس نے امان الاخطار میں لکھا ہے کہ رستہ بھول جاؤ تو امام کو یوں پکارو یا اباصالح!) اتنے میں ایک شتر سوار ظاہر ہوا اور میرے قریب آ کر پوچھا کہ تم قافلہ سے جُدا ہو گئے ہو پس انہوں نے مجھ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور چل دیئے پس تھوڑی سی دیر ہی گزری تھی کہ ہم حاجیوں کے قریب آ پہنچے اور مجھ سے فرمایا کہ اب اُتر جاؤ اور قافلہ سے جا ملو میں نے کہا کہ مجھ کو سخت پیاس لگی ہے پس انہوں نے مجھ کو پانی پلایا خدا کی قسم میں نے اس سے زیادہ لذیذ اور شیریں پانی کبھی نہ پیا تھا پس میں حاجیوں سے جا ملا۔

٦۔ علامہ شیخ عباس قمی نے منتھی الآمال ج ۲ ص ۵۲۵ میں اور علامہ نوریؒ نے جنۃ الماویٰ حکایت ٤٤ میں ایک طویل واقعہ نقل کیا ہے۔ ہم اس کا لب لباب پیش کرتے ہیں (من شاء فلیراجع) ہم سے عالم جلیل مولانا علی الرشتی نے بیان کیا جو کہ نہایت ہی جلیل القدر اور نیک سیرت عالم تھے کہ میں ایک مرتبہ کربلا سے نجف جا رہا تھا پس میں نے دریائے فرات کے راہ سے کشتی کا سفر اختیار کیا تب کربلا سے نجف جانے کیلئے قصبہ طویریج تک چھوٹی چھوٹی کشتیاں جاتی تھیں اور طویریج سے حلہ اور نجف کی طرف خشکی کا راستہ تھا چنانچہ جب میں کشتی میں سفر کر رہا تھا تو کشتی کے اندر ایک نہایت ہی باوقار شخص خاموشی سے ایک طرف بیٹھا ہوا تھا اور کشتی کے دوسرے مسافر گپ شپ میں وقت گزار رہے تھے اور کبھی کبھی اس شخص پر آوازیں کس دیتے اور اس سے چھیڑ چھاڑ کرتے اور اس کے مذہب پر تنقید شروع کر دیتے اور وہ بڑی لاپرواہی سے سب کچھ سن لیتا۔

چنانچہ اثناء راہ میں ایک جگہ پانی چھوٹا آ گیا تو مسافروں کو کشتی سے نکل کر پیدل چلنا پڑا میں نے چلتے چلتے اس شخص سے گفتگو شروع کر دی اور ماجرا دریافت کیا اس نے بتلایا کہ یہ لوگ میرے اعزاء و اقارب ہیں اور یہ اہل سنت میں سے ہیں اور میں شیعہ ہوں میرا باپ ان کا ہم مشرب تھا لیکن والدہ شیعہ تھی پہلے میں بھی ان کا ہی مذہب رکھتا تھا لیکن اللہ نے مجھ پر احسان فرمایا اور مجھ کو راہ حق کی ہدایت فرما دی اور یہ سب کچھ امام آخرالزمان صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کی برکت سے ہوا۔ میں نے تفصیلی طور سے واقعہ دریافت کیا تو وہ مجھ کو اپنا قصہ یوں بیان کرنے لگا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میرا نام یاقوت ہے میں حلہ شہر کا رہنے والا ہوں حلہ کی پل پر میری تیل کی دکان ہے واقعہ یوں ہے کہ ایک مرتبہ میں تیل خرید نے حلہ سے باہر دیہات میں گیا میرے ساتھ کافی لوگ تھے ہم سب ایک مقام پر رکے اور آرام کیا چنانچہ میں سو گیا اور مجھ کو کسی نے جگایا جب میری آنکھ کھلی تو سب جا چکے تھے میں نے اپنا سامان گدھے پر لادا اور اکیلا ایک طرف کو چل دیا راستہ میں ایک جنگل پڑتا تھا جس میں کافی درندے تھے اور میلوں تک آبادی کا نام ونشان نہ تھا میں رستہ بھول گیا ادھر درندوں کا ڈر تھا پس میں نے خلفاء مشائخ کا نام لے لے کر پکارنا شروع کر دیا اور استغاثہ کرتا رہا مگر خاک بھی نہ ہوا دل میں خیال آیا کہ اماں کہا کرتی تھی کہ ہمارے ایک امام ہیں جو زندہ ہیں اور ان کی کنیت ابوصالح ہے اور وہ مظلوموں کی فریادرسی کرتے ہیں اور راستہ بھولنے والوں کی راہنمائی فرماتے ہیں۔

پس میں نے یا اباصالح کہہ کے استغاثہ کیا فوراً ہی داہنی طرف کو ایک شخص کھڑا ہوا نظر آیا جس کے سر پر سبز عمامہ تھا پھر اس نے سامنے والی سبزیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا جس طرف کہ وہ سبزیاں ہیں اور نہر کے کنارے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بتلایا کہ راستہ اُس طرف ہے اور عنقریب تم ایک بستی میں جا پہنچو گے جس کے باشندے سب مومن ہیں میں نے کہا مولا آپ میرے ساتھ چلیئے انہوں نے جواب دیا۔ لا لأنّه إستغاث بی ألف نفس فی أطراف البلاد أُرید أن أغیثهم مختلف شہروں میں ایک ہزار آدمیوں نے مجھ سے استغاثہ کیا ہے میں ان سب کی فریادرسی کرنا چاہتا ہوں یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے اور میں اس گاؤں میں جا پہنچا جب میں واپس اپنے شہر حلہ پہنچا تو سید الفقہاء مولانا سید محمد مہدی القزوینی کو اپنا واقعہ سنایا اور ان کے ہاتھ شیعہ مذہب قبول کیا۔

علامہ جلیل محدث نوریؒ م ۱۳۲۰ ھ۔

اپنی کتاب جنۃ الماوی میں اس قسم کے متعدد واقعات نقل کر کے فرماتے ہیں۔

إنّ إغاثة الملهوف كذلك فی الفلوات وصدورهذه المعجزات لایتیسر لأحدإلّاالخلیفة فی البرّیات بل هومن مناصبه الالهیة بالتحقیق اس طرح جنگلات

اور صحراؤں میں مصیبت زدہ کی فریادرسی کرنا اور ایسے معجزات کا صادر کرنا سوائے خلیفۃ اللہ فی المخلوقات کسی کے بس کا روگ نہیں ہے بلکہ مصیبت زدوں کی فریادرسی سے فرمانا ان کے مناسب الٰہیہ میں سے ہے۔

جناب امیر المومنین علیہ السلام کا ایک مومنہ کی مدد کرنا

علامہ مجلسی بحارالانوار ج۹ ص ۶۸۵ اور علامہ باقر الدمة الساكبة ج ۱ ص ۱۹۵ اور علامہ فخر الدین ابن طریح نجفی متوفی ۱۰۸۵ھ المنتخب میں روایت کرتے ہیں۔ طوالت کی وجہ سے روایت کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے اصل روایت کیلئے کتب محولہ کی طرف رجوع کیجئے ''زید نساج راوی ہے کہ میرے پڑوس میں ایک نیک سیرت اور عبادت گزار شخص رہتا تھا ایک روز میں امام زین العابدین علیہ السلام کی زیارت کیلئے گیا تو یہ شخص جمعہ کا غسل کرنا چاہتا تھا میں نے اس کی پشت پر ایک بالشت سے زیادہ زخم دیکھا جس سے پیپ بہہ رہی تھی اس نے مجھ سے کہا کہ ذرا میری مدد کر دو۔ میں نے کہا نہیں البتہ اگر تم مجھ کو اس زخم کی حقیقت سے آگاہ کرو تب مدد کروں گا ورنہ نہیں چنانچہ اس نے وعدہ کیا اور کہا مگر میری زندگی میں تم کسی کو اس واقعہ سے مطلع نہ کرنا چنانچہ وہ غسل سے فارغ ہوا اور دھوپ میں بیٹھ کر مجھ کو اپنا قصہ بیان کرنے لگا اور کہا سُنو! کافی عرصہ گزرا ہے کہ ہم دس دوست تھے اور ہمارا مسکن کوفہ تھا مسافروں کو لوٹنا اور نقب زنی ہمارا مرغوب پیشہ تھا ہر رات کو ایک ایک دوست ہم سب کیلئے خورد ونوش کا انتظام کرتا تھا۔

ایک مرتبہ ہم کھا پی کر ادھر ادھر کھسک گئے اور میں گھر آ کر سو گیا کافی دیر کے بعد میری بیوی نے مجھ کو جگا کر کہا کل کھانے پکانے کی باری تمہاری ہے گھر میں ایک دانہ تک نہیں آج جمعہ کی رات ہے لوگ زیارت کیلئے نجف جا رہے ہیں جا کر نقب زنی کرو اچھا موقع ہے میں اُٹھا تلوار لی اور کوفہ سے باہر نجف کے راستے میں ایک خندق میں چھپ گیا اندھیری رات تھی آسمان پر گھٹا ٹوپ بادل چھائے ہوئے تھے ایک دفعہ بجلی چمکی تو مجھ کو دور سے دو شخص آتے ہوئے دکھائی دیئے جب وہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

قریب آئے تو پھر بجلی کوندی اور میں تلوار لے کر باہر نکلا دیکھا تو دو عورتیں ہیں ایک بوڑھی اور دوسری جوان میں نے ان کا راستہ روک لیا اور زیور اُتارنے پر مجبور کیا اور دونوں نے خاموشی سے زیور اتار دیئے شیطان نے میرے دل میں وسوسہ ڈالا اور مجھ کو برائی پر آمادہ کیا اور میں نے اس جواں عورت سے بدی کا اظہار کیا بوڑھی عورت کہنے لگی اے بندۂ خدا ہمارے کپڑے اور زیور لے لے اور ہم کو جانے دے یہ یتیم بچی ہے کل اس کی شادی ہونے والی ہے اس کی قوم کو رسوانہ کر میں نے اس کو ڈانٹا اور ایک طرف کو دھکیل دیا اور لڑکی کو زمین پر گرا دیا اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھا اس نے چلانا شروع کیا!

''المستغاث بك ياالله والمستغاث بك ياعلى[ع]''

جیسے ہی اس نے یا اللہ مدد یا علیؑ مدد کہا اچانک سوار ظاہر ہوا جس کا لباس سفید تھا اور بدن سے خوشبو مہک رہی تھی اور مجھ سے کہا اس کو چھوڑ دو میں نے کہا جا جا شکر کر میں تجھ کو چھوڑ رہا ہوں ورنہ تو بھی بچ کر نہ جاتا۔ میرا یہ کہنا تھا کہ اس نے تلوار کی نوک مجھ کو دے ماری اور میں غش کھا کر گر پڑا نہ معلوم میں کب تک پڑا رہا البتہ نیم بیہوشی میں اتنا سنائی دیا کہ اس نے عورتوں سے کہا کپڑے پہنو اور زیور لے کر واپس چلی جاؤ بوڑھی عورت نے کہا آپ کون ہیں؟ خدا آپ پر رحم کرے ذرا ہم کو نجف پہنچاتے جایئے اُنہوں نے مسکرا کر جواب دیا میں علی بن ابی طالب ہوں تم واپس چلی جاؤ میں نے تمہاری زیارت قبول کی ہے'' اس واقعہ کو تینوں عالموں نے بلا ردوقدح نقل کیا ہے۔

علامہ سید مہدی تنکابنی طوالع الانوار ص ۲۳۱ **میں یہ نقل کر کے فرماتے ہیں۔**

علم من هذاالحديث كونهم أحياء وحياتهم ومماتهم سواء ففى مماتهم يظهرعنهم المعجزات الغريبة كما يظهر فى حياتهم فهم عالمون بالغيب فى الحالتين يعلمون ما يحدث فى العالم شرقاًوغرباً۔

اس حدیث سے ثابت ہوگیا کہ یہ ذوات مقدسہؑ زندگی اور موت میں برابر ہیں ان کی موت کے بعد بھی ان سے حیات کی طرح عجیب وغریب معجزات ظاہر ہوتے ہیں اور یہ عالم الغیب ہیں اور

مشرق ومغرب میں ہونے والے حوادث سے باخبر ہیں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا سعودیوں کو قتل کرنا

یہ واقعہ نجف اشرف میں اتنا مشہور ہے کہ نجف کے بچہ بچہ کی زبان سے سننے میں آتا ہے۔

علامہ جلیل شیخ جعفر بن محمد نجفیؒ الانوار العلویه ص ۳۰۶ میں رقمطراز ہیں کہ یہ واقعہ مجھ سے علماء کی ایک جماعت نے بیان کیا جس کا ماحصل یہ ہے کہ جب سعودیوں نے نجف اشرف پر حملہ کیا اور اہل نجف تین دن دیوار شہر میں محصور رہے۔ تیسرے روز ایک شہسوار ظاہر ہوا جو کہ بہترین گھوڑے پر سوار تھا تلوار میان سے نکلی ہوئی تھی نورانی چہرہ نقاب کے بادل میں پنہاں تھا جس کے نور کی شعاعیں آسمان کی جانب اُٹھ کر فضاء کو منور کر رہی تھیں۔ پس انہوں نے وہابیوں کے لشکر پر حملہ کر دیا اور سوائے ایک کے سب کو مولی گاجر کی طرح کاٹ کر رکھ دیا اور اس ایک سے کہا جاؤ اہل شہر کو بتلا دو چنانچہ وہ شخص شہر میں آیا اور لوگوں سے کہا اے لوگو ہم کو علی علیہ السلام بن ابی طالب نے قتل کر دیا لوگوں نے پوچھا تم کو کیسے معلوم ہوا اس نے کہا کہ انہوں نے خود بتلایا ہے بعض ضعیف العقیدہ لوگوں نے نہ مانا تو کسی عالم دین نے کہا جا کر دیکھو اگر لاشوں پر ایک ہی وار کا نشان ہے تو وہ علی علیہ السلام کے قتل کئے ہوئے ہیں ورنہ نہیں جب لوگوں نے جا کر دیکھا تو واقعی ہر لاش پر صرف ایک ہی وار کا نشان تھا پھر اس عالم نے کہا جا کر یہ بھی دیکھو کہ ہر لاش کے دو دو ٹکڑے برابر ہیں یا کم وبیش اگر برابر ہوں تو یقین کر لینا کہ وہ علی علیہ السلام کے مارے ہوئے ہیں جب لاشوں کے ٹکڑوں کو تولا گیا تو ہر لاش کے دونوں ٹکڑے برابر نکلے۔ پس لوگوں نے یقین کر لیا ہم سے بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ ان کے والد نے اپنی آنکھوں سے یہ واقعہ دیکھا ہے۔

یاد رکھیئے کہ ان واقعات کی تکذیب نہیں کی جاسکتی خود آئمہ طاہرین علیہم السلام نے بتلایا ہے۔ ''**ميّتنا لم يمت و غائبنالم يغب وقتلانالم يقتلوا**'' (بحار الانوار ج ۷ ص ۲۷۵)

ہمارے مرنے والے مردہ نہیں ہیں اور غائب ہونے والے غائب نہیں ہیں اور ہمارے مقتول

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مقتول نہیں ہیں۔

علامہ سید محمد سلطان الواعظین شیرازی۔ خورشید خاور ج ۱ ص ۱۰۸ میں فرماتے ہیں کہ خصوصاً شہداء اور توحید کی راہ میں قتل ہونے والے کتب آسمانی اور تعلیمات ربانی کے حکم سے علاوہ روحانی جنبہ کے جسمانی حیثیت سے بھی زندہ اور گوش شنوا اور چشم بینا کے مالک ہوتے ہیں۔

بحار ج ۱۰ ص ۹۷ اور مدینۃ المعاجز ص ۲۴۷ میں موجود ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام موت ظاہری کے بعد بھی کئی دفعہ جسمانی صورت میں ظاہر ہوئے اور فرمایا!

"یموت من مات منّا ولیس بمیّت"

ہمارے مرنے والے بظاہر مر جاتے ہیں مگر وہ مردہ نہیں ہوتے خود آئمہ طاہرین علیہم السلام سے مروی ہے من أنکر شیئاً ممّا أعطانا اللّٰه فقد أنکر قدرة اللّٰه جس نے ہمارے قدرت کی طرف سے عطا کردہ کمالات کا انکار کیا گویا اس نے اللہ قدرت کا انکار کیا۔(مراۃ الانوار ص ۱۸۱' بحار ج ۷ ص ۲۷۵)

اس سلسلہ میں زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔ خود مؤلف اصول الشریعہ کے ممدوح خصوصی عمدۃ الاصولیین والفقہاء السید اسماعیل الطبرسی النوری کا قول کافی ہے۔ موصوف فرماتے ہیں!" شکی نیست که آئمه طاہرین علیہم السلام ازبرائے ایشاں ست ولایت مطلقه که حق تعالیٰ قرار داد از برائے ایشاں و آں راجاری وساری ساخت درکافه کائنات و قرار داد نزد ایشاں ہفتاد ودواسم اعظم الٰہی اینکه تصرف نمایند درکافه کائنات بامر واذن خدائی خصوصاً در مقام اعجاز که قادرند بامر الٰہی منقلب نمایندارض رابسماء وسماء رابأرض ودنیارابآخرت وآخرت رابدنیا ولکنّ مایشاؤون إلاّأن یشاء اللّٰه۔

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ آئمہ علیہم السلام کے پاس اللہ کی جانب سے عطاء شدہ ولایت مطلقہ موجود ہے جو اس نے تمام کائنات میں جاری فرمائی ہے اور ان کو اسم اعظم الٰہی کے ۷۲ حروف عطاء کئے ہیں تا کہ ان کے ذریعے وہ پوری کائنات میں اللہ کے امر واذن سے تصرف کر سکیں

خصوصاً مقام اعجاز میں تو وہ اتنی قدرت کے مالک ہیں کہ اللہ کے حکم سے زمین کو آسمان، آسمان کو زمین، دنیا کو آخرت اور آخرت کو دنیا بنا سکتے ہیں لیکن وہ ایسا کام کرنا چاہتے ہی نہیں جو اللہ کی مشیت میں نہ ہو۔

اس قدر قدرت وطاقت رکھنے والی ذوات مقدسہ سے کیونکر بعید سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ مصیبت زدہ کی آواز سنیں اور ان کی فریاد رسی نہ کریں۔

وفی ذلک بلاغ لقوم یعقلون

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ششم

آنحضرتؐ اور آئمہ اطہارؑ کے حاضر و ناظر ہونے کے بیان میں

ہم نے کئی مقامات پر تصریح کر دی ہے کہ آئمہ معصومین علیہم السلام کی ہر شان اور ہر فضیلت عقل بشر سے بالاتر ہے جیسا کہ خود امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

ضلّت العقول وتاهت الحلوم عن شأن من شأنه أوفضيلة من فضائله

(عیون اخبار الرضا ص ۱۲۲' اصول کافی ص ۲۰۱)

عقول و افہام آئمہ معصومین علیہم السلام کی ایک ایک شان یا ایک ایک فضیلت کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ہم اپنی عقول ناقصہ کے ساتھ ان کے مدارج وہبیہ کا کیونکر اندازہ لگا سکتے ہیں؟ جب کہ ہم اس شیطان رجیم کی قوت تصرف کا ادراک بھی نہیں کر سکتے جس کے متعلق پروردگار عالم کا فرمان قرآن مجید میں موجود ہے ﴿إنّه یراکم هو وقبیله من حیث لا ترونهم﴾

(پارہ ۸ رکوع ۱۰) بالتحقیق شیطان اپنے لشکر سمیت تم کو دیکھ رہا ہے اور تم ان کو نہیں دیکھ رہے۔

جب معبود حقیقی اپنے ایک دشمن کو اتنی قوت باصرہ عطاء کر دے کہ آنِ واحد میں ہزار ہا انسانوں کے افعال کا احاطۂ علمی رکھتا ہو اور اس میں شرک قرار دیئے بغیر ہر کلمہ گو شیطان کو تقریباً حاضر و ناظر سمجھے تو ان ذواتِ مقدسہ کی عظمت قدرت سے یہ امر کیونکر بعید قرار دیا جا سکتا ہے جن کے متعلق عمدۃ الاصولیین آقا سید اسماعیل الطبرسی النوریؒ کفایة المواحدین ج ۱ ص ۲۵۰ میں فرماتے ہیں۔

"مادح ایشان خدائے عالمیان ست وہمه انبیاء مرسلین وکافه ملائکه مقرّبین عاجز از ذکر اوصاف ونقل فضائل ایشاں و ہرچه بخواہند گویند بعشری از الف الف کرور عشر از فضائل ومدائح ایشاں رانخواہند رسید چگونه می شود که ممکن باشد معرفت ایشاں و حال اینکه سید انبیاء فرمودند یاعلی لا یعرفك إلاّ اللّٰه وأنا ولا یعرفنی إلاّ اللّٰه وأنت ولا یعرف اللّٰه إلاّ أنا وأنت۔ ان کا مادح خود معبود حقیقی ہے اور تمام ملائکہ مقربین ان کے اوصاف کے ذکر سے اور ان کے فضائل و مدائح کے نقل کرنے سے قاصر ہیں اور وہ جو کچھ بیان کرتے ہیں ان ذوات مقدسہؑ کے فضائل کا ایک سو کروڑ کروڑ واں حصہ بھی نہیں ہو سکتے تو پھر ان

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کی معرفت کیونکر ہوسکتی ہے؟ جب کہ سرور انبیاءؐ فرما گئے ہیں اے علیؑ آپکو اللہ اور میرے سوا کسی نے نہ پہچانا اور مجھے آپ کے اور اللہ کے سوا کسی نے نہ پہچانا اور اللہ کو آپ کے اور میرے سوا کسی نے نہ پہچانا ان ذوات مقدسہؑ کا تمام اُمت کے حالات پر اپنی قوت قدسیہ کے ذریعہ سے احاطۂ علمی رکھنا محض ہماری خوش اعتقادی پر مبنی نہیں ہے بلکہ نصوص صریحہ اور اخبار متواترہ اور فرمائشات علماء اعلام سے اس کا ثبوت پایہ تکمیل تک پہنچ چکا ہے۔

ملک الموت فرشتہ جس کی قوت تصرف کا اندازہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث معتبر سے ہوسکتا ہے جوکہ تفسیر برھان ص ٥٨٧' تفسیر قمی ص ٣٧٠' ص ٥٧١' تفسیر لوامع التنزیل ج ١٥ ص ٣٩ اور بحار ج ٦ ص ٣٧٦ میں بسندِ معتبر مروی ہے کہ شب معراج میں نے ایک فرشتہ کو دیکھا جس کے سامنے ایک تختی تھی جس کو وہ غور سے دیکھ رہا تھا جبریل نے بتلایا کہ یہ ملک الموت ہے جس کا کام تمام ملائکہ سے زیادہ دشوار ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ جو شخص بھی مرجائے اس کی روح یہی قبض کرتا ہے اور خود ہی مرجاتا ہے؟ اس نے کہا ہاں پھر ملک الموت نے خود بتلایا۔

ما الدنیا کلّھا عندی فیھا سخرّ اللّٰہ لی ومکنّنی علیھا إلّا کالدرھم فی کفّ الرجل یقلّبه کیف یشاء ساری دنیا میرے لئے اللہ کی عطاء کردہ قوت کے مطابق ایک درہم کی طرح ہے جو کسی کے ہاتھ میں پڑا ہو اور وہ شخص اپنی مرضی سے اس کو الٹ پلٹ کررہا ہو۔

نیز بحار ج ۳ ص ۱۳۰ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی مروی ہے۔

إنّ الدنیا عند ملك الموت إلّا کدرھم فی کفّ الرجل ساری دنیا ملک الموت کے آگے ایسے ہے جس طرح کسی کے ہاتھ میں ایک درہم ہو۔

١۔ سند میں علی بن بابویہ قمی ہیں۔

آپ شیخ صدوقؒ کے والد عظیم اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی اور ثقہ ہیں۔

٢۔ محمد بن ابی عمیر ازدی۔

ان کی جملہ احادیث کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔(منتھی الآمال ج ٢ ص ٤٠١)

٣۔ ہشام بن سالم جوالیقی۔

ثقہ جلیل ہیں۔رجال ابی علی حائری ص ٣٢٢' احسن الفوائد ص ١٠ نیز دوسری حدیث بحار ج ٣ ص ١٣١ میں بحوالہ کافی زید الشحام سے مروی ہے

کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ ''الارض بین یدیه کالقصعة یمدّہ یدہ''

تمام زمین ملک الموت کے سامنے پیالے کی طرح ہے جہاں چاہتا ہے ہاتھ بڑھا دیتا ہے۔

سلسلہ سند

١۔ علی بن ابراہیم قمی۔

آپ کلینیؒ کے استاد ہیں جلیل القدر اور ثقہ متفق علیہ ہیں۔(فھرست ابن ندیم ص ٣١١)

سفینة البحار ج ٢ ص ٢٤٣ میں ہے ثقة فی الحدیث ثبت معتمد صحیح المذھب۔

٢۔ ابرہیم بن ہاشم القمی۔

شیخ جلیل القدر ہیں جنہوں نے کوفہ میں حدیث آلِ محمد علیہم السلام کو نشر کیا۔(سفینة ج ١ ص ٨٠)

٣۔ عمر بن عثمان الخزاز الثقفی۔

خلاصه ص ٦٠ میں ہے ثقة نقی الحدیث صحیح الحکایات آپ ثقہ اور پاکیزہ حدیث بیان کرنے والے اور صحیح الحکایات ہیں۔

٤۔ زید الشحام۔

ثقہ متفق علیہ ہیں۔(خلاصه ٣٦' سفینة ج ١ ص ٥٧٦)

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

امامؑ کی قوت تصرّف شیطان اور ملک الموت کی قوت سے بالا تر ھے

جب ان احادیث صریحہ وصحیحہ میں آپ نے شیطان وملک الموت کی قوت کا اندازہ لگالیا تو آیئے اب ان کی قوت وہبیہ کا قوت امام علیہ السلام کے ساتھ موازنہ کریں جو اللہ نے اپنے کمال کے ساتھ عطاء فرمائی ہے تاکہ امام کی عظمت وشہامت واضح ہوجائے۔

بحارالانوار ج ١٤ ص ٦٣٣ اور مدینۃ العاجز ص ٣٩٥ میں بحوالہ دلائل الامامہ ابو جعفر محمد بن جریر بن رستم الطبری بسند معتبر مفضل سے مروی ہے۔

قلت لأبی عبدالله علیه السلام جعلت فداك ماللأبلیس من السلطان قال مایوسوس فی قلوب الناس قلت فمالملك الموت قال یقبض الارواح قلت وهماسلطانان علیٰ ما فی المشرق والمغرب قال نعم قلت فمالك؟ جعلت فداك من السلطان قال اعلم ما فی المشرق والمغرب و ما فی السماوات والارض وما فی البرّ والبحر وعدد ما فیهنّ ولیس ذلك لابلیس ولالملك الموت۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ میں آپ پر قربان ہوجاؤں۔ ابلیس کے پاس کتنی طاقت ہے امامؑ نے فرمایا کہ اتنی طاقت ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں وسواس ڈال دیتا ہے میں نے کہا اور ملک الموت کے پاس کتنی طاقت ہے کہا کہ تمام ارواح کو قبض کرتا ہے میں نے کہا کیا وہ دونوں مشرق ومغرب کے اندر ہر ایک پر مسلط ہیں انہوں نے فرمایا ہاں میں نے کہا مولاً آپ کے پاس کتنی طاقت ہے میں آپ پر قربان جاؤں! امامؑ نے فرمایا کہ میں مشرق ومغرب، آسمانوں اور زمینوں، سمندروں اور صحراؤں کی ہر شے کو ان کی تعداد کے ساتھ جانتا ہوں اور اس قدر تفصیلی علم نہ ملک الموت کے پاس ہے اور نہ ابلیس کے پاس۔

دنیا پر امامؑ کی قوت تصرف

١۔بحار ج ٧ ص ٢٧٣ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔

یاحمران إنّ الدنیا عند الامام والسماوات والارضون إلّاهکذا وأشار بیده إلیٰ راحة یعرف ظاهرها من باطنها و داخلها وخارجها ورطبها ویابسها۔

اے حمران! امامؑ کے آگے ساری کائنات اس طرح ہے امامؑ نے ہتھیلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا امامؑ کائنات کے ظاہر وباطن اندر وباہر اور خشک وتر کو جانتا۔(١)

٢۔بصائر الدرجات ص ٤٠٨ ط جدید میں ہے سماعۃ بن مہران میں مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

إنّ الدنیا تمثل للامام فی فلقة جوزة فمایعرض لشئی منها إلّاوانّه لیتناولهامن أطرافهاکمایتناول أحدکم فوق ما فی مائدة۔

دنیا کی مثال امامؑ کے لئے ایسے ہے جیسے اخروٹ کا ٹکڑا وہ اپنی مرضی سے جو چاہتا ہے اس کے اطراف سے اس طرح اٹھالیتا ہے جس طرح تم دسترخوان سے کوئی چیز اُٹھالیتے ہو۔

سلسلہ سند میں یہ راوی ہیں۔

ا۔محمد بن حسین ابن ابی خطاب۔نجاشی ص ٢٣٦ میں ہے جلیل من أصحابنا۔جلیل القدر اصحاب میں سے ہیں۔

---

(٢) حمران بن اعین شیبانی آئمہ اطہارؑ کے جلیل القدر صحابی ہیں۔ منتہی المقال ص ١٢٠ و سفینة البحار جلد ١ ص ٢٣٥ میں ہے۔کان حمران من اکابر الشیعة المفضلین الذین لا یشك فیهم حمران ان افاضل واکابر شیعان آلِ محمدؐ میں سے تھے جن کے متعلق شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔رجال کشی ص ١١٧ میں ہے امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ انہوں نے حمران کے متعلق فرمایا۔ إنّه رجل من أهل الجنة۔یہ اہل جنت میں سے ہیں ایک مقام پر حمران مومن لا یرتد أبداً۔حمران ایسے مومن ہیں جو راہ راست سے کبھی ہٹ نہیں سکتے۔ احسن الفوائد ص ١٠ بحار ج ٥ ص ٤٥٠ ج٣ ص١٠٣ ج١١ ص٢٠٧، ص ٢٩٩ میں ان کا تذکرہ موجود ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سماعہ بن مہران' نجاشی ص ۱۳۸ میں ہے کہ یہ ثقہ جلیل ہیں۔(کذافی رجال ابی علی ص ۱۵۷)

۳۔بصائر الدرجات ص ۴۰۸' بحار ج ۷ ص ۲۶۹' المحتضر ص ۸ میں امام رضاؑ سے مروی ہے۔ إنّ الدنیا مثلّت لصاحب هذا الامر کفلقة الجوزه۔ دنیا امام کیلئے اس طرح کردی گئی ہے جس طرح کہ اخروٹ کا ٹکڑا۔

رواۃ

عبداللہ بن محمد جمال حجال۔ آپ ثقہ ہیں۔ (منتهى المقال ص ۱۹۱' رجال نجاشی ص ۱۵۷' خلاصه ص ۵۲)

محمد بن خالد البرقی۔ امام رضاؑ کے ثقہ صحابی ہیں۔ (منتهى المقال ص ۲۷۲)

حمزہ بن عبداللہ جعفری۔ ثقہ عظیم القدر ہیں۔

دوسرا سلسلہ سندیہ ہے

علی بن اسماعیل۔ ثقہ ہیں۔ (منتهى المقال ص ۲۱۸)

موسیٰ بن طلحہ ثقہ ہیں۔ (منتهى المقال ص ۳۱۳)

تیسرا سلسلہ سندیوں ہے

احمد بن محمد فقیہ۔ جلیل اور ثقہ ہیں (خلاصه ص ۸)

محمد بن سنان۔ مشہور و معروف ثقہ ہیں۔ (سفينة البحار ج ۱ ص ۳۲۵)

ادریس۔ ثقہ ہیں (خلاصه ۸)

۴۔بحار ج ۱۱ ص ۱۴۰ امام صادقؑ سے مروی ہے۔

إنّ الدنیا عند الامام کصحیفة لولم یکن هذا الامر لم نکن آئمة۔

ساری دنیا امام کے آگے صفحہ کتاب کی مانند ہے ایسا نہ ہوتا تو ہم آئمہ ہی نہ ہوتے۔ (کذافی مدینة المعاجز ص ۴۱۲)

۵۔بصائر الدرجات ج ۸ باب ۹ اور بحار ج ۷ ص ۲۶۹ میں امام صادقؑ سے مروی ہے۔

إنّ منّا أهل البیت لمن الدنیا عنده بمثل هذه وعقد بیده عشرة۔

ہم اہل بیتؑ میں سے امامؑ کے نزدیک ساری دنیا اس طرح ہے امام نے انگلیوں سے دائرہ بناتے ہوئے فرمایا۔

مجلسیؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ فی انّ له أن یتصرّف فیها بإذن اللّٰه کیف شاء أوفی علمه بما فیها وإحاطة بها۔

تاکہ امامؑ دنیا میں اللہ کے حکم سے اپنی مشیت کے مطابق تصرف کریں یا اس سے مراد یہ ہے کہ امام کا علم دنیا کے اندر موجودہ اشیاء پر اسی طرح حاوی و محیط ہے۔

۶۔کتاب الواحدۃ میں جناب امیر المومنینؑ سے مروی ہے۔

السماوات والارض عند الامامؑ کیده من راحة یعرف ظاهرها من باطنها وبرّها من فاجرها ورطبها من یابسها۔ ''آسمان و زمین امام کے نزدیک ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ہے امام ان کے ظاہر و باطن نیک و بد خشک و تر ہر ایک کو جانتا ہے'' (بحار الانوار ج ۷ ص ۲۲۳ ط کمپانی)

۷۔بحار ج ۱۳ ص ۱۸۵ بسند صحیح بحوالہ شیخ صدوق امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے۔ إذا تناهت الامور إلی صاحب هذا الامر رفع اللّٰه له کل منخفض وخفض له کل مرتفع حتی تکون الدنیا عنده بمنزلة راحة فأیّکم لو کانت فی یده شعرة لم یبصرها۔ ''جب امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف اپنے منصب پر فائز ہوں گے تو اللہ کیلئے ہر اونچے مقام کو نیچا اور نیچے مقام کو اونچا کر دیگا حتی کہ ساری دنیا ان کے نزدیک ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ہو جائے گی۔ تم میں کون ہے ایسا شخص جس کے ہاتھ میں بال پڑا ہوا ور اس کو نہ دیکھ رہا ہو''

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مذکورہ بالا احادیث کے متعلق
علماء اعلام کا وضاحتی بیان

۱۔علامہ جلیل محمد باقر مجلسیؒ بحار الانوار ج ۱ ص ۱۵۸ میں ان بعض احادیث کو درج کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

المعنی أنّ جمیع الدنیا حاضرة عند علم الامام یعلم مایقع فیها کنصف جوزة فی ید أحدکم ینظر إلیه۔

ان احادیث کا مقصد یہ ہے کہ پوری دنیا کا علم امامؑ میں حاضر ہے اور امام ان میں ہونے والے واقعات کو اس طرح جانتے ہیں جس طرح کسی کے ہاتھ میں اخروٹ کا ٹکڑا ہوا اور وہ اس کو دیکھ رہا ہو۔

۲۔علامہ جلیل عمدۃ الاصولیین آقائے محمد رمضان دربندیؒ اکسیر العبادات ص ٤٥٥ میں فرماتے ہیں۔

إنّ جمیع العوالم الامکانیة ومافیها من النشأة الدنیویة والنشأة البرزخیة والنشأة الملك والملکوت والنشأة الغیب والنشأة الشهادة إلیٰ غیر ذلك لیس عند محمد وآله المعصومین إلّا ککأس واحد یرونه بإذن اللّٰه حیث یشاؤن وما یشاؤن إلّا أن یشاء اللّٰه بمعنی أنّهم یتصرّفون فی النشأة الامکانیة فی جملة من المقامات تصرفاًلیس فی وسع أحدهم من عداهم من خلق اللّٰه أی لا فی وسع ملك مقرّب ولا نبی مرسل وکیف لا فقد أعطاهم اللّٰه من الشؤون العظیمة والقدرة مالا یسع تعقّله۔

تمام عوالم امکانیہ اور ان کے اندر موجود ہونے والے نشأۃ دنیا و نشأۃ برزخ اور نشأۃ ملک وملکوت ونشأۃ غیب وحضور وغیرہ محمد وآل محمد علیہم السلام کے نزدیک ایک کاسہ کی طرح ہیں جس کو وہ باذن اللہ اپنی مشیت کے مطابق دیکھ رہے ہیں اور ان کی مشیت اللہ کی مشیت کے تابع ہے بایں معنی کہ نشأۃ امکانیہ کے جملہ مقامات میں وہ ایسا تصرف کرتے ہیں جو کہ ان کے علاوہ مخلوق خدا میں سے نہ کوئی

فرشتہ مقرب کر سکتا ہے اور نہ نبی مرسل اور یہ کیونکر ناممکن ہوگا جب کہ اللہ نے ان کو اتنی عظیم شان اور قدرت عطاء کی ہے جو کہ عقل وفہم سے بھی بالاتر ہے۔

۳۔علامہ شیخ علی بن عبداللہ البحرانیؒ۔اپنی تالیف منارالهدی ص ٤٤ ط بمبئی میں نہج البلاغہ کے فقرہ لا یدخل الجنة إلّا من عرفهم وعرفوه "جنت میں وہی داخل ہوگا جو آئمہ اطہارؑ کو پہچانتا ہو اور آئمہ اطہارؑ اس کو پہچانتے ہوں" کی شرح میں فرماتے ہیں۔

والکلام ظاهر فی سعة علم الامام لتمکّنه من معرفة عارفیه ومنکریه مع بُعد دیارهم وکثرتهم وهو تصدیق ماورد من طرقنا عن أهل البیت أنّ الامام یعرف أولیائه وأعدائه فی أقاصی الارض و أدانیها و إنّ الدنیا عند الامام بمنزلة دارهم فی کفّ الانسان یقلّبه ویعلم أعلاها وأسفلهاکماارواه المشائخ الکبار مثل محمد بن الحسن الصفار ومحمد بن یعقوب و ابن بابویه و غیرهم من أکابر محدّثینا فی کتبهم۔

امامؑ کے علم کی وسعت میں بات بالکل واضح ہے چونکہ امامؑ اپنے پہچاننے والوں کو اور اپنے منکرین کو ان کے گھروں کی دوری اور ان کی کثرت کے باوجود پہچاننے کی قدرت رکھتا ہے اور اس میں اہل بیت علیہم السلام سے ہماری اسناد سے وارد ہونے والی احادیث کی تصدیق ہے کہ امامؑ زمین کے دور دراز اور قریب کے حصوں میں اپنے دوستوں اور دشمنوں کو پہچانتا ہے اور ساری دنیا امامؑ کے نزدیک ایسے ہے جس طرح کہ کسی کے ہاتھ میں درہم ہو اور وہ اپنی مرضی سے اس کو الٹ پلٹ رہا ہو اور اس کے اوپر و نیچے کے حصوں کو جانتا ہے جیسا کہ ہمارے جلیل القدر علماء محدثین مثلاً محمد بن الحسن صفار محمد بن یعقوب کلینیؒ اور ابن بابویہ وغیرہ نے اپنی کتب میں تحریر فرمایا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آئمہ طاہرینؑ مشرق و مغرب میں
ہر مومن کے حالات سے باخبر ہیں

ارشاد القلوب دیلمیؒ ج ۲ ص ۷۷ طبع نجف اشرف مدینة المعاجز ص ۱۲۲ القطرة ص ۷۹ بحارالانوار ج ۷ ص ۳۱۳ روی مرفوعاً الی حمران بن اعين عن القسم بن محمد بن ابی بكر عن رميلة وكان رجلا من خواص اميرالمومنينؑ قال رميلة وعكت عكاً شديداً فی زمان اميرالمومنينؑ ثم وجدت منه خفة فی نفسی يوم الجمعه فقلت لاعمل شيئاً افضل من ان افيض علی الماء واتی المسجد فاصلی خلف اميرالمومنينؑ ففعلت فلما علا علی المنبر فی جامع الكوفة عاودنی الوعك فلما خرج اميرالمومنينؑ من المسجد تبعة فالتفت الی وقال ما اراك الا مشتبكا بعضك فی بعض قدعلمت مابك من الوعك وما قلت انك لا تعمل شيئاً افضل من غسلك للصلوة خلفی وانك كنت وجدت خفة فلما صليت وعلوت المنبر عاد اليك الوعك ثانياً قال رميلة فقلت والله يا اميرالمومنين مازدت فی قصتی ولا نقصت حرفاً فقال لی رميلة مامن مومن ولا مومنة بمرض مرضاً الامرضنا لمرضه ولايحزن حزناً الاحزنا لحزنه ولادعاالا امنا علی دعائه ولايسكت الا دعوناله فقلت هذا يا اميرالمومنين لمن كان معك فی هذا المصر فمن كان فی اطراف الارض منزله فكيف فقال يا رميلة ليس يغيب عنا مومن ولامومنة فی مشارق الارض و مغاربها الاوهو معنا ونحن معه (۱) یہی روایت ابوسعید خدری کی سند سے بتغیر بعض الفاظ کتاب رجال کشی ص ۶۷ بصائر الدرجات ج ۵ ص ۷۱ و طبع جدید ص ۲۵۹ نیز بحارالانوار ج ۷ ص ۳۰۹ سفينة البحار ج ۱ ص ۵۳۵ مدينة المعاجز ص ۹۹ منتهیٰ الامال ج ۲ ص

۵۵۴ اور النجم الثاقب ص ۵۰۲ میں بھی منقول ہے۔

حمران بن اعین شیبانی سے مرفوعاً مروی ہے انہوں نے قاسم بن محمد بن ابی بکر سے روایت کی۔انہوں نے رمیلہ سے روایت کی جو کہ امیرالمومنینؑ کے خواص اصحاب میں سے تھے وہ کہتے ہیں کہ امیرالمومنینؑ کے زمانہ میں مجھ کو سخت بخار ہوا اور جمعہ کے دن میں نے طبیعت میں کچھ خفت محسوس کی اور میں نے کہا کہ آج سب سے بہتر کام یہی ہے کہ میں غسل کروں اور مسجد میں جا کر امیرالمومنینؑ کے ساتھ نماز جمعہ ادا کروں چنانچہ میں مسجد میں حاضر ہوا اور جب امیرالمومنینؑ نماز کے بعد وعظ کے لئے منبر پر تشریف لے گئے تو مجھ کو دوبارہ بخار شروع ہو گیا۔جب امیرالمومنینؑ مسجد سے باہر نکلے تو میں بھی ان کے پیچھے چل دیا۔پھر وہ میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے ”اے رمیلہ میں آج تم کو کیوں سکڑا ہوا دیکھ رہا ہوں؟ میں جانتا ہوں کہ تم کو بخار ہوا اور تم نے کہا کہ آج بہترین عمل یہ ہے کہ نماز جمعہ کے لئے غسل کروں اور جناب امیرالمومنینؑ کے پیچھے نماز پڑھوں اور تم نے کچھ خفت محسوس کی جب تم نے نماز پڑھی اور میں منبر پر آیا تو تم کو دوبارہ بخار شروع ہو گیا۔ رمیلہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا بخدا اے امیرالمومنینؑ آپ نے میرے قصہ میں نہ کوئی حرف بڑھایا ہے اور نہ گھٹایا ہے بلکہ پورا پورا واقعہ بیان کر دیا۔امامؑ نے مجھے فرمایا اے رمیلہ جو کوئی مومن یا مومنہ بیمار ہوتا ہے تو ہم بھی اس کی وجہ سے بیمار ہو جاتے ہیں اور جب ان کو کوئی غم ہوتا ہے تو ہمیں بھی غم ہوتا ہے اور جب وہ دعا مانگتے ہیں تو ہم آمین کہتے ہیں اور جب وہ خاموش ہو جاتے ہیں تو ہم ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔ میں نے کہا اے مولاؑ تو آپ ان کے لئے فرما رہے ہیں جو اس شہر میں ہوں اور جن کے گھر زمین کے مختلف اطراف میں ہیں ان کے لئے آپ ایسا کس طرح کرتے ہیں۔امامؑ نے فرمایا کہ اے رمیلہ ہم سے کوئی مومن اور مومنہ غائب نہیں ہے چاہے وہ زمین کے مشارق میں ہوں یا مغارب میں ہوں اور ہر ایک مومن ہمارے ساتھ ہے اور ہم اس کے ساتھ ہیں۔

---

(۱) بصائر الدرجات ص ۲۵۹ میں منقول سلسلہ سند میں حسن بن علی بن نعمان الاعلم ہیں۔خلاصۃ الاقوال میں ہے ثقة ثابت یہ راوی معتبر و راست گو ہیں۔رجال نجاشی میں ہے۔ ثقة صحيح الحديث یہ راوی ثقہ اور صحیح احادیث نقل کرنے والے ہیں (منتهى المقال ص ۱۰۰) نیز ابوربیع الشامی امام جعفر صادقؑ کے جلیل القدر اور ثقہ صحابی ہیں۔ان کا ذکر ابن عقدہ ہمدانی نے ”رجال صادق“ میں کیا ہے۔امل الامل ص ۱۴ نیز رجال کشی ص ۶۸، ۶۷ میں اس حدیث کی دو اور سندیں بھی مرقوم ہیں۔پس اس حدیث کے کل چار اسناد ہو گئیں جس سے اس کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آئمہ اطہارؑ مشرق و مغرب میں ہر شے پر ناظر و نگران ھیں

تفسیر برھان ص ۸۷۳ معالم الزلفی ص ۱۲۸ بحار الانوار ج ۷ ص ۲۷۱ مدینة المعاجز ص ۲۲۰ القطرة جلد ۲ ص ۱۴ میں ایک طویل حدیث میں عبداللہ بن بکر الارجانی سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا جعلت فداك هل یری الامام مابین الشرق و الغرب فقال یابن بکرکیف یکون حجة علیٰ مابین قطریها وهولایراهم فکیف یکون حجة علیٰ قوم غیب لایقدر علیهم وکیف یکون مودیاعن اللّٰه و شاهداً علی الخلق وهولایراهم و کیف یکون حجة علیهم وهو محجوب عنهم و قدحیل بینهم وبینه ۔میں آپ پر قربان جاؤں ذرا یہ بتلایئے کیا امام مشرق ومغرب کے مابین ہر شے کو دیکھتا ہے۔امامؑ نے فرمایا اے پسر بکر وہ اپنے سے غائب رہنے والی قوم پر حجت کیسے بن سکتا ہے جس پر وہ قادر نہ ہو اور اللہ کی طرف سے بندوں تک پہنچانے والا اور مخلوقات پر گواہ کیسے بن جائے گا جبکہ ان کو دیکھ نہ رہا ہو اور حجت کیسے ہو سکے گا جبکہ وہ اس سے پوشیدہ ہوں اور اس کے اور ان کے مابین پردے حائل ہوں۔اسی حدیث میں امام حسینؑ کے لئے مروی ہے کہ انه لیریٰ من یبکیه فیستغفرله ویقول لو تعلم ایها الباکی ماعدلك لفرحت اور امام حسینؑ اپنے رونے والوں کو دیکھتے ہیں اور ان کے لئے استغفار کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے رونے والے اگر تم کو معلوم ہو جائے کہ تمہارے لئے کیا اجر تیار کیا گیا ہے تو تم خوش ہو جاتے۔(کذافی القطرة ج ۱ ص ۲۰۹)

آئمہ معصومینؑ کو عین اللہ کہنے کی وجہ

احادیث متکاثرہ اور زیارات متضافرہ میں آئمہ معصومین علیہم السلام کو عموماً عیون اللّٰه الناظرة اور خصوصاً امیر المومنینؑ کو عین اللہ کہا گیا ہے۔چنانچہ بحار الانوار ج ۲۲ ص ۷۳ میں جناب امیرؑ کے متعلق وارد ہے انت عینه الحفیظة التی لاتخفی

علیها خافیة آپ ہی وہ عین اللّٰه الحفیظة ہیں جن پر کوئی پوشیدگی مخفی نہیں ہے۔بصائر ج ۲ باب ۳ تفسیر برهان ص ۶۴۷' ص ۸۰۰ بحار الانوار ۹ ص ۴۲۳ ج ۷ ص ۳۳۳ مراة الانوار ص ۱۶۵ زادالمعاد ص ۶۰۸ معانی الاخبار ص ۱۰ میں متعدد روایات میں ان ذوات مقدسہ کے لئے یہ الفاظ ملتے ہیں۔انا عین اللّٰه الناظرة۔ هم عین اللّٰه الناظرة فی خلقه باذنه' انا عینه الناظرة فی بریته۔نیز امام جعفر صادقؑ کے تائید شدہ شاعر ابو محمد سیف بن مصعب عبدی نے امیر المومنینؑ کے لئے وارد ہونے والے لفظ عین کو نگران کے معنی میں استعمال کیا ہے۔چنانچہ فرماتے ہیں وجهه الباقی و عین له ترعیٰ الخلائق اجمعین(مناقب ابن شهر آشوب ج ض ص ۱۴۸)۔آپ ہی اللہ کے وجہ باقی ہیں اور وہ عین اللہ ہیں جو تم مخلوقات کی نگرانی فرماتے ہیں۔آپ کے لئے امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں یا معشرالشیعه علموا اولادکم شعرالعبدی فانه علی دین اللّٰه۔اے گروہ شیعہ اپنے بچوں کو عبدی کے اشعار یاد کراؤ چونکہ وہ دین خدا پر قائم ہیں (رجال کشی ص ۲۵۴ منتهیٰ المقال ص ۱۴۹) اس لفظ عین کی تشریح علماء اعلام نے نگران کے ساتھ ہی فرمائی ہے۔

۱۔علامہ مجلسیؒ بحار الانوار ج ۷ ص ۱۳۲ میں فرماتے ہیں هم عین اللّٰه ای شاهده علیٰ عباده فکما ان الرجل ینظر بعینه یطلع علیٰ الامور فکذلك هم خلقهم اللّٰه لیکونواشهداء من اللّٰه علیهم ناظرین فی امورهم۔آئمہ اطہارؑ کے عین اللہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بندوں کے شاہد ہیں جس طرح آدمی اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے تاکہ وہ حالات پر مطلع ہو اسی لئے اللہ نے ان کو خلق کیا ہے تاکہ اللہ کی طرف سے یہ بندوں کے شاہد اور انکے امور میں ناظر قرار پائیں۔بحار الانوار ج ۱۸ ص ۷۷۵' میں عین اللہ کی شرح فرماتے ہیں ای شاهدك و من جعلته رقیباً علیٰ عبادك یعنی اے اللہ تو نے ان کو شاہد اور بندوں کا نگران بنایا۔حیوة القلوب ج ۳ ص ۱۷۸ میں فرماتے ہیں ایشان اندعین خدا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یعنی ناظر و گواہ اند برمردم وہم چنانکہ آدمی بدیدہ نظرمی کند براحوال مطلع می شود حق تعالیٰ ایشاں رابربندگان موکل گردانید کہ براحوال ایشاں مطلع باشند و دیدبان انداز جانب ایشاں' برگزیدہ خلقند آئمہ طاہرینؑ عین اللہ ہیں یعنی ناظر اور گواہ ہیں لوگوں پر جس طرح کہ آدمی اپنی آنکھ سے دیکھ کر حالات پر مطلع ہوتا ہے اللہ نے ان کو بندوں پر مؤکل کیا ہے تا کہ ان کے حالات پر مطلع ہوں اور بندوں پر اللہ کے نگران ہیں۔ نیز بحار الانوار ج ۸ ص ۴۲۲ میں عین اللہ کی شرح میں لکھتے ہیں ای شاھدہ علیٰ عبادہ من الباصرۃ یعنی اپنی آنکھوں سے مخلوقات پر شاہد ہیں۔

۲۔ **مرزا ابوالحسن الشریف** مرآۃ الانوار ص ۱۶۵ میں امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں وایضاً انہ یجسس من طرف اللّٰہ الخیر والشر من الخلائق وانہ ناظر شاھد علیھم۔ امام اللہ کی جانب سے مخلوقات کے خیر وشر کا تجسس فرماتے ہیں اور وہ ان پر ناظر اور گواہ ہیں۔

۳۔ **سید محمد مہدی الحسینی** طوالع الانوار ص ۶۹ میں عین اللہ کی شرح میں فرماتے ہیں فانہ لما کان مطلعاً علی الخلق ولایغرب عنہ ماغاب عنہ فھو بمنزلۃ عین اللّٰہ لایخفی علیہ شئی من خلقہ و قدیکون بمعنی جاسوس و ھوجاسوس اللّٰہ مترقب بعبادہ و مترصد فی امورھم۔ چونکہ امیر المومنین علیہ السلام مخلوقات پر مطلع ہیں اور ان سے غائب ہونے والی اشیاء دور نہیں ہیں پس وہ اس لحاظ سے عین اللہ ہیں چونکہ ان پر کوئی شے مخفی نہیں ہے اور عین بمعنی تجسس کنندہ کے بھی ہے چونکہ وہ بندوں کے امور کے نگران ہیں لہٰذا اس لحاظ سے بھی عین اللہ ہیں۔

ان علماء اسلام کے کلام سے مؤلف کتاب اصول الشریعہ ص ۱۷۳ کی وہ موشگافیاں بھی لاحقیقت قرار پائیں جہاں انہوں نے سنی تفاسیر سے عقائد شیعہ کو ثابت کرنے کے لئے شاہد وشہید کے معانی قلمبند کئے ہیں۔ قرآن مجید کی آیات میں جہاں سابقہ واقعات میں آنحضرت کے وجود کی نفی ہے ان کو وجود جسمانی پر کیوں نہ محمول کیا جائے جن ذوات مقدسہؑ کے

لئے علماء اعلام کا یہ نظریہ ہے کہ خلقھا بحضرتھم وعلمھم وکانوا مطلعین علیٰ اطوار الخلق واسرارہ (مراۃ ص ۴۶) اللہ نے ان ذوات مقدسہؑ کے سامنے کائنات کی ہر شے کو خلق فرمایا اور یہ خلق کے حالات و اسرار پر مطلع تھے۔ ان سے انبیاء ماسلف کے حالات کس طرح پوشیدہ رہ سکتے ہیں۔

بصائر الدرجات ج ۳ باب ۴ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے ان اللّٰہ اجل واکرم من ان یکون ا حتج علیٰ عبادہ بحجۃ ثم یغیب عنھم شیئاً من اجرھم۔ اس سے کہیں اجل وارفع ہے کہ کسی کو مخلوقات خدا پر حجت قرار دے پھر ان سے ان کے امور کو غائب رکھے۔ ایک روایت میں یوں وارد ہے اتری ان اللّٰہ استرعیٰ راعیاً علیٰ عبادہ واستخلف خلیفۃ علیھم ثم یحجب شیئاً من ا مورھم۔ آیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اللہ کسی کو اپنے بندوں پر نگران مقرر کرے اور ان پر اپنا نائب بنائے پھر ان کے امور کو اس کی نظر سے اوجھل رکھے۔

۴۔ **علامہ محمد باقر القائنی** کبریت احمر ج ۲ ص ۲۷۷ میں فرماتے ہیں کہ حجت خدا عین اللّٰہ الناظرہ ست و مطلع ست و حالات و کارہائے رعیت و دنیا درنزد امام مثل درہم ست کہ درکفی یکے از ما حجۃ خدا عین اللہ الناظرہ ہے اور دنیا و رعیت کے امور پر اس طرح مطلع ہے جس طرح ہمارے ہاتھ میں درہم پڑا ہوا اور ہم اس کو دیکھ رہے ہوں۔

ہر مومن کے ساتھ آئمہ معصومینؑ کی چشم بینا اور گوش شنوا موجود ھے

بحار الانوار ج ۱۲ ص ۱۳۱ سفینۃ البحار ج ۱ ص ۵۹۲ مدینۃ المعاجز ص ۴۰۶ کشف الغمہ ص ۲۳۴' الدمعۃ الساکبہ ص ۴۴۴ الخرائج و الجرائح ص ۲۳۲ میں عبداللہ بن یحییٰ الکاہلی سے مروی ہے (جن کے معتبر وممدوح ہونے پر علماء کا اجماع ہے اور ان کی احادیث صحیح قرار دی گئی ہیں منتھی المقال ص ۱۹۵ سفینۃ البحار ج ۱ ص

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۳۹ ' رجال کشی ص ۲۸۰ نجاشی ص ۱۵۳) کہ ان سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اے عبداللہ اگر کسی شیر شتے تمہارا سامنا ہو جائے تو تم کون سی دعا پڑھو گے میں نے عرض کی مولا مجھ کو بتلا دیجئے امامؑ نے فرمایا کہ یوں کہا کرو عزمت علیك بعزیمة اللّٰه و عزیمة محمد رسول اللّٰه و عزیمة علی امیر المومنینؑ درندہ تم سے دور چلا جائے گا اور تم کو اذیت نہ دے گا۔

عبداللہ الکاہلی کہتے ہیں کہ میں کوفہ آیا اور ایک دفعہ مجھ کو اپنے ابن عم کے ساتھ ایک گاؤں جانے کا اتفاق ہوا تو راستہ میں ایک شیر آ نکلا۔ پس میں نے امامؑ کی بتلائی ہوئی دعا پڑھ دی اور شیر دم ہلاتا ہوا دور نکل گیا۔ میرے ابن عم یہ دعا سن کر بڑے حیران ہوئے اور کہا یہ دعا تم کو کس نے بتلائی۔ میں نے کہا یہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے بتلائی ہے۔ اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ واقعی امام مفترض الطاعۃ ہیں حالانکہ پہلے میرا ابن عم مذہب اہل بیتؑ سے بالکل ناواقف تھا۔ اگلے سال جب میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اپنا واقعہ سنایا تو امامؑ نے فرمایا اترانی لم اشهدکم بئس مارأیت أن لیٔ مع کل ولی اذناً سامعة و عیناً ناظرة ولساناً ناطقاًثم قال یاعبداللّٰه انا واللّٰه عرفته عنكما۔ کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ میں وہاں موجود نہ تھا تم نے غلط سمجھا ہے بالتحقیق ہر دوست کے ساتھ میرے سننے والے کان اور دیکھنے والی آنکھیں اور بولنے والی زبان موجود ہے اور پھر فرمایا اے عبداللہ بخدا میں نے تم سے اس شیر کو دور کیا ہے۔

علامہ حافظ رجب بن علی بن رجب البرسیؒ (۱) م ۸۸۰ھ اپنی تالیف منیف مشارق

(۱) دور حاضر کے جلیل القدر محقق علامہ عبدالحسین امینی نزیل نجف اشرف اپنی تالیف الغدیر ج ۷ ص ۲۳ میں اس عالم جلیل کے متعلق فرماتے ہیں حافظ الشیخ رضی الدین رجب بن علی بن رجب البرسی الحلی من عرفاء علماء الامامیة و فقهائها المشارکین فی العلوم علیٰ فضله الباهر فی فن الحدیث (الی قوله) تجد کتبه طافحة بالتحقیق و دقة النظر وله فی ولاء آئمة الدین آراء و نظریات لا یرتضیها نصیف من الناس و لذلك رموه بالغلو وغیر ان الحق ان جمیع ما یثبته المترجم من الشئون الآئمة هی دون مرتبة الغلو۔ حافظ رجب بن علی بن رجب...... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

انوار الیقین فی اسرار المومنین ص ۱ میں اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں۔ اقول أن لهم فی هذالحدیث اسرار غریبة الاول الطاقة الوحوش لهم عیاناً و سماعاً الثانی انه یغب عنهم یشهد سائرالاولیاء لا نه الا مام مع الخلق کلهم ولو یحتجبوا عنه طرفة عین ولکن ابصارهم محجوبة عن النظر الیه و ان الدنیا فی یدالامام کالادرهم فی یدالرجل یقلبه کیف یشاء الثالث انه ا نکر علیه حیث انه حسب ان الحجة لم یشهد المحجوج علیه بعد ان ثبت انهم اعین اللّٰه الناظرة فی عباده۔ میں کہتا ہوں کہ آئمہ معصومین علیہم السلام کے لئے اس حدیث میں چند راز ہیں۔

(۱) ان کو دیکھ کر یا ان کی آواز سن کر حیوانات ان کی اطاعت کرتے ہیں۔

(۲) امامؑ اپنی امت سے غائب نہیں ہے اور تمام اولیاء کے ساتھ موجود ہے چونکہ وہ پوری مخلوق کے لئے امام ہے جو کہ چشم زدن جتنی دیر بھی مخلوقات سے غائب نہیں بلکہ ان ذوات مطہرہؑ کی آنکھیں دیکھنے میں نہیں آ سکتیں اور دنیا امامؑ کے لئے اس طرح ہے جس طرح کہ کسی کے ہاتھ میں درہم ہو اور اپنی مرضی سے اس کو الٹ پلٹ رہا ہو۔

(۳) امامؑ نے اس کے خیال کی تردید فرمائی جو کہ یہ سمجھتا تھا کہ حجت خدا مخلوق پر ناظر و نگران نہیں ہے حالانکہ ثابت ہو چکا ہے کہ آئمہ اطہارؑ عین اللہ الناظرہ ہیں۔ علامہ برسی کا یہ نظریہ علامہ محمد باقر

......(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) البرسی امامیہ کے علماء عارفین اور ان فقہاء میں سے ہیں جو کہ فن حدیث میں ماہر ہونے کے علاوہ مختلف علوم میں مہارت رکھتے ہیں۔ اسی لئے ان کی کتب تحقیق اور تدقیق سے لبریز ہیں اور آئمہ معصومین علیہم السلام کے متعلق بھی ان کی مخصوص آراء و نظریات ہیں جن کو لوگوں کا ایک گروہ اچھا نہیں سمجھتا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اس عالم جلیل نے ان ذوات مقدسہ کے لئے جو مراتب و مدارج قائم کئے ہیں وہ غلو سے پست تر ہیں خود امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ ہم کو رب نہ کہو اور ہماری شان میں جو کہہ سکو کہہ دو۔"

نیز محدث جلیل آقائے محمد بن الحسن حر عاملیؒ نے الجواهر السنیة ص ۲۰۸ ' ص ۲۳۷ اور مقامات مختلفہ میں ان کو الشیخ الاجل والشیخ الجلیل العارف کے القاب متبرکہ سے یاد فرمایا ہے جن سے اس عالم جلیل کی عظمت و جلالت پر بخوبی روشنی پڑتی ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بہبہانیؒ نے حاشیہ الدمعة الساکبہ ص ٤٤٤ میں بلا ردوقدح نقل فرمایا ہے جس سے ان کا نظریہ بھی بخوبی ثابت ہوسکتا ہے۔

مدينة المعاجز ص ٥٣١ الدمعة الساكبه ص ٤١٣ الخرائج ص ٢٢٩ بحار ج ١١ ص ٦٩ میں بسند ابو بصیر امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے

اترون ان ليس لنا معكم اعينا ناظرة و اسماعاً سامعة بئس مارائيتم والله لا يخفىٰ علينا من اعمالك شئى احضرونا۔

کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ تمہارے ساتھ ہماری دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے کان موجود نہیں ہیں تم نے غلط سمجھا۔ ہم سے تمہارا کوئی عمل مخفی نہیں ہے اور ہم کو حاضر سمجھو(ا)۔ تحفة المجالس ص ٢٠٢)۔

بصائر الدرجات ج ٩ باب ١٢ بحار ج ٧ ص ٢٩١ میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے لنا اعين لاتشبه اعين الناس وفيها نورو ليس للشيطان شرك۔ ہماری کچھ آنکھیں ایسی ہیں جو کہ لوگوں کی آنکھوں کے مشابہ نہیں ہیں ان میں اللہ کا نور ہے اور شرک شیطانی ان میں نہیں ہے۔

بحور الغمه ج ١ ص ٤٥٠ میں بعض کتب معتبرہ کے حوالے سے یہ روایت یوں مروی ہے اعلموا وتيقنوا ان لنا مع كل ولى لنا اعينا ناظرة لاتشبه اعين الناظرين و فيها نور من نور الله و حكمة من حكم الله ليس فيها للشيطان نصيب و كل بعيد منها قريب جان لو اور یقین کرلو کہ اپنے ہر دوست کے ساتھ ہماری ایسی آنکھیں ہیں جو کہ عام دیکھنے والوں کی آنکھوں کے مشابہ نہیں ہیں۔ ان میں اللہ کا نور اور علم ہے شیطان کا ان میں حصہ نہیں ہے اور ہر دور بعید کی چیز ان سے قریب ہے۔

موت کے وقت آئمہ طاہرینؑ حاضر ہوتے ہیں

١۔تفسیر قمی ص ٥٩٣ تفسیر برهان ص ٩٦٢ معالم الزلفىٰ ص ٦٢ میں معصومین علیہم السلام سے مروی ہے مايموت موال لنا الاويحضره رسول الله وامير المومنين والحسنؑ والحسينؑ فيرونه و يبشرونه۔ ہمارا کوئی دوست جب مرتا ہے تو اس کے پاس آنحضرتؐ اور امیر المومنین علیہ السلام اور حسن و حسین علیہما السلام حاضر ہوتے ہیں اور اس کو دیکھتے ہیں اور جنت کی بشارت دیتے ہیں۔

٢۔فروع کافی ج ١ ص ٦٥ میں ایک طویل حدیث کے جملہ ہیں فيجلس رسول الله عند رآسه و على علیہ السلام عند رجليه فيكب عليه رسول الله يقول ياولى الله ابشرانا رسول الله انى خيرلك ماتركت فى الدنيا ثم ينهض رسول الله فيقوم على علیہ السلام فيكب عليه فيقول يا ولى الله ابشرانا على بن ابى طالبؑ (كذافى معالم الزلفىٰ ص ٦١) پس آنحضرتؐ مرنے والے کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور علیؑ اس کے پاؤں کی جانب بیٹھ جاتے ہیں اور آنحضرتؐ فرماتے ہیں اے اللہ کے دوست بشارت ہو میں اللہ کا رسولؐ ہوں اور تمہارے لئے تمہارے دنیا کے اندر چھوڑے ہوئے مال ومتاع سے درجہا بہتر ہوں۔ پھر آنحضرت کھڑے ہوجاتے ہیں اور امیر المومنین علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور مرنے والے پر جھک جاتے ہیں اور فرماتے ہیں اے دوست خدا تمہیں بشارت ہو میں علی بن ابی طالب ہوں۔

٣۔فروع کافی ج ١ ص ٦٦ و معالم الزلفىٰ ص ٦٢ میں مروی ہے انه اذاكان ذالك واحتضر حضره رسول الله و على و جبريل و ملك الموت۔ جب موت کا وقت آجاتا ہے تو مرنے والے کے پاس آنحضرتؐ اور امیر المومنینؑ اور جبرئیلؑ اور ملک الموت

(ا)علامہ مجلسیؒ بحار ج ١١ ص ٦٩ میں احضرونا کی شرح میں فرماتے ہیں ای اعلموا اناجميع حاضرون لدينه بالعلم۔ یعنی یہ جان لو کہ ہم سب آئمہؑ اپنے علم واطلاع کی بدولت تمہارے ساتھ حاضر ہیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حاضر ہوجاتے ہیں۔

٤۔مراۃ الانوار ص ٦٧ و تفسیر برھان ص ١٠٨٣ میں آیت مبارکہ اذا بلغت الحلقوم انتم حنیئذ تنظرون (پ ٢٧ ع ١٦) جب روح حلق تک پہنچ جائے گی تو تم دیکھو گے ای الیٰ وصیه ا میرالمومنین ۔یعنی آنحضرتؐ کے وصی جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو دیکھو گے۔

٥۔فروع کافی ج ١ ص ٦٧ میں مروی ہے یحییٰ بن سابوریقول سمعت ابا عبداللّٰه یقول فی المیت تدمع عیناہ عندالموت فقال ذلک عند معاینة رسول اللّٰه فیری مایسرہ اما تری الرجل یریٰ مایسرہ وما یحب فتدمع عیناہ لذالك (کذا فی معالم الزلفی ص ٦٥) یحییٰ بن سابورراوی ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ جب مرنے والے کے آنسو آجائیں تو یہ سمجھو کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معائنہ کرلیا ہے۔(١)۔

٦۔بحار الانوار ج ٩ ص ٣٩٩' ٤٠٠ ج ٣ ص ١٤٥' مدینة المعاجز ص ١٨٧ معالم الزلفیٰ ص ٦٩' امالی شیخ طوسیؒ ص ٤٢ میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی ہے یاحادلیعرفنی ولی و عدوی عندالممات و عندالصراط و عندالمقاسمة ۔اے حارث ہمدانی میرا دوست اور دشمن مجھ کو موت' پل صراط اور تقسیم جنت کے وقت پہچان لے گا۔نیز اس قسم کی متعدد احادیث فروع کافی ج ١ ص ٦٤ سے ٧٠ تک بحار ٣ از صفحہ ١٣٦ تا ١٣٩ بحار ج ص ٣٩٩ مدینة المعاجز ص ١٨٨ اورمعالم الزلفیٰ ص ٦٠ تا ص ٧١ حق الیقین از ص ٤٤٢ تا ص ٤٤٥ نیز کتاب المختصر میں متعدد حدیثیں موجود ہیں۔

---

(١)بحارالانوار ج ١٢ ص ٤٥٣ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا فرمان مروی ہے انی و من یجری مجریٰ من الائمه لا بدلنا من حضور جنائزکم فی ای بلدکنتم فاتقواللّٰه فی انفسکم۔ میں اور میری طرح باقی آئمہ اطہارؑ تم شیعوں کے جنازہ میں ضرور شرکت کرتے ہیں چاہے تم کسی شہر میں مرو اپنے نفوس کے متعلق اللہ سے ڈرو۔اس واضح المعنی اور صریح المفہوم حدیث میں کوئی بے جوڑ تاویل نہیں بچ سکتی۔

بوقت احتضار آئمہ معصومینؑ کے حضور کے متعلق وارد شدہ احادیث کی تاویل نہیں ہو سکتی

شیخ مفیدؒ نے اوائل المقالات ص ٨٥ میں فرمایا ہے کہ رویة المحتضر لهما هوالعلم بثمرۃ الولایة۔ میرا خیال یہ ہے کہ مرنے والے کے ان ذوات مقدسہ کو دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان کے ثمرۂ ولایت کو دیکھتا ہے۔اسی طرح سید مرتضیٰ نے امالی میں لکھا ہے انما اخترناهذالتاویل لان امیرالمومنین جسم فکیف یشاهده کل محتضر والجسم لایجوزان یکون فی الحالة الواحدۃ فی جهات مختلفه۔ہم نے یہ تاویل محض اس لئے کی ہے کہ چونکہ امیرالمومنین علیہ السلام جسم ہیں اور جسم ایک حالت میں مختلف مقامات میں نہیں ہوسکتا۔

علامہ مجلسیؒ نے بحار ج ٣ ص ١٣٧ میں ان حضرات ذوی الاحترام کے اس نظریہ کی شدت سے تردید کرتے ہوئے فرمایا ہے لا یخفی ان الوجهین الاخرین بعیدان عن سیاق الاخبار بل مثل هذه التاویلات رد للاثار وطعن فی الاخبار۔ مخفی نہیں ہے کہ یہ دو تاویلات جو کہ سید نے پیش کی ہیں دونوں احادیث کے سیاق سے بعید ہیں بلکہ اس قسم کی بے جوڑ تاویلات کرنا احادیث واخبار میں طعن کرنے اور ان کی تردید کرنے کے مترادف ہے۔نیز رسالہ لیله ص ٧٦ میں اسی نظریہ کو تحریر فرمانے کے بعد لکھتے ہیں لایجوز التاویل بالعلم وانتقاش الصورالخیالیة فانه تحریف فی الدین و تضییع عقائد المومنین۔ان احادیث میں یہ تاویل کرنا جائز نہیں ہے کہ ثمرہ ولایت کا علم ہوتا ہے یا خیالی تصویریں منقش ہوجاتی ہیں۔ایسی بے جوڑ تاویلات کرنا دین میں تحریف کرنا ہے اور مومنین کے عقائد کو ضائع کرنا ہے (جیسا کہ رسالہ اصول الشریعه ص ١٧٨ میں ان لاحاصل تاویلات کو پیش کیا گیا ہے) لا تغفل و تدبر۔

علامہ جزائری ان تاویلات رکیکہ کی رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں والعجب منه کیف ارتکب تاویل هٰذا الاخبار الکثیرۃ مع ان بعضها من جهة صراحته

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فی المطلوب غیر قابل للتاویل (انوار نعمانیه ج ۲ المقام الثانی) تعجب ہے کہ سید مرتضٰی نے کیونکر ان احادیث کی تاویل کردی حالانکہ بعض تو معنی کے لحاظ سے اس قدر واضح ہیں کہ تاویل کی گنجائش ہی نہیں، حتیٰ کہ ابن ابی الحدید معتزلی نے سنی المذہب ہونے کے باوجود اس مسئلہ میں استبعاد پیش نہیں کیا چنانچہ وہ لکھتا ہے کان یقول عن نفسه انه لایموت میت حتی یشاهد علیاً حاضراً عنده والشیعه تذهب الیٰ هذا القول و تعتقد ولیس هذا بمنکر (کافی البحار ج ۹ ص ۴۰۱ عن شرح النهج ج ۱ ص ۱۱۶)
امیرالمومنین علیہ السلام خود فرمایا کرتے تھے کہ ہر مرنے والا مرنے سے قبل علی بن ابی طالبؑ کو اپنے پاس حاضر دیکھے گا اور شیعہ کا مسلک واعتقاد یہی ہے اور ایسا ہونا کوئی بعید نہیں ہے۔

امیرالمومنینؑ ہر میت کے پاس بنفس نفیس تشریف لاتے ہیں

۱۔علامہ حسن بن سلیمان بن خالد القمی الحلی متوفی ۸۰۲ھ اپنی کتاب المحتضر ص ۸ میں فرماتے ہیں اذا مات فی اللحظة الواحدة عدة اموات فی اطراف الدنیا یجب الاقرار والاعتراف بحضورهم علیهم السلام عند کل واحد لوعدهم الصادق المومن واغاثة من کربه و تفریج همه والوصیة فیه لملك الموت ولایلتفت هنا الیٰ الوهم و ضعف العقل ولایقال کیف یکون الجسم والواحد فی الزمان الواحد یحضر الاماکن المتعددة فاذا عرض الشیطان للعاقل ذالك رده یقول الله سبحانه وکان الله علیٰ کل شی مقتدراً۔ جب ایک ہی وقت میں دنیا کے مختلف اطراف میں مختلف لوگ مر جائیں تب بھی یہ اقرار واعتراف واجب ہے کہ یہ ذوات مقدسہ علیہم السلام ہر ایک کے پاس بذات خود حاضر ہوتے ہیں چونکہ ان کا مومن کے ساتھ سچا وعدہ ہے کہ اس کی فریاد رسی کریں گے اور اس کے غم کو دور کریں گے اور اس کے متعلق ملک الموت کو وصیت کریں گے اور یہاں پر عقل کے ضعف اور وہم کی طرف ہرگز متوجہ نہ ہونا چاہیے کہ

جسم واحد آن واحد میں متعدد مقامات پر کس طرح حاضر ہو سکتا ہے جب شیطان عاقل کے ذہن میں یہ شبہ ڈالے تو اس کی تردید اللہ کے اس قول سے کی جائے گی جیسا کہ اس نے فرمایا ہے (اللہ ہر شے پر قادر ہے)
۲۔علامہ سید ہاشم بحرانی مدینة المعاجز ص ۱۸۸ میں فرماتے ہیں اعلم ایها الاخ ان هذا المعنی من حضور امیرالمومنین عندالمیت یروی بطرق کثیرة و هذا المعنی لاینکره عاقل ولایتبعده الاجاهل لانه من امرالله و قدرة و جمیع معجزات الانبیاء المرسلین والائمة الراشدین والخواص جرت علیٰ یدیهم من افعاله واقداره وهذا ممکن وکل ممکن یقدر علیه سبحانه و تعالیٰ ولیس لاحد ان یستبعده بان یقول الاموات فی الیوم واللیلة بل فی الساعة الواحدة خلق کثیر وکیف الجسم الواحد یریٰ فی امکنته متعددة یریٰ فی وقت واحد قیل له لیس هٰذا بالنظر الیٰ اقدار الله بالعسیر بل هو مرجعه الی قوله کن فیکون۔ اے برادر ایمانی جاننا چاہیے کہ امیرالمومنین علیہ السلام کا میت کے پاس حاضر ہونا مشہور ہے اور مختلف طرق واسانید سے مروی ہے جس کا کوئی عاقل انکار نہیں کر سکتا اور اس کو جاہل ہی بعید قرار دے گا چونکہ یہ اللہ کے حکم سے ہے اور انبیاء و مرسلین اور آئمہ معصومین علیہم السلام کے تمام معجزات جو ان کے دستہائے مبارک پر جاری ہوئے یہ اسی کے افعال تھے اور اس کے قادر بنا دینے کی وجہ سے تھے اور یہ ممکن (ا) ہے اور اللہ ہر ممکن پر قادر ہے کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ اس کو یہ کہہ کر بعید قرار دے کہ مرنے والے دن رات بلکہ ہر گھڑی میں بہت سے لوگ ہوتے ہیں ایک ہی جسم متعدد مقامات پر آن واحد میں کس طرح نظر آ سکتا ہے اس کا منہ یوں بند کیا جائے گا جب اللہ کسی کو قدرت دے دے تو ایسا ہونا مشکل نہیں چونکہ اس کا مرجع اس کے اس فرمان کی طرف ہے جب وہ چاہتا ہے تو کسی شے سے کہہ دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۳۔علامہ جلیل آقا محمد باقر القائنی الکبریت الاحمر ج ۲ ص ۲۸۸ میں فرماتے ہیں ہر گاہ آئمہ طاہرین را دوست دارند حضور ایں مجالس راومطلع می باشند براں البتہ حاضر می شوند بآنہ قادرند کہ درامکنہ عدیدہ باشند چنانچہ درخبر مجلی ابن جمہورست از مقداد وغیرہ و غزوہ احزاب کہ لشکر کفار ۱۷ فرقہ شدہ بودند و علی درعقب ہمہ بودند بآنکہ درکنار خندق ایستادہ بودندو درفقرہ مہمانی امیرالمومنین درشب ماہ مبارک اخبار متواترہ ست کہ بحضور ایشاں دربالین مختصر بآنکہ گاہ ست کہ چند ہزار در مشرقی و مغرب بطاعون ووباء یا قتل از دنیا بودند۔ جبکہ آئمہ معصومین علیہم السلام ہماری ان مجالس کو پسند فرماتے ہیں اوران پر مطلع ہوتے ہیں تو لازمی طور پران میں حاضر بھی ہوتے ہیں۔ چونکہ وہ (آن واحد میں) متعدد مقامات میں حاضر ہونے پر قادر ہیں۔ چنانچہ ابن جمہور کی کتاب المجلی کی حدیث میں حضرت مقداد وغیرہ سے مروی ہے کہ جنگ احزاب میں کفار کا لشکر ۱۷ گروہوں پر تقسیم ہو چکا تھا اور علی علیہ السلام ہر ایک کے پیچھے دوڑ رہے تھے حالانکہ آپ خندق کے کنارے کھڑے تھے اور شب مبارک میں مہمانی کے فقرہ میں بھی ایسا وارد ہے کہ وہ ایک شب میں چالیس مقامات پر مہمان رہے اور متواتر احادیث میں وارد ہے کہ آئمہ اطہار مرنے والے کے سرہانے ہوتے ہیں اگرچہ مرنے والے مشرق ومغرب میں چند ہزار ہوں۔ طاعون یا کسی وباء یا قتل کی وجہ سے دنیا سے گئے ہوں (۱)۔

(۱) علامہ مجلسیؒ حق الیقین ص ۲۴۲ میں فرماتے ہیں تفکر در کیفیت حضور ایشاں نزدمیت چگونہ ست و دینم میت ایشاں رابچہ نحوست حضور ایشاں در جسد اصلی ست یا در جسد مثالی زیراکہ تفکر در انہا موجب ا ستیلائی شیطان دوسواس اولی گردد۔ آئمہ اطہار علیہم السلام کے میت کے پاس حاضر ہونے کی کیفیت میں تفکر نہ کرنا چاہیے کہ وہ ہر میت کے پاس کیسے حاضر ہوتے ہیں اور ہر میت ان کو کس طرح دیکھتی ہے اوران کا حضور جسد اصلی میں ہے یا مثالی میں چونکہ اس قسم کے خیالات شیطانی وساوس اس کے غلبہ سے ہوتے ہیں۔ (کذافی بحارالانوار ج ۳ ص ۱۷۴)۔

۴۔علامہ محمد باقر بن محمد تقی لاہیجی تذکرۃ الآئمہ میں فرماتے ہیں و جبریل بفرمان او قبض روح می کند تاحاضرنہ شود فرزند متولد نہ شود و تائید ایں قول می کند حدیث عن علی یا رمیلۃ مامن مومن ولا مومنۃ فی مشارق الارض و مغاربہا الا و نحن معہ۔ ملک الموت امیرالمومنین علیہ السلام کے حکم سے روح قبض کرتے ہیں اور آپ جب تک حاضر نہ ہوں کوئی بچہ بھی پیدا نہیں ہوتا اس قول کی تائید امیرالمومنین علیہ السلام کی حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ اے رمیلہ ہم مشرق ومغرب میں ہر مومن کے ساتھ ہیں۔

۵۔سید محمد مہدی حسینی طوالع الانوار ص ۴۵۱ میں فرماتے ہیں انہ یحضر عندکل میت فی شرق الارض و غربہا فی البحر و البر فی آن واحد۔ امیرالمومنین علیہ السلام مشرق ومغرب، بحر وبر میں ہر مرنے والے کے پاس آن واحد میں حاضر ہوتے ہیں ص ۷۵ میں فرماتے ہیں والعجب کل العجب ان القاصرین فی حق علی ینکرون ان الجدالواحد کیف یکون فی امکنۃ متعددۃ روی المقداد ان علیا یوم قتل عمرو وکان واقفاً علیٰ الخندق یمسح الدم عن سیفہ والقوم قد افترقوا سبعۃ عشر فرقۃ وھولکل منھم یحصدھم بسیفہ وھو فی مکان لم یبرح۔ تعجب ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام کے حق میں کوتاہی کرنے والے کیونکر انکار کرتے ہیں کہ ایک جسم متعدد مقامات پر کس طرح حاضر ہوسکتا ہے۔ مقداد نے روایت کی ہے کہ علی علیہ السلام عمرو کو قتل کرنے کے روز خندق کے کنارے کھڑے تھے اور اپنی تلوار سے خون صاف کر رہے تھے اور قوم کے ۱۷ گروہ بن چکے تھے اور آپ اپنی تلوار سے ہر ایک کو کاٹ رہے تھے حالانکہ آپ اپنے مقام پر ہی کھڑے تھے۔

۶۔فخر المحققین سید العلماء علامہ سید علی نقی سے دریافت کیا گیا کیا جناب رسول خدا اور آئمہ اہل بیت علیہم السلام ہر جگہ ہر وقت بجسد عنصری موجود اور حاضر وناظر ہیں۔ علامہ موصوف جواب میں تحریر فرماتے ہیں باذن الٰہی موجود ہوسکتے ہیں اور بعض مواقع پر مثل حالت احتضار مومنین کے ایسا وارد

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوا ہے جس کی حقیقت وکیفیت ہمارے حدود وعلم سے خارج ہے اور نہ ہم اس کے سمجھنے پر مکلّف ہیں۔ ''علی نقی النقوی'' اس فتویٰ کی اصل کاپی آقائے سید زوار الحسین ہمدانی مہتمم مکتبۃ الہمدانی بلاک نمبر ۱۹ سرگودھا کے پاس محفوظ ہے۔

۷۔ عمدۃ الاصولیین آقائے دربندی رحمتہ اللہ اپنی تالیف جلیل اکسیر العبادات ص ٤٣٦ میں فرماتے ہیں کان فی لیلة واحدة ضیفاً عند اربعین من الصحابة وکان معلما للملائکة جبریل و من دونه وانه یحضر عندکل مومن و کافر وقت الموت۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام ایک شب میں چالیس اصحاب کے پاس مہمان تھے اور ملائکہ میں سے جبریل اور دیگر فرشتوں کے استاد تھے اور آنحضرت بوقت موت ہر مومن و کافر کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ (کمانقل فی مجالس الواعظ لوالحونا ص ١٥٠)۔

امیر المومنینؑ کا آن واحد میں متعدد مقامات پر جانا تاریخ شیعہ سے ثابت ہے

۱۔ علامہ بحرانی مدینة المعاجز ص ١٨٩ میں فرماتے ہیں قد اعطی اللّٰہ امیر المومنین فی الدنیا ماینبه علیٰ ذالك و یحوزله ولایستبعد فی امره علیه السلام من ذالك ماروٰاه السید المرتضی فی کتاب عیون المعجزات اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین علیہ السلام کو آن وحد میں مختلف مقامات پر موجود ہونے کی قدرت دنیا میں ہی دے دی تھی جو ہمارے نظریہ کی تائید کرتی ہے اور امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں بعید نہیں سمجھی جا سکتی ان واقعات سے ایک واقعہ سید مرتضٰی نے عیون المعجزات میں لکھا ہے۔

''اصحاب حدیث نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ میں نے جنگ صفین کے معرکہ میں امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھا آپ کے سر پر سبز عمامہ تھا اور آپ کی آنکھیں رعب وجلال کی وجہ سے روشن چراغ معلوم ہو رہی تھیں۔ وہ اپنے اصحاب کے ایک گروہ میں کھڑے تھے جس طرح کہ ستاروں کے جھرمٹ میں چاند ہوتا ہے۔ وہ ان کو جنگ وجدال کی ترغیب دلا رہے تھے پھر وہ میری

طرف متوجہ ہوئے۔ میں ایک طرف کو کھڑا ہوا تھا۔ اتنے میں معاویہ کی فوج کا ایک دستہ نکلا جس کا نام الکتیبة الشہباء تھا جس میں بیس ہزار شہسوار، بیس ہزار گھوڑوں پر سوار تھے اور لوہے کی مضبوط زرہوں میں ملبوس تھے۔ خودوں کے نیچے سے ان کی آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔ ان کے طمطراق کو دیکھ کر عراقی لشکر کانپ گیا۔ جب امیر المومنین علیہ السلام نے یہ حالت دیکھی تو عراقیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا اے اہل عراق تم کو کیا ہو گیا ہے یہ تو صرف ٹیڑھے خول ہیں جن کے اندر سہمے ہوئے دل اور ٹڈی کی سی ٹانگیں ہیں جو اس طرح لرز رہی ہیں جس طرح ہوا میں ٹڈی کانپتی ہے۔ یہ تو محض باغی ہیں اگر ان کو اہل حق کی آبدار تلواروں نے مس کیا تو یہ اس طرح منتشر ہو جائیں گے جس طرح آگ پر پروانے بکھرتے ہیں اور تم دیکھو گے کہ ان کے اندر ایسی بھگدڑ مچے گی جس طرح تیز آندھی میں ٹڈیوں کی شامت آئی ہو۔ پھر آپ یکدم مروانی لشکر پر ٹوٹ پڑے اور ان کو چکی کی طرح گردش دی۔ تھوڑی دیر تک گھمسان کی جنگ رہی پھر یکا یک غبار اٹھی اور ہوا میں کٹی ہوئی کھوپڑیاں اور ہاتھ لہراتے ہوئے دکھائی دیئے اور لاشوں کے انبار لگ گئے۔ امیر المومنین علیہ السلام واپس آئے تو تلوار سے خون ٹپک رہا تھا اور یہ آیت پڑھتے ہوئے خراماں خراماں چلے آ رہے تھے ''فقاتلو آئمة الکفرانهم لاایمان لهم لعلهم ینتهون۔ جب شامیوں نے ہوش سنبھالا تو ان کے سینکڑوں سپاہی مولی گاجر کی طرح کٹے پڑے تھے جو بچ گئے انہوں نے معاویہ کے پاس جا کر دم لیا۔ معاویہ نے اپنی شکست فاش پر کف افسوس ملتے ہوئے ان کو بھاگنے پر خوب لعنت وملامت کی اور ہر ایک نے یہی جواب دیا کہ ہم کیسے نہ بھاگتے جوں ہی ہم پیچھے کی طرف مڑ کر دیکھتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا علیؑ ہم سب میں سے ہر کسی کے پیچھے بھاگ کر حملہ کر رہے تھے۔ معاویہ نے تعجب سے کہا ویلکم ان علیا الواحد کیف کان وراء جماعة متفرقین۔ تم پر ویل ہو ایک علیؑ تم متفرق جماعتوں کے پیچھے کیونکر بھاگ رہے تھے۔

(کذا فی مدینة المعاجز ص ٧٠)۔

ایک اسی قسم کا واقعہ شیخ رجب بن علی البرسی نے کتاب الواحدۃ سے نقل کیا ہے (جو کہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حسن بن محمد بن جمہور کی تالیف ہے اور وہ ثقہ ہیں) کہ مقداد بن اسود الکندی روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام جنگ خندق کے دن عمرو بن عبدود کو قتل کرنے کے بعد خندق کے پاس کھڑے ہو کر اپنی تلوار سے خون صاف کر رہے تھے اور اس کو ہوا میں گھما رہے تھے اور کفار کا لشکر سترہ فرقوں میں تقسیم ہو چکا تھا اور ہر ایک اپنے پیچھے علی علیہ السلام کو دیکھ رہا تھا کہ وہ تلوار سے کاٹ رہے تھے۔(کذا فی المجلی لابن جمھور الاحسائیؒ)

نیز ابن شہر آشوب سے مناقب ج ۲ ص ۱۶۲ میں حسن البصری کی کتاب سے نقل کیا ہے جنگ خندق میں کفار کے لشکر سترہ ٹولوں میں تقسیم تھے اور ہر ایک علیؑ کو اپنے پیچھے دیکھ رہا تھا۔ نیز ابن شہر آشوب نے شیخ مفید کی کتاب العیون والمحاسن سے نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنگ بدر میں مشرکین کے ہر زخمی ہونے والے سپاہی سے پوچھا جاتا تھا کہ تجھ کو کس نے قتل کیا تو وہ کہتا تھا کہ علی بن ابی طالبؑ نے اور یہ کہہ کر وہ مر جاتا تھا اور صاحب کتاب بستان الواعظین نے بھی لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے حدیث معراج میں فرمایا کہ جب میں واپس آیا اور آسمان میں دیکھا کہ ہر آسمان میں علی بن ابی طالب علیہ السلام نماز پڑھا رہے ہیں اور فرشتے ان کے پیچھے کھڑے ہیں۔

ا۔ علامہ شیخ محمد تقی البرغانی (۱) اپنی کتاب مجالس المتقلین مجلس نمبر ۳۹ میں فرماتے ہیں۔

عجب نیست از اسرار امیرالمومنین علیہ السلام و معجزات باہرہ او این حدیث بامقداد در جنگ خندق که سبق اشاره شد صریح می باشد درظهور آنجناب در ہر صورت و مثالی که خواسته باشد آن جناب خود بنده اللّٰه

(۱) حجۃ الاسلام علامہ محمد تقی برغانی قزوینی شہید ۱۲۶۳ھ قزوین کے جلیل القدر علماء زاہدین وفضلاء متقین میں سے تھے۔ علامہ عباس قمی فرماتے ہیں کہ قزوین میں آپ زہد وتقویٰ اور علم کے اعتبار سے تمام علماء وقت پر مقدم ومفضل تھے۔ مگر افسوس کہ ۱۲۶۳ھ میں مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے سجدہ کی حالت میں فرقہ بابیہ ملعونہ کے بعض مفسدین نے آپ کو شہید کر دیا۔ عظم اللّٰه اجورالشیعه هذه النکبة الکبریٰ ۔ (ازفوائد رضویه ص ۴۳۹ علامہ شیخ عباس قمی۔ قصص العلماء ج ۱۱ از ص ۱۴ تا ۵۴ علامہ تنکابنیؒ)

بودند و بمحض اراده ہر چیزی موجود مظہر جمال و جلال و قدرة الٰہی بودند چنانچه جناب اقدس الٰہی درہرامکنه حاضر و خود لامکان است نظیر این از آنجناب مکرر ظاہر شده از آن جمله در حرب بصره در کتاب انیس السمراء و کتاب مجلی ناقلاعنه عن جابر قال کنت مع علی فی غزوة البصرة کان سبعون الف رجل مع عائشه مارائیت منهزمًا الا انه اقال جرحنی علی وما رائیت مقتولا الا انه قال قتلنی علی وماکنت فی المیمنة الا سمعت صوت علی وماکنت فی المیسره الا سمعت موت علی وماکنت فی القلب الا سمعت صوت علی ازین۔ واضح شد سرآن که آنجناب درلیلة واحده در چهل مکان بمہمانی حاضر شدند۔ جنگ خندق کے متعلق جناب مقداد سے روایت شدہ واقعہ امیرالمومنین علیہ السلام کے اسرار اور معجزات باہرہ سے بعید نہیں ہے۔ اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب جس صورت میں چاہتے تھے ظاہر ہوتے تھے اور آں جناب خود اللہ کے بندے تھے اور ہر موجود شے کے متعلق محض ارادہ کے ذریعے ہی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے جلال و جمال کے مظہر بن جاتے تھے۔ جیسا کہ معبود حقیقی خود لامکان ہے اور ہر مقام پر حاضر ہے۔ امیرالمومنین علیہ السلام سے ان واقعات کے نظائر مختلف مقامات پر ظاہر ہوئے۔ چنانچہ جنگ صفین میں بھی ایسا واقعہ رونما ہوا۔ کتاب المجلی اور انیس السمراء وغیرہ میں جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ جنگ صفین میں' میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے ساتھ تھا اور عائشہ کے لشکر میں ستر ہزار مرد تھے میں نے جس شکست خوردہ کو دیکھا وہی یہ کہہ رہا تھا کہ مجھ کو علیؑ نے شکست دی جس زخمی کو دیکھا وہ یہی کہہ رہا تھا کہ مجھ کو علیؑ نے زخمی کیا۔ لشکر کے میمنہ ومیسرہ اور قلب میں ہر طرف مجھ کو امیرالمومنین علیہ السلام ہی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ ان واقعات سے وہ راز بھی کھل جاتا ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام آن واحد میں ایک ہی رات میں چالیس گھروں میں مہمان تھے۔ اسی طرح تفسیر برہان ص ۶۵۰ بصائر الدرجات ج ۸ باب ۱۲ بحار ج ۱۱ ص ۹ مدینة المعاجز ص

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۳۰۸ میں بسند قوی مروی ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے ایک نجومی سے فرمایا هل ادلك علی رجل قدمر منذ دخلت علینا فی اربعة عشرهالما کل عالم اکبر من الدنیا ثلاث مرات ولم تیحرك من مکانه قال من هو قال انا۔ میں تم کو ایسا شخص بتلاؤں کہ جب سے تم یہاں آئے ہو وہ چودہ عالموں سے گزر چکا ہے اور ہر عالم اس دنیا سے تین مرتبہ بڑا ہے حالانکہ اس نے اپنے مقام سے حرکت تک نہیں کی۔ نجومی نے کہا وہ کون ہے امامؑ نے فرمایا۔ ”میں ہوں“ واضح ہو کہ مدینة المعاجز ص ۳۰۸ میں بحوالہ دلائل طبری ایک روایت میں چودہ عالموں کے بجائے چودہ ہزار عالموں کا ذکر بھی مروی ہے۔ جب آئمہ طاہرینؑ آن واحد میں اپنے مقام سے حرکت کئے بغیر چودہ ہزار عوالم میں بھی موجود ہو سکتے ہیں تو چالیس گھروں میں مہمان ہونا کیا بعید ہے۔

شب معراج امیرالمومنینؑ کا تیسرے آسمان پر نورانی ناقہ پر سوار ہو کر تشریف لانا

محدث جلیل القدر فخر الدین ابن طریح النجفی م ۱۰۸۵ھ مجمع البحرین ص ۳۸۳ میں آنحضرتؐ کی حدیث نقل فرماتے ہیں اعلموا ان لیلة المعراج عرج بی الیٰ السماء الثالثة نصب لی منبر من نور فجلست علی راس المنبر و جلس ابراهیم تحت درجة وجلس حبیج الانبیاء الاولین حول المنبر فاذابعلی اقبل وهو راکب علیٰ ناقة من نور و وجهه کالقمر واصحابه حوله فقال ابراهیم یا محمد ای نبی معظم اوملك مقرب قلت لانبی معظم ولاملك مقرب بل هواخی وابن عمی و صهری و وارث علمی علی بن ابی طالبؑ۔
یاد رکھو جس رات میں معراج پر گیا اور تیسرے آسمان پر پہنچا تو میرے لئے ایک نورانی منبر نصب کیا گیا جس پر میں بیٹھا اور جناب ابراہیمؑ ایک درجہ مجھ سے نیچے بیٹھے اور باقی انبیاء اولین میرے اردگرد بیٹھے۔ اچانک علیؑ ایک نوری ناقہ پر سوار ہو کر آ گئے۔ جن کا چہرہ چاند کی طرح روشن تھا اور

ان کے اصحاب (یعنی اوصیاء اولین) ان کے اردگرد تھے جناب ابراہیمؑ نے پوچھا یہ کون ہے؟ نبی معظم یا فرشتہ مقرب ہیں، میں نے کہا یہ نہ کوئی نبی معظم ہیں اور نہ فرشتہ مقرب بلکہ یہ میرے بھائی میرے ابن عم اور میرے داماد اور میرے علم کے وارث علی بن ابی طالبؑ ہیں۔

مقام قاب قوسین پر آئمہ معصومینؑ کا ظهور محبور

کنزالفوائد ص ۲۵۸ تفسیر برهان ص ۱۴۵ بحار ج ۷ ص ۳۴۷ مدینة المعاجز ص ۱۴۳ مقتضب الاثر ص ۱۳، ۲۹، ۴۲، بحار ج ۶ ص۳۹۶ میں مروی ہے کہ آنحضرت ص نے جارود بن منذر عبدی سے فرمایا یا جارود لیلة اسری بی الی السماء اوحی اللّٰه الی ان سل من ارسلنا من قبلك من رسلنا علیٰ مابعثوا فقلت وعلیٰ مابعثتم فقالو علیٰ نبوتك و ولایة علی بن ابی طالبؑ والائمة منکما ثم اوحیٰ الی ان فالتفت عن یمین العرش فاذا علی والحسن والحسین و علی بن الحسین و محمد بن علی و جعفر بن محمد و موسیٰ بن جعفر و جعفر و علی بن موسیٰ و محمد بن علی و علی بن محمد والحسن بن علی والمهدی و فی ضحضاح من نور یصلون ۔اے جارود جس شب کو میں آسمان کی طرف گیا تو اللہ نے میری طرف وحی کی کہ تم سے پہلے جو انبیاءؑ ہم نے بھیجے ہیں ان سے پوچھ لو کہ وہ کس عہد پر بھیجے گئے؟ میں نے جب پوچھا تو انبیاء نے جواب دیا کہ آپ کی نبوت اور علیؑ اور ان کی اولاد میں سے آئمہ اطہارؑ کی ولایت کے اقرار پر ہم مبعوث ہوئے پھر اللہ نے وحی کی کہ اے محمدؐ عرش کی بائیں طرف دیکھو میں نے داہنی طرف دیکھا تو علیؑ حسنؑ اور حسینؑ اور زین العابدینؑ اور محمد باقرؑ اور جعفر صادقؑ اور موسیٰ کاظمؑ اور علی رضاؑ اور محمد تقیؑ اور علی نقیؑ اور حسن عسکریؑ اور امام مہدی صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف ایک نورانی مقام میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے ہیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آئمه معصومینؑ عمود نوری میں مخلوقات اور ان کے اعمال دیکھتے رہتے ھیں

ا۔ حسین بن حمدان الخفینی الحسنبلانی متوفی ۳۸۵ھ اپنی کتاب ''الهدایہ'' میں فرماتے ہیں حدثنی هارون بن مسلم السعد ان و محمد بن احمدالبغدادی واحمد بن اسحاق و سهل بن زیاد و عبدالله بن جعفر وغیرهم من عدة المشائخ الثقاة الذین کانو امجاورین للامامینؑ عن سیدنا ابی الحسن و ابی محمد علیه السلام (فی حدیث طویل اٰخره) اذاقام بالامرالله رفع له عمود من نور فی کل مکان ینظرفیه الیٰ الخلائق واعمالهم وینزل امرالله الیه فی ذالك العمودوالعمود نصب عینیه حیث تولی و نظمر۔(بحار ج ۱۳ ص ٦ دینابیع المودة ص ۳۸٦' طبع بمبئی و مدینة المعاجز ص ٥٨٩۔ ہارون بن مسلم ومحمد بن احمد البغدادی واحمد بن اسحاق وسہل بن زیادوعبداللہ بن جعفروغیرہم نے ہمیں ان معتبر علماء سے نقل کر کے بتلایا جوامام علی نقی اور امام حسن عسکری علیہما السلام کے جوار میں مقیم تھے کہ امام علی نقی اور امام حسن عسکری علیہما السلام نے فرمایا جب امامؑ منصب امامت پر فائز ہوتا ہے تو اللہ ہر جگہ اس کے لئے نورانی عمود قائم کرتا ہے جس کے اندر وہ تمام مخلوقات اور ان کے اعمال کی طرف دیکھتا ہے اور اس عمود میں ہی اس پر اللہ کی طرف سے حکم معلوم ہوتا ہے اور امامؑ جہاں جائے اور جہاں دیکھے عمود اس کی آنکھوں میں نصب ہوتا ہے(تبصرة الولی ص ١١٥)۔

رجال الاسناد

(۱) ہارون بن مسلم السعدان البصری ثقه وجه لقی ابا محمدؑ نجاشی ص ۳۰۷ جلیل القدر ثقہ ہیں آپ نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

(۲) محمد بن احمد البغدادی الکرخی۔ ثقة سلیم من اصحاب ابی محمدؑ رجال نجاشی ص ۲٤٤' امام حسن عسکری علیہ السلام کے صحابی اور صحیح الحدیث اور ثقہ راوی ہیں (تعدیل

میں لفظ سلیم مدح قوی کی علامت ہوتی ہے۔ (کتب علم درایه' توضیح المقال و منتهیٰ المقال وغیره)۔

(۳) احمد بن اسحاق الاشعری:۔کان خاصة ابی محمد روی عن ابی جعفر الثانی وابی الحسنؑ۔ رجال نجاشی ص ٦٦ سفینة البحار ج ۱ ص ۳۰۱ میں ہے۔ هو شیخ القیسین رای صاحب الزمان امام حسن عسکری علیہ السلام کے صحابی خاص ہیں جنہوں نے امام علی رضا اور امام علی نقی علیہما السلام سے روایت کی ہے۔علماء قم کے جلیل القدر بزرگ تھے جن کو امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

(۴) سہل بن زیاد الآدمیمن اصحاب ابی محمد العسکریؑ۔امام حسن عسکریؑ کے صحابہ اجلاء میں سے ہیں۔ رجال نجاشی ص ۱۳۷ رجال کشی ص ۳٤۹ فهرست ابن ندیم ص ۳۱۳۔

(۵) عبداللہ بن جعفر الحمیری۔ شیخ التفسین ووجههم ثقة من اصحابب ابی محمد العسکریؑ۔ (رجال نجاشی ص ١٥٢۔ سفینة البحار ج ٢ ص ١٢٧)۔

(٦) نیز مناقب ابن شهر آشوب ج ٥ ص ١٠٩ بحار ج ١٢ ص ١٠٢' الدمعة الساکبه ص ٥٩٢ مدینة االمعاجز ص ٥٣٤ میں امام رضا علیہ السلام سے یوں مروی ہے رفع الله له اعلام الارض فقرب له مابعد عنه حتی لایغرب عنه قطرة غیث نافعة ولاضارة۔ اللہ امامؑ کے لئے زمین میں نورانی اعلام بلند کرتا ہے جس کے ذریعے امامؑ کے لئے ہر دور کی چیز قریب ہو جاتی ہے حتیٰ کہ بارش کا ایک فائدہ مند یا نقصان دہ قطرہ تک اوجھل نہیں رہتا۔

(۳) بصائرالدرجات ص ٤٠٨ میں ایک مکمل عنوان ہے۔باب ان الامام یری المشرق والمغرب بالنور باب ۔اس بیان میں کہ امامؑ قوت نوری کی وجہ سے مشرق و مغرب کی ہر شے کو دیکھتا ہے۔اس باب میں متعدد احادیث درج کی گئی ہیں۔ معویه بن حکیم عن ابی داؤد المسترق عن محمد بن مروان عن ابی عبدالله اذدا وضعته

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

امه سطح له نور مابين السماء والارض فاذا درج رفع له عمود يرى به مابين المشرق والمغرب (بصائر الدرجات ج ٩ باب ٨ ص ١٢٨) جب امامؑ شکم مادر سے دنیا میں آتے ہیں تو آسمان وزمین کے درمیان ان سے ایک نور چمکتا ہے اور جب وہ چلنے لگتے ہیں تو ان کے لئے آسمان وزمین کے مابین ایک عمود قائم ہوتا ہے جس کے ذریعے وہ مشرق ومغرب کے مابین ہر شے کو دیکھتے ہیں۔

(۱) معویہ بن حکیم امام رضاؑ کے جلیل صحابی اور ثقہ ہیں۔ منتھی المقال ص ٣٠٣ خلاصہ ص ٧٨۔

(۲) ابوداؤد المشرق شیخ جلیل القدر اور ثقہ ہیں۔ الغدیر ج ٢ ص ٢٦٧ منتھی المقال ص ١٥٥ کشی ص ٢٠٥ خلاصہ ص ٣٨۔

(۳) محمد بن مروان حناط ثقہ ہیں نجاشی ص ٢٥٥ خلاصہ ص ٧٧۔

(۴) عبداللہ بن عامر عن محمد البرقی عن الحسین بن عثمان عن محمد بن فضیل عن ابی حمزة الثمالی رفع الله له عمود امن نور یری فیها الدنیا و م افیها و لا یتر عنه شی۔ امامؑ کے لئے عمود نوری بلند کیا جاتا ہے جس کے اندر امامؑ دنیا اور اس کی ہر شے کو دیکھتے ہیں (بصائر الدرجات ج ٩ ص ١٢٨)

(۱) عبداللہ بن عامر اشعری ثقہ ہیں۔ منتھی المقال ص ١٨٦ رجال نجاشی ص ١٥١

(۲) ابوعبداللہ محمد بن خالد برقی امام رضا کے جلیل القدر ثقہ صحابی ہیں۔ منتھی المقال ص ٢٧٢ خلاصة الاقوال ص ٦٧۔

(۳) حسین بن عثمان۔ ثقہ جلیل اور فاضل اکمل ہیں۔ نجاشی ص ٣٩ خلاصہ ص ٦٧۔ (۴) فضل بن کثیر ثقہ ہیں۔ بحار ج ١٢ ص ٧٧، مناقب ابن شهر آشوب ج ٥ ص ٩٩۔

(۵) امام محمد باقرؑ کی ایک حدیث میں یوں وارد ہے یبعث له عمود من نور تحت، بطنان العرش الی الارض یری فیه اعمال الخلائق۔ (بصائر الدرجات ص ١٣٠) امامؑ کے لئے سطح عرش سے زمین تک ایک نورانی عمود قائم ہوتا ہے جس کے اندر وہ مخلوقات

کے اعمال کا مشاہدہ کرتا ہے۔

(۶) امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں یا ابن اسحاق اتری اذا من هذا الخلق ان الامام اذا ترعرع نصب له عمود من السماء الی الارض ینظر به الیٰ اعمال العباد۔ (بصائر الدرجات ص ١٢٦) اے ابن اسحاق تم ہم کو اس مخلوق میں سے ایک آدمی سمجھتے ہو۔ امامؑ جب جوان ہوتا ہے تو اس کے لئے آسمان سے زمین تک ایک عمود قائم ہوتا ہے جس سے وہ بندوں کے اعمال کا مشاہدہ کرتا ہے۔

(۷) جعل الله له عموداً یبصر بدما یحمل اهل کل بلدة (بصائر الدرجات ص ١٢٨) اللہ امامؑ کے لئے ایک عمود بناتا ہے جس کے ذریعے وہ دیکھتا ہے کہ ہر شہر کے لوگ کیا عمل کر رہے ہیں۔ (تفسیر قمی ص ٢٠٢۔ بحار ج ٧ باب احوال ولادتهم وانعقاد نطفهم الخ

(۸) جعل له مصباح من نور یعرف به الضمیر ویری به اعمال العباد (بصائر الدرجات ص ١٢٨ المحتضر ص ١٢٧)۔

اللہ امامؑ کے لئے عمود نور قائم کرتا ہے جس کے لئے وہ دلوں کے راز جانتا ہے اور بندوں کے اعمال دیکھتا ہے۔

یہ تمام احادیث صحیحہ ومستندہ بحار الانوار ج ٧ ص ٣٠٧ میں بھی مروی ہیں۔ نیز علامہ موصوف حق الیقین ص ٤٩ میں فرماتے ہیں۔ میان امام و حق تعالیٰ عمودی از نور ست کہ درآن عمود احوالات بندگان خدارامی بیند۔ اللہ اور امامؑ کے مابین ایک عمود نور ہے جس کے ذریعے امامؑ بندوں کے حالات کو دیکھتا ہے۔ بعض مقامات پر آتا ہے یری فیه اعمال العباد کمایری الانسان نفسه فی المرآة القطرة ص ٩١ عمود میں امامؑ اعمال اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح انسان آئینہ میں اپنی صورت دیکھتا ہے۔

(۹) انوار النعمانیه ص ٩ علامہ جزائری میں بحوالہ مشارق الانوار امام جعفر صادقؑ سے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شان امامؑ میں مروی ہے کہ ان الامام لایخفی علیه شیء مافی السماء ولا مما فی الارض وانه ینتظر الیٰ ملکوت السمٰوات فلایخفیٰ علیه شی ولا همهمة ولا شی فیه روح ومن لم یکن بهذه الصفات فلیس بامام ۔امامؑ پر آسمان وزمین کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہوتی۔امامؑ ملکوت السماوات میں نظر کرتا ہے اوراس پر کوئی آواز خفیف اور کوئی ذی روح چیز پوشیدہ نہیں ہوتی۔جس میں یہ صفات نہ ہوں وہ امام ہی نہیں ہے۔علامہ جزائری فرماتے ہیں کہ اس معنی میں میری نظر سے ایک ہزاراحادیث گزری ہیں۔

احادیث عمود کا صحیح مفہوم

علماء اعلام کے افادات کی روشنی میں

عیون اخبار الرضاء باب ٤٥ حدیث اول اول اور بحار ج ۷ ص ۱۹۱‘ ۲۱٤ المختصر ص ۹۳ میں ثقہ جلیل حسن بن جہیم ابومحمد شیبانی (ا) سے مروی ہے کہ امام رضاؑ نے فرمایا ان اللّٰه قد ایدنا بروح منه مقدسة لیست بملك ولم تکن مع احد ممن مضی الامع رسول اللّٰه وهی مع الائمة علیهم السلام منایسددهم و یوفقهم وهوعمود من نور بیننا وبین اللّٰه۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری تائید ایک مقدس روح سے کی ہے جو کہ فرشتہ نہیں ہے اور گزشتہ لوگوں میں سے کسی کے ساتھ نہ تھی اور وہ رسول اللہ اور ہمارے ساتھ موجود ہے اور ہم آئمہ کی توفیق وتسدید کرتی ہے اور یہی ہمارے اور مابین اللہ ”نورانی عمود“ ہے۔

اس حدیث جلیل سے واضح ہو گیا کہ روح القدس اور عمود نوری امامؑ اور نبیؐ کی اس روح مقدس کا نام ہے جو ان کی تکوین میں شامل ہے اور نبوت اور امامت اسی روح پر منحصر ہے۔

(ا) سفینة البحار ج ۱ ص ۲٦۳ میں ہے حسن بن جہم بن بکیر بن اعین شیبانی امام موسیٰ کاظم اور امام رضا علیہما السلام کے ثقہ اصحاب میں سے ہیں۔ابوغالب ذراری نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ ہمارے جد امجد حسن بن جہم امام رضاؑ کے خواص اصحاب میں سے تھے۔

چنانچہ علامہ سید تنکابنیؒ طوالع الانوار ص ۹٦ میں فرماتے ہیں وبروح القدس یریٰ مابین المشرق والمغرب بحرها و برها فهو من الامام بمنزلة بصره کما یری به فکذلك یری بروح القدس التی خلق اللّٰه فیه و اعلم ایضا ان روح القدس کماهو کان فی النبی وهوجزومنه کسائر الارواح فکل فی الائمة وهوجزء منهم خلقه اللّٰه فیهم۔ امامؑ روح القدس کے ذریعے مشرق ومغرب کے مابین بحر وبر کی ہر شے کو دیکھتا ہے اور یہ روح امامؑ کے لئے بمنزلہ آنکھ ہے جس طرح امامؑ آنکھ کے ساتھ ہر شے کو دیکھتا ہے اسی طرح اس روح القدس کے ساتھ بھی دیکھتا ہے جو کہ امامؑ کے اندر خلق کی گئی ہے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ جس طرح یہ روح دیگر ارواح کی طرح نبیؐ میں موجود ہے اور ان کا جزو ہے اسی طرح یہ روح آئمہؑ میں بھی ہے اور ان کا جزو ہے جو کہ اللہ نے ان کے اندر خلق فرمائی ہے اور یہ ان کا وہ جزو لطیف ہے جس کو آنکھ نہیں دیکھ سکتی چونکہ وہ رتبۃً اس قدر اشرف وارفع ہے کہ قوت باصرہ اس کا ادراک نہیں کرسکتی (ص ۹۷ طوالع الانوار)

(ا) علامہ قطب الدین سعید بن مہبۃ اللہ راوندی م ۵۷۳ھ اپنی کتاب الخرائج والجرائح ص ۲٦۲ میں فرماتے ہیں سمّی صاحب المرئی والمسمع وله نوریری به الاشیاء من بعید کمایری من قریب ویسمع من بعید کمایسمع من قریب۔ امامؑ کا نام صاحب المرائی والمسمع ہے (یعنی سننے والا اور دیکھنے والا) ان کے لئے ایک نور ہے جس کے ذریعے وہ اشیاء کو دور سے اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح قریب سے دیکھتے ہیں اور بعید سے اس طرح سنتے ہیں جس طرح قریب سے سنتے ہیں۔

(۲) متعدد زیارات میں امام زمانہ صلوۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف کو صاحب ”المری والمسمع“ کہا گیا ہے۔

علامہ مجلسیؒ بحار ج ۲۲ ص ۲٦۸ میں اس لقب کی شرح میں فرماتے ہیں۔ ای الذی یری الخلق ویسمع کلامهم من غیران یروه صاحب المری والمسمع اسے کہتے ہیں جو تمام مخلوقات کو دیکھے اور ان کے کلام کو سنے نیز حیوة القلوب ج ۳ ص ۲۱۸ میں فرماتے ہیں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عین خدابودند درمیان بندگان خدا که اعمال ایشان رابنور خدا مشاہده می کردند آئمہ اطہارؑ بندگان خدا میں عین اللہ تھے چونکہ بندوں کے اعمال کو اللہ کے عطا کردہ (عمود) نور سے مشاہدہ کرتے تھے۔ نیز بحار ج ۷ ص ۳۰۷ طبع کمپانی میں مکمل باب قائم کیا ہے۔ ان اللّٰه یرفع الامام عموداً ینظر به الیٰ اعمال العباد۔ اللہ امامؑ کے لئے ایک عمود قائم کرتا ہے جس کے ذریعے وہ بندوں کے اعمال کو دیکھتا ہے'' اس مکمل باب میں کہیں بھی عمود کی تاویل فرشتہ وغیرہ سے نہیں کی ہے جس سے آپ کا نظریہ بخوبی معلوم ہوسکتا ہے۔

(۳) ابو جعفر محمد بن حسن الصفار القمی م ۲۹۰ھ

آپ نے بصائرالدرجات ج ۹ باب ۸ ص ۱٤۸ میں احادیث عمود کا ایک باب اس عنوان سے قائم فرمایا ہے۔ باب ان الامام یری مابین المشرق والمغرب بالنور۔ باب اس بیان میں کہ امامؑ عمود نور میں مشرق ومغرب کے درمیان ہر شئے کو دیکھتا ہے۔ باب ۹ اس عنوان سے قائم کیا ہے۔ باب فی الامام یرفع له فی کل بلامنار ینظر فیه الیٰ اعمال العباد۔ باب اس بیان میں کہ امامؑ کے لئے ہر شہر میں ایک ''منار'' قائم ہوتا ہے جس کے اندر وہ بندوں کے اعمال دیکھتا ہے۔ پھر عمود کے معنی کی ۲۸ حدیثیں نقل کی ہیں کہیں بھی ان کی تاویل فرشتہ وغیرہ سے نہیں فرمائی جس سے آپ کا نظریہ اظہر من الشّمس ہے۔

(۴) محقق جلیل علامہ سید عبدالرزاق المقرم النجفی

مقتل الحسین ص ۲۱ طبع نجف میں فرماتے ہیں افاد المتواتر من الاحادیث بان اللّٰه اودع فی الامام المنصوب حجة للعباد و مناراً یهتدی به الضالون و قوة قدسیته نوریته یتمکن بواسطتها من استعلام الکائنات وما یقع فی الوجود من حوادث و ملاحم فیقول الحدیث الصحیح اذا ولدالمولود منا رفع له عمود نوریری به اعمال العباد وما یحدث فی البلدان (بصائر الدرجات ص ۱۲۸) والتعبیر بذلك اشارة الیٰ القوة القدسیة المفاضة من ساحة الحق لیتکشف بها جمیع الحقائق علیٰ ماهی علیه

من قول او عمل او غیرهما من اجزاء الکیان الملکی والملکوتی وبتلك القوة القدسیة یرتفع سدول الجهل و استارالغفلة فیجدالمبصر ماحجبه الحلك الدامس نصب عینیه و قدانباء ابوعبداللّٰهؑ عماحباهم المولیٰ جل شانه من الوقوف علیٰ امر الاولین والاخرین و ما فی السماوات والارضین وماکان وما یکون حتیٰ کان الاشیاء کلها حاضرة لدیهم (الیٰ اخره) خلاصۃ المرام اینکہ اللہ نے امام عالی مقامؑ کے اندر ایک نورانی اور قدسی قوت ودیعت فرما دی ہے جس کی بدولت وہ کائنات کے احوال ومعرض وجود پر واقع ہونے والے حوادث وملاحم کا علم رکھنے پر قادر وتوانا ہیں۔ صحیح حدیث بتلا رہی ہے کہ معصومؑ نے فرمایا ہمارا جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے لئے ایک عمود نور قائم ہوتا ہے جس سے وہ بندوں کے اعمال اور شہروں میں واقع ہونے والے حوادث کو دیکھتا ہے۔ عمود نور کے ساتھ تعبیر اس قوت قدسیہ کی طرف اشارہ ہے جو ان ذوات عظمیٰ کو اللہ کی طرف سے عطا ہوئی ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے وہ قول وفعل اور ملک وملکوت کے اجزاء کے صحیح حقائق پر آگاہ ہوسکیں اور اسی قوت قدسیہ کے ذریعے ان سے غفلت وجہل کے پردے مرتفع ہیں اور یہی قوت ہر شے کو ان کی ذوات مقدسہ کے پاس حاضر کر دیتی ہے۔ جیسا کہ نور تاریکی کے پردوں کو چاک کر کے دیکھنے والے کے سامنے ہر شے کو واضح کر دیتا ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ ان کو ذات باری نے اولین وآخرین اور آسمانوں اور زمینوں اور علم گزشتہ وآئندہ پر مطلع ہونے کی قوت عطا کر دی ہے۔ حتیٰ کہ گویا تمام اشیاء ان ذوات مقدسہ کے سامنے حاضر و موجود ہیں۔

(۵) مولانا سید محمد دہلوی سربراہ پاکستان شیعہ مطالبات کمیٹی

اپنی تالیف نورالعصر ص ۸۰ میں فرماتے ہیں ''انصاف سے فرمایئے کہ وہ کون سے مومن ہیں جو کہ اعمال امت دیکھتے ہیں اور ساری امت سے باخبر ہیں۔ البتہ آئمہ معصومین علیہم السلام سے یہ فرماتے رہے کہ قدرت نے ہم کو ایک ستون (عمود) یا قوت نورانیہ عطا کی ہے جس سے ہم بندوں کے اعمال سے باخبر ہیں۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عمود سے فرشتہ مراد نہیں ہو سکتا

ہماری پیش کردہ احادیث واخبار متواترہ کا صحیح مفہوم کلام علماء کی روشنی میں واضح ہو گیا کہ عمود ایک موہوبی قوت قدسہ نورانیہ کا نام ہے جس کے ذریعہ آئمہ اطہارؑ کائنات عالم کے اوپر شاہد وناظر ونگران ہیں جیسا کہ علامہ عباس قلی ناسخ التواریخ ج ۵ بهره دوم ص ۵۱۰ میں فرماتے ہیں از مقامات و شئوفات عاليه ايشاں يكى اينست كه بماں وقت بر بمه چيز عالم و ناظر باشند و ہيچ چيز برايشاں غير مكشوف نه باشد آئمہ معصومین علیہم السلام کے مقامات عالیہ اور مراتب عظمیہ سے ایک مرتبہ یہ بھی ہے کہ وہ ہر وقت ہر شے کے عالم اور ناظر ہوں اور کوئی شے ان سے پوشیدہ نہ ہو۔

اس سلسلہ میں فاضل مؤلف نے اصول الشريعه ص ۱۸۴ میں ایک حدیث بطور حجت پیش کی ہے اور فرماتے ہیں کہ "تمام روایات عمود کی توضیح حضرت امام جعفر صادقؑ کی صحیح السند حدیث شریف سے ہوتی ہے جو کہ اصول کافی ص ۱۹۹ میں ہے۔ محمد بن عیسیٰ بن عبید بیان کرتے ہیں کہ میں اور ابن فضال بیٹھے تھے کہ جناب یونس آئے اور کہا کہ میں نے حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں لوگ عمود کے متعلق بہت کچھ بیان کرتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا اے یونس تمہارا یہ خیال ہے کہ وہ لوہے کا کوئی ستون ہے جو تمہارے صاحب کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے میں نے عرض کیا کہ مجھے تو اس کا کوئی علم نہیں ہے۔ امام عالی مقامؑ نے فرمایا یہ ایک فرشتہ ہے جسے خدا نے ہر ہر شہر پر مؤکل کر رکھا ہے جس کے ذریعے خدا اس شہر والے لوگوں کے اعمال امامؑ تک پہنچایا ہے۔ اس وقت ابن فضال نے اٹھ کر یونس کے سر پر بوسہ دیا اور کہا اے محمدؒ خدا تم پر رحم کرے آپ ہمیشہ ایسی ہی سچی احادیث پیش کرتے ہیں جن کی وجہ سے عقدہ کشائی ہو جاتی ہے۔ الخ۔

جواباً عرض ہے کہ اس حدیث سے استدلال قائم کرنا بچند وجود درست نہیں ہے۔

(۱) یہ خبر واحد ہے جو کہ اخبار متواترات وواضح المعنی کا معارضہ نہیں کر سکتی جن کی اسانید ورواۃ اس

سے بدرجہا جید اور قابل اعتماد ہیں اور خود فاضل مؤلف رسالہ اصول ص ۲۱۸ میں فرماتے ہیں کہ اصول عقائد میں صحیح السند خبر واحد بھی حجت نہیں ہے۔ نیز یہ روایت امام جعفر صادقؑ کی نہیں بلکہ امام رضاؑ کے نام سے منسوب ہے۔

(۲) اس روایت کا راوی واحد محمد بن عیسیٰ بن عبید یونسی یقطینی ہے جس کی شخصیت بعض محققین اعلام کے نزدیک شدت سے مجروح ہے۔

شیخ صدوق کے استاد عظیم محمد بن حسن بن ولید قمی فرماتے ہیں مايتفرد به محمد بن عيسىٰ من كتب يونس و حديثه كا يعمتد یونس بن عبدالرحمٰن کی جن احادیث وکتب کا واحد راوی محمد بن عیسیٰ ہے ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ شیخ صدوق فرماتے ہیں "لا اروى مايختص بروايته۔ جو روایات اس محمد بن عیسیٰ کی مخصوص ہیں میں ان کو نقل نہیں کرتا۔

شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں ضعيف و قبل كان يذهب مذهب الغلاة۔ یہ راوی ضعیف ہے بعض علماء نے اس کو غالی المذہب لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو (خلاصة الاقوال ص ٦٩' علامه حلى)

یہی وجہ ہے یہ حدیث متقدمین کی دیگر کتب احادیث میں نہیں لی گئی ہے حتیٰ کہ شیخ صدوق محمد بن حسن صفار اور شیخ طوسی نے اس کو نہیں لیا جس روایت کی یہ پوزیشن ہو اس کو اصول عقائد میں یہ حضرات کیونکر حجت قرار دیں گے۔ پھر شیخ صدوق کی اس حدیث کو ہی تسلیم کیوں نہ کیا جائے جو کہ العيون باب ٤٥ میں مروی ہے جس میں عمود کی شرح میں خود امام رضا علیہ السلام نے ليست بملك فرمایا ہے کہ عمود روح مقدسہ ہے اور فرشتہ نہیں ہے

عرض اعمال سے قبل بھی

امامؑ اعمال سے باخبر ہوتا ہے

مومنین ذوی الاحترام سے مخفی نہ رہے کہ آئمہ اطہار علیہم السلام سے وارد شدہ احادیث متضافرہ ومتکاثرہ سے ثابت ہے کہ ملائکہ اعمال کو لکھ کر آئمہ معصومین علیہم السلام پر پیش کرتے ہیں اور پھر اللہ پر پیش ہوتے ہیں۔ جس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہے کہ یہ عرض اعمال سے قبل اعمال سے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

واقف نہیں ہوتے جیسا کہ بعض اہل علم کا گمان ہے اور اگر عرض اعمال ہی علم اعمال کا سبب قرار دیا جائے تو ان احادیث کے متعلق یہ حضرات کیا فتوے قائم کریں گے۔

(۱) قال رسول اللّٰہ ما من حافظین یرفعان الی اللّٰہ ماحفظا فیری اللّٰہ فی اول الصحیفۃ خیراً و فی آخرۃ خیراً الاقال للملائکۃ اشھدو انی لغفرت لعبدی مابین طرفی الصحیفۃ (بحار ج ۱۸ ص ۴۸۷) آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جب بھی کرامً کاتبین بندہ کے اعمال کو لکھ کر اعمال نامہ اللہ کے پیش کرتے ہیں اور اللہ نامہ اعمال کے شروع اور آخر میں نیکیاں دیکھتا ہے تو فرماتا ہے اے فرشتو تم گواہ رہو میں نے اس کے نامہ اعمال کے اندر لکھے ہوئے گناہ معاف کر دیئے۔

(۲) امام رضاؑ فرماتے ہیں انی لأعرض اعمالکم علی اللّٰہ فی کل یوم (بصائر الدرجات ص ۵۱۵ لئالی الاخبار جلد ۱ ص ۳۸۵ ”میں ہر روز تمہارے اعمال کو دربار خدا میں پیش کرتا ہوں“۔(تفسیر برھان ص ۴۴۲)۔

(۳) تفسیر برھان ص ۴۴۲ میں امام رضاؑ سے مروی ہے انی واللّٰہ لأعرض اعمالکم علی اللّٰہ کل خمیس۔ ہر جمعرات کو میں ہی تمہارے اعمال اللہ کے ہاں پیش کرتا ہوں۔

(۴) عیون اخبار الرضاؑ باب ۳۰ میں مروی ہے کان رسول اللّٰہ یسافریوم الخمیس و یقول فیہ ترفع الاعمال الی اللّٰہ آنحضرتؐ جمعرات کے روز سفر کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس روز اعمال اللہ کی طرف بلند کئے جاتے ہیں۔

کیا ان احادیث سے یہ گمان ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان اعمال کے پیش ہونے سے قبل ناواقف ہوتا ہے۔ (معاذ اللّٰہ عن ذالک)۔

۱۔ حقائق الاسرار ص ۴۴ طبع ایران اور طوالع الانوار ص ۱۲۸ میں مروی ہے عن محمد بن سنان عن ابی عبداللّٰہ ان قال یا مفضل من زعم ان الامامؑ من آل محمد یغرب عنہ شی من الامر المحتوم یعنی ماکتب القلم علیٰ اللوح

فقد کفربما انزل علیٰ محمد وانا لنشھد اعمالك ولا یخفیٰ علینا شی من امرکم وان اعمالك تعرض علینا۔

مفضل سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا اے مفضل جو یہ گمان کرتا ہے کہ آل محمدؐ میں سے امام برحقؑ پر لوح محفوظ پر لکھے ہوئے حتمی امور مخفی ہوتے ہیں گویا کہ اس نے آنحضرت ص پر نازل ہونے والے کا انکار کیا ہم تمہارے اعمال کا مشاہدہ کرتے ہیں اور تمہارا کوئی عمل ہم سے پوشیدہ نہیں رہتا اور پھر تمہارے اعمال ہم پر پیش ہوتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں اعلم ان المستفاد من اخبارھم ان الاعمال تعرض علی النبی والولی ثم ترفع الی حضرۃ الرب الاعلیٰ وھم یعلمونہ قبل ذالك ولایغرب عن علمھم مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء وکلما ینزل من اللّٰہ من الفیوضات الیٰ سایر الخلائق فانما تنزل اولابھم ثم منھم الیٰ مامن سواھم ویشھد بذالك مارواہ محمد بن سنان عن الصادقؑ انہ قال ان لنا مع کل ولی لنا اذن سامعۃ و عین ناظرۃ الخ۔ آئمہ معصومین علیہم السلام کی احادیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ اعمال آنحضرتؐ اور آئمہ طاہرینؑ پر پیش ہوتے ہوئے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف لے جائے جاتے ہیں اور وہ پہلے بھی ان اعمال کو جانتے ہیں اور ان کے علم سے زمین و آسمان کا ذرہ بھی بعید نہیں ہے اور تمام مخلوقات پر اللہ کے جو فیوضات نازل ہوتے ہیں پہلے ان ذوات کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں اور پھر دوسروں تک پہنچتے ہیں۔ اس کی گواہی امام صادقؑ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کو محمد بن سنان نے روایت کی ہے کہ ہر ولی کے ساتھ ہماری دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے کان موجود ہیں۔

۲۔ علامہ حافظ رجب بن علی البرسی

مشارق الانوار میں فرماتے ہیں فان کان الامام لایعلمھا الا بعدالعرض فماالفرق بین الامام والماموم بل یکون فی الرعیۃ من ھواعلم منہ فاین الامامۃ التی

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تعریفها بانها ریاسة عامة واین عمومها اذا کان لایعلمها الابعد العرض فما الفائدة فی عرض مالایعلمه و کذاالقول فی رفع الاعمال الیٰ حضرة الربوبیة فان کان الرب لایعلمها الا اذا ارتفعت الیه فان العبد اعلم من الرب وهو محال لان الرب باعمال عباده عالم و محیط بها و حافظ علیها و قیوم علیما ولایخفیٰ علیه شی فی الارض ولا فی السماء فان قیل فما الفائدة فی عرضها واللّٰه و رسوله و ولیه اعلم به فالجواب عنه ان الفائدة فی عرضها علی اللّٰه ان کثرة الاعوان تدل علی عظمة السلطان و امّا الفائدة فی عرضها علی الولیّ فان ذالک علیٰ سبیل الطاعة ولاتعظیم لانه ما من امر ینزل من السماء و یصعد من الارض الاویعرض علی الولی لتعلم الملائکة حجة امره وانه مطاع الامر وان مطاع الامر وان اهل السماوات والارض متعبدین بخدمة۔ الخ۔ (عن مشارق انوار الیقین فی حقائق التواتر امیرالمومنینؑ)

اگرہم یہ مفروضہ تسلیم کرلیں کہ امامؑ اعمال کوپیش ہونے کے بعد جانتا ہےتو پھرامام و ماموم میں فرق ہی کیا رہا بلکہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اہل رعیت امامؑ سے زیادہ علم رکھنے والے بن گئے اور وہ امامت کیا ہوئی جس کی تعریف ہی یہ ہے کہ وہ ریاست عامہ ہے پھر اس کی عمومیت کیونکر ہوسکتی ہے۔اگر امامؑ پیش ہونے کے بعد ہی عمل سے واقف ہوں تو غیر معلوم چیز کے پیش کرنے کا کیا فائدہ؟ اسی طرح اللہ کے ہاں اعمال پیش ہوتے ہیں۔اگر اللہ عرض اعمال سے قبل معاذ اللہ ان اعمال سے ناواقف ہوتو عبد و معبود میں فرق ہی کیا ہوگا۔پھر تو بندہ اللہ سے اعلم ہوگیا جو کہ محال ہے۔چونکہ اللہ اپنے بندوں کے اعمال کا عالم محافظ اور محیط ہے جس پر آسمان وزمین کی کوئی شے مخفی نہیں۔اگر یہ کہا جائے کہ جب اللہ رسولؐ اور امامؑ عرض اعمال سے پہلے اعمال کا علم رکھتے ہیں تو پھر عرض اعمال کا کیا فائدہ؟ تو اس کا جواب یہ دیا جائے گا کہ اللہ اپنے اعوان کی کثرت سے اپنی عظمت کا اظہار کرنا چاہتا ہے اور امامؑ پر اس لئے پیش ہوتے ہیں کہ اس میں فرشتوں پر ان کی اطاعت و تعظیم کا اظہار کیا گیا

ہے۔اس لئے کہ اللہ کی طرف سے نازل ہونے والا ہر امر اور زمین سے اوپر جانے پر ہر امر پہلے ان ذوات مقدسہؑ کی خدمت میں پیش ہوتا ہے تاکہ فرشتوں کو علم ہوجائے کہ یہی ذوات مقدسہؑ ہی حجت خدا ہیں اور تمام اہل آسمان وزمین پر ان کی خدمت عبادت قرار دی گئی ہے۔

۳۔عمدۃ الاصولیین آقائے علامہ دربندیؒ

اکسیر العبادات ص ۱۶۸ میں فرماتے ہیں انهم کانواحجج اللّٰه علیٰ جمیع اهل السماوات والارضین لزم ان یکونوا مطلعین علی احوال جمیع السماوات والارضین عالمین بهاعلی الاحاطه والمشاهدة علیٰ نمط محض الاخبار ولزم ان یکونوا متصرفینن فی جمیع العوالم الامکانیة قبل ظهورهم فی اجارهم الدنیویة۔ جب کہ آئمہ معصومین علیہم السلام تمام اہل آسمان وزمین پر حجت تھے تو یہ لازم قرار پایا کہ وہ تمام آسمانوں اور زمینوں کے حالات پر احاطہ و مشاہدہ کے طور پر عالم ہوں نہ کہ محض اخبار و اعلام کے طور پر اور یہ بھی لازم قرار پایا کہ یہ ذوات مطہرہؑ اللہ کے اذن سے تمام عوالم امکانیہ کے جملہ مقامات پر تصرف کرلیں۔حتیٰ کہ اپنے اصلی دنیاوی اجسام میں آنے سے قبل بھی متصرف ہوں۔

۴۔علامہ محمد تقی برغانی (۱) مجالس المتقین مجلس ۳۹ میں فرماتے ہیں "امام حئی و میت متساوی ست می بیند و می شنودوایضاً مکانی مانع نیست اورا ازمکان دیگر پس ازیں جاستکه دریك شب درچهل جامهمان شد۔امام زندہ اور مرنے

(۱)علامہ عباس قمیؒ الفوائد الرضویه ص ۴۲۹ ج ۲ میں فرماتے ہیں کان من اعاظم عصره من تلامذة صاحب الریاض والشیخ الاکبر و کان متقدما علی من کان بقزوین من العلماء لشدة تقواه و کثرة تهجده۔ آپ اپنے زمانہ کے جلیل القدر علماء اعلام میں تھے اور صاحب ریاض اور شیخ اکبر کے شاگرد تھے۔آپ اپنے زہد و تقویٰ اور تہجد کی وجہ سے تمام علماء قزوین پر مقدم تھے۔آپ کی کتاب مجالس للمتقین مشہور ہے۔۱۲۶۳ھ میں آپ کو مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے فرقہ بابیہ کے مفسدین نے شہید کردیا۔اعلی اللہ مقامہ۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے بعد یکساں ہے اور برابر سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور ایک مقام اس کو دوسرے مقام میں دیکھنے سے مانع نہیں ہے اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام ایک شب میں چالیس جگہ مہمان ٹھہرے۔

۴۔علامہ سید محمد مہدی تنکابنیؒ

طوالع الانوار ص ۲۱۲ میں فرماتے ہیں فمماتهم و حياتهم سواء كما عرفت و حضورهم غيبتهم ايضاً كذلك فالقرب والبعد عندهم سواء لانهم يسمعون من كل مكان فان الله جعل اذانهم سامعة من كل مكان كما جعل اذان الحورالعين والجنة والنار كذلك سامعة كما هوالمروى عنهم۔

ذوات معصومین علیہم السلام کی موت وحیات برابر ہے اسی طرح ان کا حاضر ہونا یا غائب ہونا بھی برابر ہے۔قرب وبعد ان کے نزدیک یکساں ہیں۔وہ ہر جگہ سے سنتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کی قوت سامعہ کو ایسا بنایا ہے کہ کوئی آواز ان سے مخفی نہیں رہتی جیسا کہ حوروں کی قوت سامعہ ہے اور جنت و جہنم بھی اسی طرح ہیں جیسا کہ ان ذواتؑ سے مروی ہے۔(۱)ملاحظہ ہو سفينة البحار ج ۱ ص ۳۴' بحار الانوار ج ۳ ص ۳۳۵۔

۶۔علامہ شیخ عباس قمیؒ

منتهى الآمال ج ۲ ص ۵۵۵ میں فرماتے ہیں نتيجه مقصود دريں مقام اينكه حضرت صاحب الامر حاضر درميان عباد و ناظر براحوال رعايا و قادر بركشف بلايا و عالم باسرار و خفا يا بجهت غيبت و ستراز مردم از

(۱)علامہ شیخ محمد نبی تویسرکانی لئالی الاخبار ج ۱ ص ۳۸۶ میں آنحضرتؐ کے لئے فرماتے ہیں انه اعطى سمع الخلائق ليسمع كل مايقولوا آنحضرتؐ کو تمام مخلوقات کی باتیں سننے کی قوت دی گئی ہے۔آپؐ سب کی باتیں سن لیتے ہیں۔نیز ج ۲ ص ۴۳۱ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرتؐ درود وسلام کو سن لیتے ہیں اور ملائکہ لکھ بھی لے جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے سن لینے کے بعد لکھ کر پہنچانے کی حکمت یہ ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ متعدد اسباب کے ذریعے سے صلوات کی تعظیم وتکریم کا اظہار فرمانے کے لئے ایسا کرتا ہے۔

منصب خلافتش عزل نه شده و ازلوازم آداب رياست الٰهيه خود دست نه كشيده ۔اس مقام پر ہمارا نتیجہ مقصود یہ ہے کہ حضرت صاحب الامر عجل اللہ ظہورہ بندوں کے مابین حاضر اور اپنی رعایا کے حالات پر ناظر ہیں اور مشکلات ومصائب کو دفع کرنے پر قادر ہیں اور پوشیدہ رازوں کو جاننے والے ہیں اور اپنی ریاست الٰہیہ کے لوازمات سے اور خلافت کے منصب سے باوجود غائب ہونے کے بھی دست کش نہیں ہوتے۔نیز نفس المهموم فى مصائب الامام المظلوم ص ۱۰ میں فرماتے ہیں فهم يرون عالم الغيب فى عالم الشهادة حضرات آئمہ معصومین علیہم السلام ہر غیب شے کو اپنے سامنے حاضر وموجود دیکھتے ہیں۔

۷۔علامہ شیخ جعفر تستری

فرماتے ہیں شكى نيست كه پيغمبر خدا بعد موت زنده ست كلام رامى شنود و جواب مى فرمايد مگر قوت سامعه اكثر خلق از سماع آن حبس كرده شده اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پیغمبر اسلام موت کے بعد زندہ ہیں۔ہر کلام کو سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں مگر ان کی قوت سامعہ اکثر مخلوقات کی اسماع سے محبوس کر دی گئی ہے۔

۸۔علامہ سید حسین غفران مآب لکھنوی

اپنی تالیف حديقه سلطانيه ص ۱۸۲ طبع لكهنؤ میں فرماتے ہیں۔ افضل خلق اند درحال موت و حيات شافع دعائے خود و سامع ادعيه و اصوات و مطلع باطلاع الٰهى برحالات شاں مى باشند واسطه فيوض الٰهى اند آئمہ اطہار علیہم السلام موت وحیات میں افضل خلق ہیں اور اپنے رعایا کے شافع ہیں۔ان کی آوازوں اور دعاؤں کو سنتے ہیں اور اللہ کی اطلاع کے ساتھ ان کے تمام حالات پر مطلع ہیں اور فیوضات الٰہیہ کا واسطہ ہیں ص ۱۸۷ پر اذن اللہ کی شرح میں رقمطراز ہیں۔ كلام رعايا و برايا رامى شنوند:یہ ذوات مقدسہؑ تمام رعایا و مخلوقات کی آوازوں کو سنتے ہیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۹۔علامہ علی اکبر نہاوندیؒ

انوارالمواھب ج ٤ ص ٢٧ میں آنحضرتؐ کے دوجنبوں کا ذکر کرتے ہوئے اور جنبہ بشری کی وضاحت میں فرماتے ہیں بزبان ایں جنبه گویند که ماعلم غیب نه نداریم و باسباب عادیه و طبیعه متوسل شوند بلکه ازمردم استعلام بعض امور کنند مانند سوالات حضرت امام حسین علیہ السلام حال کوفه و اہل بخارا از اعراب بیابان باطلاع کامل برحقیقت امرچوں مناط تکلیف باعلوم رسمیه ظاہر' از اسباب متعارفه است باید اقدام درامور بحسب ظاہر باشد و توجه امام مظلوم بعراق موافق بارفتار عقلاء مطابق سیاسیات مدینه بود و بعد از ترانه نامہائے بسیار و معاہدات بے شمار حرکت نمود۔

آئمہ طاہرینؑ اسی جنبہ ظاہری کی زبان سے فرماتے ہیں کہ علم غیب نہیں جانتے اور عادیہ اور طبیعہ وسائل سے متوسل ہوتے ہیں بلکہ لوگوں سے دریافت کرتے رہتے ہیں جس طرح امام حسین علیہ السلام نے کوفہ کے حالات اعراب بیاباں سے دریافت کئے حالانکہ تمام حالات سے مطلع تھے مگر چونکہ تکالیف علوم رسمیہ کا تعلق اسباب ظاہرہ سے ہے لہٰذا امور میں ظاہری اسباب کے مطابق اقدام کرنا چاہیے تھے اور امام مظلومؑ کی توجہ عراق کی جانب عقلاء کے رویہ کے مطابق اور سیاسیات مدینہ کے موافق تھی اور آپ نے بہت سے خطوط آنے کے بعد اور بے شمار معاہدات کے طے ہونے کے بعد سفر اختیار کیا۔(اگرچہ جنبہ نوری کے ذریعے تمام انسانوں کے اعمال سے باخبر ہوا کرتے تھے)۔

۱۰۔ بحار ج ۱۳ ص ۲٤۳ میں خود امام زمانہ صاحب الامر صلوٰۃ اللہ علیہ وعجل فرجہ الشریف شیخ مفید کو ایک توقیع شریف میں فرماتے ہیں انا نحیط علماً بانبائکم ولایغرب عناشیء من اخبارکم و معرفتنا بالذل الذی اصابکم مذجنح کثیر منکم الی ماکان السلف الصالح عنه شاسعاً و نبذوا العهد الماخوذ و راء ظهورهم کانهم لایعلمون انا غیر مهملین لمرا عاتکم ولاناسین لذکرکم۔(احتجاج طبرسیؒ ص ۲۷۷)۔

ہم تمہاری خبروں کا احاطہ علمی رکھتے ہیں تمہاری کوئی خبر بھی ہم سے بعید نہیں ہے اور ہم اس ذلت سے واقف ہیں جو تم کو اس وقت سے لاحق ہوئی ہے جبکہ تم سے اکثر ایسے امور کی طرف مائل ہوئے جن سے سلف صالح بعید تھے اور انہوں نے اپنے عہد کو پس پشت ڈال دیا گویا کہ وہ نہیں جانتے کہ ہم تمہاری حفاظت سے غافل نہیں ہیں اور تمہاری یاد سے لاپرواہ نہیں ہیں۔

ان حقائق قاہرہ سے مبرہن ہو گیا کہ حضرات معصومینؑ ہمارے ظاہری و باطنی احوال کا علم کلی رکھتے ہیں۔ ہماری کوئی خبر ان کے علم سے باہر نہیں ہے اور قوت قدسیہ سے بندوں کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں جس کا انکار کرنا آئمہ معصومینؑ کی احادیث متکاثرہ ومتضافرہ کا انکار کرنا ہے البتہ آئمہ اطہارؑ نے اپنی ظاہری زندگی میں جو معاشرت بشری لوازمات کے ساتھ گزاری ہے اس سے یہ قیاس کرنا غلط ہے کہ یہ ذوات مقدسہ مجبور ومقہور تھے۔ چنانچہ مجلسیؒ نے بحار ج ۱۲ ص ۱۳۱ میں فرمایا ہے ان امامتهم الواقیعة و قدرتهم العلیة و نفاذ حکمهم فی العالم الادنیٰ و الأعلیٰ و خلافتهم الکبریٰ لم ینقص بمایری فیهم من المذلة والمغلوبیة والمقهوریة ان ذوات مطہرہؑ کی امامت واقعی اور بلند پایہ قدرت اور عالم ادنیٰ والاعلیٰ میں ان کے حکم کا نافذ ہونا اور ان کی خلافت کبریٰ ان کی اس حالت کی وجہ سے ناقص نہیں کہلاسکتی جو ان حضرات نے مذلت' مغلوبیت اور مقہوریت میں گزاری ہے۔

ارباب انصاف کے لئے اسی قدر لکھ دینا کافی و وافی ہے۔ امید ہے کہ حضرات مومنین ذوی الاحترام ہماری اس چندروزہ محنت کو بقدر اکرام دیکھیں گے اور آخر میں ہم آئمہ معصومین علیہم السلام کی بارگاہ اقدس میں بصد عجز وانکساری عرض کریں گے کہ اپنے شیعوں کو ہر قسم کے فتنہ وفساد سے محفوظ رکھیں اور حق تعالیٰ ہمیں اتحاد و تنظیم کی توفیق عطا کرے۔

واخر دعوانا ان الحمد للّٰه رب العلمین

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ہفتم

دررد اتهام نافرجام شیخی بودن مومنین کرام

ہم نے مقدمہ کتاب میں وضاحت کردی ہے کہ ہمارا مقصد اس تالیف سے مومنین ذوی الاحترام کے مابین اتحاد وتنظیم قائم کرنا ہے۔ ہمیں آخر میں فاضل مؤلف کی اس بحث پر تبصرہ کرنا ہے کہ آیا پنجاب کے اکثر شیعہ مومنین حضرات شیخیۃ المذہب ہیں؟ شیخیہ کے عقائد فاسدہ مومنین کرام پر مخفی نہیں ہیں جو کہ امیرالمومنینؑ کو آنحضرتؐ کا استاد اور معلم اور ان سے افضل مانتے ہیں (العیاذ باللہ) ہم سے کوئی بھی اس عقیدہ فاسدہ کا حامل نہیں ہے بلکہ ایک جاہل بھی اس کو کفر قرار دے گا۔ نیز شیخیہ قرآن میں وارد ہونے والے لفظ ''اللہ'' سے حضرات آئمہ اطہارؑ کو مراد لیتے ہیں مگر ہمارا بچہ بچہ معبود حقیقی اور ان ذوات مقدسہ کا فرق بخوبی جانتا ہے۔ شیخیہ خالق ورازق اور محی و ممیت آئمہ اطہارؑ ہی کو سمجھتے ہیں وہ ان الفاظ کی نسبت خدا کی طرف نہ مجازاً جائز سمجھتے ہیں نہ حقیقتاً اور اس نظریہ کفریہ کا فساد کون جاہل نہیں جانتا۔ شیخیہ کے نزدیک آئمہ اطہارؑ و آنحضرتؐ اپنی ہی عبادت کرتے تھے۔ اپنی ہی نماز پڑھتے تھے ایـاك نعبد و ایاك نستعین سے اپنے نفوس کو خطاب کرتے تھے۔ ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ آخر پاکستان میں کون سا جاہل شیعہ ہے جو اس مشرکانہ خیال کی تائید کرے گا۔ اسی طرح اگر ہم عقائد شیخیہ اور عقائد شیعان پنجاب میں موازنہ کرنے بیٹھیں تو ان میں آسمان وزمین کا فرق نظر آئے گا۔ پہلے ہم اگر بفرض الحال یہ تسلیم کرلیں کہ پنجاب کے شیعہ شیخیہ ہیں تو پھر ان کا کیا قصور۔ نجف اشرف کے جلیل القدر علماء اعلام شیخیہ کی تکفیر وتشریک کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ مثلاً نجف اشرف کے مجتہد جلیل القدر علامہ شیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء مرحوم جن کی جلالت وعظمت مخالفین کے نزدیک بھی مسلم ہے اپنی مشہور تالیف الآیـات البینـات ص ۱۸ طبع نجف میں فرماتے ہیں کـان الـعـارف الشهير الشيخ احـمـدالاحسـائـی فـی اوائـل الـقـرن الـثـالـث عشر و حضر علیٰ السيد بـحـرالعلوم و كاشف الغطا وله منهما اجازة تدل علیٰ علومقامه عندهم و عـنـد سـائـرعلماء ذالك العصر والحق انه رجل من اكابر علماء الامامية و عـرفـائهـم وكـان عـلـى غـاية مـن الورع والزهد والاجتهاد فی العبادة كما

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سمعناه ممن نثق به ممن عاصرنا وامرائه نعم له كلمات فى مولفاة مجمله متشابهة لايجوزمن اجلها التهجم والجزة علىٰ الخ۔ مشہور عارف شیخ احمد احسائی تیرھویں صدی کی ابتداء میں گزرے ہیں اور آپ بحرالعلومؒ اور کاشف الغطاء کے شاگرد تھے اور آپ کو ان بزرگواروں سے اجازہ بھی حاصل ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ شیخ ان علماء اور دیگر علماء نجف کے نزدیک بڑا عظیم درجہ رکھتے تھے اور حق یہ ہے کہ شیخ احمد شیعہ مذہب کے اکابر علماء میں سے تھے اور عارفین میں شمار ہوتے تھے اور ہمیں اپنے زمانے کے بعض معتبر حضرات سے معلوم ہوا ہے جو کہ شیخ احمد کے معاصر تھے کہ شیخ بہت ہی نیک سیرت' عبادت گزار اور زاہد تھے۔ ہاں ان کی مولفات میں چند متشابہ اور مجمل جملے بھی ملتے ہیں مگر ان کی وجہ سے شیخ کی شان میں گستاخی کرنا اور ان کو کافر کہنے کی جرأت کرنا ناجائز ہے نیز اعلم دوران علامہ سید بزرگ طہرانی نے الذريعه ج ٤ ص ٨٩ اور اعلام الشيعه ج ٢ ص ٨٨ میں شیخ احمد کو علماء شیعہ میں شمار کیا ہے اور علامہ آل کاشف الغطاء کے بیان کی تائید کی ہے۔ باقی رہے وہ عقائد جن میں مولانا معاصر نے شیعان پنجاب کو شیخی ثابت کیا ہے ان عقائد کو ہم کتاب وسنت اور متقدمین ومتاخرین علماء شیعہ کے نظریات کی روشنی میں ثابت کر چکے ہیں۔ اگر اسی کا نام شیخیت ہے تو ہمیں اس شیخیت پر فخر حاصل ہے۔ وذالك ذنب لست عنه بتائب۔ آیئے ذرا جائزہ لیں کہ ہم ان عقائد کی وجہ سے کیوں کر غالی یا شیخی کہلا سکتے ہیں۔

آئمہ اطہارؑ کی علیحدہ نوع والا عقیدہ

اسی سلسلے میں اصول ص ٢٣٠ میں شیخیہ کی کتب کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ ذوات مقدسہ ظاہراً نوع انسانی میں داخل ہیں ورنہ درحقیقت ان کی نوع علیحدہ ہے اور انسانیت ان کا عارضی لباس ہے۔ الخ۔ ہم سید اسماعیل نوری اور شیخ طوسیؒ اور ابومحمد فضل بن شاذان (١) قمّی کی اسناد سے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی روایت لکھ آئے ہیں کہ ان ذوات

(١) ابومحمد فضل بن شاذان بن خلیل ازدی نیشاپوری امام رضا علیہ السلام کے صحابی عظیم القدر ہیں۔...... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مقدسہ کا ظاہر بشر ہے اور باطن میں یہ لاہوتی ہیں۔ نیز تفسیر لوامع التنزيل ج ١٥ ص ٧٧ سے ہم ان کی علیحدہ نوع کی بحث اور خلقت نوری خاتم المفسرین علامہ سید علی حائری کے افادات عالیہ سے لکھ چکے ہیں۔ اب یہ ثبوت مؤلف کے ذمہ ہے کہ وہ ان روایات کتب اور علماء شیخیہ سے متعلق ہونا ثابت کریں۔

نیز علامہ مجلسیؒ نے بھی ان ذوات مقدسہ کے حق میں حيوة القلوب ج ١ ص ٦ میں فرمایا ہے حق تعالیٰ جمع ازروحانیاں و قدسیاں رادر صورت و خلقت بشر آفرید۔ اللہ نے چند پاکیزہ روحانیوں کو "بشر" کی خلقت وصورت میں پیدا کیا۔ کیا فرماتے ہیں فاضل مؤلف کیا علامہ مجلسیؒ شیخی المذہب ہیں؟

علم غیب کی بحث

ص ٣٢٣ میں علم غیب کے اثبات کو بھی شیخیہ کا طبع زاد نظریہ واضح کیا ہے۔ اس سلسلہ میں ہم چھ معتبر احادیث اور دیگر دلائل قاہرہ کے ساتھ فاضل مؤلف کے دلائل رکیکہ کو فاسد کر چکے ہیں نیز ہم جلیل القدر اعلام و مجتہدین کے فرامین بھی درج کر چکے ہیں۔ اب فاضل کا عالمانہ فرض ہے کہ ہماری پیش کردہ روایات کے راویوں کو غالی شیخی اور کتب شیخیہ ثابت کریں ورنہ علماء متقدمین و متاخرین اور کتب شیعہ کو شیخی قرار دینا جن میں علامہ حسین بخش صاحب مؤلف تفسیر انوار النجف اور لمعۃ الانوار بھی شامل ہیں ادب، خُلق ادب، دین ودیانت سے کوسوں دور ہے۔

......(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) آپ کی تالیف کتاب "عمل یوم ولیلۃ" جب امام عسکری علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی گئی تو آپؑ نے فرمایا هذا صحيح ينبغى ان يعمل به۔ یہ صحیح ہے اس پر عمل کرنا چاہیے۔ رجال کشی ص ٣٣٣ خود فاضل مؤلف احسن الفوائد ص ١٣ پر فرماتے ہیں کہ "جناب فضل بہت قابل وثوق اور ہمارے فقہاء و متکلمین میں بہت جلیل القدر تھے اور طائفہ امامیہ میں خاص عظمت وجلالت کے مالک ہیں اور اپنی قدر و عظمت کے لحاظ سے اس سے اشہر واعرف ہیں کہ ہم ان کی کوئی وصف کریں۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حاضر و ناظر والا عقیدہ

اس عقیدہ کے متعلق ہم نے کتب معتبرہ شیعہ سے متضافر روایات درج کر دی ہیں۔ نیز سرکار علامہ راوندی علامہ برسی علامہ مجلسیؒ علامہ شریف الخاتون آبادی علامہ شیخ عباس قمیؒ جیسے علماء کے فرامین درج کر چکے ہیں اور امیر المومنین علیہ السلام کا جنگ خندق میں متعدد مقامات پر موجود ہونا مدینۃ المعاجز اور کتاب الواحدۃ کتاب الجنی کتاب کبریت احمر وغیرہ کے حوالہ جات سے نقل کر چکے ہیں۔ اب یہ ثبوت مولانا صاحب کے ذمہ ہے کہ ان روایات و کتب کا فرقہ شیخیہ سے متعلق ہونا ثابت کریں! اگر ہم بھی چاہیں تو کتب عقائد علماء دیوبند سے ان حضرات کے مشارکات عقائد ثابت کر سکتے ہیں مگر ہم کسی کی دل آزاری کے درپے ہونا تعلیمات آئمہ معصومین علیہم السلام کے منافی سمجھتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ ہمارے کلمات تنافر و تباغض و تشاکس کا سبب بن کر قوم کے گرتے ہوئے اتحاد کے لئے نقصان دہ ثابت ہوں۔ ہم کسی محبّ آل محمدؐ ہونے کے دعویدار کے کیڑے نکالنے ادب دین ادب اخلاق ادب معصومین علیہم السلام کے منافی قرار دیتے ہوئے ان اصحاب اجلا کی تاسی کو مدنظر رکھتے ہیں جن میں سے ایک بطل جلیل جناب یونس بن عبدالرحمنؒ کے متعلق علماء رجال لکھتے ہیں کہ ان کو کسی نے کہا ان کثیراً من العصابة یقولون فیك و یذكرونك لغیرالجمیل فقال انّ كل من له فی امیرالمومنینؑ نصیب فهو فی حلّ مما قال (رجال کشی ص ۳۰۴) بہت سے شیعہ حضرات آپ کے متعلق نازیبا باتیں کرتے ہیں اور آپ کو نامناسب الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر ایسے لوگ امیر المومنین علیہ السلام کے عقیدت مندوں میں سے ہیں تو ان کو کھلی اجازت ہے۔

شیخ خالصی کا تعارف

ہمارے ہاں کی اکثر نئی شیعہ موحدانہ پود اسی ذات شریف کی معتقد و گرویدہ نظر آتی ہے جس نے عراق کے اندر ملت جعفریہ میں وہابیت کے اثرات کی نشر و اشاعت شروع کی تھی۔ اس کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے یہ شخص عراق میں ایک نہایت ہی فتنہ پرور شخص تھا جس کی زندگی

علماء نجف کی مخالفت میں گزر گئی حتیٰ کہ اس نے اعلم دوران مجتہد اعظم آقائے سید محسن الحکیم الطباطبائی کے خلاف شائع کردہ پمفلٹ مورخہ ۲۷ رمضان ۱۳۷۴ھ میں علامہ موصوف کو کھلے الفاظ میں مشرک لکھا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے من یکون العوبة بید المشرکین الشیخیة لایجوزالرکون الیه و تقلیده۔ جو مجتہد مشرکین شیخیہ کے ہاتھ کا کھلونا بن چکا ہو اس کی طرف توجہ کرنا اور اس کی تقلید کرنا ناجائز ہے۔ نیز یہ کافی عرصہ تک علماء نجف اشرف سے محض اسی لئے دست بگریبان رہا چونکہ وہ اذان میں بغیر قصد جزئیت تیمناً و تبرکاً کلمہ ولایت امیر المومنین علیہ السلام کو مستحب کہتے تھے اور یہ بندہ خدا حرام اور بدعت کہتا تھا۔ بدتمیزی کا یہ عالم تھا کہ خود اس کے شاگرد خاص فاضل جلیل شیخ عبدالمنعم الکاظمی نے اپنے رسالہ "من كنت مولاه فهذا علیّ مولاه ج ٤ ص ۲۱۲ میں لکھا ہے کہ اس کے حلقہ درس میں ایک انگریز عیسائی عورت آئی جس کا دعویٰ تھا کہ اس کو قرآن حفظ ہے۔ یہ شیخ اس کی تعظیم کے لئے اٹھا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا لوكنت اجیز تقلید المراة لاوجبت علی علماء النجف ان یقلدوها۔ اگر میرے نزدیک عورت کی تقلید جائز ہوتی تو میں تمام علماء نجف پر یہ واجب قرار دیتا کہ وہ اس عیسائی عورت کی تقلید کریں۔ مگر فاضل مؤلف اصول الشریعہ نے ص ۱۶۳ پر اس کو ایران و عراق کے اکابر علماء میں شمار کیا ہے اور امام معصومؑ کی متواتر و مشہور دعا جس میں یا صاحب الزمان ادرکنی الغوث الغوث (مفاتیح الجنان ص ۱۱۲) کے لئے لکھا ہے۔ ان کلمات کا ظاہری مفہوم کفر ہے اور اس دعا کا پڑھنا حرام ہے اور ص ۱٦ پر اس شیخ کو علامۃ العصر حضرت آقائے الشیخ محمد الخالصی کے لقب سے یاد کرتے ہوئے ان کے خرافات کی نشر و اشاعت کی ہے۔ یہ شیخ ملت جعفریہ کے اجماعی عقائد سے منحرف ہو کر آئمہ معصومین علیہم السلام کو ابوحنیفہ اور شافعی کی طرح مجتہد سمجھتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ انی اعتبر جعفرابن محمّد احدالمجتهدین والمجتهد یخطئ و یصیب۔ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کو مجتہدوں میں سے ایک مجتہد سمجھتا ہوں اور مجتہد غلطی بھی کرتا ہے اور درستی بھی کرتا ہے۔ (رسالہ مذکورۃ الصدر ص ۲۱۰)۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عیدنوروز جس کی اہمیت سے شیعہ کا بچہ بچہ واقف ہے خالصی کے نزدیک اس عید کو منانا بدعت اور شرک ہے اور ان کا فتویٰ ہے کہ یہ مجوسیوں کی پیداوار ہے حالانکہ ایران وعراق کے جلیل القدر متقدمین ومتاخرین علماء عیدنوروز مناتے چلے آئے ہیں۔ رسالہ مذکورہ ص ۲۱۸۔

ارباب فکر کے لئے اس قدر لکھنا کافی ہے ہم تو اس خالصے کو عالم دین کی توہین سمجھتے ہیں۔ چہ جائیکہ اس کے قول کو اصول وعقائد میں حجت قرار دیں۔ اسی طرح فاضل مؤلف نے بھی اصول الشریعہ میں اپنے معتقدین حضرات کے علاوہ اکثر شیعان پنجاب کو کافر مشرک شیخیہ سے تعبیر فرما کر اپنی خالصیت نوازی کے ثبوت فراہم پہنچائے ہیں اگر ہمارے مدلل عقائد کا حامل ہونا شیخیت ہے تو بقول شیخ عبدالمنعم ہم بھی یہی کہتے ہیں۔ انا نحمداللّٰہ علیٰ ان جعلنا شیخیۃ نغضب للحق و ننصر شعائرالخلق' (رسالہ مذکورہ ص ۲۲۷) ہم اس اللہ کی حمد وثناء کرتے ہیں جس نے ہم کو شیخیہ بنایا ہے ہم حق کے لئے ہی لوگوں سے ناراض ہیں اور ہم شعائر حق کی مدد کرتے ہیں۔

ارباب فکر کے لئے اسی قدر لکھ دینا کافی ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ بعض اسباب مہیا ہونے کی صورت میں ہم اسی قدر مباحث پر اکتفا کرتے ہوئے قلم روک رہے ہیں۔ اگر ضرورت پڑی تو ہم اس کتاب کا دوسرا جزء بھی بقیہ مسائل کی تحقیق میں تالیف کرنے سے دریغ نہ کریں گے۔

وٰاخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ خیر خلقہ محمّد و آلہ المعصومین المطّھرین۔

۲۵ جولائی ۱۹۶۸ھ بھکر شہر ضلع میانوالی
مغربی پنجاب میں پایہ تکمیل کو پہنچی

باب ھشتم

شانِ امامتؑ میں

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا خطبہ

ہم گزشتہ صفحات باب سوم میں خطبہ طارق بن شہابؒ کے متعلق کچھ لکھ چکے ہیں کہ طارق نے روایت کی ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے ان سے شان امامت کے متعلق ایک خطبہ ارشاد فرمایا اس خطبہ کو امام حسن عسکری علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی ابومحمد حسن بن محمد بن جمہورالعمی البصریؒ م ۲۹۶ھ نے اپنی کتاب ''الواحدۃ فی المناقب والمثالب'' میں نقل فرمایا ہے جو کہ آئمہ معصومین علیہم السلام کے خواص اصحاب میں سے ہے۔ نیز علامہ مجلسیؒ نے اس خطبہ جلیل القدر کو بحار الانوار ج ۷ ص ۳۰۶ میں بھی نقل کیا ہے۔ مؤلف اصول الشریعہ محمد حسین صاحب نے اس خطبہ کے چند اقتباسات کو مع ترجمہ رسالہ المبلغ ماہ ستمبر ۱۹۶۳ء شمارہ ۸ جلد ۷ میں بھی شائع کیا تھا (جس کی جانب ہم گزشتہ صفحات میں ایک بحث کے دوران اشارہ کر چکے ہیں) اور مولانا صاحب نے فرمایا ہے کہ حقیقی امامؑ کی پہچان کے لئے یہ خطبہ ہی کافی ہے۔ ہم اس خطبہ کو مکمل من وعن بحار جلد ۷ سے نقل کرتے ہیں جس کو پڑھنے سے اہل عرفان کی روح ایمان کو تازگی اور شگفتگی ملتی ہے۔ نیز افقہ المحدثین علامہ مرزا ابوالحسن الشریف متوفی ۱۱۴۰ھ شاگرد علامہ مجلسیؒ نے مرأۃ الانوار میں متعدد مقامات پر الفاظ قرآن کی تحلیل میں اس خطبے کے فقرات کو بطور شواہد پیش کیا ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

ياطارق الامام كلمة اللّٰه و نوراللّٰه و حجاب اللّٰه وآية اللّٰه يختاره و يجعل فيه مايشاء و يوجب له بذالك الطاعة والولاية علىٰ جميع خلقه فهو وليه فى سماواة و ارضه اخذله بذالك العهد علىٰ جميع عباده۔

فمن تقدم عليه كفر باللّٰه فوق عرشه فهو يفعل مايشاء و اذا شاء اللّٰه شاء ويكتب علىٰ عضده وتمت كلمة ربّك صدقاً وعدلا فهو الصدق والعدل فينصب له عمود من نور من الارض الىٰ السماء يرى فيه اعمال العباد ويلبس الهيبة وعلم الضمير و يطلع على الغيب و يرى مابين المشرق والمغرب فلايخفى عليه من عالم الملك والمككوت و يعطى منطق الطير عند ولاية۔

فهذالذى يختاره اللّٰه لوحيه و يرتضيه لغيبه ويويّده لكلمة ويلقنه حكمته و يجعل قلبه مكان مشيئته وينادى له بالسلطنة و يذعن له بالامرة و يحكم له بالطاعة و ذالك لان الامامة ميراث الانبياء و منزلة الاصفياء و خلافة اللّٰه و خلافة رسول اللّٰه فهى عصمة و ولاية وسلطنة و هداية وانه تمام الدين و رحج الموازين۔

الامام دليل القاصدين و منارللمهتدين و سبيل للسالكين و شمس مشرقة فى قلوب العارفين ولايته سبب النجاة و طاعته مفترضة فى الحيوة وعدة بعد الممات و عزّالمومنين و شفاعة المذنبين و نجاة المحبين و فوزالتابعين لانها رأس الاسلام و كمال الايمان و معرفة الحدود والاحكام تبين الحلال من الحرام فهى مرتبة لا ينالها الّا من اختاره اللّٰه وقدّمه و ولاه و حكمه والولاية هى حفظ الثغور و تدبيرالامور وتعديد الايام والشهود

الامام الماء العذب على الظماء والدال علىٰ الهدىٰ

الامام المطهر من الذنوب المطلّع علىٰ الغيوب

الامام هوالشمس الطالعة علىٰ العباد بالانوار فلاتناله الايدى والابصار و اليه الاشارة بقوله تعالىٰ فاللّٰه العزّة ولرسوله وللمومنين والمومنون علىّ وعترته فالعزة للنبىّ وللعترة فلايفترقان فى العزّة الىٰ اخر الدهر فهم راس دائرة الايمان و قطب الوجود وضؤ شمس الشرف ونور قمره والامام هوالسراج الوهّاج والسّبيل والمنهاج والماء الثجاج والبحر العجّاج والبدرالمشرق والغديرالمغدق والمنهج الواضح المسالك والدليل اذا عميت المهالك والسحاب الهاطل والغيث الهامل والبدرالكامل والدليل الفاضل والسماء الظليلة والنعمة الجليلة والبحرالذى لاينزف والشرف الذى لايوصف والعين الغزيره والروضة المطيرة والزهرالاريج والبدرالبهيج والنيّر اللائح والعمل الصالح والمتجرالرابح والمنهج الواضح والطبيب الرفيق والاب الشفيق مفزع العباد فى الدواهى والحاكم والامر والناهى مهيمن اللّٰه على الخلائق وامينه علىٰ الحقائق حجة اللّٰه علىٰ عباده و محجته فى ارضه و بلاده مطهر من الذنوب مطلّع على الغيوب ظاہرامره لايملك و باطنه غيب لايدرك واحد دهره و خليفة اللّٰه فى امره ونهيه لا يوجدله مثيل ولايقوم له بديل فمن ذاينال معرفتنا ويعرف درجتنا اويشهد كرامتنا اويدرك منزلتنا حارت الالباب والعقول و تاهت الافهام اقول تصاغرت العظماء و تقاصرت العلماء و كلت الشعراء و خرست البلغاء ولكنت الخطباء و عجزت الفصحاء و تواضعت الارض والسّماء عن وصف شأن الأولياء و

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

هل يعرف أو يوصف أو يعلم أو يفهم أو يدرك أو يملك شأن من هو نقطة الكائنات و قطب الدائرات و سر الممكنات و شعاع جلال كبرياء و شرف الأرض و السماء جل مقام آل محمّد عن وصف الواصفين ونعت الناعتين وان يقاس بهم احد من العالمين كيف وهم النور الأول والكلمة العلياء والتسمية البيضاء والوحدانيّة الكبرىٰ التى اعرض عنها من ادبر وتولى و حجاب الله الاعظم الاعلىٰ فاين الاخبار من هذا او اين العقول من هذا و من ذا عرف اووصف من وصف ظنّوا ان ذالك فى غير آل محمّد كذبوا وذلت اقدامهم اتّخذالعجل ربّا والشياطين حزباً كل ذالك بغضة لبيت الصفوة ودارالعصمة وحسداً لمعدن الرسالة والحكمة زيّن لهم الشيطان اعمالهم فتبالهم وسحقاً كيف اختار و اماماً جاهلاً عابداً للاصنام حياناً يوم الزحام

والامام يجب ان يكون عالماً لايجهل و شجاعاً لاينكل لايعلوعليه حسب ولايدانيه نسب فهو فى الذروة العليا من قريش والشرف من هاشم والبقية من ابراهيم والنهج من النبع الكريم والنفس من الرسول والرضىٰ من الله والقول عن الله فهو شرف الاشراف والفرع من عبد مناف عالم بالسياسة قائم بالرياسة مفترض الطاعة الىٰ يوم السّاعة اودع الله قلبه سره وانطلق به لسانه فهو معصوم موفق ليس بحيان ولا جاهل فتركوه ياطارق واتبعوا اهوائهم ومن اضلّ ممن اتبع هواه بغير هدى من الله

والامام ياطارق بشر ملكى و روح قدسى و مقام علىّ و نور جلىّ و سرّخفى فهو ملكى الذات الٰهى الصفات زائدالحسنات عالم بالمغيبات خصا من ربّ العالمين و نصّا من الصادق الامين وهذا كلّه لال محمّد لايشاركهم فيه مشارك لانّهم معدن التنزيل و معنى التاويل و خاصة الرب

الجليل و مهبط الامين جبرئيل صفوة الله و سرّه وكلمته شجرة النبوّة و معدن الصفوة حبيب الله ووديعته و موضع كلمة الله و مفتاح حكمته و مصابيح رحمته وينا بيع نعمته السبيل الى الله السلسبيل والقسطاس المستقيم والمنهاج القويم والذكر الحكيم والوجه الكريم والنور القويم اہل التشريف والتقويم والتقديم والتعظيم والتفضيل خلفاء النبى الكريم و انباء الرؤف الرّحيم وامناء العلى العظيم ذرية بعضها من بعض والله سميع عليم السناء الاعظم والطريق الاقوم من عرفهم واخذعنهم فهو منهم واليه الاشارة بقوله و من تبعنى فانه منّى خلقهم الله من نور عظمته ولاهم امر مملكته فهم سرّ الله المخزون واوليائه المقربون وامره(١) بين الكاف والنون الى الله يدعون وعنه يقولون وبامره يعملون علم الانبياء فى علمهم و سرّ الاوصياء فى سرّهم وعزّالاولياء فى عزهم كالقطرة فى البحر اوالذرة فى القفر والسموات والارض عندالامام كيده من راحته يعرف ظاهرها من باطنها و يعلم برّهامن فاجرها و رطبها من يابسها لان الله علم نبيّه علم ماكان ومايكون وورث ذلك السّرالمصون الاوصياء المنتجبون ومن انكر ذلك فهو شقّى ملعون يلعنه الله ويلعنه اللاعنون وكيف يفرض الله علىٰ عباده طاعة من يحجب عنه ملكوت السموات والارض وان الكلمة من آل محمّد تصرف الىٰ سبعين وجها و كلّما فى الذكرالحكيم والكتاب الكريم والكلام القديم مامن آية تذكر فيها العين

(١) علامہ مجلسیؒ نے اس فقرہ کی شرح میں لکھاہے کہ ای هو عجيب امر الله المكنون الذى ظهربين الكاف النون اشارة الى قوله انما امره اذا ارادشياء ان يقول له كن فيكون (بحار ج ٧ ص ٢٦٤) یعنی یہ اللہ کا عجیب پوشیدہ امر ہیں جو کہ اس کے کن کہنے کی وجہ سے ظاہر ہوئے اور کاف ونون سے آیت کی طرف اشارہ ہے اور اللہ کا امر یہ ہے کہ جب وہ کوئی شے چاہتا ہے تو کن کہہ دیتا ہے وہ ہوجاتی ہے۔ان کی خلقت امری کی طرف اشارہ ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

والوجه واليدو الجنب فالمرادمنها ولىّ اللّٰه لانه جنب اللّٰه ووجه اللّٰه يعنى حق اللّٰه وعلم اللّٰه و عين اللّٰه و يداللّٰه فهم لأن ظاهرهم باطن الصفات الظاهرة و باطنهم ظاهر الصفات الباطنة فهم ظاهر الباطن و باطن الظاهر و اليه الأشارة بقوله (أن لله أعين و أيادى و أنا و أنت يا على منها)فهم الجنب العلع و الوجه الرضى والمنهل الروى الصراط السوى والوسيلة الى اللّٰه والوصلة الىٰ عفوه و رفاه فهم سّرالواحد والاحد فلا يقاس بهم من الخلق أحد فهم خاصّة اللّٰه و خالصة و سرّالديان وكلمته و باب الايمان و كعبته و حجة اللّٰه و محجته و اعلام الهدىٰ ورايته و فضل اللّٰه و رحمته و عين اليقين و حقيقته و صراط الحق وعصمته و مبداء الوجود و غايته و قدرة الرب و مشيّته و ام الكتاب و خاتمته و فصل الخطاب و دلالته و خزنته الوحى و حفظته و آيته الذكر و تراجمته و معدن التنزيل ونهايته فهم الكواكب العلويه والانوار العلويته المشرقة من شمس العصمة الفاطمية فى سماء العظمته المحمّدية والاغصان النبوية النابتة فى الدوحة الاحمدية والاسمار الالٰهية المودعة فى الٰهيا كل البشرية والذرية الذكية والعترة الهاشمية المهدية اولئك هم خيرالبرية فهم الائمة الطاهرون والعترة المعصومون والذرية الاكرمون والخلفاء الراشدون والكبراء الصديقون والاوصياء المنتجبون والاسباط المرضيون والهداة المهديون الغرالميامينن من آل طٰه و يٰسين و حجج اللّٰه علىٰ الاولين والأٰخرين واسمهم مكتوب على الاحجار و علىٰ اوراق الاشجار و علىٰ أجنحته الاطيار و على ابواب الجنة والنار و على العرش والافلاك وعلىٰ أجنحة الاملاك و علىٰ حجب الجلال و سرادقات العز والجمال وباسمهم تسبّح الاطيار و تستغفر لشيعتهم الحيتان فى لجج البحار وانّ اللّٰه لم

يخلق احداً الّاواخذ عليه الاقرار بالوحدانيته والولاية الذرية الذكية والبرأة من اعدائه وان العرش لم يستقرحتى كتب عليه باالنور لا اله الّا اللّٰه محمّد رسول اللّٰه على ولى اللّٰه۔

اے طارق امام حجت خدا کلمہ خدا وجہ اللہ اور حجاب الٰہی اور آیت الٰہی ہوتا ہے جس کو اللہ برگزیدہ فرماتا ہے اور اس کے اندر کمالات قدسیہ ودیعت فرماتا ہے جس کی وجہ سے اس کی اطاعت اور ولایت کو تمام مخلوقات پر واجب قرار دیتا ہے اور امامؑ ہی آسمانوں اور زمینوں میں اللہ کا ولی ہوا کرتا ہے اسی امامؑ کے لئے اللہ نے تمام بندوں سے عہد لیا جو اس پر جرات کرے گا گویا کہ وہ خداوند عرش کے ساتھ کفر کا مرتکب ہوگا۔ امامؑ جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کی مشیت اللہ کی مشیت ہوتی ہے اور اس کے بازو پر یہ آیت لکھی جاتی ہے اور کلمہ خداوندی صدق و عدل کے ساتھ تمام ہوا۔ امامؑ ہی پیکر صدق و عدل ہوتا ہے۔ پس اس کے لئے زمین سے آسمان تک نورانی ستون نصب ہوتا ہے جس میں وہ بندوں کے اعمال دیکھتا ہے۔ لباس جلالت زیب تن کرتا ہے' دلوں کے رازوں کو جان لیتا ہے۔ غیب پر مطلع ہوتا ہے۔ مشرق و مغرب کے درمیان دیکھتا ہے اور اس کی نگاہ سے عالم ملک و ملکوت کی کوئی چیز مخفی نہیں ہوتی اور منصب ولایت پر فائز ہونے کے بعد امامؑ کو پرندوں کی زبان کی ''قوت فہم'' عطا کی جاتی ہے اسی کو خدا وحی کے لئے منتخب فرماتا ہے اور اپنے غیب کے لئے برگزیدہ کرتا ہے اور اپنے کلمہ کے ساتھ تائید فرماتا ہے اور اپنے علم و حکمت سے بہرہ ور کرتا ہے اور اس کے دل کو اپنی مشیت کا مرکز قرار دیتا ہے اور اس کی سلطنت کا اعلان کرتا ہے اور اس کی امیری کا اقرار کراتا ہے اور اس کی اطاعت کا حکم دیتا ہے۔ یہ اس لئے ہے چونکہ امامت انبیاء کی میراث ہے۔ اصفیاء کا درجہ ہے۔ اللہ اور اس کے رسولوں کی نیابت ہے۔ عصمت و ولایت ہے' سلطنت و ہدایت ہے اور بروز قیامت بندوں کے میزان (اعمال) کے بھاری ہونے کا سبب ہے۔ امامؑ قصد کرنے والوں کا رہنما اور ہدایت پانے والوں کے لئے منارہ ہدایت ہے۔ چلنے والوں کے لئے راہ راست ہے۔ اہل معرفت کے دلوں میں چمکتا ہوا آفتاب ہے۔ اس کی ولایت سبب نجات ہے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اوراس کی اطاعت زندگی میں فرض اور موت کے بعد توشہ آخرت ہے۔اہل ایمان کی عزت اور اہل عصیان کی شفاعت دوستوں کی نجات پیرکاروں کے لئے کامیابی ہے چونکہ منصب امامت اصل اسلام اورکمال ایمان اورحدودواحکام کی پہچان ہے۔حرام وحلال کی تمیز ہے۔

پس امامت ایسارتبہ ہے جس کواللہ کا برگزیدہ ہی پاسکتا ہے جس کوخدا نے مقدم قرار دیا ہووالی وحاکم بنایا ہو'ولایت سرحدوں کی حفاظت امور کی تدبیر ہے اور دنوں اور مہینوں کا نظم ونسق ہے۔امامؑ پیاس میں سرد پانی کی مثل ہے۔ہدایت حاصل کرنے کے لئے رہنما ہے۔امامؑ گناہوں سے پاکیزہ غیبوں پر مطلع ہونے والا ہے۔امامؑ بندوں پرنورانی شعاعوں کے ساتھ چمکتا ہوا آفتاب ہے۔جس پر نہ ہاتھ کی رسائی ہوسکتی ہے نہ آنکھ کی۔اسی کی طرف اللہ نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے کہ عزت اللہ'رسول اور مومنین کے لئے ہے۔پس مومنین سے مراد علیؑ اوران کی عترت ہیں۔عزت نبیؐ اور آل نبیؑ کا ورثہ ہے جوان سے انتہاءزمانہ تک جدانہیں ہوسکتا۔یہی دائرہ ایمان کی اصل اور وجود کائنات کا دارومدار ہے۔سخا وجود کے فلک دوار وجودموجود کے عزّ وافتخار ہیں۔آسمان شرافت کے آفتاب کی روشنی اورفلک شرف کے مہتاب کا نورمجبور ہیں۔عزت ومجد کی اصل و ابتداءمعنی دنیا ہیں امامؑ ہی وجود کائنات کونور بخشنے والا روشن چراغ کشادہ راستہ اور چھلکتا ہوا آب حیات اور بحر بیکراں ہے۔

امامؑ تابندہ ماہتاب اورلبریز چشمہ کشادہ راستہ ہلاکت کے تنگ وتاریک راستوں میں رہنما' برستا ہوابادل پانی برسانے والی بارش' چودھویں کا چاند'بلند پایہ راہبر سایہ کرنے والا آسمان جلیل القدرنعمت اورکم نہ ہونے والاسمندر ہے۔امامؑ بے مثال شرف ہے اور پانی سے لبریز چشمہ اور ہرا بھرا باغ مہکتا ہوا پھول خوشنما چانداورروشن ستارہ ہے اور نیک عمل اور نفع بخش تجارت واضح راستہ مہربان طبیب اورشفقت کرنے والا باپ ہے۔زبردست مصائب ہیں۔بندوں کی جائے پناہ ہے اوراور برائیوں سے منع کرنے والا اورمخلوقات پراللہ کا نگہبان حقائق پراس کا امانتدار ہے اور بندوں پراس کی حجت اورزمین اوراس پر بسنے والے شہروں میں امامؑ راہ حق ہے جو کہ گناہوں سے پاک اورغیب پر مطلع ہے۔اس کے ظاہری منصب پر قابو پانا مشکل ہے اور باطنی منصب کا

ادراک کرنا ناممکن ہے۔امامؑ اپنے زمانے کا عدیم المثال شخص ہے اوراللہ کے احکام امرونہی میں اس کا نائب ہے جس کا مماثل اورنعم البدل نہیں مل سکتا۔کسی کی مجال ہے جو ہماری معرفت (کی بلندی) پاسکے اور ہمارے درجے کومعلوم کرسکے۔ہمارا رتبہ دیکھ سکے۔ہماری قدرومنزلت کا ادراک کرسکے۔عقلیں حیران ودانایاں پریشاں ہوگئے اور میرے بیان کردہ حقائق کونہ پاسکیں صاحبان عظمت پست ہوگئے علماءقاصر ہوگئے شعراء کی زبانیں گنگ ہوگئیں' خطیبوں نے جواب دے دیا۔فصیح عاجز آ گئے' زمین وآسمان جھک گئے مگرآل محمدؐ کا مقام بیان کرنے والوں کے بیان سے کہیں بلندوبالا ہے کائنات میں کسی مخلوق پران کا قیاس نہیں ہوسکتا ہے جب کہ یہ کلمہ علیا روشن نام اوروحدانیت کبریٰ ہیں جن سے روگردانی کرنے والاحق سے اعراض کرنے والا ہے۔یہ حجاب اکبرالٰہی ہیں پس اس مرتبہ کولوگوں کے اختیار میں کیوں کردیا جاسکتا ہے عقلیں اس کوکہاں پاسکتی ہیں۔ان کی وصف ومعرفت کس کے بس کا روگ ہے بلکہ ان کے وصف کرنے والے کی وصف بھی ان کے اختیار سے باہر ہے۔انہوں نے گمان کرلیا کہ امامت غیرآل محمدؐ میں ہے۔انہوں نے غلط سمجھا جھوٹ بولا ان کے قدم ڈگمگا گئے۔انہوں نے بچھڑے کورب سمجھ لیا' شیطانوں کوگروہ حق خیال کرلیا۔یہ سب کچھ معدن رسالتؐ وحکمت پر حسد کرتے ہوئے اور برگزیدہ خانوادۂ عصمت سے بغض رکھتے ہوئے کیا گیا۔شیطان نے ان کے اعمال کوزینت دی ان کے لئے ہلاکت و پھٹکار ہوکس طرح جاہل کورہبر مان لیا جوکہ بت پرست اور میدان کارزار میں بزدل ہے۔امامؑ کے لئے توضروری ہے عالم ہو جاہل نہ ہو'بہادر ہو ڈرپوک نہ ہو' کوئی حسب اس کے حسب سے بلند نہ ہو' کوئی نسب اس کے نسب سے مقابلہ نہ کرتا ہو۔وہ قریش کے بلندتر خاندان میں سے ہوتا ہے۔بنی ہاشم میں سے زیادہ صاحب شرف ہوتا ہے۔ابراہیمؑ کی نسل سے کریم الاصل گھرانے کا عالی مرتبہ شخص ہوتا ہے جوکہ نفس رسول اللہ کا برگزیدہ جس کا قول قول خدا ہوتا ہے اورتمام شرفاء سے زیادہ صاحب شرف ووقار ہوتا ہے۔بنی عبدمناف کی شاخ میں سے ہوتا ہے جوکہ قوانین سیاست کا جاننے والا ریاست کوقوم کرنے والا اورقیامت تک مفترض الطاعۃ ہے جس کے ولی میں اللہ نے اپنا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رازرکھا ہوتا ہے۔اس راز کی وجہ سے اس زبان کو کشادہ کر دیا ہے۔امامؑ توفیق یافتہ صاحب عصمت ہے بزدل اور جاہل نہیں ہوتا۔اے طارق ان صفات کے حامل امامؑ کو ان لوگوں نے ترک کر دیا اور اپنی خواہشات کی پیروی کی اور جس نے بلاہدایت خواہش کی پیروی کی اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہو گا۔اے طارق امام فرشتہ بصورت بشر روح قدسی مقام اعلیٰ اور نور جلی اور سرخفی کا مالک ہوتا ہے جو کہ ملکی الذات الٰہی الصفات زائد الحسنات ہوتا ہے۔غیوب کا عالم ہوتا ہے۔یہ خصوصیت اس کو اللہ کی طرف سے حاصل ہوتی ہے اور صادق امین کی جانب سے بطور نص ہوتی ہے۔یہ تمام صفات آل محمدؐ کے ہیں۔ان کے اندر کوئی شرکت نہیں رکھتا۔چونکہ یہ معدن تنزیل اور معنی تاویل اور خواص رب جلیل اور مقام نزول جبرئیل ہیں۔اللہ کے برگزیدہ اور اس کے راز اس کا کلمہ نبوت کا یہ معدن صفوت جنب اللہ اور امانت خدا اس کے کلمہ کا مقام اور حکمت کی کنجیاں اس کی رحمت کے چراغ اور اس کی نعمتوں کے چشمے اور اللہ کی جانب راستے اور قسطاس مستقیم راہ قویم اور ذکر حکیم وجہ کریم نور قدیم ہیں۔اہل شرف وتقدیم صاحبان وقار وتعظیم خلفاء نبی کریم اور اس مہربان وشفیق رسولؐ کے لخت جگر اور اللہ کے امین ہیں جو بعض بعض کی اولاد ہیں اور اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔وہ بلند مرتبہ سیدھا راستہ ہیں جس نے ان کو پہچانا اور ان سے کچھ حاصل کیا وہ انہیں میں سے ہے۔آیت مذکورہ میں اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ جس نے میری پیروی کی وہ مجھ سے ہے۔ان کو اللہ نے اپنے نور عظمت سے خلق فرمایا اور اپنی مملکت کا والی بنایا وہ اللہ کا پوشیدہ راز ہیں اور اس کے مقرب اولیاء ہیں اور کاف ونون کے درمیان اس کا امر ہیں۔اس کی طرف بلاتے ہیں۔اسی کی طرف سے کہتے ہیں اور اسی کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ان کے علم کے مقابلہ میں انبیاء کا علم ان کے راز کے مقابلہ میں اوصیاء کے راز ان کی عزت کے مقابلہ میں اولیاء کی عزت اس طرح ہے جس طرح کہ سمندر (کے مقابلہ) میں ایک قطرہ اور صحراء میں ایک ذرہ۔آسمان وزمین امامؑ کے آگے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ہے۔امامؑ ہر خشک وتر نیک وبد کو جانتا ہے اور پہچانتا ہے۔چونکہ اللہ نے اپنے نبی کو علم ما کان و ما یکون عطا فرمایا اور اس محفوظ راز کے وارث برگزیدہ اوصیاء قرار پائے جو اس کا انکار کرے گا وہ ملعون بدبخت ہے اس پر اللہ کی لعنت اور لعنت کرنے والوں کی لعنت پڑے گی۔یہ

کس طرح ہو سکتا ہے کہ خدا کسی کو بندوں پر مفترض الطاعۃ بنائے اور اس سے ملکوت السمٰوٰت والارض کو پوشیدہ رکھے۔آل محمدؐ کا کلام ستر وجھوں پر پھرتا ہے جب ذکر حکیم کتاب کریم کلام قدیم میں کسی آیت کے اندر عین، وجہ، جنب کا ذکر ہو تو اس سے مراد ولی اللہ ہے چونکہ وہ جنب اللہ وجہ اللہ یعنی حق خدا علم خدا عین اللہ اور یداللہ ہے۔آل محمدؐ ہی جنب علی اور وجہ رضی اور سیراب کنندہ چشمہ اور راہ راست اور اللہ کی طرف جانے کا وسیلہ ہیں۔اس کی مغفرت ورضا تک رسائی حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔یہی واحد و أحــــد کے راز ہیں۔مخلوق پر ان میں سے کسی کا قیاس نہیں ہو سکتا۔یہ خاصان خدا اور اس کے مخلص بندے جزاء دینے والے خدا کے راز اس کا کلمہ اور باب ایمان اور کعبہ ایمان ہیں اور اللہ کی حجت اور اس کے راستے ہدایت کے جھنڈے اللہ کے فضل و رحمت (کے مرکز) عین الیقین اور حقیقت یقین حق کے راستے اور اس کی حفاظت (کرنے والے) ہیں اور آئمہؑ ہی وجود کی ابتداء وانتہا رب کی قدرت ومشیت ام الکتاب اور خاتمۃ الکتاب اور فصل الخطاب اور اس کے رہنما ہیں اور وحی کے خزانے ہیں۔قرآن کی آیت اور اس کے ترجمان ہیں۔تنزیل کے مخزن اور اس کی انتہا ہیں۔یہ عصمت فاطمہؑ کے سورج کی کرنیں ہیں اور عظمت محمدیہؐ کے فلک پر چمکتے ہوئے بلند ستارے اور تابندہ نور ہیں۔شجر احمدیؐ پر اگنے والی محمدیؐ شاخیں ہیں اور انسانی اجسام میں رکھے ہوئے اسرار الٰہیہ میں ذریت طاہرہؑ عترۃ ہاشمیہ مہدیہ ہیں۔یہی مخلوقات میں سب سے برتر ہیں۔یہی آئمہ طاہرینؑ اور عترت معصومینؑ اور ذریت اکرمین اور خلفاء راشدین اور اکابر صدیقین ہیں۔یہی برگزیدہ اوصیاء پسندیدہ اسباط اور ہدایت یافتہ ہادیان دین ہیں اور آل طٰہٰ ویٰس میں سے نورانی جبین والی ہستیاں ہیں اور اولین وآخرین پر حجت خدا ہیں۔ان کا نام پتھروں، درختوں کے پتوں، پرندوں کے پروں اور جنت کے دروازوں پر لکھا ہوا ہے۔نیز عرش وافلاک پر فرشتوں کے پروں پر جلالت کے حجابوں پر عزوجمال کے پردوں پر مرقوم ہے۔ان ہی کے اسماء کے ساتھ پرندے تسبیح پڑھتے ہیں، ان کے شیعوں کے لئے مچھلیاں سمندروں کی گہرائیوں میں استغفار کرتی ہیں۔خدا نے ہر مخلوق سے اپنی وحدانیت اور آل محمدؐ کی ولایت اور

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اقرار لیا اور عرش اس وقت تک برقرار نہ ہوا جب تک کہ اس پر اللہ کی وحدانیت اور محمدؐ کی نبوت اور حیدر کرارؑ کی ولایت کا کلمہ طیبہ نہ لکھا گیا۔

تمت بالخیر

وہ کتب جن کے حوالہ جات پیش کئے گئے ہیں

(۱) القرآن الحکیم (مع تفسیر مقبول) کتاب اللہ العزیز۔ طبع اول لاہور

(۲) تفسیر قمی۔ ابوالحسن علی بن ابراہیم قمی متوفی ۳۳۲ھ طبع ایران

(۳) تفسیر عیاشی۔ محمد بن مسعود عیاشی سمرقندی متوفی ۳۰۰ھ طبع نجف

(۴) تفسیر محمد بن عباس۔ محمد بن عباس بن ماہیارؒ معاصر کلینی

(۵) تفسیر الامام۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام مترجم طبع لاہور

(۶) تفسیر فرات۔ فرات بن ابراہیم کوفی معاصر برقی۔ طبع ایران

(۷) تاویل الایات الباہرۃ۔ شرف الدین علی النجفی متوفی ۹۳۷

(۸) مرآۃ الانوار۔ مرزا ابوالحسن الشریف متوفی ۱۱۴۰ھ طبع تہران

(۹) تفسیر برہان۔ سید ہاشم بن سلیمان بحرینی متوفی ۱۱۰۶۔ طبع ایران

(۱۰) تفسیر صافی۔ محسن فیض کاشانی متوفی ۱۰۹۱ طبع ایران

(۱۱) تفسیر منہج الصادقین۔ مرزا فتح اللہ کاشانی ۸ ج طبع ایران

(۱۲) خلاصۃ المنہج۔ علامہ مرزا فتح اللہ کاشانی۔ قلمی نسخہ

(۱۳) تفسیر لوامع التنزیل۔ سید علی بن ابی القاسم حائری۔ طبع لاہور

(۱۴) اصول کافی۔ محمد بن یعقوب کلینیؒ متوفی ۳۲۹ھ طبع لکھنؤ

(۱۵) فروغ کافی۔ محمد بن یعقوب کلینیؒ متوفی ۳۲۹ھ طبع لکھنؤ

(۱۶) روضۃ الکافی۔ محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ طبع لکھنؤ

(۱۷) شرح اصول کافی۔ خلیل بن محمد قزوینی متوفی ۱۱۰۰ طبع لکھنؤ

(۱۸) شرح اصول کافی۔ علامہ محمد صالح مازندرانی۔ طبع ایران

(۱۹) شرح اصول کافی۔ محمد باقر بن محمد تقی مجلسیؒ م ۱۱۱۱ھ طبع ایران

(۲۰) بصائر الدرجات۔ محمد بن حسن بن فروخ متوفی ۲۹۰ھ طبع ایران

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۲۱)مختصر بصائر الدرجات۔سعد بن عبداللہ قمیؒ متوفی ۳۰۱ھ طبع نجف

(۲۲)کتاب الاکمال۔محمد بن بابویہ قمیؒ متوفی ۳۸۰ھ طبع ایران

(۲۳)الخصال۔محمد بن بابویہ قمیؒ متوفی طبع ایران

(۲۴)التوحید۔محمد بن بابویہ قمیؒ طبع بمبئی

(۲۵)عیون اخبار الرضا للصدوقؒ طبع ایران

(۲۶)الارشاد۔محمد بن محمد المعروف بالشیخ المفید م ۴۱۳ھ طبع نجف

(۲۷)اوائل المقالات۔شیخ مفیدؒ طبع قم

(۲۸)مناسک المشاہد

(۲۹)الخرائج والجرائح۔قطب الدین سعید بن ہبۃ اللہ متوفی ۵۷۳ھ طبع ایران

(۳۰)مناقب آل ابی طالب۔محمد بن شہر آشوب مازندرانی م ۵۸۸ھ طبع بمبئی

(۳۱)الاحتجاج۔ابو منصور احمد بن علی طبرسیؒ م ۵۴۰ھ طبع نجف

(۳۲)کتاب الغیبۃ۔ابو جعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۰ھ طبع تبریز

(۳۳)تہذیب الاحکام للطوسیؒ طبع نجف

(۳۴)کتاب العدۃ فی علم الاصول

(۳۵)الامالی۔محمد بن محمد الشیخ مفیدؒ م ۴۱۳ھ طبع نجف

(۳۶)الامالی۔شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسیؒ م ۴۶ھ طبع نجف

(۳۷)کنز الفوائد۔ابوالفتح محمد بن عثمان کراجکی م ۴۴۹ھ طبع ایران

(۳۸)الاستنصار۔للکراجی ایضاً......طبع نجف

(۳۹)مقتضب الاثر۔محمد بن عیاش جوہری م ۴۰۱ھ طبع نجف

(۴۰)معرفۃ الرجال۔ابو عمرو محمد بن عبدالعزیز کشی۔طبع بمبئی

(۴۱)معرفۃ الرجال۔احمد بن علی عباس نجاشی۔طبع بمبئی

(۴۲)الفہرست۔شیخ الطائفہ م ۴۶۰ھ طبع نجف

(۴۳)خلاصۃ الاقوال۔یوسف بن مطہر حلیؒ م ۷۲۶ھ طبع ایران

(۴۴)المختصر۔حسن بن سلیمان حلی م ۸۰۲ طبع نجف

(۴۵)البلد الامین۔ابراہیم بن محمد الکفعمی م ۹۰۵ھ طبع ایران

(۴۶)المنتخب فی المراثی والخطب لابن طریح نجفی م ۱۰۸۵ طبع بمبئی

(۴۷)مجمع البحرین ومطلع النیرین......طبع ایران

(۴۸)امل الامل۔محمد بن حسن حر عاملی م ۱۱۰۴ طبع ایران

(۴۹)الجواہر السنیۃ فی الاحادیث القدسیہ......طبع ایران

(۵۰)مدینۃ المعاجز ہاشم بن سلیمان بحرینیؒ م ۱۱۰۶ھ طبع ایران

(۵۱)معالم الزلفی فی معارف النشأۃ الاولیٰ والاخریٰ طبع ایران

(۵۲)نزہۃ الابرار فی ذکر الجنۃ والنار وغایۃ المرام وتبصرۃ الولی طبع ایران

(۵۳)مشارق انوار الیقین۔رضی الدین رجب البرسی م ۸۰۲ھ طبع بمبئی

(۵۴)الانوار النعمانیۃ۔سید نعمۃ اللہ جزائریؒ م ۱۱۱۲ھ طبع ایران

(۵۵)بحار الانوار مکمل ۲۵ جلد۔محمد باقر مجلسیؒ م ۱۱۱۱ھ طبع کمپانی

(۵۶)حیوٰۃ القلوب ۳ جلد۔محمد باقر مجلسیؒ طبع لکھنؤ

(۵۷)رسالہ لیلیہ......ایضاً طبع ایران

(۵۸)حق الیقین۔ایضاً طبع ایران

(۵۹)الوجیزۃ فی علم الرجال۔علامہ مجلسیؒ طبع ایران

(۶۰)الوجیزۃ فی اصول الحدیث۔بہاء الدین عاملیؒ طبع ایران

(۶۱)خلیفۃ المتقین۔علامہ مجلسیؒ م ۱۱۱۱ھ طبع ایران

(۶۲)الاربعین۔علامہ مجلسیؒ طبع ایران

(۶۳)کشف الغمہ ابوالحسن علی بن عیسیٰ اربلی م ۶۹۲ھ طبع ایران

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۶۴) مصابیح الانوار عبداللہ شبر کاظمی م ۱۲۴۲ھ طبع نجف
(۶۵) جلاء العیون ...... طبع ایران
(۶۶) احقاق الحق۔ سید نور اللہ المرعشی الشہید م ۱۰۱۹ طبع قم جدید
(۶۷) روضۃ الواعظین۔ محمد بن علی بن احمد نیشاپوری م طبع نجف
(۶۸) کتاب الروضۃ۔ شاذان بن جبرئیل قمی م طبع ایران
(۶۹) معانی الاخبار۔ شیخ صدوق متوفی ۳۸۰ھ طبع ایران
(۷۰) شرح نہج البلاغۃ۔ مرزا حبیب اللہ خوئیؒ طبع ایران
(۷۱) نفس الرحمان۔ مرزا حسین نوری م ۱۳۲۰ طبع تہران
(۷۲) النجم الثاقب۔ مرزا حسین نوری طبع قم
(۷۳) جنۃ الماویٰ وفیض قدسی علامہ نوری طبع کمپانی
(۷۴) الدمعۃ الساکبہ ۳ جلد۔ محمد باقر شوستری طبع ایران
(۷۵) الدمعۃ الساکبہ ج ۴۔ محمد باقر شوستری مخطوط
(۷۶) کبریت احمر۔ محمد باقر القائنی شاگرد محدث نوری طبع ایران
(۷۷) مجالس المتقین۔ محمد تقی برغانی شہید ۱۲۶۳ھ طبع ایران
(۷۸) روضات الجنات۔ محمد باقر خوانساریؒ طبع ایران
(۷۹) جامع الرواۃ۔ احمد بن محمد اردبیلی شاگرد مجلسیؒ طبع ایران
(۸۰) منتہی المقال فی علم الرجال۔ ابو علی حائریؒ طبع ایران
(۸۱) تعلیقات رجال۔ استرآبادی محمد باقر بہبہانیؒ طبع ایران
(۸۲) تنقیح المقال۔ عبداللہ القامقانی طبع نجف
(۸۳) الذریعۃ فی تصانیف الشیعہ۔ بزرگ طہرانی طبع ایران
(۸۴) الکنی والالقاب عباس قمی م ۱۳۵۹ھ طبع صیدا
(۸۵) فوائد رضویہ۔ علامہ عباس قمی طبع قم

(۸۶) مفاتیح الجنان۔ شیخ عباس قمی طبع تہران
(۸۷) سفینۃ البحار ومدینۃ الحکم والآثار۔ محدث قمی طبع نجف
(۸۸) نفس المہموم فی مصائب الامام المظلوم طبع نجف
(۸۹) تذکرۃ الائمہ۔ محمد باقر اللاھجی ......
(۹۰) مجموع الرائق۔ ہبۃ اللہ بن حسن موسویؒ م ۷۰۳ھ ......
(۹۱) درر المطالب۔ ولی اللہ بن نعمۃ اللہ حائریؒ ......
(۹۲) کتاب المحاسن۔ احمد بن محمد بن خالد برقی م ۲۷۵ھ ......
(۹۳) الہدایۃ۔ حسین بن حمدان حضینی م ۳۸۵ھ ......
(۹۴) کنز جامع الفوائد۔ علم بن سیف بن منصور م ۷۰۳ھ ......
(۹۵) کامل الزیارۃ ابوالقاسم جعفر بن قولویہ قمی طبع ایران
(۹۶) سعد السعود۔ سید علی بن طاؤس حلی م ......
(۹۷) تحف العقول۔ حسن بن علی بن شعبہ حلی م ۳۷۵ھ طبع ایران
(۹۸) کتاب الواحدۃ۔ ابوالحسن حسن بن محمد بن جمہور معاصر صفار ......
(۹۹) القطرۃ من مناقب النبی والعترۃ ۲ جلد۔ احمد مستنبط طبع نجف
(۱۰۰) انوار علویہ۔ جعفر بن محمد نقدی نجفی طبع نجف
(۱۰۱) المقتل۔ عبدالرزاق المقرم النجفی طبع نجف
(۱۰۲) حقائق الاسرار۔ تبریزی طبع ایران
(۱۰۳) الشمس المطالعہ۔ احمد بن محمد طبیب زادہ اصفہانی طبع اصفہان
(۱۰۴) کفایۃ الموحدین۔ اسماعیل نوری طبع قم
(۱۰۵) اکسیر العبادات۔ آقای دربندی طبع ایران
(۱۰۶) تحفۃ الزائر۔ علامہ مجلسیؒ م ۱۱۱۰ھ طبع ایران

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۱۰۷) جامع للعارف والاحکام۔عبداللہ شبر م ۱۲۴۶......

(۱۰۸) الآیات البینات۔محمد حسین آل کاشف الغطاء طبع نجف

(۱۰۹) توضیح المقال فی علم الرجال۔علی الکنی طبع ایران

(۱۱۰) شرح وجیزۃ البہائی۔صدرالدین عاملی طبع ہند

(۱۱۱) عنایات رضویہ۔محمد تقی اصفہانی طبع ایران

(۱۱۲) طوالع الانوار۔سید محمد مہدی تنکابنی طبع ایران

(۱۱۳) انوار المواہب۔علی اکبر نہاوندی طبع ایران

(۱۱۴) اعیان الشیعہ۔سید محسن الامین عاملی طبع صیدا

(۱۱۵) الغدیر فی الکتاب والسنۃ۔عبدالحسین احمد الامینی طبع تہران ونجف

(۱۱۶) لئالی الاخبار۔محمد بنی تو سیرگانی طبع ایران

(۱۱۷) ارشاد القلوب۔ابوالحسن حسن بن محمد دیلمی طبع نجف

(۱۱۸) المجالس السنیہ۔محسن الامین ج ۵ طبع نجف

(۱۱۹) عبقات الانوار۔حامد حسین نیشاپوری م ۱۳۰۶ھ طبع لکھنؤ

(۱۲۰) حدیقہ سلطانیہ۔حسین بن غفران مآب طبع لکھنؤ

(۱۲۱) فہرست ابن ندیم بغدادی متوفی ۳۳۲ھ طبع مصر

(۱۲۲) منار الہدیٰ۔شیخ عبداللہ بحرانی طبع بمبئی

(۱۲۳) نفائس الاخبار۔ابوالقاسم حائری طبع ایران

(۱۲۴) الاختصاص۔شیخ مفیدؒ م ۴۱۳ھ طبع ایران

(۱۲۵) مجالس المواعظ۔عبدالعلی السابقی م ۱۳۸۳ھ......مخطوط

(۱۲۶) مزامیر الاولیاء۔محمد باقر کنخوی اصفہانی طبع ایران

(۱۲۷) حیاۃ امام موسیٰ کاظمؑ۔استاد محمد باقر القرشی طبع نجف

(۱۲۸) کتاب النہایہ۔علامہ ابن مطہر حلی......

(۱۲۹) مجالس المومنین۔نوراللہ شوستری م ۱۰۱۹ھ طبع ایران

(۱۳۰) تاریخ الکوفہ۔حسین بن احمد براقی م ۱۳۳۲ھ طبع نجف

(۱۳۱) منہاج نہج البلاغہ۔سبط حسن ہنوی طبع کھجوہ

(۱۳۲) معالم الاصول۔حسن بن زین الدین طبع ایران

(۱۳۳) کتاب المجلی۔ابن جمہور الاحسائی......

(۱۳۴) کلیات ابوالبقاء عکبری......

(۱۳۵) دلائل الامامہ۔ابن جریر طبری......

(۱۳۶) بوار الفالین۔سید محمد مہدی قزوینی طبع بمبئی

(۱۳۷) لمعۃ الانوار۔مولانا حسین بخش صاحب طبع لاہور

(۱۳۸) احسن الفوائد۔مولانا محمد حسین صاحب طبع سرگودھا

(۱۳۹) اصول الشریعہ۔مولانا محمد حسین صاحب طبع سرگودھا

(۱۴۰) تاریخ ابن عساکر دمشقی طبع بولاق

(۱۴۱) ینابیع المودۃ قندوزی طبع آستانہ

(۱۴۲) انوار محمدیہ۔یوسف نبہانی طبع مصر

(۱۴۳) مدارج النبوۃ۔عبدالحق دہلوی طبع ہند

(۱۴۴) مسند احمد بن حنبل ج ۵ طبع مصر

(۱۴۵) الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ طبع مصر

(۱۴۶) شرح ابن ابی حدید معتزلی طبع مصر

(۱۴۷) مروج الذہب۔امام مسعودی م ۳۳۵ طبع مصر

(۱۴۸) صحیح مسلم ج ۲ شرح نووی طبع لکھنؤ

(۱۴۹) من کنت مولاہ الخ۔عبدالمنعم کاظمی طبع بغداد

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۱۵۰)شبہاۓ پشاور۔ترجمہ محمد باقر نقوی طبع پاکستانی
(۱۵۱)العیون والمحاسن۔شیخ مفیدؒ......
(۱۵۲)المنجد۔الاب لویس معلوف طبع جدید بیروت

وغیرها من الکتب والمجلات والرسائل
التی یطول المقام بذکرها

مقالات السابقی اعلی اللہ مقامہ

یہ تشیّع نہیں، میں نہیں مانتا

از:۔ علامہ محمد حسنین سابقی (اعلیٰ اللہ مقامہ)

جن کی خلقت مُقدم ہو ہر چیز پر　　جن کے انوار سے ہوں یہ شمس وقمر
جن کے صدقے میں پیدا ہو نوعِ بشر　　اِن کو میں مان لوں مِثل زید و بکر
یہ تشیّع نہیں میں نہیں مانتا
اِس عقیدہ کو میں حق نہیں مانتا

جِس عقیدہ میں مجبور معصومؑ ہوں　　عِلم وہبی سے بالکل ہی محروم ہوں
جِن کو احکام ''غیروں'' سے معلوم ہوں　　وہ جو ہر پل فرشتوں کے محکوم ہوں
یہ تشیّع نہیں میں نہیں مانتا
اِس عقیدہ کو میں حق نہیں مانتا

'اَلمدد یا علیؑ'' سُن کے جلنے لگے　　''خالصی'' کا جو لاوا اُگلنے لگے
اُلٹی تاویل پر جو مچلنے لگے　　مِثل ''اِبلیس'' پہلو بدلنے لگے
ایسے شیطان کو میں نہیں مانتا
یہ تشیّع نہیں میں نہیں مانتا

جو یہ کہتا ہے معصومؑ مجبور ہے　　مُعجزہ بھی دکھانے سے معذور ہے
جو یہ کہتا ہے کہ ہر ''بشر'' نُور ہے　　ایسا ''مُلّا'' تشیّع ہی سے دُور ہے
یہ تشیّع نہیں میں نہیں مانتا
اِس عقیدہ کو میں حق نہیں مانتا

بس یہ کافی ''خمینی'' کا فرمان ہے　　میرا آقاؑ ہی ''تکوین'' کا سلطان ہے
یہ حقیقت ہی بنیاد ایمان ہے　　اُس کا منکر مقصّر ہے شیطان ہے
جو نہیں مانتا، جو نہیں جانتا
اُس کو مومن ہی میں تو نہیں مانتا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas